هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝

اور اے محمدؐ خدا کا قانون پھر یاد دلاؤ کیونکہ یہ یاد دلانا
اس قوم کو جو اس پر یقین کر کے عامل ہو جائیگی اس دنیا میں
سربلند کر دے گا :۔ القرآن، سورۃ التوبۃ ۹:۳۳

ترتیب نزول وحی کے عین مطابق

سیرۃ النبی ﷺ

بے بہا تکملہ وتتمہ

۱۳۸۶ھ

مطبوعہ

قرآن حکیم کی تعلیم پر آخری لفظ

علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر التذکرہ پبلیکیشنز
المشرقی ہاؤس 34۔ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔54600

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

اور اے محمدؐ خدا کا قانون پھر یاد دلا دو کیونکہ یہ یاد دلانا
اِس قوم کو جو اس پر یقین کرکے عامل ہو جائیگی اس دُنیا میں
سر بُلند کردے گا :۔ القرآن، سورۃ التوبۃ ۹ : ۳۳

ترتیب نزولِ وحی کے عین مطابق

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بے بہا تکملہ وتتمہ

مجلد دوم

۱۳۸۶ھ

قرآنِ حکیم کی تعلیم پر آخری لفظ

علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر: التذکرہ پبلیکیشنز
المشرقی ھاؤس 34۔ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔54600
فون نمبرز: 7555251☆07535116 فیکس: 042-7587394

Marfat.com

297.992
ت 28 ج
۹۲۳۷۰

تمام حقوق تصنیف وطبع وترجمہ حسب ضابطہ پبلشر محفوظ ہیں

کتاب	تکملہ (سیرت النبیؐ)
مجلد	دوم
مصنف	حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ
مطبوعہ (پہلی بار)	1960ء
طباعت (موجودہ)	یکم مئی 2001ء
پبلشر	حمید الدین احمد المشرقی
	(پروپرائیٹر التذکرہ پبلی کیشنز)
مطبع	رفاعی پرنٹرز، ریٹی گن روڈ، لاہور
ڈسٹری بیوٹرز	التذکرہ پبلی کیشنز 34۔ ذیلدار روڈ،
	اچھرہ لاہور۔ 54600
سائز	20 x 30 / 8
ضخامت	392 صفحات
ہدیہ	300 روپے

التذکرہ پبلی کیشنز
المشرقی ہاؤس
۳۴۔ ذیلدار روڈ، اچھرہ
لاہور

فون نمبرز: 7555251☆7535116 O فیکس 042-7587394

Marfat.com

ترتیب

تکملہ (سیرت النبیؐ) جلد دوم ------------ مصنف : حضرت علامہ مشرقیؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	انر ٹائٹل -------- تکملہ جلد دوم	1
-2	پرنٹ لائن	2
-3	ترتیب -------- تکملہ دوم	3
-4	اے ایمان والو! یاد رکھو	4
-5	بسم اللہ الرحمان الرحیم -------- اشعار (شبستان نبی ﷺ)	5
-6	التعارف ---- حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ	6
-7	سکیچ علامہ مشرقیؒ ------ اشعار (فتنہ حق)	7
-8	علامہ مشرقیؒ کی تہلکہ مچا دینے والی تصانیف (مختصر تعارف)	8-13
-9	یاد رکھو! فرقہ بندی اور پارٹی بازی شرک ہے	14
-10	علامہ مشرقیؒ نے دنیا کو کیا دیا؟ ● لیفٹیننٹ کرنل (ر) ڈاکٹر محمد ایوب خان	15-21
-11	تذکرہ کا تعارف	22
-12	حرف آغاز ● انجینئر حمید الدین احمد المشرقی	23-26
-13	فہرست مضامین ----- تکملہ دوم	27-38
-14	تقریر کی تصویر ● حسن نثار	39-40
-15	تمہید تکملہ (سیرت النبی ﷺ) جلد دوم	41-44
-16	اصل کتاب تکملہ دوم۔ مصنف علامہ مشرقیؒ	45-388
-17	امی کے لفظ کی قرآنی تشریح!	389
-18	ترتیب نزول سورت ہائے قرآنی	390
-19	تکملہ اول و دوم کے تاریخی حصہ کی قید کے 35 دنوں میں تصنیف کی تاریخ اور سرگذشت	391
-20	"حدیث القرآن" کا تعارف	392

Marfat.com

و ذکر فان الذکری تنفع المومنین ۝ (۵۱ : ۵۵)

اور اے محمدؐ! خدا کا قانون پھر یاد دلا دو کیونکہ یہ یاد دلانا لا محالہ اس قوم کو جو اس پر یقین کر کے عامل ہو جائے گی اس دنیا میں سر بلند کر دے گا۔ (قرآن حکیم)

اے ایمان والو!

یاد رکھو!!

- اسوہ رسولؐ صرف سپاہیانہ زندگی ہے۔
- رسولؐ خدا جس طرح کا مومن بنا کر گئے وہی مومن ہو سکتا ہے۔
- حضرت محمدؐ کی سچائی پر یقین ہی مسلمانوں کو غالب کر تا رہا۔
- نبیؐ کی بے لوث ذاتی زندگی نے قرن اول کے بے مثال مسلمان پیدا کئے۔
- رسول اکرمؐ تمام بنی نوع انسان کی طرف ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔
- روئے زمین کے تختے پر حضرت محمدؐ جیسا عظیم ترین انسان پیدا نہیں ہوا۔
- اسوہ رسولؐ کی پیروی کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔
- رسول کریم ﷺ خوش خلق تھے تم بھی ہر مسلمان سے رواداری محبت رکھو۔
- نمونہ اخلاق محمدیؐ بنو۔
- دین اسلام وہی ہے جو پیغمبرؐ خدا آسمان سے لائے تھے۔ اس کے سوا کوئی دین اسلام نہیں۔ اس دین پر چلنے کا نتیجہ یہ تھا کہ چند برس کے اندر اندر عاجز اور بیکس مسلمانوں نے فتح مکہ کر لیا اور رسولؐ خدا کے بعد خلفائے راشدینؓ دنیا کے ایک بڑے سے بڑے حصے پر اپنے دست و بازو کے زور سے چھا گئے۔ آج جو اسلام یہ پیدا نہ کرے وہ ہر گز اسلام نہیں۔
- اب غور کرو کہ قرون اولیٰ کے اس اسلام کا یہ نتیجہ کیوں تھا؟
  یہ اس لئے کہ قرآن کا ہر حکم اور ہر امر و نہی اسی بے پناہ طاقت کے پیدا کرنے کے لئے تھا۔
- مسلمانوں کو جو لوائے محمدؐ کے تحت جمع ہو گئے تھے اسی غالب ہونے کے دستور العمل سے پھر آشنا کرتا تھا۔

(حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ)

Marfat.com

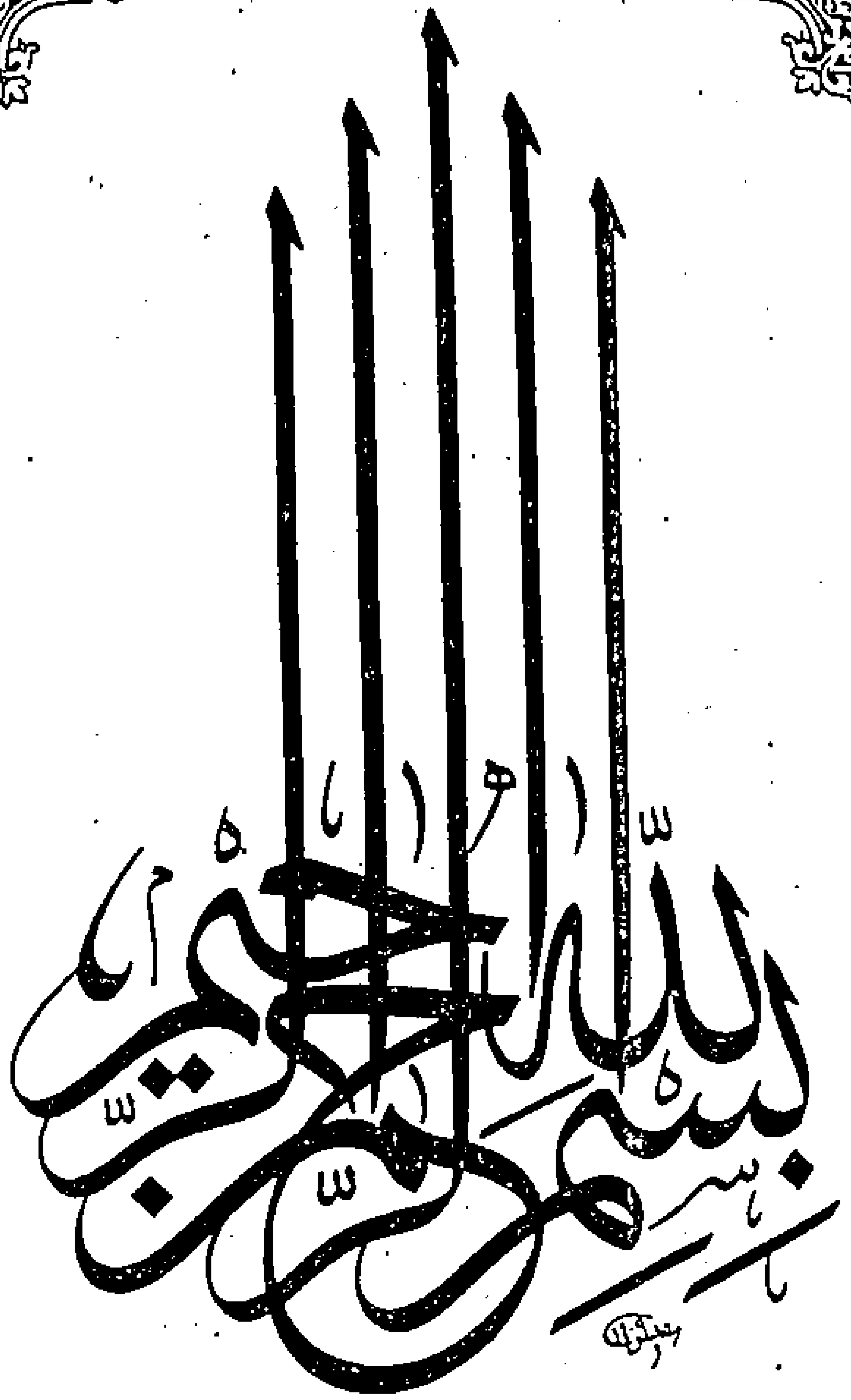

In the name of Allah,
the beneficient, the merciful

شبستان نبیؐ

جگ کو پھر نور دے قرب دو کماں پر آ کر
اے کہ تو دہر میں تھا شمع شبستان نبیؐ
سب زماں جھکتا ہے اس مرد حق کے فعل پر
ہاں جھکا دیتی ہے سب کو اس کی جذب واپسیں

(حضرت علامہ مشرقیؒ)

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی رحمۃ اللہ علیہ

ایم اے (پنجاب ۱۹۰۶ء) ایم اے (کیمبرج ۱۹۰۷ء) بی ایس سی، بی ای، بی او ایل، ایف آر ایس اے (۱۹۲۳ء) ایف جی ایس (پیرس) ایف ایس اے (پیرس) ایف پی ایچ آئی، آئی ای ایس (مستعفی ۱۹۳۰ء) رینگلر سکالر، فاؤنڈیشن سکالر، بیچلر سکالر (کرائسٹ کالج کیمبرج) چار (اول درجے وغیرہ کے) ٹرائی پوس (حساب فزکس، میکینیکل فزکس، عربی و فارسی) پنجاب اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے ریکارڈ توڑے) ایک ریاست کے وزیر اعظم کی پیشکش (۱۹۱۳ء) حکومت ہند محکمہ تعلیم کا اول انڈر سیکرٹری (۱۹۱۶ء) پرنسپل اسلامیہ کالج و سنٹرل ٹریننگ کالج، پشاور (۱۹۱۷ء) سفارت کی پیشکش (۱۹۲۰ء) سر کے خطاب کی پیشکش (۱۹۲۱ء) فیلو آف رائل سوسائٹی آف آرٹس (۱۹۲۳ء) ممبر دہلی یونیورسٹی بورڈ (۱۹۲۳ء) فیلو آف جیوگرافیکل سوسائٹی (پیرس) صدر میتھمیٹیکل سوسائٹی۔ مصنف تذکرہ (۱۹۲۴ء) (شہرہ آفاق محققین کی رائے میں) "قومی تعمیر کا انتہائی کامیاب قانون" "الٰہی معاشرت کا بے خطا انکشاف" مذہبی تحریرات کے لق و دق صحرا میں واحد نخلستان۔ یادگار شہکار (رائل سوسائٹی آف آرٹس) تذکرہ پر نوبل انعام کی پیشکش جسے عظیم مصنف نے ٹھکرا دیا (۱۹۲۵ء) مندوب اعلیٰ مؤتمر خلافت قاہرہ (۱۹۲۶ء) علامہ مشرقیؒ کا خطاب (۱۹۲۶ء) خاکسار تحریک کا قیام (۱۹۳۰ء) ممبر انٹرنیشنل کانگریس آف اورینٹلسٹس (لائیڈن ۱۹۳۰ء) مندوب فلسطین عالمی کانفرنس، صدر ورلڈ فیتھس کانفرنس (۱۹۳۷ء) گولڈ میڈلسٹ ورلڈ سوسائٹی آف اسلام (پہلے حاصل کرنے والے صرف مصطفیٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکیہ و رضا شاہ پہلوی سابق شاہ ایران (۱۹۳۸ء) ۱۹ مارچ کو انگریز سامراج سے ٹکراؤ (۱۹۴۰ء) آئین مشرقیؒ (۱۹۴۵ء) قیام پاکستان کے بعد مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان دس لاکھ انسانوں کی تبادلہ آبادی کی تجویز (۱۹۴۷ء) اسلام لیگ کا قیام (۱۹۴۸ء) ۹۵ بڑے غریبوں کو ۵ بڑے امیروں اور جاگیرداروں کے استحصال سے بچانے کے لئے "طبقاتی طریق انتخاب" کا فارمولا (۱۹۵۱ء) مصنف "حدیث القرآن" (۱۹۵۱ء) مسئلہ تسخیر کائنات اور انجام کائنات پر دنیا بھر کے بیس ہزار سائنسدانوں کے نام تاریخی خط بعنوان "انسانی مسئلہ" (۱۹۵۵ء) ۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے کی پیش گوئی کے علاوہ دریاؤں کے رخ موڑنے اور دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنے کی بھارتی سازش کا انکشاف۔ مقبوضہ کشمیر کے مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالنے اور مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں بھیجنے کی شدید مخالفت پر خطاب (منٹو پارک لاہور ۱۹۵۶ء) کشمیر کو بزور شمشیر حاصل کرنے کیلئے سرحدوں پر "جہاد کیمپ" (۱۹۵۷ء) تکملہ (سیرت رسول اللہ ﷺ) وفات بمقام البرٹ وکٹر ہسپتال لاہور۔ ۲۷ اگست (۱۹۶۳ء) مزار علامہ مشرقیؒ (واقعہ ۳۴۔ ذیلدار روڈ، اچھرہ، لاہور)

تصانیف علامہ مشرقیؒ: تذکرہ (اول، دوم، سوم) خریطہ۔ قول فیصل۔ اشارات۔ مقالات (اول، دوم) مولوی کا غلط مذہب۔ خطاب مصر (اردو، عربی) حدیث القرآن۔ انسانی مسئلہ۔ تکملہ (اول، دوم) حریم غیب۔ دہ الباب۔ ارمغان حکیم وغیرہ

تاریخ و مقام پیدائش: ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء (امرتسر) ——— تاریخ و مقام وفات: ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء (لاہور)

——— موجودہ قائد تحریک: حمید الدین احمد ابن علامہ مشرقی رحمۃ اللہ علیہ ———

شائع کردہ: **باب الاشاعت: خاکسار تحریک** ۳۴ ذیلدار روڈ (ملحقہ مزار حضرت علامہ مشرقیؒ) پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۶۰۰ اچھرہ لاہور۔ ۱۶

فتنہ حق

جاؤں گا یاں سے میں تو دل پر سکوں کے ساتھ
عیش گناہ میں "فتنہ حق" میں مچا گیا
اے مہلت زمانہ! نہ کچھ کرکے دیکھ لے
ہونا وہی ہے بس جو میں علماً" بتا گیا

(حضرت علامہ مشرقیؒ)

دنیائے علم و خبر کے مفکر اعظم اور نقیب فطرت

حضرت علامہ مشرقیؒ کی تہلکہ مچا دینے والی تصانیف

خریطہ

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ (1963ء - 1888ء) نے 1902ء تا 1909ء کے درمیان 14 برس کی عمر میں 126 رباعیوں اور 170 شعروں پر مشتمل ایک فارسی تصنیف 7 فروری 1924ء کو شائع کی جو خریطہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس کا دیباچہ اردو میں تحریر کیا۔ خریطہ کے اس ولولہ انگیز اور روح پرور دیباچے کو پڑھ کر تقریباً" پانچ ہزار شاعروں نے اقرار کیا کہ انہوں نے شاعری ترک کر دی ہے اس کے بعد حضرت علامہ" نے نصف صدی تک شاعری کو خیر آباد کہہ دیا۔

تذکرہ

اول - دوم - سوم

- کتاب تذکرہ 3 ستمبر 1920ء میں حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ نے پشاور میں لکھنا شروع کی اور 1922ء تک اسے ہزارہا صفحات پر لکھ ڈالا۔ دو برس بعد یعنی 1924ء میں اس کی پہلی جلد (جدید ترتیب کے مطابق جلد اول دوم) امرتسر کے مقام سے شائع کی گئی۔
- مفکر اعظم اور نقیب فطرت کا قرآن حکیم کے حقائق عالیہ پر دس جلدوں میں ایک مبسوط علمی تبصرہ جس میں مسلمانان عالم کو انکی اجتماعی موت و حیات کی متعلق آخری پیغام دیا گیا۔
- صدر اسلام سے لے کر آج تک قرآن حکیم کی حکمت بالغہ پر کوئی کتاب اس قدر مدلل' اس قدر یقین انگیز' اس قدر نتیجہ خیز حتا" نہیں لکھی گئی۔
- اس کا ایک ایک ورق الٰہی حکمت کا حیرت انگیز مرقع اور اس کی ایک ایک دلیل قرنوں کی غفلت زدہ امت کے لئے چونکا دینے والا تازیانہ ہے۔
- یہ تصنیف جلیل انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام اور بالخصوص قرآن حکیم کی ایک مکمل اور ناقابل بدل ایک اٹل اور علمی تشریح ہے۔ جس کو فرض اور ظن سے سروکار نہیں۔
- قرون اولیٰ کے صحیح اسلام کے ماسوا تمام مذاہب وادیان کی ناسخ تمام اگلی بے نتیجہ تفاسیر اور تشاریح کی اغلاط کی قاطع اور انسان کے مابین سب اعتقادی فرقہ بندی کی صریح مخالف ہے۔

خطاب مصر

تذکرہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ جب 1926ء میں قاہرہ (مصر) میں موتمر خلافت کا انعقاد ہوا تو شیخ الاسلام نے حضرت علامہ مشرقیؒ کو دنیائے اسلام کے اہم ترین مسائل کے متعلق رائے دینے کے لئے

Marfat.com

دعوت دی"

13 مئی 1926ء کو قاہرہ (مصر) میں اس موقع پر جو باطل شکن اور معرکتہ آلاراء تقریر آپ نے کی وہ مصر اور برصغیر پاک و ہند میں "خطاب مصر" کے نام سے مشہور ہوئی۔ جس میں مسلمانان عالم کو آنے والے خطرات سے بچانے' طاقتور بنانے کے لئے ایک عالمگیر پروگرام پیش کیا گیا۔

اشارات

خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقیؒ نے یکم اگست 1931ء میں "اشارات" کے نام سے قوم کی اصلاح کے لئے عملی پروگرام پیش کر دیا۔

جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ۔

- قوم اور اس کے راہنماء ایک مشترکہ عمل سے جنم لیتے ہیں۔
- انہوں نے اسلام کی ماہیت اوز اس کو غالب کرنے کا طریقہ کار بتلا دیا۔
- انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان اس وقت سنبھل گئے اور میری کتاب "اشارات" کی تجویز کو محکم طور پر پکڑ لیا تو اب بھی زندگی کی قطعی امید ہو سکتی ہے۔

قول فیصل

15 نومبر 1935ء میں " قول فیصل" میں قوموں کا زوال اور اس کا علاج اور خاکسار تحریک کے پروگرام کی مکمل تشریح کر دی گئی۔

- وہ عظیم الشان تصنیف جس نے " خاکسار تحریک" کو چند برسوں کے اندر اندر نہ صرف ملک گیر بلکہ عالمگیر بنا دیا۔
- وہ انقلاب انگیز تصنیف جس نے مسلمانان ہند کو صدیوں بعد حجروں سے نکال کر بلا لحاظ مذہب و تفریق ایک ہی صف میں کھڑا کر کے عملاً" مساوات پیدا کر دی۔
- مسلمانوں کے اندر پھر سے بے مزد خدمت خلق کا عظیم الشان اور ناقابل یقین جذبہ پیدا کر دیا۔

مقالات (اول دوم)

- بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کے مقالات" کی پہلی جلد 27 جنوری 1937ء میں طبع ہوئی۔
- ہفت روزہ الاصلاح کے مقالات افتتاحیہ" کا نقش ثانی ہے۔ جو 23 نومبر 1934ء سے 5 جون 1936ء تک شائع ہوئے۔
- مقالات کی دوسری مجلد 2 ستمبر 1943ء کو شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ اس میں جریدہ الاصلاح کے 5 جون 1936ء سے 16 جولائی 1937ء تک کے مقالات افتتاحیہ شامل ہیں۔

ان مقالوں میں قوم کو اس کی قوتوں کے زوال سے متعلق باخبر کیا گیا ہے' ہوش بلکہ شعور پیدا کیا گیا ہے۔ کہ قوم کن مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہے' قوم میں کیا اخلاق اور اعمال موجود ہیں' کیا ہیں جن کا زوال ہو چکا ہے اور جن کو پھر حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہونی چاہیے۔
ان مقالات کو پڑھنے کے بعد چند دنوں میں بڑے مخلص آدمی گوشوں سے نکل پڑے' جان و مال کی عظیم الشان قربانیاں فوراً" ہونے لگیں۔ لکھو کھا مسلمان یکدل اور ہمخیال ہوگئے۔ محبت کی نہریں پھوٹ بہیں اور خدمت خلق کا حیران کن منظر پیدا ہو گیا۔

مولوی کا غلط مذہب

● مولوی کا غلط مذہب میں 25 ستمبر 1936ء تا 28 اگست 1938ء تک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کے علاوہ تحریک کے دیگر زعماء نے اپنے مقالوں کے ذریعہ سے علمائے سوء کی جاہلانہ تعلیمات کے بخیئے ادھیڑ کر مولوی کے تین سو سالہ مذہبی تخیل کو رد کر دیا ہے۔
ان بیانات کو شاید معاندانہ اور مخالفانہ سمجھا جائے یا مولوی سے کسی ذاتی مخالفت کی تمہید یقین کی جائے لیکن بقول مشرقیؒ
" میں مولویوں اور علمائے دین کا دشمن نہیں ہوں مجھے ان سے کوئی ذاتی کاوش نہیں میں صرف ان کے بگڑے ہوئے مذہبی تخیل اور کم نظری کا دشمن ہوں اور مسلمان کی ذہنیت کو جلد از جلد بدلنا چاہتا ہوں۔

خاکسار آئین (انگریزی)

برصغیر کی آزادی کے لئے خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقیؒ نے انگریزی اقتدار کا چیلنج قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ اگر ہندوستانی ایک ایسا آئین پیش کر دیں جس پر ہندوستان کے تمام عناصر متفق ہوں تو ہم ہندوستان کو آزاد کر دیں گے۔ آپ نے نہایت قلیل مدت میں ایک متفقہ آئین جون 1945ء میں مرتب کر کے اکتوبر 1945ء میں شائع کر دیا۔ دراصل یہ آئین حقیقی معنوں میں حقوق انسانی کا علمبردار ہے۔

حریم غیب

● حضرت علامہ مشرقیؒ نے پچاس سال کے بعد قید کے دوران ایک حیرت انگیز واقع کی وجہ سے پھر شاعری کو تھوڑی مدت کے لئے اختیار کیا۔ حریم غیب 27 اکتوبر 1952ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آگئی۔
● حریم غیب کے 18 سو اشعار 10 فروری 1951ء سے 20 مئی 1951ء تک دوران کے صرف دو ماہ آٹھ دن میں چار گھنٹے روزانہ مصروفیت کی اوسط سے کہے گئے ○حریم غیب میں دین اسلام کی ماہیت کو علمی نقطہ نظر سے واضح کر کے مسلمان کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا گیا اور ظن کے بالمقابل علم کے مقام کی قطعی تشریح کی گئی۔ الغرض شعر زدہ امت کے لئے راہ پر آنے کی ایک گنجائش حضرت علامہ مشرقیؒ نے

Marfat.com

پھر پیدا کی ہے۔ کیا عجب کہ اسے پڑھنے کے بعد امت مسلمہ سرخرو ہو سکے۔

دہ الباب

● حضرت علامہ مشرقیؒ نے دوران قید "دہ الباب" کے تقریباً" تیرہ سو اشعار یعنی (24 دسمبر 1951ء تک کے) دو ماہ گیارہ دن میں مکمل کئے۔ دہ الباب 10 نومبر 1952ء میں شائع ہوئی۔ 64 مختلف عنوانات کے تحت یہ نظمیں ہیں اہم اہم واقعات اور آیات کی تشریح کتاب کے آخر میں " فرہنگ دہ الباب" میں کر دی گئی تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

● دہ الباب میں بڑا مسئلہ علم کا دنیا پر حکم اور اس کا نبوۃ کی طرف ارتقاء ہے۔ اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ لگانے کو ابھی بڑا وقت چاہیے۔ زمین کے کسی بڑے سے بڑے متقدم اور متنور حصے نے بھی تاحال علم کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا اور اس کو ابھی تک زیادہ سے زیادہ موجودہ سیاسی حاکموں کی دست پخت لونڈی قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام کو چونکہ پچھلے چودہ سو برس سے دنیا کی سیاست کی تشکیل میں بڑا دخل رہا ہے اور بہت کچھ جو اس وقت تک انسان کی معاشرت میں انقلاب برپا ہوا دین انبیاء کے بے پناہ زور سے ہوا ہے اس لئے یہ امر اٹل ہے کہ انسان کی آئندہ زندگی کی تشکیل بھی اسلام پر ہو کر رہے گی

ارمغان حکیم

● حضرت علامہ مشرقیؒ نے اپنی قید کے دوران ہی شاعری پر تیسری تصنیف مکمل کی جو 23 نومبر 1952ء کو شائع ہوئی۔ جس میں تقریباً" چودہ سو اشعار یعنی (9 جولائی 1952ء تک کے) صرف تین ماہ چار دن پونے چار گھنٹے کی روزانہ کی اوسط کے حساب سے کہے گئے۔

● انہوں نے ارمغان حکیم میں غزل کے رنگ میں بلندی فکر کو جلا دی۔ جس نے شعر فہم طبقے میں ایک نئی ہلچل پیدا کر کے اس وقت کی شاعری کو بے قیمت کر دیا۔ ارمغان حکیم میں حضرت علامہ" کا ایک اہم مقالہ بعنوان " شاعری پر نقد و نظر اور خریطہ کا دیباچہ" جو قرآن کی تعلیمات کا ماخذ ہے شامل ہے۔

حدیث القرآن

● حدیث القرآن سائنسی و مذہبی مفکر و فلاسفر اور عالم باعمل انسان حضرت علامہ مشرقیؒ کی وہ معرکتہ الآراء تصنیف جس میں مصنف نے قرآن کی تعلیمات کو انتہائی سادہ اور آسان لفظوں میں واضح کر کے قرآن کی علمی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔

● حدیث القرآن کی تصنیف اول تا آخر قید خانہ میں ہوئی۔

● 30 مئی 1951ء کو اسے شروع کیا گیا اور دوران رمضان میں ہی 19 جون 1951ء تک یعنی (کل 20 دنوں میں) مکمل ہوئی اور 25 نومبر 1952ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔

● مصنف نے " دہ الباب" کی تمہید میں " حدیث القرآن کے متعلق وضاحت کی ہے کہ " حدیث القرآن" میں میں نے قرآن حکیم کے اختصار کو چند لفظوں میں دے دیا ہے جو صاحب نظر کو یک لخت چونکا دے تاکہ قرآن حکیم کی علمی تصویر اس میں نیا ولولہ پیدا کردے۔ کسی امت کی نجاح اس میں ہے کہ اس کے پاس حقیقت ہو اور اگر مسلمان کے پاس دنیا کی تمام موجودہ حقیقتوں میں بڑی حقیقت موجود ہے۔ تو وقت ہے کہ وہ اس کو لے کر نکلے اور دنیا کو نئی راہ پر لگا دے۔ چودہ سو برس کے "طول آمد" کے بعد یہی نسخہ ہے جو کسی قوم کو نئی زندگی دے سکتا ہے۔

● مصنف کی یادگار عالم نوبل انعام یافتہ تصنیف تذکرہ کی دس جلدوں کا اختصار

● قرآنی نقطہ نظر سے مقام خدا' مقام انبیاء' مقام الکتاب' مقام انسان' مقام فطرت' تمکن فی الارض کی علمی تشریح۔ ● قرآن کو سمجھنے کے لئے بلندی نگاہ کیا ہو؟ صلائے عام بہ ساکنان زمین' اور ہوشمندانان زمین کو ایک پر مغز خطاب۔

● قرآن حکیم کے عظیم ترین نصب العین اور پروگرام کی تشریح پر جامع مستند کتاب حدیث القرآن کا مطالعہ ضروری ہے۔

● حال ہی میں آسٹریلوی سائنس دانوں نے کلوننگ کا نظریہ پیش کر کے دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا ہے حضرت علامہ مشرقیؒ نے اس نظریہ کی نشاندھی اپنی کتاب حدیث القرآن میں 46 برس قبل کر دی تھی۔

تکملہ (اول دوم)

(سیرت رسول ﷺ -------- اول دوم)

قرآن حکیم کی تعلیمات پر حرف آخر

● دنیائے علم و خبر کے مفکر اعظم حضرت علامہ مشرقیؒ کی ترتیب نزول قرآن کے عین مطابق سیرت النبیؐ کے موضوع پر یہ حیرت انگیز تصنیف 1960ء میں دو حصوں میں شائع ہو کر جب لوگوں تک پہنچی تو اس نے تہلکہ مچا دیا۔

● چودہ سو برس میں پہلی قرآن حکیم کی دل کو تسلی دینے والی تشریح۔

● رسالت ماب کی تیئس برس کی مکی و مدنی زندگی کے جلال و جمال کی داستان۔

● قرآن حکیم کی تعلیمات کا ایک مکمل' مفصل اور حیران کر دینے والا' دیانت دارانہ جائزہ۔

● سیرت رسول اللہ ﷺ کی انتہائی علمی و تحقیقی تاریخ' قرآن کے نزول کی صحیح اور جامع ترتیب و تشریح۔

جسے مصنف نے دسمبر 1957ء کی یخ بستہ سردیوں میں (میانوالی جیل میں ایک تنگ نظر امر کی مصنف کی تصنیف پڑھ کر) لکھنا شروع کیا۔ اور تیس دن کی قلیل مدت میں اسے ایک ہزار صفحات پر لکھ کر رسول

ﷺ خدا کے متعلق مغرب کے تنگ نظر مصنفین اور مستشرقین کے انتہائی غلط' مضحکہ خیز' بے سروپا اور بے ہودہ اعتراضوں کا مثبت دلائل کے ساتھ دندان شکن جواب دیا۔

"تکملہ" کے مطالعہ کے بعد انسان محو حیرت ہو جاتا ہے کہ

قرآن کا بنی نوع انسان کے نام کیا زندہ رہنے والا پیغام تھا جو صدیوں تک اوجھل رہا! جس کو صرف مدینہ کے مٹھی بھر رسول ﷺ خدا کے ساتھی تھوڑا بہت سمجھ کر اٹھے اور صرف دس برس میں تمام عرب پر ایسے چھا گئے کہ اس چھا جانے کا بے پناہ زور تین سو برس تک قائم رہا۔

انسانی مسئلہ

● حضرت علامہ مشرقیؒ کا دنیا کے تقریباً" بیس ہزار مشہور سائنس دانوں کے نام قرآن حکیم کی تعلیم سے اخذ کیا ہوا مراسلہ جو جولائی 1951ء سے بھیجنا شروع کیا گیا اور نومبر 1955ء تک امریکہ' یورپ اور روس کے مقتدر سائنس دانوں کو بھیجا گیا جس میں ان کی توجہ اس طرف منعطف کی گئی کہ مقصد پیدائش کائنات صرف انسان کا صحیفہ فطرت کو مکمل طور پر مسخر کرنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں چنانچہ اس وقت عالمان فطرت کا تسخیر کائنات کی طرف متوجہ ہونا اسی مراسلے کی وجہ سے ہے۔

● انسانی مسئلہ کی اشاعت کے فوراً" بعد پورے یورپ' امریکہ اور روس مقصد پیدائش کائنات اور تسخیر کائنات کی طرف رجوع ہوئے۔ اسی خط کی بدولت آج یورپ' روس اور امریکہ کے سائنس دان چاند اور دوسرے خطوں پر پہنچے۔

-انسانی مسئلہ کے ٹائٹل پر درج ذیل شائع شدہ قرآنی آیات میں ہی اس مراسلے کا مکمل مقصد واضح ہے۔

● اے لوگو! خدائے لایزال نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تمہارے لئے مسخر کیا ہے۔ بیشک اس پیغام میں سوچنے والی قوم کے لئے ضروری ہدایات موجود ہیں۔○ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور جو کچھ زمین میں ہے خدا ہی کا ہے تاکہ برے عمل کرنے والوں کو برائی کی سزا دے اور عمدہ عمل کرنے والوں کو ان کے عمدہ عمل کی جزا (انہی چیزوں میں سے) دے۔ (القرآن)

میری تصانیف کا مقصد اس قدر ہے کہ

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی ادنیٰ سی عملی اور علمی آگ پاکستان کے زوال یافتہ مسلمان میں پیدا ہو جائے اور وہ آگے بڑھنے کے قابل ہو۔ یہی امید ہے جو مجھے کھینچے لئے جا رہی ہے اور کیا عجب کہ ایک گروہ یہاں یا کسی اور اسلامی ملک میں پیدا ہو جائے تو مسلمان کی بگڑی بن سکتی ہے۔ (حضرت علامہ مشرقیؒ)

التذکرہ پبلی کیشنز ● المشرقی ہاؤس

34۔ ذیلدار روڈ' اچھرہ لاہور - 54600

Marfat.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ O مومن صرف وہ لوگ ہیں جو آپس میں بھائی چارہ قائم کرتے ہیں O (القرآن)

خاکسار تحریک پاکستان

کیا ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث فرقہ بندی قائم ہے؟

فرقہ بندی اور پارٹی بازی شرک ہے!

یاد رکھو!

قرن اول کا سچا مسلمان نہ حنفی ہوتا تھا نہ مالکی، نہ حنبلی، نہ اہل حدیث، نہ اہل قرآن، نہ سنی، نہ شیعہ وہ صرف مسلمان تھا، مسلم اور مطیع تھا۔ خاکساری کے رنگ میں رنگا ہوتا تھا۔ یہ سب فرقے بعد میں بنے، خود لوگوں نے بنائے، امام ابو حنیفہؒ رسول خدا ﷺ کے ایک سو کئی برس بعد آئے انہوں نے کبھی یہ نہ کہا کہ میرے فقہ کے پیچھے لگ کر فرقہ بند ہو جاؤ نہ امام حنبلؒ نے ایسا کہا اور نہ حضرت علیؓ نے اور نہ قرآن نے افتراق کا سبق دیا نہ حدیث نے، نہ خدا نے، نہ رسول ﷺ نے، لوگوں نے خود اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث یہ تمام فرقے پیدا کئے، خدا کے ان نیک بندوں کو بت بنالیا، خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری، صحابہ کرامؓ کیطرح سیدھے سادھے مسلمان، مذہب کی تمام پیچیدگیاں سلجھادو، صحابہ کرامؓ اور رسول خدا ﷺ کیطرح اسلام کو قوت، محبت، غلبے اور بادشاہت کی بنیاد بنادو، یاد رکھو! سچا مذہب صحابہؓ کا 'سچا اسلام وہی تھا جو رسول خدا ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے رائج ہوا۔ کسی مسلمان کو مجال نہیں کہ اس اسلام کو غلط کہہ سکے، کسی کی طاقت نہیں کہ قرآن کریم میں سے کسی ایک فرقہ کی حمایت میں کوئی آیت پیش کرسکے۔ (1939ء خطبات لکھنو)

حضرت علامہ المشرقی

مسلمانو! پہلے زمانے اور قرون اولیٰ کے کافر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اس لئے تھے کہ نفس کا کہا مانتے تھے۔ اب مسلمان ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اس لیے ہے کہ مخالف مسلمان کو کسی اور خدا اور کسی اور قرآن کے ماننے والا سمجھتا ہے۔ گویا مذہب کو آڑ بنا کر وہی کافروں والا فعل پھر نہایت اطمینان سے کر رہا ہے۔ مسلمانو! تمہیں آج کل کا اسلام انسانوں کا اپنا بنایا ہوا اسلام نظر آئے گا، خدا کا بھیجا ہوا اسلام سیدھا سادہ تھا اور اس اسلام پر عمل کرنے کا نتیجہ مل گیا کہ مسلمان روئے زمین پر حکومت کرنے لگے۔ آجکل اسلام پیچیدہ ہے، مشکل سے دماغ میں آتا ہے، مشکوک ہے کیونکہ اس کا فائدہ نظر نہیں آتا۔ قرآن کے ایک ایک لفظ پر بال کی کھال اتر رہی ہے، ایک ایک عقیدے پر فرقہ بندی ہے، بات بات پر سر پھٹول ہے، خدا کے ایک ایک حکم پر مکر و فریب کا غلاف ہے، آمین کہنے یا نہ کہنے پر دھینگا مشتی ہے، رفع یدین کرنے یا نہ کرنے پر اسلام کا دارومدار ہے، پہلے مسلمان کیوں ایک اور نیک تھے؟ اسلئے کہ سیدھا سادہ اور ناپیچیدار اسلام مانتے تھے، نہیں ایک اور نیک بننے کو ہی اسلام اور خدا کا پیغام سمجھتے تھے۔ آج کیوں مسلمان ایک اور نیک نہیں؟ اسلئے کہ نفس کی مکاری نے اس سیدھے سادے اسلام کو پیچیدہ اور تکلیف دہ اسلام کو آرام دہ دین میں بدل دیا تاکہ نفس موٹا ہو اور دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کھیلا جاسکے۔ مسلمانو! اب ہوش کرو اور سنبھلو، پھر خدا کے سیدھے سادے دین کی طرف آجاؤ، جس دن خدا کی طرف پھر آگئے، خدا تمہارا پھر ہو جائے گا۔ (خطاب نجیب آباد، 6 ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ)

● حضرت علامہ المشرقی

حمید الدین احمد المشرقی (قائد خاکسار تحریک) O
34-ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور-54600 فون: 7555251، 7535116، فیکس: 042-7587394

اے مشرقی! از شہرت سودائے عشق تو
کوہکن گذاشت تیشہ و کار دگر گرفت

علامہ مشرقیؒ

نے دنیا کو کیا دیا؟

علامہ مشرقیؒ کی مختصر سوانح حیات اور تعلیمات کا مختصر خاکہ

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد ایوب خان

دنیا میں کبھی کبھی ایسے انسان بھی پیدا ہوتے ہیں جو انسانیت کے لیے روشنی کا مینار ہوتے ہیں جن کے جلو میں ایک عالم چلتا ہے جس سے سب روشنی مستعار لیتے ہیں جن کی چمک دمک لاکھوں میلوں سے صدیوں تک نظر آتی رہتی ہے۔ وہ خاک کے پتلے اپنے سب بشری تقاضوں کے باوجود دنیا سے مختلف ہوتے ہیں ان کے خاندان عام لوگوں کی طرح ہی ہوتے ہیں مگر وہ تہاسب سے بلند وبالا نظر آتے ہیں جیسے وہ اس زمین کی مخلوق ہی نہ ہوں اور انہیں کسی سے سروکار نہ ہو۔ وہ اپنی ہی دھن میں مست ہوتے ہیں حوادث کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ایک ایسی ہی نادرہ روزگار شخصیت حضرت علامہ مشرقیؒ بھی تھے۔ ان کی طرح کا کوئی صاحب علم صاحب عمل صاحب قلم بہادر اور اصولوں کا پکا شخص برصغیر میں نہیں پوری امت میں صدیوں سے پیدا نہیں ہوا۔ یہ کوئی خالی خولی شاعرانہ بات نہیں۔ لاؤ کسی کو گر لاتے ہو۔ یوں تو ہر شخص اپنے ہی "پیر" کی پوجا کرتا ہے مگر میز پر حساب کیا جائے تو کوئی دوسرا نہ ٹھہر سکے گا۔

وہ عنایت اللہ خانؒ ولد عطا محمد خان ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء میں امرتسر کے ایک کھاتے پیتے صاحب علم اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے وہ بچپن سے ہی ممتاز اور منفرد تھے۔ صرف اٹھارہ برس کی عمر میں ایم اے (ریاضی) کا سابقہ ریکارڈ توڑ کر وہ یورپ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے روانہ ہوئے اور چار مختلف مضامین ریاضی، فزکس، انجینئرنگ اور عربی، فارسی کے سب سے بڑے امتحان نصف مدت میں امتیاز سے پاس کر کے وطن کو واپس ہوئے یہاں وہ محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدے پر لے لئے گئے۔ چند سالوں میں ہی انگریزی حکومت نے انہیں جوہر قابل دیکھ کر اپنی سلطنت کی مضبوطی کے لیے منتخب کر لیا اور مرکزی حکومت میں بلا لیا تا کہ انہیں بھی دوسرے چند ہندوستانیوں کی طرح انگریزی سلطنت کا مضبوط ستون بننے کی تربیت دی جائے۔ مگر جلد ہی انگریز پر واضح ہو گیا کہ وہ ایک "غلط" شخص سے معاملہ کر رہی ہے اسے معلوم ہوا کہ عنایت اللہؒ تو کسی اور کا ہے۔

اس کی محبت کا مرکز تو محمد عربی صلعم ہے وہ تو صرف امت مسلمہ کا وفادار ہے اور انگریزی حکومت کی پرکاہ کے برابر پرواہ نہیں کرتا کوئی عہدہ یا لالچ اسے انگریز کی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس نے علامہؒ کو محکمہ تعلیم صوبہ سرحد میں واپس کر دیا اور ان سے "بے وفائی"، کا انتقام لینے کے لیے ان کی سبکی بلکہ ملازمت سے رخصت کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ حضرت علامہؒ بھی کئی سالوں تک انگریز سے آنکھ مچولی کھیلتے رہے حتیٰ کہ ۱۹۳۰ء میں مسلمانوں کے عروج کے پروگرام پر عمل کرنے کے لیے انہوں نے ملازمت کو خیرباد کہہ دیا۔

Marfat.com

۱۸۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم نے مسلمانوں کے کئی سو سال پرانے زوال کو مکمل کر دیا۔ تمام مسلمان ملکوں پر عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا اور مصطفےٰ کمال ترکی کی آزادی کو برقرار رکھنے میں مشکل سے کامیاب ہوئے ان حالات میں حضرت علامہ مشرقیؒ نے مسلمانوں کو ان کی اجتماعی موت وحیات کے متعلق پیغام اخیر دینے کی ٹھانی اور ۱۹۲۴ء میں "تذکرہ" کی شکل میں ایک ایسا قانون ہویدا کیا جس کی مثال مسلمانوں کی ۱۳۵۰ سالہ علمی تاریخ میں موجود نہیں۔ ہاں! ۱۳۵۰ سال کی مولویانہ بحثوں، باریکیوں کے بعد حضرت علامہؒ نے پہلی بار قوموں کے قانون موت و حیات پر قلم اٹھایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ وہ دس اصول ہیں جو قوموں کو زندگی بخشتے ہیں اور جنہیں چھوڑ دینے سے قومیں ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتی ہیں۔ "میں وہ لایا ہوں جو کوئی نہیں لایا...... اور میں تمہیں ہلاکت کی خبر دیتا ہوں" حضرت علامہؒ نے تذکرہ میں صاف کہہ دیا۔ ہاں! وہ دس اصول یہ ہیں۔

۱۔ توحید فی العمل — یعنی سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگ جانا۔

۲۔ اتحاد وامت — یعنی قوم کا یکجان ہونا۔

۳۔ اطاعت امیر — یعنی اپنے امیر کی بلا چون وچرا اطاعت کرنا۔

۴۔ جہاد بالنفس — یعنی دشمن کے مقابلے میں جان قربان کرنا۔

۵۔ جہاد بالمال — یعنی جہاد میں اپنا مال دے دینا۔

۶۔ ہجرت — یعنی جب مقابلہ نہ ہو سکتا ہو دوسری جگہ ہجرت کر جانا تاکہ قوتوں کو جمع کیا جائے۔

۷۔ استقامت فی السعی — یعنی اپنی کوششوں پر قائم رہنا۔ اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا۔

۸۔ علم — یعنی کائنات کا مطالعہ کرنا اور اسے تسخیر کرنا۔

۹۔ مکارم اخلاق — یعنی اپنے اخلاق کو درست رکھنا۔

۱۰۔ ایمان بالآخرۃ — یعنی آخرت میں اعمال کی پوری پوری جزا پانے پر ایمان رکھنا۔

یہ کوئی مذہبی تفسیر کی بات نہ تھی۔ بلکہ قوموں کے عروج وزوال کا مسئلہ تھا۔ نہ صرف مسلمان علماء معلوم کرنے سے قاصر رہے تھے۔ بلکہ عالمان فطرت بھی اپنے تمام علم کے باوجود ان سے بے خبر ہیں یہ وہ انکشاف ہے جو تنہا حضرت علامہ مشرقیؒ کو ہمیشہ زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ یہ روشنی کا وہ مینار ہے جو قوموں کو ہمیشہ روشنی دیتا رہے گا۔

تعجب ہے کہ حضرت علامہؒ نے صرف ۳۲ برس کی عمر میں ایسا بے مثال انکشاف کیا۔ بالیقین حضرت علامہؒ کائنات کو کسی بلند افق سے دیکھ رہے تھے بعد میں ان کی سیاسی بصیرت نے ثابت کر دیا کہ وہ بے شک بہت اونچے مقام پر تھے، اس زمین سے بہت اوپر، اور وہ پیغمبرانہ جاہ وجلال سے بول رہے تھے۔ تمام خطروں اور مصلحتوں سے بے نیاز۔ چنانچہ وہ تذکرہ کے عربی افتتاحیہ میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"اللہ کی رسی کو مل کر مضبوط پکڑلو اور ٹکڑے نہ ہو جاؤ، اور جہاد کرو تا کہ اپنے دین کو نصاریٰ کے دین پر غالب کرو اگر چہ یہ بات ان سب کو ناگوار ہو، اور انتہائی سختی کرو۔ بلکہ ان کے حاکم ہو اور آپس میں رحم کرنے والے ہو۔ اور جب ان سے مقابلہ ہو تو گردنیں مارو حتیٰ کہ جب ان کا خوب خون بہالو تو مشکیں کس لو۔ پھر احسان کر کے یا فدیہ لے کر چھوڑ دو حتیٰ کہ لڑائی بند ہو جائے یاد رکھو کہ وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری جڑ کاٹ دیں"۔

ہاں! "تذکرہ" وہ بے مثال کتاب ہے کہ اس کی مثل کوئی اور کتاب اردو میں موجود نہیں سب اس سے متاثر ہوئے سب نے اس کی نقل کی اس کی نقل سے شہرت پائی، دولت کمائی، مصنف اور مفسر کہلائے لیڈر اور استاد کہلائے۔ مگر افسوس! کہ انہوں نے اپنے "استاد" کے لیے ایک لفظ تحسین کا نہ کہا۔ بلکہ اپنے مریدوں سے چھپاتے رہے کہ ہم مشرقیؒ کے خوشہ چین ہیں تا کہ ان کی جھوٹی چڑھ بنی رہے ان کی بزرگی اور علم کی ملمع سازی ہوتی رہے انہوں نے سب اگلے پچھلوں کا ذکر کیا مگر اس مشرقیؒ کے متعلق خاموشی رکھی جس نے انہیں اصلی بصیرت بخشی تھی۔ آج بھی مشرقیؒ کی تحریر کے سامنے ان کی تحریر رکھو تو زمین و آسمان کا فرق پاؤ گے ۔ مشرقیؒ کی تحریر بے لاگ حق کی مظہر شمشیر براں کی طرح کاٹنے والی رونگٹے کھڑے کرنے والی متحرک کرنے والی اور ان کی تحریر بھدی پھسپھسی بے کار کی لفاظی کتب فروشی یا وعظ گوئی ہو گی۔

ہاں! تو حضرت علامہؒ نے قوم کو تذکرہ دیا اور پھر منتظر رہے کہ شاید کوئی عمل کے لیے نکلے۔ مگر سات سال تک انتظار کرنے کے باوجود کوئی میدان میں نہ نکلا اور بقول حضرت علامہؒ کے ہر طرف سے صرف "واہ واہ" نکلی۔ "آہ" نہ نکلی

چنانچہ ۱۹۳۱ء میں حضرت علامہؒ خود اپنی آسودہ زندگی کو خیر باد کہہ کر اور سر سے کفن باندھ کر مجنونانہ نکلے آہ! ان کی یہ زندگی کیا قلندرانہ تھی کہ اس کی توفیق کسی اور لیڈر مولوی پیر یا فقیر کو نہ ہوئی کوٹھیوں، کاروں، نوکروں اور زن و فرزند کی محبت چھوڑ کر وہ لاہور کے باہر ایک ٹوٹے پھوٹے گاؤں (اچھرہ) میں آباد ہوئے اور اسے ابدی شہرت دے گئے انہوں نے گرما و سرما ہر موسم میں صرف قمیض اور پاجامہ زیب تن کیا زمین پر بچھونا کیا پیدل سفر کرتے رہے اپنا سودا سلف خود خریدتے پھرے بیوی بچوں کو ناراض کیا غلیظ ترین لوگوں کو گلے لگایا بچوں کی موت بھی ان کی جبیں پر شکن پیدا نہ کر سکی یوں جیسے ان کی ذاتی زندگی کچھ تھی ہی نہیں وہ خدا کے کام میں اس طرح لگے جیسے وہ جذبات اور دنیاوی محبتوں سے عاری تھے۔ وہ سمندر کی طرح خاموش اور فرشتوں کی طرح معصوم اپنی منزل کی طرف چلتے رہے وہ سب سے بے خوف چلتے رہے اپنوں کی مخالفت اور انگریز کی دشمنی بھی انہیں متاثر نہ کر سکی جیسے انہیں معلوم ہو کہ کوئی بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

خاکسار تحریک کے نام سے انہوں نے محلہ وار تنظیم کا ہندوستان گیر پروگرام بنایا۔ تا کہ پوری قوم کو آہنی دیوار بنا دیا جائے اس بار حضرت علامہؒ نے قوم کو اتحاد، اطاعت امیر، خدمت خلق، اصلاح نفس اور قربانی جان و مال کا عملی سبق دیا۔ اور تربیت دینی شروع کی دیکھتے ہی دیکھتے چنگاری میں شعلے پیدا ہوئے۔ پشاور سے راس کماری تک اور بمبئی سے کلکتے تک مسلمان حرکت میں آگئے روح جہاد بیدار ہونے لگی اور انگریز کی موجودگی میں بیلچے کے ذریعے مسلمان کو ہتھیار بند ہونے کا سبق سکھا دیا گیا۔

مگر افسوس کہ صرف غریب نوجوان تحریک کی طرف لپکے آسودہ حال مسلمان انگریز کے ڈر سے کونوں میں دبکے رہے یا قطاروں میں چلنا اور زمین پر بیٹھنا عار سمجھتے رہے یہ اس قوم کے اکابر تھے جیسے زمین پر کھڑے ہو کر دن میں پانچ بار ماتھا رگڑنے کا حکم دیا گیا تھا ہاں! مگر بڑوں کی غفلت کے باوجود پوری مسلمان قوم متحرک ہو گئی گلیاں چپ و راست سے گونجنے لگیں مصنوعی جنگوں میں کفار کو

Marfat.com

شکست دی جانے لگی بالاخر دلی میں آخری مرکزی کیمپ کا اعلان کر دیا گیا اور انگریز چونک اٹھا ادھر یورپ میں دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی چنانچہ انگریز نے خاکسار تحریک کو کچل دینے کا فیصلہ کر لیا۔ پنجاب کے مسلمان وزیر اعظم سر سکندر حیات کے ذریعے تحریک پر پنجاب میں (جو تحریک کی قوت کا مرکز تھا) پابندی لگا دی گئی۔ پھر حضرت علامہؒ کی غیر حاضری میں سازش کر کے خاکساروں کا ایک جیش قانون شکنی کے لیے نکالا گیا اور اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی حضرت علامہؒ کو مدراس کے قلعہ ویلور میں قید کر دیا گیا۔ حضرت علامہؒ کی بصیرت اس انتہا کی تھی کہ انہوں نے ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے قتل عام سے پہلے اپنے آخری اخبار "الاصلاح" میں عنوان باندھا مسلمان وزیر اعظم کی طرف سے خاکسار تحریک کی موت کا پہلا بگل پھر قرآن کی یہ آیت لکھی "جو مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کے لیے جہنم ہے"

ہاں ! ۱۹ مارچ کو گولی چلائی گئی اور ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے اجلاس سے صرف چار دن پہلے گولی چلانا انگریز کی گہری سازش کا نتیجہ تھی تاکہ مسلمان خاکسار تحریک کو چھوڑ دے اور پاکستان کا تخیل اس میں نئی امید ڈال کر اسے مسلم لیگ کی طرف متوجہ کر دے انگریز کا اندازہ درست تھا۔ حضرت علامہؒ کے قید ہو جانے پر بڑے بڑے لوگوں کو جو چند ماہ پہلے حلوا پکنے کی امید میں خاکسار تحریک میں شامل ہو گئے تھے چاہیے تھا کہ تحریک کی رہنمائی کرتے اور حضرت علامہؒ کی رہائی اور تحریک کی آزادی کے لیے آگے بڑھتے مگر انہیں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو غلامی میں پلے ہوئے یہ رہنما اپنی اپنی بلوں میں گھس گئے اور پھر باہر نہ آئے پھر مخلص خاکساروں نے مسجدوں کو قلعہ بنا کر مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور تحریک پر پابندی کم کر دی گئی مگر مسلمان قوم کا رخ بدل چکا تھا وہ اللہ کی عنایت کی بجائے انگریز کی عنایت پر مطمئن ہو چکی تھی۔ مقابلے سے چھیننے کا تخیل مات ہو چکا تھا۔

مدراس کی قید میں جاتے ہی حضرت علامہؒ نے "دین قیم" کے نام سے مضمون لکھا کہ اگر ڈرل پر پابندی ہے تو فکر نہیں تم رسول خدا صلعم والی منظم چست اور یکساں مرکز والی سپاہیانہ نماز اختیار کرو تمہاری جماعت بندی کے لیے یہی کافی ہے مگر مسلمان تو کب سے نماز سے باغی ہو چکے تھے نماز صرف چند لوگ (زیادہ تر بوڑھے) صرف آخروی نجات کے لیے پڑھتے ہیں۔

چنانچہ خاکساروں نے اس نکتے کو نہ سمجھا اور عام قوم تو اب پاکستان کے سرور میں تھی۔

قید سے رہائی کے لیے حضرت علامہؒ نے "مرن برت" کے کافرانہ عمل کے خلاف اسلامی روزے شروع کیے۔ ۸۰ روزوں کے بعد انہیں جیل سے نکال دیا گیا۔ مگر مدراس شہر میں پابند کر دیا گیا بالآخر انہوں نے انگریز کو نوٹس دیا کہ فلاں تاریخ تک رہائی نہ ہوئی تو میں تمہاری پولیس سے ٹکرا جاؤں گا۔ چنانچہ انگریز اس مرد حر کو چھوڑنے پر مجبور ہو گیا اور ان کا ذاتی عمل ہی ان کی آزادی کا ضامن بنا۔

تحریک پابند تھی اور اکثر بھیڑ بھاگ گئی تھی حضرت علامہؒ اس سبک حالت میں لاہور آنے پر مجبور تھے مگر فرشتہ اجل نے رحمت بن کر سر سکندر کی روح قبض کر لی اور حضرت علامہؒ کی لاج رکھ لی۔ (ادھر زمانہ مدراس میں ہی ۱۹۴۲ء میں) انگلستان کا ایک وزیر (کرپس) ہندوستان کی آزادی کی پیش کش لے کر آیا مگر گاندھی اور جناح کسی بات پر متفق نہ ہو سکے اور وہ وزیر واپس چلا گیا۔ اس وقت حضرت علامہؒ نے حیرت انگیز مگر بصیرت افروز پیغام دیا کہ کرپس کا آنا ڈھونگ ہے وہ آزادی دینے نہیں آیا بلکہ امریکہ کو بتانے آیا ہے کہ ہندوستان تمہارا ہو گا اس نکتے کو اس وقت کوئی نہ سمجھا مگر ۱۹۴۷ء میں انگریز کے جانے کے بعد امریکہ خاموشی سے ہندو پاکستان کی سیاست میں داخل ہو گیا۔ اور امداد اور قرض کے بہانے سے لوٹ کھسوٹ کرنے لگا اور یوں حضرت علامہ مشرقیؒ کے بیان

Marfat.com

کو سچ ثابت کر گیا۔ ہاں! عروج اقوام کے دس اصولوں کے بعد حضرت علامہ مشرقیؒ نے خاکسار تحریک کے ذریعے وہ عملی سبق دیا جس کو اپنا کر آج بھی کوئی قوم ترقی کے فلک الافلاک تک پہنچ سکتی ہے۔

لڑائی کے خاتمے کے قریب انگریز نے آزادی کی شرط یہ لگادی کہ ملک کا کوئی متفقہ آئین ہونا چاہیے تاکہ وہ ملک کسی ادارہ کے حوالے کر سکیں۔ پاکستان اور اکھنڈ بھارت کے متضاد نعروں میں متفقہ حل تلاش کرنا ناممکنات میں سے تھا۔ مگر مشرقیؒ کے بے مثال ریاضی دان دماغ نے اس کا حل بھی پیش کر دیا اور کانگریس اور مسلم لیگ اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہہ سکیں۔ اس کے علاوہ اس آئین میں حضرت علامہؒ نے پرامن حکومت، روٹی، مہنگائی، تعلیم، تجارت، صنعت، دفاع، بنیادی حقوق وغیرہ پر بیش بہا اصول لکھے جو ابد الاباد تک حکمرانوں کو روشنی دکھاتے رہیں گے۔ اگر ان باتوں پر عمل کیا جاتا تو آج پاکستان دنیا کا طاقتور ترین اور خوشحال ترین ملک ہوتا مگر یہاں جو بھی آیا وہ اپنی جہالت کے باوجود اپنے آپ کو افلاطون سمجھتا رہا اور ملک کو خراب سے خراب تر کرتا رہا اور خود ذلیل ہو کر نکالا جاتا رہا۔

حضرت علامہؒ کے آئین کے نکات سینکڑوں ہیں اس لیے اس کا مطالعہ علیحدہ ہونا چاہیے۔ مگر بطور نمونہ ہم چند باتیں لکھتے ہیں۔

۱۔ حکومت کل پارٹی ہو تاکہ رسہ کشی بند ہو۔
۲۔ وزیر اعظم نہ ہو تاکہ حکومت کو استحکام ہو۔
۳۔ صدر حکومت کے کام کو سمجھتا ہو اور اس کی نگرانی کر سکے۔
۴۔ صدر کے پاس کوئی عہدہ نہ ہو تاکہ منتخب ممبر حکومت کریں مگر بنیادی حقوق کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہو۔
۵۔ صدر صرف تین سال کے لیے ہو اور اس کی مدت پوری ہونے سے چھ ماہ پہلے اگلا صدر منتخب ہو کر آجائے اور تجربہ کے لیے چھ ماہ نائب صدر رہے۔
۶۔ روپے کی قیمت گندم کی مقدار سے مقرر کی جائے تاکہ روپے کو استحکام ہو کر معیشت کو استحکام ہو اور فارن کرنسی میں روپے کی قیمت بڑھے۔ وغیرہ

انگریز اس آئین کو کیسے مانتا وہ اپنی شرط سے مکر گیا اور فی الفور ملک کو تقسیم کر کے اور بدامنی کے حوالے کر کے چلتا بنا تاکہ اس کی لوٹ کھسوٹ جاری رہ سکے۔

۱۹۴۷ء میں حضرت علامہ مشرقیؒ نے دہلی میں خاکسار تحریک کا آخری کیمپ لگا کر بظاہر تحریک کو منتشر کر دیا مگر دراصل اسے زیر زمین کر دیا تاکہ انگریز کے جانے کے بعد ہندو مسلمان ٹکراؤ میں مسلمان قوم ہندو پر غالب آجائے مگر مسلمان ٹکراؤ کے تصور کو بھول چکا تھا۔ وہ چند دنوں میں پورا مشرقی پنجاب خالی کر کے اور بیوی بچوں کو دشمن کے سپرد کر کے پاکستان کی طرف پناہ کی خاطر بھاگا اور حضرت علامہؒ کی یہ کوشش بھی ناکام ہوئی۔

دشمن انگریز نے ہندوستان کی تقسیم نامنصفانہ کی ہندو تعداد میں مسلمانوں سے سوا دو گنا تھے مگر انہیں سات گنا بڑا ٹکڑا ملا یہ تقسیم انگریز نے جانے کے تین دن بعد کی تاکہ احتجاج بھی نہ ہو سکے اس ناانصافی کو برطرف کرنے کے لیے حضرت علامہؒ نے یوپی، بہار باقی پنجاب باقی بنگال اور آسام کو پاکستان میں شامل کرنے کا مطالبہ کر دیا اور اس کے لیے اسلام لیگ کی بنیاد رکھی نہرو نے احتجاج کیا اور لیاقت علی خان نے اسلام لیگ پر یہاں تک پابندی لگادی کہ اس کا ذکر بھی کسی اخبار میں نہیں ہوگا کچھ عرصے کے بعد لیاقت نہرو

Marfat.com

پیکٹ ہوا۔ جس سے نہ صرف اسی پاکستان کو قبول کر لیا گیا بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں سے دستبرداری کر لی گئی۔ حضرت علامہؒ کی یہ کوشش بھی ناکام ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب میں انتخابات ہونے قرار پائے۔ حضرت علامہؒ نے بھی ان میں شمولیت کا اعلان کیا۔ لیاقت علی خان نے اس جرم میں انہیں قید کر دیا۔ لیاقت علی خان کچھ عرصہ بعد نامعلوم ہاتھوں سے قتل ہوئے اور حضرت علامہؒ کی رہائی ہوئی۔

جیل کی ڈیڑھ سالہ قید میں حضرت علامہؒ نے چار کتابیں تصنیف کیں جن میں تین شاعری میں تھیں تاکہ شعر پسند قوم اسی بہانے سے پیغام کو سمجھے مگر قوم نے تو اس راہ پر نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ اصل پیغام نثر کی کتاب "حدیث القرآن" میں دیا جو پوری نوع انسانی کے لیے تھا اس میں بتایا کہ مقام خدا مقام کائنات اور مقام انسان کیا ہے اور انسان کا اس دنیا میں مقصد کیا ہے حضرت علامہؒ نے تذکرہ کے بعد ایک بار پھر دنیا کو پہلی بار مقصد انسان سے خبردار کر کے علم میں سب سے بڑے باب کا اضافہ کر دیا۔

ہاں! انسان کا مقصد یہ بتایا کہ تسخیر کائنات کرے اور روز آخرت کو خدا سے ملاقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے ((اس کی تفصیل وہیں پڑھی جائے) یہاں ایک اور بات تعجب خیز ہے کہ جو شخص اس روانی سے شعر لکھ سکتا ہے وہ ساری عمر شعر لکھنے سے کیونکر رکا رہا وجہ صرف ایک ہے کہ قرآن شعر کا مخالف ہے اس لیے حضرت علامہؒ نے اپنی طبیعت پر جبر رکھا۔

انہی دنوں میں حضرت علامہؒ نے دنیا بھر کے سائنسدانوں کو خط لکھا کہ جاہل اور فسادی سیاستدانوں کے ہاتھوں سے حکومت اپنے ہاتھوں میں لیں اور اسے منشائے فطرت کے مطابق چلا کر زمین پر امن قائم کریں اور انسانی ارتقاء کی راہ کھولیں۔ حضرت علامہؒ اس کام کے لیے یورپ میں کانفرنس کا انتظام بھی کر رہے تھے مگر زندگی مستعار تھی۔

ظالم سرمایہ داری کے خلاف بھی دنیا میں بہت چرچا ہے کیمونزم کا علاج کہ زمین اور صنعت حکومت کے حوالے کر کے لوگوں کو محض مزدور اور بے آواز غلام بنا دیا جائے علامہؒ کے نزدیک کوئی حل نہیں بلکہ بڑے پیمانے کی سرمایہ داری ہے اور فنا ہونے والی ہے حضرت علامہؒ نے کہا کہ

۱۔ ۹۵ فیصد غریبوں کو صرف ووٹ کا حق نہ دو بلکہ حکومت کی کرسی پر بٹھاؤ اور اس مقصد کے لیے ان کے حلقہ ہائے انتخاب علیحدہ کرو۔

۲۔ زکوٰۃ کا محمدی ﷺ طریقہ رائج کر کے ہر سال سرمایے سے ڈھائی فیصد لے لو تاکہ ۴۰ سال میں تمام سرمایہ غریبوں کو منتقل ہو جائے۔

۱۹۵۷ء میں حضرت علامہؒ نے دہلی چلو کا نعرہ لگایا تاکہ ہندو کے ظالمانہ راج کو ختم کیا جائے حضرت علامہؒ نے کہا کہ سو سال کے بعد یہ نفسیاتی لمحہ ہے اور یقین دلایا کہ اگر تم لاکھوں کی تعداد میں چلو تو سرحدی حدود پر چند ہزار ضرور مریں گے مگر پھر وہ یلغار نہ تھمے گی مگر سکندر مرزا نے حضرت علامہؒ کو جیل میں ڈال دیا اور قوم بہر حال تماش بین تھی جیل میں حضرت علامہؒ نے اپنی آخری تصنیف "تکملہ" لکھی جس میں رسول خدا صلعم کی زندگی اور نزول قرآن کو ساتھ ساتھ بیان کر کے سیرت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علامہؒ کا عمل دنیا سے مختلف کیوں تھا۔ ہاں وہ اس لیے تھا کہ یورپ کے تمام نظریات کے برخلاف وہ قرآن پر عمل کرتے تھے۔ اور اسوۂ رسول ﷺ کی نقل کرتے تھے۔ اسی لیے جہاد و قتال کی تعلیم دیتے تھے۔ اور اپنی جان پر بے پناہ مشکلات خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ ہاں وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

Marfat.com

"تکملہ" میں علامہؒ نے یہ پیغام بھی دیا کہ اگر چند سو مسلمان سچے دل سے قرآن کی تعلیم پر عمل شروع کر دیں تو وہ پھر دنیا میں غالب آ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ اگلی لڑائی میں امریکہ اور روس دونوں تباہ ہوں گے۔ مسلمان اسی وقت تک علیحدہ ہیں۔

۱۹۵۸ء میں ایک پرانا متعصب بے دین کانگریسی اور پاکستان کا دشمن بھیس بدل کر پاکستان کی وزارت میں شامل ہو گیا اور ہر جگہ سیاسی افراتفری پھیل گئی خطرہ پیدا ہو گیا کہ پاکستان بن لڑے ہندو کے سپرد کر دیا جائے گا کچھ عرصہ بعد ایک نامعلوم پٹواری نے اس کانگریسی کو قتل کر دیا اور پاکستان بچ گیا۔ حضرت علامہ مشرقیؒ کو شبے میں گرفتار کر لیا گیا اور ستر برس کی عمر میں ہتھکڑی لگا دی گئی مگر اللہ رب العزت نے اپنے بندے کو باعزت بری کر دیا۔ سکندر مرزا کی حکومت ٹوٹ گئی اور اسے ملک سے نکال دیا گیا۔

اس کے بعد صدر محمد ایوب خان نے حکومت سنبھال لی اور ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔ حضرت علامہؒ کی باقی زندگی زیادہ تر خاموش رہی اگرچہ وفات سے چند ماہ پہلے انہیں گھر میں نظر بند کیا گیا۔ الزام یہ تھا کہ انہوں نے صدر محمد ایوب خان کو ہٹانے کی سازش کی تھی یہ درست ہے کہ وہ آخری وقت تک کچھ نہ کچھ کر رہے تھے۔

قیام پاکستان سے ہی حضرت علامہؒ کہہ رہے تھے کہ پاکستان کے دونوں حصوں میں کم از کم دس لاکھ لوگوں کا تبادلہ کر دو ورنہ دونوں حصے علیحدہ ہو جائیں گے مگر لوگ ان کا مذاق اڑاتے رہے اور نتیجہ اب سب نے دیکھ لیا۔ ۱۹۵۱ء میں حضرت علامہؒ نے راولپنڈی کے خطاب میں کہا کہ اگر مخلوط حکومت نہ بنی تو پاکستان کو ہندو کا طفیلیا بننا پڑے گا اس پر بھی عمل نہیں ہوا اب ہندو کی برتری واضح ہوتی جا رہی ہے (الحذر) ۱۹۵۷ء میں حضرت علامہؒ نے ۷۰-۱۹۷۱ء کے سالوں کے متعلق خبردار کیا کہ اس وقت حالات خراب ہوں گے۔ اور خطرہ ہو گا کہ ہندو پاکستان کو ہڑپ کر لے اس لیے اس وقت کے لیے ابھی سے تیاری کرو۔

۲۷ اگست ۱۹۶۳ء میں وفات سے چند ماہ پہلے یہ اعلان کر گئے کہ اگر دو کروڑ مسلمانوں نے اپنے آپ کو فوجی طور پر تیار نہ کیا تو ہند کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں خاکسار تحریک کو دوبارہ زندہ کیا مگر پاکستان کے حکمران محض اپنی بقا کے لیے تحریک پر پابندی لگاتے رہتے ہیں ورنہ کیا عجب تھا کہ خاکسار رہنما پوری قوم کو تیار کر لیں انہیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ حکومت خود یہ کام کرے اسی لیے حضرت علامہؒ نے صدر ایوب کو خاکسار تحریک کی قیادت پیش کی تھی مگر اس فوجی صدر نے مسلم لیگ کا صدر بننا پسند کیا اور بعد میں ذلیل ہو کر حکومت سے بھاگ گیا۔

قارئین! یہ ہے مختصر الفاظ میں حضرت علامہ مشرقیؒ کی مختصر زندگی جس میں عظیم عمل کیا گیا اور علم کے نئے انکشافات کیے گئے مفصل مطالعہ علیحدہ کر سکتے ہیں۔

اب بتاؤ کس لیڈر کو، نہیں دنیا کے کسی عالم کو مقابلے میں لاؤ گے۔ نہ لا سکو گے خواہ کتنا چاہو۔

مگر کیا تم متعجب نہیں ہوتے کہ تمہارے ملک کے قلم گھسیٹ ملک کے حالات بیان کرتے وقت حضرت علامہ مشرقیؒ کا ذکر تک نہیں کرتے جیسے اس نام کا کوئی شخص پیدا ہی نہ ہوا ہو کیا یہ ادبی اور علمی بد دیانتی کی انتہا نہیں جو کوئی قوم نہایت نالائقی سے اپنے محسن کے ساتھ روا رکھتی ہے؟۔

پس اے مسلمانو! بات کو مختصر پکڑو حضرت علامہؒ جا چکے مگر ان کی تعلیم باقی ہے۔ محلہ وار تنظیم کے ذریعے اپنی قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دو۔ پھر اس میں روح جہاد پھونک کر عالمی غلبہ کے لیے تیار ہو جاؤ بد معاشوں اور دشمنوں کے ایجنٹوں کو اپنی صفوں سے نکال دو ورنہ وہ بھیس بدل بدل کر آتے رہیں گے اور کرسیوں پر قبضہ کر کے تمہیں جہنم میں پھینکتے رہیں گے۔ ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے روزمرہ کے اعمال اور ماضی کو دیکھو اور جو شخص اسلامی اخلاق کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا ہو اسے نزدیک نہ آنے دو۔

(لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد ایوب خان)

Marfat.com

تذکرہ

● حضرت علامہ مشرقیؒ کے فکر و بصیرت کا زندہ جاوید شاہکار
● کتاب اللہ کے انقلاب آفرین حقائق کا ترجمان
● قوموں کی حیات و ممات کے اٹل اور لازوال دستور کی حقیقت کشا تفسیر

1924ء میں ..... جب یہ شاہکار منظر اشاعت پر آیا

● چاروں طرف ایک ہلچل سی بپا ہو گئی ● خدا فریبوں کے نقاب سے الٹنے لگے
● خوش فہمیوں' خود فریبیوں اور طفل تسلیوں کے تانے بانے ٹوٹنے لگے

"تذکرہ" کی حقیقت کشائی کی ہر تان اس پر ٹوٹتی ہے کہ

اگر ہم "اعلون اور غالبون" نہیں تو یقیناً مسلمان بھی نہیں اور نہ صاحب ایمان جب تک ذلت اور شکست پر مطمئن ہیں' اسلام کا ہر دعویٰ خدا کا کھلا مکر و فریب ہے۔

اس دور کے شہرہ آفاق مجاہد اسلام امیر طرابلس حضرت امام شیخ السنوسیؒ نے اس آواز کو لرزتے ہوئے دل سے سنا اور "تذکرہ" کی باقی جلدوں کی فوری اشاعت کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا: جس طرح

"تم نے قرآن کو سمجھا باقی مسلمانوں کو بھی سمجھاؤ۔ ورنہ قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہو گا اور تمہارا دامن"

● عثمانیہ یونیورسٹی نے اسے اپنے نصاب میں داخل کرنے کی درخواستیں کیں۔ لیکن شہرت سے بے نیاز مصنف نے یہ کہہ کر ہر درخواست ٹھکرا دی کہ

"میں تذکرہ کو سعدی کی گلستان نہیں بنانا چاہتا"

رائل سوسائٹی آف آرٹس لندن کے جریدہ نے "تذکرہ" کو یادگار عالم شاہکار" قرار دیا۔
● ییل یونیورسٹی آف امریکہ کے فاضل پروفیسر ٹاری نے اس پر کئی ماہ تک یونیورسٹی میں لیکچر دیئے۔
● مغرب کی ممتاز علمی سوسائٹی نے "تذکرہ" کے شہرہ آفاق مصنف کو اعزازی رکنیت کی پیش کش کی۔
● انٹرنیشنل سوسائٹی آف اورینٹلسٹس نے جس کے ارکان کی تعداد پوری دنیا میں بیک وقت سو سے زیادہ نہیں اس نے اپنی صدارت قبول کرنے کی پر جوش خواہش کا اظہار کیا۔

------ لیکن ------

تذکرہ کے جلیل القدر مصنف حضرت علامہ مشرقیؒ ان تمام اعزازات سے بے نیاز ہو کر علم و بصیرت اور فلسفہ و حکمت کی بارگاہ میں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ چکا تھا اور اب اس "دعوت انقلاب" کے زور پر عظمت کردار کے وہ معرکے سر انجام دینا چاہتا تھا جو پوری دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دیں۔ مشرق کی ذل و مسکنت کا سیاہ دور ختم ہوا اور عالم اسلام ایک بار پھر نوع انسانی کی امامت و قیادت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے قابل ہو سکے۔

● تذکرہ خریدیئے ● تذکرہ کا مطالعہ کیجئے ● تذکرہ پر تذکرے کیجئے ● تذکرہ پر عمل کیجئے اور
● تذکرہ کا تحفہ دیجئے --- تذکرہ اول دوم سوم --- فی جلد : 300 روپے

التذکرہ پبلی کیشنز ○ المشرقی ہاؤس' 34- ذیلدار روڈ' اچھرہ۔ لاہور 54600

فون نمبرز : 7535116 ☆ 7555251 ○ فیکس : 042-7587394

۹۲۳۴۷۵

Marfat.com

حرف آغاز

1857ء کے ایک سو سال کے بعد 1957ء میں اسلامیاں بر صغیر کو ان کا موروثی حق اور گم گشتہ عروج و اقبال عطا کرنے کے لئے حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ نے افراد ملت کو ایک بار پھر قربانی دینے کے لئے للکارا کہ پاکستان کے دونوں بازوؤں کی سرحدات پر عسکری تربیت کے لئے کیمپ لگائیں اور دونوں طرف سے دس دس لاکھ افراد منظم ہو جائیں۔ "دہلی چلو" کی اس عظیم الشان تحریک نے بھارت کے طول و عرض میں کھلبلی مچادی۔ ایک شور برپا ہو گیا کہ خاکسار تحریک کا بانی علامہ مشرقیؒ ہندوستان کو فتح کرنے والا ہے ہندوستان کے مسلمانوں کے دل خوشی سے کھل اٹھے کہ ہندو کے مظالم سے نجات کی ساعت سعید آپہنچی اور ادھر پاکستان کے بوڑھے جوان اور نوجوان جوق در جوق ان کیمپوں میں نام لکھوانے لگے قریب تھا کہ پاکستانی مسلمان اپنی منزل کو پالیتے کہ دنیا بھر کا کفر ملت واحدہ بن کر سامنے آن کھڑا ہوا۔ بھارتی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے اپنے آقاؤں کا دروازہ کھٹکھٹایا جن کو رشوت دیکر اس نے گورداسپور جیسے مسلمان اکثریت کے علاقے اپنے ساتھ ملالئے اور کشمیر کو جانے کا راستہ حاصل کر لیا تھا۔

مغربی سوداگر اپنے عیار و مکار گاہک کو اس قیامت عظمٰی سے بچانے کے لئے حرکت میں آگئے اور اپنے نمک خوار ازلی میر جعفر کے پڑپوتے جنرل سکندر مرزا کو حکم دیا کہ یہ کیمپ بند کرا دیے جائیں، حضرت علامہ مشرقیؒ کو راولپنڈی جیل پہنچا دیا گیا یہاں تک کہ سردی کی سخت راتوں میں قوم کے اس سچے غم خوار کو کھلی جیپ میں صرف ایک قمیض کے ساتھ راولپنڈی اور مری کی پہاڑیوں میں پھرایا جاتا رہا کہ اس کانٹے کو راہ سے ہٹا کر سرخرو ہو سکیں۔ لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ دشمن ان کی آنکھوں کے سامنے مٹ گئے لیکن حضرت علامہ مشرقیؒ اپنی طبعی عمر پوری کر کے گئے۔

راولپنڈی کے ایام اسیری میں ایک متعصب امریکی مصنف کی اسلام کے متعلق ایک تصنیف آپ کو ملی۔ اسلام کے متعلق اس کے اعتراضات کے جواب میں انہوں نے "تکملہ" کی دو جلدوں میں علمی اور منطقی طور پر ثابت کر دیا کہ "قرآن وہ نایاب اور بے بہا، وہ مکمل اور

عالم انگیز آسمانی کتاب ہے کہ دنیا کی سب آسمانی اور زمینی کتابیں اس کے پاسنگ کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں"۔ انہوں نے قرآن حکیم کو نوع انسانی کی طرف سچا پیغام ثابت کر دیا۔ قرآن کی سورتوں کو حتی الوسیع وہی ترتیب دینے کی کوشش کی جس ترتیب سے وہ نازل ہوئیں اور جس ترتیب سے رسول خدا نے انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور جس سے خود مسلمانوں میں عزم اور یقین "وحی کے برحق" ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے اور قرن اول کے چند صد عرب مسلمانوں نے صرف بیس بائیس برس میں ہی غلبے کی اکثر منزلیں طے کر لی تھیں۔ اگر مذہب کو دکان نہ بنانے والے چند درد مند انسان غلبے کی نیت سے اس کردار کو پھر شروع کر دیں تو دنیا میں تو پھر وہی غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے رسول خدا کے کامیاب سعی و عمل اور نتیجہ خیز کامیابی کا مرقع پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا پیغام کیا عظیم الشان نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ :

"میں اگر چاہتا تو اس تاریخی داستان پر لچھے دار الفاظ اور مزیدار لسانی نمک مرچ لگا کر اس کو اپنی پہلی تصنیف "تذکرہ" کی طرح چٹخارے لے لے کر پڑھنے والی شے بنا دیتا لیکن تاریخی واقعات کو ایک زوال زدہ امت کی خوشی اور ظاہر پسندی کی خاطر مزیدار بنانا اور زوال زدہ قاری کی قوت فکر کو اس طرح کمزور اور اس کے جذبۂ عمل کو اور کالعدم اس طرح پر کر دینا صحافتی بد دیانتی ہے جس کو میں نے پسند نہیں کیا۔ ادھر قید کی روکھی پھیکی فرصت میں حقیقت کے سنجیدہ پن کو بھڑک دار لباس پہنا کر اس کو مصنوعی اور تکلیف زدہ بنا دینا میرے نزدیک وہ اوچھا پن تھا جو صرف زوال یافتہ قوم کے خواب آور قلم کاروں کو سجتا ہے۔ میں نے واقعات کو تاریخی سادگی کے لباس میں بلا تکلف پیش کر کے قاری کو موقع دیا ہے کہ وہ ان واقعات کو پڑھ کر کسی نتیجہ خیز عمل کی طرف آئے یا کتاب کو ختم کر کے اپنی راہ لے اور جمود میں دم دیدے (تکملہ دوم۔ ص ۴۔ ۵ اصل)

انہوں نے نہایت صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ "قید کے ایام میں تکملہ کے تاریخی حصہ کے ۳۵ دنوں کی معمولی محنت سے تیار ہونے کا واقعہ بھی ایک یادگار واقعہ تھا جس کی سرگزشت میں نے اس جلد کے آخری حصہ میں تاریخ وار دے دی ہے اس تاریخی حصہ میں بعض جگہ اختلافات ہیں جو میرے علم میں نہیں اور موٴرخوں کی غلط نویسی کی وجہ سے میں ان کو دور نہیں کر سکا یہ اس لئے کہ طباعت کی مشکلات اور بالخصوص کتابت کے انتہائی طور پر ناقص ہونے کی وجہ سے مجھے اس آخری عمر میں ایسی بد صورت کتاب کو حتی الوسع قابل برداشت طور پر پیش کرنے میں شدید ترین جسمانی اور دماغی محنت برداشت کرنی پڑی اور میں اگر تاریخی نقائص کو بھی درست کرتا تو شاید عمر بھی وفا نہ کرتی۔ بہر نوع جہاں جہاں کچھ اختلافات نظر آتے ہیں ان کو موٴرخین کی مختلف روایات سمجھ کر کتاب کا مطالعہ کیا جائے اور میری اس کوتاہی سے درگزر کیا جائے۔" (تکملہ دوم ص ۱۶ اصل)

اپنی اس تصنیف تکملہ کو پیش کرنے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ "آخر میں میں اس امر کے اظہار میں کچھ جھجک محسوس نہیں کرتا کہ قرن اول والے اور روئے زمین پر ایک دفعہ پھر غالب آجانے والے مسلمان پیدا کرنا میری اس تصنیف کا پہلا اور آخری مقصد ہے اسی لئے میں نے رسول خدا کے زمانے کے واقعات اور وحی کو یکجا کر دیا ہے تاکہ وحی کو واقعات کی روشنی میں دیکھ کر سمجھا جائے کہ غلبہ کیونکر حاصل ہوا۔ آج اس ایٹم بم کے زمانے میں کند تلواروں اور پیٹ پر پتھر باندھنے کے ہتھیاروں سے غلبہ حاصل کرنے کی امید رکھنا باؤلا پن ہے لیکن لوہے کے ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ ایمان اور یقین، عزم اور ارادہ، اتحاد اور ولولے کے ہتھیار ہمیشہ سے بدرجہا زیادہ کارآمد رہے ہیں جن کے ذریعے سے کمزور لازماً ابھرتا رہا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ آج بھی مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی جگہ پوری تیاری کے ساتھ ساتھ ان "دل اور جگر کے ہتھیاروں" سے ہی ابھرے اور دنیا کو پھر حیران کر دے۔" (ایضاً ص ۶)

حضرت علامہ مشرقیؒ نے جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے مسلمانوں کو بتایا کہ "گوشت پوست کی اس دنیا میں غالب آنا

Marfat.com

صرف خون سے کھیل ہے جو قوم جس وقت تک یہ کھیل کھیلتی رہی غالب ہے۔ شکست اور زوال اس وقت آتے ہیں جب قومیں اس سبق کو بھول جاتی ہیں" (تکملہ اول ص 16 اصل)۔ اپنی اس تصنیف کی جلد دوم کے آخر میں انہوں نے مسلمان کو بتایا ہے کہ جس کردار و عمل کے مسلمان، رسولؐ اپنی زندگی میں پیدا کر گئے وہی مسلمان ہے۔ سکون اور زوال کے اس دور میں رسولؐ خدا کا نام انگلیوں پر چومنے والے مسلمان کو انہوں نے حضور نبی کریمؐ کے موجودہ مقام سے روشناس کرایا جس کو پڑھ کر یا سن کر بڑے بڑے دینی عالموں نے دانتوں میں انگلیاں داب لیں۔ عصر حاضر کے مغرب زدہ مسلمان کو ختم المرسل تاجدار مدینہ محمد عربی علیہ الصلوۃ والسلام کا قاب قوسین کے بعد او ادنیٰ کا موجودہ مقام واضح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

"ہاں! ایسے عظیم انسان کے متعلق یہ پست نگاہی کہ وہ دنیا سے چل بسے اور ان کی دی ہوئی تعلیم تقویم پارینہ بن کر رہ گئی بڑی تنگ نظری ہے! چودہ سو برس کی انسانی تاریخ بزبان حال ثابت کر رہی ہے کہ خدائے عالیشان کا یہ قاصد فی الحقیقت ختم رسل تھا کیونکہ ان کے بعد کسی فرد بشر کو جرأت نہ ہو سکی کہ نبوت کا دعویٰ کرے۔ ایسے خاتم النبیین اور متمم حجت خدا شخص کے متعلق اسکی دنیاوی زندگی کے بعد یہ تخیل کہ وہ بھی اور مرنے والوں کی طرح مر گیا صریح بد گمانی ہے۔ یقین اور علم اگر کسی طرف منطقی طور پر رہنمائی کر سکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہ بندہ خدا اپنی زندگی کے تمام طوفانوں سے گزر کر دو کمان سے بھی قریب تر ہو چکا ہے اور فکان قاب قوسین کے مرتبے کے بعد او ادنیٰ کی منزل پر بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہے کہ بنی نوع انسان نے اس کے لائے ہوئے قرآن پر کیا عمل کیا؟ اور ابھی اس پر عمل کرنے میں کیا کسر باقی ہے!!"

(تکملہ دوم ص ۴۳۰)

مذکورہ سطور کے ذریعے نقیب فطرت حضرت الحاج علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی علیہ الرحمتہ نے عصر حاضر کے مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ مغربی مداریوں کی فریب کاریوں سے بچنے کے لئے اپنے عظیم ہادی و رہبر ﷺ کی تعلیمات اور موجودہ مقام کو سمجھے اور اگر اس کا یقین اور ایمان پختہ ہے تو ان کے نقوش پا پر چلتے ہوئے دین اسلام کو روئے زمین پر پھر غالب کرنے کی تیاری کرے۔ انہوں نے اپنی اس مایہ ناز تصنیف میں حضورؐ کی مکی اور مدنی زندگی میں جدوجہد کے نقوش اجاگر کر دیئے ہیں جس پر چلنے سے قوم روحانی اور اخلاقی طور پر بلند ہو سکتی ہے اپنی عظمت گم گشتہ ایک بار پھر حاصل کر سکتی ہے اور اپنی بگڑی کو پھر سنوار سکتی ہے۔!

حضرت علامہ مشرقیؒ کی اپنی زندگی اللہ کے دین کو غالب کر دینے کے لئے عملی جدوجہد کرتے ہوئے گزری اسی لئے ان کی تحریروں میں بھی یہ تڑپ اور ولولہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ انہوں نے رنگ و نسل، زبان و وطن کے تمام بتوں کو پاش پاش کر کے انسانیت کی بلند ترین اقدار پر ایک نئی دنیا تعمیر کرنے کے لئے اپنی تمام علمی، تحقیقی، تخلیقی اور فنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب رہے ہیں۔ علم اور عمل کی آویزش نے ان کے خیالات میں نکھار پیدا کر دیا ہے اور انہوں نے قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں ختم المرسلینؐ کی سیرت طیبہ کو جس انداز میں تکملہ کی دو جلدوں میں پیش کیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ ان کے تحت الشعور میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ رسولؐ خدا کی دی ہوئی علمی سچائیاں وہ عالم آرا اور آ-مانی سچائیاں ہیں کہ مغرب کی علمی دنیا ہنوز ان سے فی الجملہ بے بہرہ ہے۔ اگر عصر حاضر کا مسلمان نظری اور اجتہادی فتنوں کی قیامت سے نکل کر فاطر زمین و آسمان کے اس آخری پیغام کو اپنا لے جو خاتم الانبیاءؐ لائے تھے اور اس آفتاب علم و عمل کے نقش قدم پر چل پڑے تو دنیا میں غلبہ و تمکن پھر اس کا مقدر قرار پا سکتا ہے اور بقول حضرت علامہ المشرقیؒ "ضعیف الخلق انسان کی سچائی اور دیانت کو پرکھنے کا یہی معیار سچا ہے کہ تن سے جان نکلتے وقت اس کا یقین متزلزل نہ ہو، وہ خاک و

آب اور باد و آتش کی اس دنیا کو ہی اپنے وجود کا منتہا نہ سمجھے بلکہ اس کے سامنے اپنی آخرت اور اپنے انجام کی روشن تصویر موجود ہو، اپنے خالق کے موجود اور متمکن ہونے کا صحیح نقشہ اس کو اس دنیا سے بے نیازی سے جانے پر آمادہ کرے، وہ اپنی روح کی خاطر زمین و آسمان کی روح سے دوبدو ملاقات حقیقت بالذات یقین کرے، اس کی زبان پر الرفیق الا علی کے الفاظ اس امر کے متحقق ہوں کہ موت کے بعد ایک رفاقت اس بلند ہستی سے ان نیک کردار انسانوں کو ضروری اور لازمی ہے جو اس دنیا میں کچھ کر گئے، جنہوں نے خاکی زندگی کا عزیز وقت حق الوسیع ضائع نہ کیا۔ جو بے خبر اور بے علم انسان کو پتہ کی کچھ بات بتا کر گئے اور مطمئن ہو گئے کہ جو بتایا وہ انسان کی دنیاوی بہتری کے لئے تھا۔ بے عمل اور بد کردار انسان کو موت ایک ڈراونی چیز نظر آتی ہے، کل یوم ھو فی شان کے الہٰی اخلاق والے انسان کو ہر گز نہیں!" (تکملہ دوم ص ۲۴۔۲۹)

تکملہ کا نقش ثانی دنیائے علم کے بے پناہ اصرار پر دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے کیا عجب ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گروہ اسوۂ رسولؐ پر چل کر اللہ کے دین کو ادیان عالم (اقوام عالم) پر ایک بار پھر غالب کر دینے کے نصب العین کی تکمیل کے لئے اٹھے اور کرہ ارض کو کفر و باطل سے پاک کر کے اللہ کے نور سے جگمگا دے۔ اللہ تعالیٰ ملک و ملت اور عالم اسلام کا حامی و ناصر ہو۔

مورخہ :16 نومبر 2000ء

حمید الدین احمد المشرقی

(قائد خاکسار تحریک)

خاکسار تحریک کا اعلان حق!

غلبہ اسلام ہمارا نصب العین ہے

قرآن ہمارا دستور العمل ہے

اسوۂ رسولؐ ہمارا ضابطہ حیات ہے

خدمت خلق ہمارا کام ہے

طبقاتی انتخاب ہماری سیاست ہے

محلّہ وار نظام ہماری حکومت ہے

غریب کی حکومت ہماری منزل ہے

آزادی کشمیر تک اعلان جہاد ہے

غلامانہ زندگی سے نجات میں حیات ہے

مستحکم معیشت کا حل معاشی آزادی ہے

مسائل کا واحد حل نفاذ اسلام ہے

تسخیر کائنات واحد حقیقت ہے

لقائے رب مقصد حیات ہے

انجینئر حمید الدین احمد المشرقی

(قائد خاکسار تحریک)

مورخہ :19 مارچ 2001ء

Marfat.com

فہرست مضامین "تکملہ" (جلد دوم)

اس فہرست میں جلی اور خفی سرخیوں میں کوئی تمیز نہیں کی گئی، گویا سب عنوان یکساں طور پر اہم ہیں۔ فہرست کے مطالعے سے قاری پر مدنی زندگی کی کشمکش کا مرقع ذہن میں بیٹھتا جائے گا اور اس پر واضح ہوگا کہ قرنِ اول کے مسلمانوں میں کیا عمل تھا جس کی وجہ سے وہ دنیا میں سرفراز ہو گئے تھے۔

مضمون	صفحہ
تمہید	۳
باب اوّل (۱)	۷
بعثت کے چودھویں سال میں رسولِ خداؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت	
۴ ماہ سے خفیہ تیاریاں، قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر، مدینہ میں استقبال، مسجد نبویؐ کی تعمیر اور پہلی دفعہ اذان سے نماز باجماعت، انصار اور مہاجرین مدینہ میں مواخات، مدینہ کے یہود اور گرد و نواح کے قبائل سے معاہدات، مہاجرین میں بخار کی وبا۔	
نقبہ قبا میں ورود اور قیام، مسجد قبا کی رسولِ خداؐ کے ہاتھوں پہلی تعمیر مدینہ کی طرف روانگی اور شاندار استقبال	۹
ابو ایوب کے مکان میں، ۷ ماہ تک قیام، مسجد نبویؐ کی تعمیر، اصحاب صفہ مہاجرین اور انصار میں مواخات کا قیام۔	۱۰
مہاجرین مکہ کی خودداری، تجارتی کاروبار کی طرف رغبت، مواخات کے قیام میں ہم مذاق ہونے اور تعامل کا لحاظ رکھا گیا۔	۱۱
حضرت علی کا مدینہ میں ورود، مدینہ پہنچ کر رسولِ خداؐ کا مدینہ کی آبادی کا جائزہ، منافق عبداللہ بن ابی کی منافقت کا مسئلہ، کفارِ مکہ کی طرف سے خط۔	۱۲
مدینہ میں یہود کا اقتدار، باجماعت نماز کے لئے اذان سے بلانے کا پہلا انتظام گرد و نواح کے قبائل سے رسولؐ کے معاہدات	۱۳
باب دوم (۲)	۱۵
مدینہ میں مسلمانوں کے اخراجِ مکہ کے باعث کفار سے فوری قتال کے احکام	
کفارِ مکہ پر رسولؐ کی طرف سے فوری جارحانہ حملے، احترام کے مہینوں کا پاس بھی لازمی نہیں! ظلم ہو چکا اب انتقام اور قتال کا وقت ہے۔ فتنہ گر کو نیست و نابود کرنے سے ہی امن پیدا ہو سکتا ہے۔ سورۃ بقرہ میں قتال بالسیف کے قطعی احکام، کفارِ مکہ ظالم ہیں، اس لئے ان کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دینا لازم ہے۔	
ظالم کا قلع قمع کر کے دنیا میں امن قائم کرنا دینِ فطرت ہے	۱۶
دینِ خدا کو رائج کرنے کے لئے قرنِ اول کے مسلمانوں کا بے پناہ جذبہ	۱۷
سات ماہ کے بعد مزید انتظار کے بغیر مدینہ میں رسولؐ کے انتقامی حملوں کی فوری ابتدا، ابوجہل کے تجارتی قافلہ پر پہلا حملہ، رابغ والبحر میں عکرمہ پر حملہ۔	۱۸
سعد بن وقاص کا تیسرا حملہ، الابواء کے مقام پر رسولِ خداؐ کا حملہ ۲ھ میں رسولِ خداؐ کی مزید انتقامی مہمیں، رسولؐ نے خود قیادت کی، بواط کی مہم، وادی سفیان تک کرز کا تعاقب۔	۱۹
ذی العشیرہ کی مہم، بطن نخلہ کی مہم اور عمرو بن حضرمی کا قتل، شعبان ۲ھ میں تحویلِ قبلہ کا حکم، مدینہ میں شدید ہیجان، مسلمانوں کا حیرت انگیز ایمان	۲۰
باب سوم (۳)	۲۲
سورۃ بقرہ کے مطالب کی وضاحت اور اس کا ربط	
سورۃ بقرہ کے نزول کے بعد مستقیم مسلمانوں کا واحد نصب العین فتح مکہ تھا، رسولِ خداؐ کی بے پناہ تجویز و تدبیر، پہلے ۲۰ رکوعوں میں منافقوں اور یہود و نصاریٰ سے پے در پے خطابات، پچھلے ۲۰ رکوعوں میں معاشرتی اور اخلاقی احکام۔	
متقین کی قرآنی تعریف۔	۲۳
یومنون بالغیب کا منطقی اور صحیح مفہوم، کفار سے خطاب منافقین سے خطاب۔	۲۴
جہنم کی آگ کو بھڑکانے والے لوگ کون ہیں، ایمان والوں کو مسلسل بادشاہت زمین کا انعام ہے۔	۲۵
مچھر کی مثال دینے سے خدا کیوں نہیں شرماتا؟	۲۶
انسان کو زمین پر خدا کی قائم مقامی کا درجہ کس فضیلت کی وجہ سے ملا؟ بنی نوع انسان کی فرشتوں پر فضیلت اس کے علم کی وجہ سے ہے۔ ماہیتِ اشیاء کی سمجھ ہی خلافت کا مستحق کرتی تھی۔	۲۷
فرشتوں کو کیوں کہا گیا کہ انسان کے آگے سجدہ کریں، شیطان نے کیوں انسان کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔	۲۸

Marfat.com

بنی اسرائیل پر خدا کے احسانات کا تذکرہ۔ ۲۹

گائے کی قربانی بنی اسرائیل میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے تھی بنی اسرائیل میں ایک قتل نے کس طرح پھر زندگی پیدا کر دی؟ ۳۰

یہودیوں کی بداعمالیاں اور مکاریاں۔ ۳۱

یہود کی بدعہدیاں۔ یہود کے فریب اور تمسخر، یہود کی محبت زر، یہود کی موت سے نفرت۔ ۳۲

یہود اور نصاریٰ کی فرقہ بندیاں۔ ۳۳

رسولؐ کی مدینے کے یہود و نصاریٰ کو دائرہ اسلام میں لانے کی انتھک کوششیں ۳۴

ملت ابراہیم کی تشریح، ابراہیمی ملت کا مقصد بنی نوع انسان کو ایک کرنا تھا۔ ۳۵

تحویل قبلہ کے متعلق قرآن کا مضبوط استدلال کہ کیوں مکہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ تحویل قبلہ کے وقت مسلمانوں کا اپنے رسولؐ پر حیرت انگیز ایمان۔ ۳۶

تحویل قبلہ کا مقصد یہود و نصاریٰ کو چھوڑ کر کفارِ عرب کو کھینچنا تھا۔ ۳۷

تحویل قبلہ کے بعد مسلمانوں کو جہاد بالسیف کے احکام اور ان کی لم کیا تھی؟ ۳۸

اسلام نے شعائر حج کیوں اختیار کیے، ایک علمی حقیقت کا اعلان، سورۃ البقرۃ کے آخری بیس رکوعوں میں معاشرتی احکام۔ ۳۹

ماہِ رمضان کے فرض روزے۔ ۴۰

بنی نوع انسان ایک اُمت ہیں۔ ۴۱

آیت الکرسی کا عظیم الشان مضمون، قلبی دکھ محسوس کیے بغیر قربانیِ مال کی عظمت اور قدر و قیمت۔ ۴۲ ۴۳

لین دین کا حساب مسلمانوں میں تحریری ہو۔ ۴۴

تمام انبیاء برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔ ۴۵

باب چہارم (۴) ۴۶

سورۃ البقرہ کے بعد تین سورتوں البینہ (۹۸) التغابن (۶۴) اور الجمعہ (۶۲) کا نزول۔

کسی قوم میں رسولؐ کا ظہور نافرمانی کی صورت میں اس قوم پر عذاب خدا لازمی کر دیتا ہے، تمہاری بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے بچتے رہو، سورۃ الجمعہ میں نماز باجماعت کے احکام۔

رسولؐ کو نماز میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانے کے متعلق سخت تنبیہ۔ ۴۸

سورۃ البقرۃ کے بعد کی تین سورتوں کی تعلیم کا ملخص اور ان کی غرض و غایت، رسولؐ کا آنا ہی نافرمانوں کے لئے عذاب کا اعلان ہے۔ ۴۹

اموال و اولاد فتنہ ہیں ان سے بچو، کتاب خدا کے حامل گدھوں کی طرح نہ ہو۔ ۵۰

نمازِ جمعہ کا مقصد کیا تھا؟ چاروں سورتوں کے نزول کے بعد سورۃ البقرۃ کا ربط واضح تر ہو جاتا ہے۔ سورۃ البقرۃ کے ربط اور تسلسل کی مزید وضاحت۔ ۵۱

سورۃ البقرۃ کی تعلیم کا مقصد مسلمانوں میں یہود و نصاریٰ سے بہتر کردار و اخلاق پیدا کرنا تھا۔ سورۃ البقرۃ کے معاشرتی احکام بھی مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے ممیز کرنے کے لئے تھے۔ ۵۲

باب پنجم (۵) ۵۵

سورۃ البقرۃ کے نزول کے چند دن بعد رمضان ۲ھ میں غزوۂ بدر

حضرمی کے قتل کے دو ماہ بعد رسولِ خدا کا ۳۱۳ افراد سے ابوسفیان کے قافلے پر حملہ اور اس کا فرار، مکہ سے ایک ہزار کفار کا بدر کی طرف کوچ، رسولؐ کا کفار سے دست بدست جنگ کا عزم، بدر میں کفار کی بے مثال شکست، لاتعداد مالِ غنیمت، کفارِ مدینہ کا اسلام میں جوق در جوق داخلہ، رسولؐ کا قیدیوں سے رحیمانہ سلوک، مدینہ میں مسلمانوں کی تیاریاں۔

مکہ میں کفار کی تیاریاں، ابوجہل اور قریش کے تمام قبائل کی شمولیت قافلہ ابوسفیان کا فرار۔ ۵۶

رسولِ خدا کی مجلس مشورت۔ مسلمانوں کا عزم بالجزم۔ ۵۷

ابوسفیان کا کفار مکہ کو واپسی کا مشورہ لیکن ابوجہل کا ارادۂ جنگ۔

کفار میں بزدلی کے آثار۔ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے حیرت انگیز کارنامے۔ دو مسلمان بچوں کی محیر العقول شجاعت۔ کفارِ مکہ کے سردار ابوجہل کا قتل۔ ۵۹

ابوجہل کے قتل کے بعد لشکر کفار میں بھگدڑ۔ کفار کے ستر مقتولین میں سے چوبیس سرداران قریش تھے۔ مسلمانوں کے صرف چودہ افراد شہید ہوئے ۶۱

بے شمار مالِ غنیمت اور اس کی تقسیم، قیدیوں کے بارے میں رسولؐ کا مشورہ اور تاوان کی تعیین۔ ۶۲

قیدیوں کے قتل عام نہ کرنے کے متعلق رسولؐ کو وحی کے ذریعے تنبیہ۔ مسلمانوں کا جوشِ ایمان۔ ۶۳

قریش کے گھروں میں صف ماتم۔ ابولہب کا دردناک انجام، ابوالعاص دامادِ رسولؐ کی رہائی۔ ۶۴

زینب دخترِ رسولؐ سے کفار کا شرمناک سلوک۔ رسولؐ کا قیدیوں سے رحیمانہ سلوک۔ ۶۵

Marfat.com

باب ششم (۶) ۶۷

مدینہ میں منافقت کا زور

غزوۂ بدر کے بعد سورۂ انفال میں مسلمانوں کو کفار پر غالب آنے کے لیے آپس میں متحد رہنے اور اطاعت رسولؐ کی مزید تعلیم۔ مسلمانوں کو جنم کی دھمکیاں۔ کفار کے مکمل استیصال کا عزم، مسلمان وہ ہے جس کا دل خدا یاد آنے پر دہل جائے۔

دشمن سے جنگ کے وقت جو مسلمان پیٹھ دکھائے جہنمی ہے۔ ۷۰

اطاعت امیر ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ عصیان امیر وہ ظلم ہے جس سے تمام قوم فنا ہو جاتی ہے۔ مال اور اولاد فتنہ ہیں ان سے مومن بچے۔ ۷۱

مسلمان ہر وقت متحد رہے اور اپنی ہوا نہ اکھاڑے۔ ۷۲

مسلمان کی دشمن کے خلاف تیاریوں۔ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا معیار ایک مسلمان دس کافروں پر غالب آتا ہے۔ ۷۳

جہاد فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم اور اس کی غرض وغایت جہاد فی سبیل اللہ کا پہلا ذکر۔ ۷۴

سورۂ انفال کے بعد سورۂ محمدؐ کا نزول۔ جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد صحیفۂ فطرت کی حقیقت پر ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا ذکر۔ کافر باطل کی اور مومن حق کی پیروی کرتا ہے۔ ۷۶

صحیفۂ فطرت کو باطل ماننے والے کافر ہیں۔ ۷۷

منافق وہ ہے جس پر جہاد کا حکم سن کر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ ۷۸

فتح بدر کی وجہ سے مدینہ میں منافقت کا زور۔ ۷۹

باب ہفتم (۷) ۸۰

۲ھ کے رمضان کے بعد کے امن شکن واقعات

فتح بدر کے متعلق کفار میں شدید ہیجان کے باعث مزید مخالفتیں۔ غزوۂ سویق اور غزوہ بنی قینقاع کی مہمیں، کفار مکہ کے وفد کی حبشہ میں شکست فاش، غزوۂ سویق کے دوران میں رسولؐ پر ایک کافر کا حملہ۔

وفد حبشہ کی ناکامی، یہود کے شعراء کی ہجوگوئی رسولؐ۔ ۸۱

بنو قینقاع کی فتنہ انگیزی اور بالآخران کا محاصرہ۔ غزوہ بنو قینقاع اور قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی۔ ۸۲

بنو نضیر کا مدینہ سے اخراج رسولؐ خدا کی ایک عظیم الشان سیاسی فتح تھی۔ ۸۲

باب ہشتم (۸) ۸۴

رمضان ۲ھ سے شوال ۳ھ تک کے مسلسل معرکوں کے بعد ۳ھ کے محرم وصفر میں رسولؐ کا پہلا سکون

پھر ربیع الاول ۳ھ میں غزوۂ نجد، غزوۂ فرع، پھر ماہ کے بعد شوال ۳ھ میں غزوۂ احد، غزوۂ احد میں رسولؐ کی نافرمانی کے باعث مسلمانوں کو دردناک شکست، وحی کی المناک تنبیہیں۔ حضرت حفصہ سے رسولؐ خدا کا نکاح۔ غزوۂ نجد۔

غزوۂ فرع۔ بنو نضیر سے مال غنیمت۔ حضرت عثمانؓ سے ام کلثوم کا نکاح۔ تیرہ ماہ کے جوش انتقام کے بعد کفار مکہ کا رسولؐ سے شوال ۳ھ میں ٹکراؤ۔ غزوۂ احد کی مکی تیاریاں، مسلمانوں کو کثرت کا غرور، عصیان رسولؐ کے باعث دردناک شکست۔ ۸۵

عکرمہ اور خالد بن ولید کی مکی قیادت۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا جوش انتقام، مسلمانوں کا میدانی لڑائی پر اصرار۔ ۸۶

بہرحالت درہ نہ چھوڑنے کے قطعی احکام، غزوہ کی ابتداء ۸۷

میں مسلمانوں کی بے مثال بہادریاں اور کفار کی شکست کے قوی آثار۔ ۸۸

فتح کے غرور میں مسلمانوں کی رسولؐ کے حکم کی نافرمانی اور دفعتاً بعد ۸۹

مکمل شکست کے آثار۔ خالد بن ولید کا شکست انگیز حملہ اور مسلمانوں میں بھاگڑ۔

رسولؐ کے زخم کے بعد رسولؐ خدا کی شہادت کی غلط خبر۔ ۹۰

کفار کے ایک ہزار اور مسلمانوں کے صرف ستر مقتولین کے باوجود ۹۱

مسلمانوں کو شکست۔ بزدلی کے باعث کفار کا اپنی فتح کو مکمل کئے بغیر میدان جنگ کو چھوڑ دینا۔ رسولؐ خدا کے دو تعجب انگیز مزید نکاح۔

غزوۂ احد کی شکست سے مسلمانوں کو مفید سبق، وحی کی تنبیہوں سے مسلمانوں کو عبرت۔ ۹۲

قانون خدا کو سمجھنے کے اعتبار سے غزوۂ احد کی شکست مسلمانوں کے لئے آیۂ رحمت تھی۔ ۹۳

باب نہم (۹) ۹۵

سورۂ آل عمران میں یہود ونصاریٰ کی حیرت انگیز سازشوں اور بدآموزیوں کے خلاف بغاوت کی تعلیم۔

یہود ونصاریٰ سے عدم موالات پر زور، براہیمی اسلام کی طرف دعوت عام۔ سب انبیا برابر ہیں۔ کفار سے ترک الفت کے سخت احکام۔ دنیا کو ترک کرنے کی ابتدائی ترغیب، قرآن کریم میں محکمات اور متشابہات کے متعلق وضاحت اور انکی تم۔

Marfat.com

کفار کا متشابہات کی بحث کو چھیڑنا کس پست مقصد کے لئے تھا۔ 96

براہیمی اسلام کی طرف یہود و نصاریٰ کو عام دعوت۔ 97

اسلام سب انبیا کو برابر کے نبی مانتا ہے۔ 99

وہ براہیمی اسلام ہے، اس کے سوا کوئی دین قابل قبول نہیں، سب انبیا برابر ہیں، ان میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ 99

کن وجوہ کی بنا پر حج کعبہ صاحب استطاعت مسلمانوں پر لازم کر دیا گیا۔ 100

مدینہ میں اتحاد کی مزید ضرورت اور اس کو پیدا کرنے کی ترغیب۔ 101

آج کل کے مسلمان پھر غالب آسکتے ہیں بشرطیکہ اگلے نو رکوعوں کے حکموں پر سچا عمل پھر شروع کر دیں۔ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کی وجہ سے رسول خدا کی مشکلات میں اضافہ۔ 103

الربٰو کو چھوڑ دینے کی مزید ترغیب۔ 105

خدا ہر قوم کا ہے اور صرف عمل کرنے والوں کا مددگار ہے۔ 106

دنیاوی لالچ اور عصیان امیر غزوۂ احد کی شکست کے باعث تھے۔ 107

بزدل مسلمانوں سے نرم سلوک کی تلقین تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ 108

صحیفۂ فطرت سے لاتعداد ہدایتوں کے حاصل کرنے کا حکم اور ارباب دانش (اولوا الالباب) کی تعریف۔ 109

کفار کی حالیہ شوکت و ثروت سے مسلمان مرعوب نہ ہوں، مسلمانوں کو کامل استقلال، اور مکمل اتحاد کی تعلیم۔ سورۂ آل عمران کی تعلیم کا مختصر اور اتقوا اللہ کے صحیح معانی۔ 111

باب دہم (۱۰) 113

سورۃ الصف میں مسلمانوں کو اپنا ایمان پختہ کرنے کی مزید تنبیہیں۔

نصاریٰ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب کہ حضرت عیسےٰ رسول عربی کے آنے کے مصدق تھے، سورۃ الحدید میں آنے والی فتح کا شاندار الفاظ میں نقشہ، لوہے کی دھات کی انسانی قوموں کے لئے انتہائی اہمیت۔

سورۃ الحدید میں دشمنان دین کی آنیوالی بدحالی کے متعلق دھمکیاں 115

فتح سے پہلے کی قربانی مال و جان بعد کی قربانی سے بدرجہا افضل ہے تسخیر کائنات کی طرف باریک اشارہ۔ 119

بنی نوع انسان کو قسط و اعتدال پر رکھنے کے لئے الکتٰب نازل کی اور غالب کرنے کے لئے لوہا نازل کیا۔ لوہے کی خدائی نعمت قوت اور عزت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ آیۃ الحدید ایک عظیم الشان ارضی حقیقت کا انکشاف ہے۔ اسلام رہبانیت کو منع کرتا ہے۔ 120

باب یازدہم (۱۱) 122

سورۃ النساء میں اسلامی کردار کو بلند تر کرنے کے مزید احکام اور ابراہیمی دین کی طرف پھر دعوت۔

اطاعت رسولؐ پر مزید زور، ہجرت وطن کی شدید تاکید، مخالفین سے ترک محبت، ہتھیار پکڑنے کا عام حکم۔ قرن اول کے مسلمان انتہائی کمزوریوں کے باوجود کیوں غالب آگئے؟ آج کل کے مسلمان کیونکر پھر غالب آسکتے ہیں؟ معاشری اور وراثتی احکام، سرمایہ داری کی ممانعت، حلال کمائی کا حکم۔ طلاق کی پابندیاں۔

بے چون و چرا اطاعت امیر کا حکم۔ 124

مخالفین کو رام کرنے کے لئے وحی کی عجیب و غریب تدبیریں ان کی بخشش کی طلب، رسولؐ کو حَکَم بنانے کی ترغیب۔ 125

مسلمانوں کو ہتھیار پکڑنے کا عام حکم۔ مکہ کے مسلمانوں کا مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد کفار مکہ کے خوف کے باعث قتال بالسیف سے گریز۔ 126

منافقین کی فتنہ انگیزیاں۔ منافقین کے حمایتی مسلمانوں کا گروہ۔ 127

مسلمان کے مسلمان کو قتل کرنے کی سزا جہنم ہے۔ قاعد مجاہد کے برابر ہرگز نہیں۔ ہجرت نہ کرنے والے ظالم ہیں۔ نماز قصر کا حکم۔ 128

یتیم لڑکیوں سے منصفانہ سلوک کے احکام۔ مسلمان ہر حالت میں انصاف و عدل پر قائم رہے۔ 129

مسلمان کافروں سے دوستی کرنا قطعی طور پر چھوڑ دیں۔ زبان زد خلق برائی کو آشکارا طور پر کرنا سخت منع ہے۔ 130

سب انبیا خدا کی طرف سے ایک پیغام لائے۔ اس لئے سب کو یکساں "ماننا" لازمی ہے۔ سچے کافر وہ ہیں جو انبیاء میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔ 131

قرن اول کے مسلمانوں میں بھی ایمانی کمزوریاں تھیں لیکن وہ مُڑ مُڑ کر خدا کی طرف آتے تھے۔ آج کا مسلمان بھی مڑ مڑ کر خدا کی طرف آئے تو پھر دنیا پر غالب آسکتا ہے۔ 134

سورۃ النساء کے پہلے چھ رکوعوں کی معاشری اور اخلاقی تعلیم کا مختصر۔ 137

جن عورتوں سے نکاح کرنا از روئے اسلام حرام ہے۔ کسی دوسرے کی بیوی سے نکاح بھی حرام ہے۔ 139

مال حرام نہ کھاؤ اور سرمایہ داری کی تمنا نہ کرو، سرمایہ داروں پر سبقت لے جانے سے حلال دولت پیدا نہیں ہوتی۔ 140

مرد عورتوں پر اس لئے غالب ہیں کہ کمائی کرتے ہیں۔ سب سے عمدہ سلوک۔ قیدی مردوں اور عورتوں سے عمدہ سلوک۔ ۱۴۱
سورۃ الطلاق میں طلاق کے متعلق پابندیاں اور حتی الوسع طلاق سے اجتناب کی ہدایت۔ ۱۴۲
براہیمی اسلام کی طرف تین دعوتیں۔ ۱۴۳

باب دوازدہم (۱۲) ۱۴۴

غزوۂ اُحد کے بعد ۴ھ کے ابتدائی مہینوں میں یہود کی رسولؐ سے پے درپے غداریاں۔

۷۰ صحابہ کا قتل۔ یہود کی طرف سے قتل رسولؐ کی سازشیں۔ بنو نضیر کا تجدید معاہدہ سے انکار۔ قلعہ زہرہ کا محاصرہ۔ بنو نضیر کی شکست فاش اور جلاوطنی۔ قبیلہ خزیمہ کی غداری۔ دس صحابہ کی شہادت۔ بنو عامر، بنو سلیم اور بنو کلاب کی غداری۔ ستر صحابہ کی شہادت۔
بنو نضیر کی سازش قتل رسولؐ۔ رسولؐ کا قبائل یہود سے تجدید معاہدات پر اصرار۔ قلعہ زہرہ کا محاصرہ اور بنو نضیر کی شکست۔ ۱۴۵

باب سیزدہم (۱۳) ۱۴۷

سورۃ الحشر میں مسلمانوں کے جلال کا پہلا ظہور اور کفار مدینہ کو قریبی عذاب کی تنبیہیں۔

"قرآن اگر کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ گڑگڑا کر خوف خدا سے پھٹ جاتا"۔ "مسلمانوں کا رعب کفار پر چھا چکا ہے، یہ اس لئے کہ بظاہر وہ مجتمع ہیں، لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں"۔

باب چہاردہم (۱۴) ۱۵۰

ربیع الثانی ۴ھ سے ذلیقعد ۵ھ کے بیس مہینوں کے حیرت انگیز اور لرزہ خیز واقعات

نجد پر چڑھائی، غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ بنو مصطلق اور فتنہ حارث بن ضرار کے واقعات ۵ھ میں۔ غزوۂ خندق کا عظیم الشان واقعہ ۵ھ کے ذلیقعدہ میں جس کا اختتام قریش مکہ کی شرمناک دائمی شکست پر ہوا، ۵ھ کے شروع میں فتنۂ افک اور حضرت عائشہؓ کی مکمل برأت؛ ۴ھ ربیع الثانی میں نجد پر چڑھائی، بدر میں ابوسفیان کا فرار، وسط ۵ھ میں غزوۂ دومۃ الجندل۔
اخیر ۴ھ اور محرم ۵ھ میں حارث بن ضرار اور امیر بنو مصطلق کا فتنہ اور کثیر مال غنیمت کا حصول۔ حارث کی بیٹی جویریہ سے رسولؐ کا نکاح۔ غزوۂ بنی مصطلق میں منافق عبداللہ بن ابی کا المناک فتنہ۔ ۱۵۱
واقعۂ افک کی دردانگیز تشہیر اور حضرت عائشہؓ کی مکمل برأت۔ ۱۵۲
وحی کے ذریعے سے حضرت عائشہؓ کی برأت۔ ۱۵۳
غزوۂ اُحد کے ۲۵ اور غزوۂ بدر کے ۳۰ ماہ بعد کی خاموش تیاریوں سے ابوسفیان کا مدینہ پر خطرناک حملہ۔ غزوۂ خندق۔ کئی قبائل کا اتحاد، سلمان فارسی کی نادر تجویز کہ خندق کھودی جائے۔ ۱۵۴
مدینہ کے یہود بنو قریظہ کی غداری۔ ۱۵۵
رسولؐ خدا کی کامیاب تجویز و تدبیر، دشمن میں پھوٹ، موسم کی بے انتہا خرابی اور بزدلی کے باعث شکست۔ ۱۵۶
شکست کے بعد بنو قریظہ سے غداری کا دردناک انتقام، سب مرد قتل کر دیئے گئے۔ ۱۵۷
غزوۂ خندق دراصل دین اسلام کی تمام آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ تھا۔ ۱۵۸

باب پانزدہم (۱۵) ۱۶۰

غزوۂ خندق کی فتح کے بعد سورۃ الاحزاب (۳۳) میں عظیم الشان مصلح جماعت معاشرتی احکام۔

رسولؐ سے ان کے گھر میں ازواج نبیؐ سے سلوک کے آداب، رسولؐ سے ملاقات کے آداب، مسلمان عورتوں کو پردہ کے احکام، رسولؐ کے خانگی جھگڑوں کی الجھنیں اور ازواج رسولؐ کو سخت تنبیہی احکام، زینب سے نکاح کی نئی الجھن۔ فتح مکہ کے باوجود مسلمانوں کو منافقوں کے متعلق تنبیہیں، مسلمانوں کو رسولؐ کے اسوہ پر چلنے کا حکم۔ بیویوں سے اظہار کرنے کی ممانعت۔
رسولؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ غزوۂ خندق کے موقع پر چاروں طرف سے آفتوں کا ہجوم اور مسلمانوں کے ایمان کی انتہائی آزمائش کا ذکر۔ ۱۶۱
ایمانی کمزوریوں کے متعلق خدا کی تنبیہیں۔ ۱۶۲
مسلمان کو رسولؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا حکم۔ ۱۶۳
سچے ایمان والوں کا کیف ایمان۔ ۱۶۴
غلبۂ اسلام کے نازک موقع پر رسولؐ کی بیویوں کا جھگڑے فساد کرنا سخت نامناسب ہے۔ ۱۶۵
نبیؐ کی بیویوں کی طرف سے ادنیٰ بے حیائی اور بھڑک دکھلانے کی سزا دگنی ہے۔ ۱۶۶
زید بن حارثہ کے زینب کو طلاق دینے کے بعد رسولؐ سے نکاح کے جواز کا اعلان۔ ۱۶۷
محمدؐ خاتم النبیین ہے۔ خدا مسلمانوں کو محکومی کی ظلمت سے ۱۶۸

Marfat.com

غلبے کے نور کی طرف نکال رہا ہے۔ رسولؐ کا پچھلے ۱۸ برس کا کامیاب عمل اس کی روشن شہادت ہے کہ وہ بشیر اور نذیر اور سراج منیر صحیح معنوں میں ہے۔

رسولؐ کے گھر میں بیٹھ بیٹھ کر مجلس آرائی کرنا رسولؐ کو دکھ دیتا ہے۔ جب کھانا تیار ہو جائے داخل ہو جاؤ اور اس کے بعد جلد اٹھ جاؤ۔ ۱۷۰

مسلمان عورتوں کو پردہ اور حیا کرنے کے احکام۔ ۱۷۱

منافقین کا دردناک انجام۔ قوموں کو اُن کے بڑے اور اُن کے سردار ہی گمراہ کرتے ہیں۔ ۱۷۲

فہم و ادراک کی امانت کو کائنات کی تمام مخلوق نے لینے سے انکار کر دیا صرف انسان اس امانت کا حامل بنا، لیکن وہ بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی جاہل تھا۔ بنی نوع انسان کے ظلوم و جہول ہونے کی وجوہات۔ ۱۷۳

سورۃ المنافقون میں غزوۂ خندق کے موقع پر منافقین مدینہ کی مسلمانوں کے خلاف دردناک ریشہ دوانیوں کی مذمت۔ منافقوں کی بخشش ناممکن ہے۔ اُن کی مسلمانوں کو ترغیب کہ قربانیٔ مال نہ کریں تاکہ مسلمان تتر بتر ہو جائیں۔ ۱۷۴

مدنی وحیوں میں سورۃ النور میں پہلی بار ایک انتہائی طور پر عظیم الشان علمی حقیقت کا اعلان، آیات بیّنات کا نزول۔ ۱۷۵

زانی مرد اور زانیہ عورت کو سزائیں۔ ۱۷۶

حضرت عائشہ صدیقہ پر المناک الزام اور واقعۂ افک کے متعلق قرآن کی صراحت۔ واقعہ افک کی تشہیر کے متعلق منافقین مدینہ کی المناک بے رحمی۔ ۱۷۷

منافقین سے درگزر کا حکم۔ بلا اجازت گھروں میں داخل نہ ہو! مومن عورتیں مردوں کے سامنے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، سینوں پر چادریں اوڑھے رکھیں، اپنی زینتیں غیر محرم مردوں پر ظاہر نہ کریں! ۱۷۸

زنا سے بچنے کے لئے مسلمان کو سہولتیں۔ سورۃ النور میں آیۃ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض کی یقین انگیز اور نتیجہ خیز تشریح جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی گئی۔ ۱۷۹

کافروں کے اعمال قطعی طور پر بے نتیجہ ہیں۔ ۱۸۰

سورۃ النور میں زمین کی کروڑہا سالوں کی پیدا ہوئی ہوئی مخلوق کی مکمل تاریخی داستان کا اعلان، زمین کی زندہ مخلوق کا انسان تک ارتقا کیونکر اور کس تدریج سے ہوا۔ ۱۸۱

مسلمانوں کی مخالفت کرنے کے متعلق منافقین کے مکر و فریب۔ ۱۸۲

مدینہ کے مسلمانوں سے خلافتِ ارضی عطا کرنے کا عظیم الشان اقرار خلافت کے قائم رکھنے کی کڑی اور عالم آرا شرطیں۔ ۱۸۳

گھریلو زندگی کو پاکیزہ کرنے کے لئے دینِ خدا نے کیا احکام دیئے۔ زمانۂ حال کی خانگی زندگیاں کن خرابیوں کی حامل ہیں؟ ۱۸۴

رسولؐ سے ملاقات کے آداب۔ قرنِ اول کے مسلمان کس اخلاق کے مالک تھے جس کی اصلاح کر کے ان کو غالب کرنا رسولؐ کے پیش نظر تھا۔ ۱۸۵

قرنِ اول کے مسلمان اس کمزور اخلاق کے حامل تھے کہ پندرہ برس تک وحی کو شراب اور جوئے کے حرام کرنے میں تامل رہا۔ ۱۸۶

رسولِ خدا کی دعوت پر مسلمانوں کو ہر وقت حاضر ہو جانے کی تنبیہ۔ ۱۸۷

باب شانزدہم (۱۶) ۱۸۹

سورۃ المجادلہ (۵۸) میں مسلمانانِ مدینہ کی اخلاقی کمزوریوں اور بزدلیوں کے متعلق مزید سخت تنبیہیں۔

سورۃ الحج (۲۲) میں معرفتِ خدا کے متعلق قطعی ہدایتیں۔ مسجدِ حرام کو مرکزِ امت بنانے کی حکمت۔ براہیمی ملت کی خصوصیتیں اور اتحادِ عالم کے لئے پیہم جہاد بالسیف۔ غصے میں آ کر بیویوں کو طلاق نہ دیا کرو۔ مسلمان برے کاموں کی سرگوشیوں سے اجتناب کریں و مجلس میں نظام سے بیٹھیں۔ مسلمان یہود و نصاریٰ سے یارانہ نہ گانٹھیں، نہ جھوٹی قسمیں کھائیں۔ ۱۹۰

سورۃ الحج میں علمِ فطرت کے بغیر معرفتِ خدا کے متعلق بحث میں پڑنے کے امتناعی احکام۔ مسجدِ حرام کو مقامِ حج مقرر کرنے کی عظیم الشان براہیمی حکمت انسانی امت کو متحد کرنا تھا۔ علمِ صحیفۂ فطرت کے بغیر معرفتِ خدا محال ہے۔ ۱۹۱

علم کے بدوں معرفتِ خدا گمراہی ہے۔ حج بیت الحرام کی عظیم الشان براہیمی حکمتِ عملی۔ ۱۹۲

جو خالق نہیں معبود نہیں ہو سکتا۔ براہیمی ملت کی خصوصیتیں۔ خدا کی پیہم ملازمت، پیہم جہاد بالسیف، پیہم عمل سے خدا کے ہونے کی شہادت اور اعتصام باللّٰہ ہیں۔ ۱۹۳

باب سیزدہم (۱۷) ۱۹۵

مدینہ کی پنجسالہ زندگی میں رسولِ خدا کے بے مثال کارنامے اور بے پناہ طور پر صحیح تجویز و تدبیر۔

غزوۂ خندق کی بے مثال فتح کے بعد فتح مکہ کی نیت سے

Marfat.com

حج مکہ کا پہلا عزم۔ صلح حدیبیہ کا عہدنامہ بظاہر کمزور ہونے کے باوجود کفارِ مکہ کی شکستِ فاش کا پیش خیمہ تھا۔ رسولِ خدا کے حیران کن کارنامے۔

روئے زمین کے تختے پر محمدؐ عربی جیسا عظیم ترین انسان پیدا نہیں ہوا۔ 196

زمانۂ حال کے مسلمانوں کا نبیؐ کے متعلق بے ہودہ تخیل۔ غزوۂ خندق کا حیرت انگیز کارنامہ تاریخ میں کامیاب تجویز و تدبیر کی واحد مثال ہے! 197

وحی نے کسی مہم میں رسولؐ کو کامیاب کرنے میں مدد نہیں دی۔ غزوۂ خندق کے فوراً بعد ۶ھ میں رسولِ خدا کی پے در پے مہمیں، صرف دو سو سواروں سے بنو بکر کو شکستِ فاش، دینِ اسلام کی گرد و نواح میں عام شہرت، سال کے آخر میں حج کی تیاریاں۔ سریۂ خیبر۔ 198

سریۂ نجد۔ سریۂ بنو لحیان، ذی قردہ، عکل اور ربتہ کی مہمیں۔ 199

۶ھ کے آخر میں حج کی تیاریاں عظیم الشان منصوبوں کا پیش خیمہ تھیں۔ کفارِ مکہ کو جتلانا تھا کہ مسلمانوں کا مکہ پر حق براہیمی دین کی تجدید کی وجہ سے ہے۔ حج مکہ دراصل فتح مکہ کی تمہید تھی۔ 200

۱۴۰۰ مسلمان حتمی زون میں حج کے لئے تیار ہو کر حدیبیہ پہنچ گئے۔ کفارِ مکہ میں اضطراب اور سفیروں کے ذریعے سے رسولؐ سے گفتگوئیں۔ 202

صلح حدیبیہ کا تحریری عہدنامہ اور اس کی شرطیں۔ 203

عہدنامہ حدیبیہ سے صحابہ میں مایوسی کے آثار، وحی کے ذریعہ سے مسلمانوں کو تسلی۔ 204

باب ہژدہم (۱۸) 206

سورۃ الفتح (۴۸) میں صلح حدیبیہ کی حکمت کا حوصلہ افزا انکشاف

عرب بدوؤں کو حج کے لئے ساتھ نہ لے جانے کی حکمتِ عملی، مالِ غنیمت کی ترغیب۔ کفار کا شکست کھا جانا قانونِ خدا ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ غلبۂ اسلام کا آخری منظر۔ رسولِ خدا کے "پہلے اور پچھلے گناہوں" کی کیا نوعیت تھی، ان کی تشریح۔

کفار کا ایمان والوں کے ہاتھ شکست کھانا قانونِ خدا ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے! 209

غلبۂ اسلام کا آخری منظر کفار کے لئے موت افزا ہے۔ 211

باب نوزدہم (۱۹) 213

صلح حدیبیہ کے متعلق سورۃ الفتح (۴۸) کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں میں عزم و عمل کی عظیم الشان لہر۔

صرف ایک ماہ بعد غزوۂ خیبر کی عظیم الشان فتح اور کثیر مالِ غنیمت کا حصول، سورۃ التحریم (۶۶) میں پھر رسولؐ کی خانگی الجھنوں کا ظہور، سورۃ الممتحنہ (۶۰) میں پھر کفار سے الگ رہنے کے احکام۔

حج مکہ غلبۂ اسلام کی تاریخ کی پہلی سیاسی فتح تھی۔ 214

صلح حدیبیہ کی فتح کے بعد رسولِ خدا کی بیویوں میں پھر خانگی الجھنوں کا ظہور۔ 215

سورۃ الممتحنہ میں پھر مسلمانوں کو کفار اور منافقین سے الگ تھلگ رہنے کی تلقین اور سخت احکام۔ کفار کو دوست نہ بناؤ وہ تمہیں مدینے سے نکالنے کے درپے ہیں۔ 217

براہیمی اسوہ سب سے صلح پیدا کرنے کا اسوہ تھا۔ کیا عجب کہ کفار آگے چل کر تمہارے دوست ہی ہو جائیں۔ اصلی دشمن وہ کفار ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے قتال کیا۔ 218

مکہ کی اسلام لانے والی عورتوں کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ 219

غزوۂ خیبر کی عظیم الشان مہم کی وجوہات۔ 220

خیبر پر حملہ اور یہودیوں کا ابتدا میں سخت مقابلہ۔ 221

قلعہ قموص پر رسولِ خدا کا بذاتِ خود اقدام اور بالآخر علی کے ہاتھوں دشمن کو شکستِ فاش۔ 222

حضرت علی کے حیرت انگیز جنگی کارناموں کی وجہ سے مسلمانوں میں فضیلتِ صحابہ کی بنا پر فرقہ بندی اسلامی تاریخ کا شرمناک واقعہ ہے۔ علی کی ناقابلِ یقین شجاعت نے یہود کو فیصلہ کن شکست دی۔ 223

حاکمِ قلعہ مرحب کی بھتیجی زینب کے ہاتھوں زہر کھانے سے رسولِ خدا بال بال بچ گئے۔ خیبر سے واپسی پر فدک کے یہودیوں پر حملہ اور ان کو شکست۔ 224

یہود کی انتہائی خبثِ باطنی کے باوجود صفیہ بنت کنانہ سے رسولؐ کا نکاح ـــ انہی ایام میں ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے رسولِ خدا کا نکاح اور ابوسفیان کا اسلام لانا۔ 225

یہود کے قدیم ترین مسکن یعنی خیبر کا سر ہو جانا رسولؐ کا عظیم الشان کارنامہ تھا۔ صفیہ کی وفاداری۔ فتح خیبر کے عظیم الشان نتائج۔ 226

صحابہ میں سے کسی کی "فضیلت" کا سوال منافقینِ مدینہ تک میں سے کسی نے نہ اٹھایا۔ 227

رسولؐ کے بعد شیعہ سنی تفریق شیطانی عمل تھا جو مسلمانوں سے سرزد ہوا۔ 228

باب بستم (۲۰) ۲۲۹
فتح خیبر کے بعد اور پہلے ۶ھ اور ۷ھ میں رسولؐ کے پندرہ ملکوں کے بادشاہوں کے نام دعوت نامے۔
براہیمی دین کی تجدید کا اعلان: بنی نوع انسان ایک اُمت ہیں۔ سات والیانِ ملک دائرہ اسلام میں داخل اور چار والیان کی ہٹ دھرمی کے حیرت انگیز نتائج۔
دعوت ناموں کی تفصیل اور مختلف ملکوں میں عرب نبیؐ کی آمد کے متعلق تاثرات۔ ۲۳۰
رسولؐ کی پیمبری کے اعجاز نما کرشمے! ۲۳۳
باب بست ویکم (۲۱) ۲۳۵
۷ھ کے آخیر میں حجِ مکہ کی عظیم الشان مُہم انتہائی پُرامن طریقے سے طے ہوگئی!
۸ھ کے جمادی الاوّل میں غزوۂ موتہ میں ۳ ہزار مسلمانانِ مدینہ کا شاہِ روم کی ایک لاکھ فوج سے پہلا ٹکراؤ۔ زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی المناک شہادتیں، خالد بن ولید کی بے مثال قیادت کے باعث رُومی فوج کا فرار، بے شمار مالِ غنیمت اور جعفر کی لاش کا مدینہ میں ورُود۔
حجِ مکہ سے واپسی پر میمونہ بنت حارث سے رسولِ خدا کا نکاح خالد بن ولید کے اسلام لانے کا باعث ہُوا۔ ۷ھ میں فدک کی کامیاب مہم اور ۱۴ سال کے بعد مہاجرینِ حبشہ کی واپسی۔ ۲۳۶
سریۂ بنی خزاعہ یا ذات السلاسل: غزوہ موتہ کی مہم میں اسلام کے نامور قائدین کی شرکت اور خالد بن ولید کی رضاکارانہ پیش کش۔ شاہِ روم کی فوجوں سے پہلا ٹکراؤ۔ ۲۳۷
رسولؐ کی بے پناہ دُور اندیشی کے باعث کئی سرداروں کی تقرری۔ ۲۳۸
ایک لاکھ دشمن کا ۳ ہزار مسلمانوں سے بے پناہ مقابلہ۔ زید بن حارث کی عظیم الشان شہادت نوّے زخموں کے بعد جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی پے در پے شہادتیں۔ بالآخر خالد بن ولید کی قیادت میں لڑائی ختم ہوگئی! ۲۳۹
دشمن کی اگلے دن شرمناک پسپائی اور فرار، بے شمار مالِ غنیمت اور جعفر ابن ابی طالب کی لاش کا مدینہ میں غم انگیز وُرود۔ ۲۴۰
باب بست و دوم (۲۲) ۲۴۲
۸ھ کے حجِ مکہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے اہلِ مکہ کی نئی شرارتیں
مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ پر بنو بکر کا جارحانہ حملہ، ابوسفیان کی ناکام صلح کی مہم۔ رمضان ۸ھ میں دس ہزار مسلمانوں کا مکہ کی طرف کوچ اور فتح مکہ کا بے مثال کارنامہ۔ ابوسفیان کا مدینہ میں ناکام ورُود۔
حضرت عمرؓ کی سربراہی میں دس ہزار کا مکہ کی طرف کوچ۔ ابوسفیان کی سنسنی خیز گرفتاری۔ ۲۴۴
نیم رضامندی سے اقرارِ توحید و رسالت کے بعد ابوسفیان کی مکہ والوں کو رسولؐ کا مقابلہ نہ کرنے کی ترغیب دہی۔ ۲۴۵
کسی بڑے جدال کے بغیر رسولِ خدا کی مکہ پر قبضہ کی بے پناہ تجویز و تدبیر۔ خالد بن ولید کے پہلے ٹکراؤ میں ہی اہلِ مکہ کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ ۲۴۶
سورۃ الفتح کی عظیم الشان پیشگوئی کی تکمیل۔ خانہ کعبہ میں رسولؐ کا داخلہ۔ داخل ہوتے ہی رسولؐ نے ۳۶۰ بتوں کو پیوندِ زمین کر کے کفر کے مدفن پر آخری مُہر لگا دی۔ ۲۴۷
بتوں کو واصل بہ جہنم کرنے کے بعد رسولِ خدا کا خانہ کعبہ کے دروازہ پر تاریخی خطاب اور خلافِ توقع اہلِ مکہ کو عام معافی کا اعلان۔ ۲۴۸
خانہ کعبہ میں پہلی اذان۔ مجرموں کو معافیاں۔ رسول کا انتہائی عفو و درگزر اور اس کی وجہ سے اکثر عمائدین و اکابرِ مکہ کا دائرہ اسلام میں داخلہ۔ ۲۴۹
مکہ کے گرد و نواح میں بُت پرستی کا استیصال۔ ۲۵۰
باب بست و سوم (۲۳) ۲۵۲
فتح مکہ کے عظیم الشان واقعہ کے بعد رسولِ خدا کو عرب بدو قوم کو مہذب اور متمدن بنانے کی فکر۔
سورۃ النصر میں نبیؐ کو اُس کی واماندگیوں پر پردہ پوشی کی تعلیم کے بعد سورۃ الحجرات میں تنظیمِ ملت کے عظیم الشان سبق۔ امیر کا ادب۔ اس کے مقام کا پورا احترام، آپس میں مومنوں کا کامل اتحاد، ایمان کا بلند مقام۔ باہمی بدگمانی، غیبت، تمسخر اور قبائلی تفاخر سے کلی اجتناب کے احکام۔ فتح مکہ کے بعد کی وحیوں یعنی سورۃ النصر اور سورۃ الحجرات کے متعلق یقین انگیز ملاحظات۔
باب بست و چہارم (۲۴) ۲۵۸
فتح مکہ کے صرف ایک ماہ بعد ۸ھ کے شوال میں غزوۂ حنین کی عظیم الشان مہم۔
بارہ ہزار مسلمانوں کا حنین کی طرف کوچ، ابو عامر کی شہادت کے بعد ابو موسیٰ کی قیادت میں غزوۂ اوطاس اور کثیر مالِ غنیمت کا حصول۔ رسولؐ کی طائف کی طرف پیش قدمی، ۲۰ دن تک طائف کا محاصرہ اور واپسی۔ سردار طائف مالک ابن عوف

Marfat.com

کا بالآخر اسلام لانا اور طائف پر مکمل قبضہ، مالک ابن عوف کی قیادت میں بنو ثقیف اور بنو ہوازن وغیرہ کا رسولؐ کے خلاف اتحاد۔ اوطاس کی چھاؤنی میں قبائل کا عورتوں اور بچوں سمیت ہجوم۔	
دس ہزار صحابہ اور دو ہزار نو مسلمین مکہ حنین کی حدود پر، مالک بن عوف کا تنگ پہاڑی میں مسلمانوں کی فوج پر ناگہانی حملہ اور فوج میں خطرناک انتشار۔	۲۵۹
حضرت عباس کی مدد سے بالآخر مسلمان پھر جم گئے۔	۲۶۰
مالک بن عوف اور بنو ثقیف کا طائف کی طرف بے تحاشا فرار حنین میں ورود کے بعد اوطاس پر کامیاب حملہ اور مکمل فتح، اوطاس کے بعد طائف پر پیش قدمی اور اس پر مکمل قبضہ۔ ابو عامر کی قیادت میں غزوۂ اوطاس۔ ابو موسیٰ کی قیادت میں مکمل فتح اور بے شمار مالِ غنیمت۔	۲۶۱
رکاوٹ ہونے کے باوجود نو مسلمین مکہ کی شمولیت کے متعلق رسولؐ کی بے مثال حکمتِ عملی۔ مالِ غنیمت اور قیدی عورتوں کی مسلمانوں میں تقسیم؛	۲۶۲
رسولؐ کی طائف کی طرف پیش قدمی۔ بیس دنوں تک قلعہ کا محاصرہ اور منجنیقوں سے بے پناہ حملہ۔	۲۶۳
بالآخر خواب کی بناء پر محاصرہ اٹھا دیا گیا۔ جعرانہ کے مقام پر بنو ہوازن کا مصالحانہ وفد۔	۲۶۴
مالِ غنیمت کے متعلق رسولؐ کا بنو ہوازن سے فیاضانہ سلوک۔ مالک بن عوف کا طائف سے اقرار اطاعت کا پیغام اور اسلام لانا۔ قریش پر مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی عظیم الشان حکمتِ عملی اور رسولؐ کا انصارِ مدینہ سے ولولہ انگیز خطاب۔	۲۶۵
ایک ہجو گو شاعر سے فیاضانہ سلوک۔	۲۶۶
عروہ بن مسعود سردار طائف کے اسلام لانے کے بعد طائف میں اس کی شہادت۔ طائف پر مکمل قبضہ کے بعد رسولؐ کا حجِ مکہ اور تقریری ایام۔	۲۶۷
ابوا میں والدہ ماجدہ کی قبر پر دعا۔	۲۶۸
باب بست و پنجم (۲۵)	۲۶۹
فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے بعد ۸ھ کے اختتام اور ۹ھ کے شروع میں تمام عرب میں ہلچل۔	
دور دور کے قبائل کے بیسیوں وفود کی حاضریاں اور اطاعت گزاریاں طائف کے بنو ثقیف کا بلا شرط اقرار اور لات کے عظیم الشان مندر کی بربادی ۸ھ ذی الحجہ میں زینب کی وفات۔	
فتح مکہ اور غزوہ حنین کے بعد تمام عرب میں کہرام، اسلام لانے کے لئے قریباً ۱۰۰ وفود کی رسولؐ سے ملاقاتیں۔ بنو تمیم کی رسولِ خدا کو بلاغت و فصاحت میں مقابلہ کی دعوت اور بالآخر ہار کر اسلام لانا۔	۲۷۰
کعب بن زہیر کو قصیدہ بردہ کے عوض میں رسولؐ کا اپنی چادر کا عطیہ۔ طائف کے بنو ثقیف بالآخر بلا شرط دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور لات کا عظیم الشان بت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا؛	۲۷۱
نجران کے عیسائی وفد کی کج بحثیاں اور بالآخر ادائیگی جزیہ کا اقرار سوق عکاظ کے میلے کو رچانے والے بنو امیر کے سردار امیر بن طفیل کی رسولؐ سے روگردانی۔	۲۷۲
بنو طے کے سردار عدی بن حاتم کے اپنی قیدی بہن سفانہ کے ذریعے سے بالآخر نبویؐ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لانے کا دلچسپ واقعہ۔	۲۷۳
باب بست و ششم (۲۶)	۲۷۵
گیارہ ماہ کے تفاوت سے دو وحیوں سے بنی ہوئی سورۃ التوبہ (۹) جس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ نہیں۔	
مشرکین کفار اور منافقین سے تمام معاہدوں کا اختتام اور سب سے کھلی جنگ کا اعلان۔ سورۃ التوبہ دو ٹکڑوں میں وحی ہوئی مشرکوں سے سب معاہدے ختم ہو چکے۔	
ان کے سب اقرار صرف مونہوں کے اقرار ہیں اور ناقابلِ تسلیم ہیں عہد توڑنے والے سب أئمۃ الکفر کو قتل کر دو؛	۲۷۶
مومن کا اصل مقصد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کافر باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ؛	۲۷۷
غزوہ حنین میں خدا کی مدد نے ہی تمہیں مظفر و منصور کیا۔ مشرک ناپاک ہیں، آج کے بعد مسجد حرام میں داخل نہ ہوں۔	۲۷۸
یہودی رہنما ناجائز طور پر قومی مال ہضم کر جاتے ہیں۔ مومن پر رسولؐ کی تلوار سے مدد لازم ہے۔ ہجرت کے وقت غار میں رسولؐ کی فرشتوں سے خدائی مدد؛	۲۷۹
جہاد کے وقت پیچھے رہ جانے والے اور رخصت مانگنے والے کچے ایمان والے ہیں۔	۲۸۰
مال کے متعلق منافقین کا رسولؐ پر بد دیانتی کا الزام اور رسولؐ کی تقسیم صدقات کے متعلق وضاحت۔	۲۸۱

Marfat.com

کفار اور منافقین سے تلوار کا جہاد ۔ جنگ تبوک کے وقت کی سورۂ توبہ کی وحی۔ ۲۸۲
جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانیوالے لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا! ۲۸۳
پیچھے رہ جانیوالے بدو عرب کو بھی دردناک عذاب ہوگا۔ ۲۸۴
کفر اور نفاق میں بدترین لوگ اعراب (بدو) ہیں۔ بدو منافقوں اور مدینہ کے منافقوں کو دُہرا عذاب ہے۔ ۲۸۵
منافقین مدینہ کا بدترین منافقانہ عمل مسجد ضرار کا قیام تھا۔ ۲۸۶
مومن وہ ہے جو قتل کرتا ہے اور قتل ہوتا ہے۔ مشرکین کے لئے بخشش کی دعا مانگنی ناجائز ہے۔ ۲۸۷

باب بست و ہفتم (۲۷) ۲۹۰

رجب ۹ھ میں غزوہ تبوک (غزوہ عُسرہ) کی عظیم الشان مہم

انتہائی گرمی اور تنگی کے زمانے میں تیس ہزار فوج کی شام پر حملہ کی نیت سے تبوک میں خیمہ زنی۔ ۹ھ کے اوائل میں دین اسلام کو مستحکم کرنے کے لئے عاملین زکوٰۃ، معلمین دین اور مبلغین اسلام کے تین مستقل گروہوں کی تقرری۔
غزوۂ تبوک کے لئے غیر معمولی تیاریاں اور رسولؐ کی اپنی شمولیت کی تیاری۔ حضرت علی کی بطور حاکم مدینہ تقرری اور منافق اُبی کی شرمناک شرانگیزی۔ ۲۹۲
سختیوں کی جاں گداز تکلیفوں کے بعد تیس ہزار فوج کا شام پر حملہ کی نیت سے ورود۔ قوم ثمود کی بربادی والے علاقے میں نزول۔ ۲۹۳
تبوک کے علاقے میں رسولؐ خدا کے حکم سے خیمہ زنی اور اطراف کے علاقوں کو دعوت اسلام۔ گرد و نواح کے قبائل کا قبولِ اسلام۔ ۲۹۴
نواحی علاقہ کو مطیع کرنے کے بعد شام میں داخلہ کے متعلق رسولؐ کی مجلس مشورت۔ صحابہ کی رائے عامہ کہ آگے بڑھنا مناسب نہیں اور واپسی کی تیاریاں۔ ۲۹۵
مسجد ضرار کا واقعہ اور تبوک سے واپسی پر رسولؐ کو وحی کے ذریعے سے سخت تنبیہہ۔ ۲۹۶
بالآخر رسولؐ کا حکم کہ مسجد ضرار کو آگ لگادی جائے۔ ۲۹۷

باب بست و ہشتم (۲۸) ۲۹۸

تبوک سے واپسی پر عظیم الشان فتوحات اور مالِ غنیمت کے باعث مدینہ میں بے پناہ ولولہ۔

مالِ غنیمت کو دیکھ کر مخلفین کی پشیمانیاں، منافق عبداللہ بن اُبی کی موت، تبوک کی فتح عظیم کے بعد پھر خانگی الجھنوں کا ظہور اور وحی کے ذریعہ سے دھمکیاں۔
مالِ غنیمت کو دیکھ کر پیچھے رہنے والوں کی پشیمانیاں، وحی کے نفاذ کی ایک سے دھوئی مال۔ ۲۹۹
منافق اعظم عبداللہ بن اُبی کی مرض الموت میں رسولؐ خدا کی دفعہ عیادت اور موت کے وقت دُعا۔ یہ قدم بنو خزرج کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ ۳۰۰
بیویوں کے باہمی حسد کے باعث پھر رسولؐ خدا کی خانگی الجھنیں۔ ۳۰۱
وحی کے ذریعہ سے سخت تنبیہیں اور سب کو طلاق دینے کی دھمکیاں۔ ۳۰۲

باب بست و نہم (۲۹) ۳۰۴

۹ھ کے حج کا خاموشی سے ادا کرنا رسولؐ خدا کی عظیم الشان سیاسی حکمت عملی تھا۔

علی کی وساطت سے سورۂ توبہ کے سخت ترین احکام کا مکہ میں حج کے موقع پر عام اعلان۔ کفار مکہ کا کامل خاموشی سے احکام کو سُننا، اگلے سال کوئی کافر مسجد حرام میں داخل نہ ہوگا۔ ۹ھ کا حج دانستہ طور پر خاموشی سے ادا کیا گیا۔ رسولؐ کے پیش نظر سورۂ توبہ کی کفر کو یکسر ختم کردینے کی دھمکیوں کا ردعمل کم سے کم کرنا تھا۔
حضرت علی کا مختصر جماعت کے ساتھ مکہ جاکر سورۂ توبہ کے احکام کا عام اعلان۔ ۳۰۵

باب سی ام (۳۰) ۳۰۷

۹ھ کے آخری ایام میں وادی الرّمل سے فتنہ و فساد کی اطلاع۔

حضرات ابوالعاص اور علی کی سرکردگی میں بالآخر یہ فتنہ مکمل طور پر فرو کیا گیا۔ غزوہ تبوک کے بعد بے شمار وفود عرب کی رسولؐ کے حضور میں حاضری، مدینہ میں بے اندازہ ہجوم۔ غزوہ وادی الرّمل میں چار صحابہ کرام کی شمولیت اور ان پر غلبہ۔ رسولؐ کا وفود مدینہ سے محبت کا سلوک۔

باب سی و یکم (۳۱) ۳۰۹

شوال ۹ھ کے غزوۂ تبوک کے بعد سورۃ المائدہ (۵) کا نزول

آج دین اسلام مکمل ہوچکا۔ خدا کی نعمتیں پوری کردی گئیں! یہود مومنوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں، اہل کتاب کو جہاں پاؤ قتل کردو۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے متعلق بھی حکم دے کر میں نے تمہارا دین مکمل کردیا ہے۔
نماز سے پہلے وضو کرنے کے احکام۔ ۳۱۰
مسلمانو! بہرحال عدل و انصاف پر قائم رہو۔ ۳۱۱

Marfat.com

بنی اسرائیل سے دائمی خوشحالی کا مضبوط عہد اور اس کی شرطیں ۔ نصرانیوں سے خدائی عہد اور اُن کا بھول جانا ۔ رسولؐ کے آنے سے اتمام حجت ہو چکا ۔ ۳۱۲

یہود و نصاریٰ اگر خدا کے بیٹے ہیں تو ان کو سزائیں کیوں مل رہی ہیں موسیٰ کی قوم کا اپنے نبی سے روگردانی اور انتہائی بزدلی کا اظہار ۔ ۳۱۳

انسان کو ناحق قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور مومن قوم پر انسانی جان کا احترام فرض ہے ، جس قوم نے انسانی جان کی قدر و قیمت کو نہ پہچانا اُس نے تمام نوعِ انسانی کو قتل کر دیا ! ۳۱۴

یہود و نصاریٰ کو جہاں پاؤ قتل کر دو ، چور کے دونوں ہاتھ کاٹنے سے کیا مراد ہے ۔ ۳۱۵

یہودی بڑے جھوٹ سُننے والے اور حرام کھانے والے ہیں انسانی جان کی قدر و قیمت کو واضح کرنے کے لئے ہم نے تورات میں آنکھ کے بدلے آنکھ کا قانون نافذ کیا تھا ۔ ۳۱۶

تم انسان ایک اُمت نہیں بنتے اِس لئے ہر قوم اپنے اپنے مذہب پر رہ کر نیک عمل کرے ۔ مومن یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بنائیں ۔ ۳۱۷

ایمان والے عنقریب غالب آجائیں گے : اہلِ کتاب اور کفار نماز کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں ۔ اہلِ کتاب اگر تورات اور انجیل پر ہی کماحقہٗ چلتے تو بے حساب نعمتیں خدا سے حاصل کرتے ۔ ۳۱۸

جو قوم بھی خدا کے احکام پر عامل ہے اس کو کچھ باک نہیں ۔ اہلِ کتاب میں سے جو لوگ خدائے واحد کے مقر نہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے ۔ ۳۱۹

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی اور مشرک ہیں اور قابلِ برداشت دشمن نصاریٰ ہیں ، ان سے دوستی کچھ کچھ جائز ہے ۔ ۳۲۰

حلال چیزوں کو قسم کھا کر اپنے پر حرام کر لینا ناجائز ہے اور اس کا کفارہ مقرر ہے ۔ شراب ، جوا اور ازلام وغیرہ کی حرمت میں قطعی احکام ، ۳۲۱

حالتِ احرام میں شکار کرنا منع ہے ، رسوم کو جاری کرنا اتحادِ عمل پیدا کرنے کے لئے ہے ۔ وصیت کرتے وقت دو گواہوں کی شہادت لازمی ہے ۔ ۳۲۲

حضرت عیسیٰ پر خدا کے مخصوص احسانات ' ۲۲ برس کی عمر میں ہی طبابت میں حضرت عیسیٰ کی مہارت ۔ مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ ۔

حضرت عیسیٰ کی وساطت سے من و سلویٰ کا نازل ہونا ۔ ۳۲۴

حضرت عیسیٰ کا خدا کے حضور میں قطعی انکار کہ میں نے کبھی نہ کہا تھا کہ مجھے خدا کا بیٹا مانو ! ۳۲۵

باب سی و دوم (۳۲) ۳۲۷

<u>سنہ ۱۰ھ میں رسولؐ خدا کے تمام عرب پر تسلط اور گرد و نواح پر غلبے کے ولولہ انگیز ارادے</u>

بے شمار وفود کی آمد ، اسلام لانے کی دعوتیں ، جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع ۔ ابراہیم کی موت کا سخت ترین صدمہ ۔ ایک لاکھ انسانوں کے ساتھ حج مکہ ، سنہ ۱۱ھ میں شام پر حملہ کی تیاریاں ، جرف پر پڑاؤ صفر میں بیماری کا خطرناک حملہ ۔ عارضی افاقہ کے بعد آخری حملہ اور حضرت عائشہ کی گود میں وفات ۔ مختلف حاکموں کی تقرری کے بعد حضرت علی کی بطور حاکم یمن تقرری ۔ حضرت علی کے پر امن طریقوں کی ناکامی

رسولؐ خدا کے واحد لڑکے ابراہیم کی وفات ۔ نجران کے عیسائی وفد سے لاطائل بحث ۔ حضرت عیسیٰ کے متعلق وحی کا نزول ۔ ۳۲۸

مباہلہ کی دعوت اور وفد نجران کا فرار ۔ مختلف قبائل کو اسلام لانے کی دعوتیں ۔ مختلف اطراف سے بے شمار وفود کی آمد ۔ مسیلمہ کذاب کا ادعائے نبوت اور رسولؐ کو گستاخانہ خط ۔ ۳۲۹

عیہلہ بن الاسود کا ادعائے نبوت اور فیروز دیلمی کے ذریعہ سے اس کا قتل ، چار ماہ تک یمن میں یہ فتنہ قائم رہا ۔ ۳۳۰

رسولؐ خدا کے لڑکے ابراہیم کی وفات سے ان کی صحت یکدم گر گئی ۔ ۳۳۱

رسولؐ پر ہموں کے غموں کا ہجوم ، سنہ ۱۰ھ کے ذیقعدہ میں حج مکہ کے لئے مدینہ کے گرد اگرد ایک لاکھ انسانوں کا ہجوم ۔ ذوالحلیفہ کے میدان سے تکبیروں کے فلک شگاف نعرے ۔ ۳۳۲

مکہ میں رسولؐ کا شاندار دخول اور ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو عرفات کے میدان میں عظیم الشان خطاب ۔ عرب اور عجم برابر ہیں ۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں ۔ سودی قرضے معاف کر دیئے گئے ۔ عورتوں کے حقوق پر نگاہ رکھو ۔ ۳۳۳

مزدلفہ میں عمر کے حساب سے رسولؐ کی ۶۳ ۔ اونٹوں کی قربانی ۔ ۳۳۴

منیٰ میں رسولؐ کا ایک اور خطاب ۔ ۳۳۵

حج سے واپسی پر سنہ ۱۱ھ کے شروع میں رسولؐ کا شام پر حملہ کی تیاری کا حکم ۔ صحت کے انتہائی طور پر گر جانے کے باوجود عزم میں بے مثال پختگی ۔ رسولؐ خدا ملک شام کو فتح کرنے کی تجویز پر آخری دم تک ڈٹے رہے ۔ ۳۳۶

۲۰ برس عمر کے اسامہ بن زید کی مہم شام کے لئے تقرری ۔ سنہ ۱۱ھ صفر کو اسلامی فوج کا جرف کے مقام پر پڑاؤ ۔ پڑاؤ کے دن رسولؐ کی جنت البقیع کے قبرستان میں دعائیں اور واپسی پر یک لخت بیماری کا حملہ ۔ ۳۳۷

Marfat.com

رسولؐ کا اپنی بیٹی فاطمہ سے احترامی سلوک کا واقعہ۔	۳۳۸
دنیا کے عظیم ترین انسان کی بیماری کی شدت میں آخری لمحے، مسجد نبویؐ میں درود اور دعائیں۔ سب سے پہلے اپنے پر اعتساب پھر شہداء کے لئے دعائیں اور آئندہ کے لئے احکام۔	۳۳۹
سب بت پرستوں کو عرب سے نکال دینے کا حکم۔ مسجد میں خطاب کے بعد رسولؐ خدا پر بیماری کے شدید ترین حملے اور کمزوری کے باعث بے ہوشیاں۔ بالآخر نماز جمعہ کی امامت کے لئے حضرت ابوبکر کی تقرری اور شمولیت۔	۳۴۰
مسجد کے مجمع میں رسولؐ خدا کے آخری الفاظ اور ہدایات۔ عارضی افاقہ کے بعد بیماری کا آخری حملہ اور گھر میں کہرام کے بعد حضرت عائشہ کی گود میں انتقال۔	۳۴۱
مکہ میں کہرام۔ جرف کی شامی فوج کے سردار اسامہ بن زید کی واپسی۔ عوام کی بے تابی۔ حضرت عمر کی خوش فہمی کہ رسولؐ مرے نہیں۔	۳۴۲
رسولؐ خدا کے انتقال کے متعلق حضرت ابوبکر کی بصیرت افروز تقریر ۳ دن کی حیص بیص کے بعد بالآخر دنیا کے سب سے بڑے نبیؐ کو وہیں دفن کیا گیا جہاں اس کی موت واقع ہوئی تھی۔	۳۴۳
جس کردار و عمل کا مومن نبیؐ بنا کر گئے تھے وہی مومن ہے باقی سب کچھ نہیں کیونکہ مکمل دین میں کمی کی گنجائش نہیں۔	۳۴۵
دس برس کی مدنی زندگی میں رسولؐ خدا کی زہرہ گداز مصروفیات کا مرقع۔	۳۴۶ و ۳۴۷
نبیؐ کو دنیاوی زندگی کے بعد ابدی زندگی کا منطقی یقین تھا۔	۳۴۸
نبیؐ نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کی ہر شق میں کامیابی کی داغ بیل ڈال دی تھی۔	۳۴۹
نبیؐ کا قاب قوسین کے بعد اَوْ اَدْنیٰ کا موجودہ مقام۔	۳۵۰
فہرست مضامین "تکملہ"	۳۵۱ تا ۳۶۲
(جلد دوم)	
اُمّی کے لفظ کی قرآنی تشریح۔	۳۶۳
ترتیب نزول سورت ہائے قرآنی۔	۳۶۴
"تکملہ" جلد اوّل و دوم کے تاریخی حصہ کی ۳۵ دنوں میں تصنیف کی تاریخ وار سرگزشت۔	۳۶۵ و ۳۶۶

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا : (۵/۱)

میں نے آج تمہارے دستور العمل کو تمہاری دنیاوی بہتری کیلئے مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر جو نعمت جو کسی ممکن طریقے سے عطا کر سکتا تھا پوری کر دی ہے میں نے تمہارے لئے اسلام بطور دستور العمل پسند کیا ہے۔ (القرآن)

Marfat.com

تقریر کی تصویر — کالم نگار: حسن نثار

"صرف وہی انقلاب جو عوام کے متحدہ جسمانی زور سے میدان جنگ میں پیدا ہو' ہندوستانیوں کو صحیح معنوں میں آزادی دے سکے گا۔ ایسا انقلاب ہی حکومت کے اس نظام کو الٹ پلٹ سکتا ہے جو اس وقت رائج ہے اور جس نے چالیس کروڑ انسانوں کے دل اس وقت مکمل طور پر انگریز سے برگشتہ کر دیئے ہیں۔ صرف یہی جمہور کی طاقت سے پیدا ہوا انقلاب خود بخود برطانوی راج کے ہر خدو خال کو مٹاکر اس کی جگہ ہندوستانیوں کا بنایا ہوا ہندوستانی راج قائم کرنے کا راستہ صاف کر سکتا ہے۔ انگریز کا ان لوگوں کو پر امن طور پر حکومت سپرد کر دینا بدترین قسم کے برٹش راج کو پھیلانے کے سوا کچھ بھی پیدا نہ کر سکے گا۔ ایسا راج' برطانوی راج کی بدترین صورت سے بھی دس گنا زیادہ ظالمانہ' زیادہ بدصورت' زیادہ بھیانک' زیادہ سرمایہ دارانہ اور زیادہ غیر ہندوستانی ہو گا۔ یہ حقیقت میں تمام سچائیوں کا الٹ ہو گا اور پچھلے سو سال میں انگریزوں نے بھلی یا بری شے ہندوستان کو دی ہے اس کی مسخ شدہ تصویر ہو گا۔ یہ فی الحقیقت ایک منظم فتنہ اور ایک مستقل ظلم اور ایک پائیدار ہڑبونگ ہو گی جس سے بڑھ کر ہڑبونگ نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک ایٹم بم کی دائمی حکومت اور وحشت کی دائمی بادشاہت ہو گی۔ ہندوستان میں کسی ایک یا زیادہ سیاسی جماعتوں کو حکومت کا سپرد کر دینا' اس سے زیادہ بدترین شہنشاہیت' زیادہ بدترین سرمایہ داری' زیادہ بدترین ہلاکوخانیت پیدا کردے گا جو آج تک کسی زمانہ کی تاریخ نے پیدا کئے۔ ایسا راج دراصل برطانوی راج تو ہو گا مگر برطانوی راج کی خوبیوں سے عاری ہو گا۔ یہ راج فی الحقیقت برٹش راج کے بغیر برٹش راج کی علمبرداری میں ہو گا جو زمین پر دوزخ کا نمونہ پیش کرے گا۔"

قارئین!

مندرجہ بالا تقریباً تین سو الفاظ کو ایک بار پھر پڑھیے۔

ایک بار پھر پڑھیے۔

تین بار پڑھ چکنے کے بعد ان تین سو الفاظ پر غور و فکر کیجئے اس کے ایک ایک فقرے پر تفکر و تدبر کیجئے اور پھر پوچھیے یہ کس شخص کی تقریر کا اقتباس ہے؟ یہ تقریر ۱۹۴۵ء کو پٹنہ کے مقام پر کی گئی اور یہ تقریر کرنے والا اپنے عہد کا نابغہ روزگار ترین شخص تھا۔ وہ بہترین مسلمان تھا' اس کی ذہانت اور دیانت ہی نہیں شجاعت بھی شک و شبہ سے بالاتر تھی اور اس کا نام تھا:

عنایت اللہ المشرقیؒ' علامہ عنایت اللہ المشرقیؒ

علامہ مشرقیؒ کی اس تقریر پر کسی تبصرے کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ یہ تجزیہ اب تجزیہ نہیں' حالات و واقعات کی جیتی جاگتی تصویر ہے جو تیرہ کروڑ عوام کے سامنے ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ تیرہ کروڑ ہی کی تصویر ہے۔

اب آیئے حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کے چند جملے پھر دہراتے ہیں۔

" انگریز کا ان لوگوں کو پر امن طور پر حکومت سپرد کر دینا' بدترین قسم کے برٹش راج کو پھیلانے کے سوا کچھ پیدا نہ کر سکے گا۔"

"ایسا راج برطانوی راج کی بدترین صورت سے بھی دس گنا زیادہ ظالمانہ' زیادہ بدصورت' زیادہ بھیانک' زیادہ سرمایہ دارانہ اور زیادہ "غیر ہندوستانی" ہو گا۔"

فی الحقیقت ایک منظم فتنہ اور ایک مستقل ظلم اور ایک پائیدار ہڑبونگ ہو گی۔"

یہ راج فی الحقیقت برٹش راج کے بغیر برٹش راج کی علمبرداری میں ہو گا۔"

ایسا راج دراصل برطانوی تو ہو گا مگر برطانوی راج کی خوبیوں سے عاری ہو گا۔"

قارئین!

Marfat.com

اگر ہم " برطانوی راج کی جگہ .... " غیر ملکی راج " .... آئی ایم ایف کا راج " یا "امریکن راج" اصطلاح استعمال کریں تو کیسا ہے! کیونکہ یہ سب " استعمار " ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ لیکن بھلا اس " تکلف " کی بھی کیا ضرورت ہے۔ اگر انگریز کا " پٹواری " آج بھی استحصال کی علامت ہے...... اگر انگریز کا" تھانیدار " آج بھی ظلم کی علامت ہے ...... اگر انگریز کا پالتو پروردہ جاگیردار آج بھی " طاقت " اور " اثر و رسوخ " کی علامت ہے تو باقی کیا بچتا ہے۔ کچھ کہنے کو .... انگریز تو یہاں گنتی کے تھے' انہوں نے ہمیشہ ہم پر " ہمارے اپنوں " کے ذریعہ ہی راج اور ظلم کیا...... اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ ہی حکومت کی' اب بھی " ریموٹ " کے ذریعہ "کنٹرول اور " کمانڈ " جاری ہے۔ ان ایجنٹوں کی معمولی سی " اقلیت " آج بھی " اکثریت " پر اسی طرح بھاری ہے اور کمال یہ ہوا کہ " استعمار " کو ان کی " ذمہ داریوں " سے بھی نجات مل گئی۔ اب انہیں کہیں ریلوے کا جال بچھانے' سڑکیں' سرنگیں بنانے اور آبپاشی کا کوئی نظام وضع کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

" منظم فتنہ " .... " مستقل ظلم " .... " پائیدار ہڑبونگ " جیسے الفاظ پر بھی ان کے سیاق و سباق کے ساتھ غور کیجئے۔

مجھے علامہ مشرقی صاحب کے صرف دو تین الفاظ پر اعتراض ہے۔ مثلاً "مستقل " " پائیدار " اور " دائمی " جیسے الفاظ۔ کیونکہ .... " ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں " دنیا میں کچھ بھی دائمی' پائیدار اور مستقل نہیں ہوتا' یہ " مافیا " کیسے دائمی' پائیدار اور مستقل ہو سکتا ہے؟

" منظم فتنہ " کے مقابلے پر منتشر عوام متحد ہو جائیں۔

" مستقل ظلم " کے خلاف " مستقل مظلوم " مورچہ بنالیں۔

چند لوگوں کی پیدا کردہ "پائیدار ہڑبونگ" کو کیفر کردار تک پہنچانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ انہیں پہچان کر انہیں کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے کہ نہ رہے گا بانس' نہ بجے گی بانسری اور نہ ہی کوئی نو سرباز نیرو اسے بجائے گا۔

عوام کو اپنے طبقہ کے علاوہ ہر طبقہ کی قیادت کو بھرپور نفرت اور حقارت سے مسترد کرنا ہو گا۔ مسلم لیگ ہو یا پیپلز پارٹی یا کوئی اور ایسی جماعت ..... ان میں تو ظاہر ہے کوئی نقص نہیں ہے۔ ان سب کی اصل بدصورتی تو یہ ہے کہ ان پر عوام دشمن طبقات کے نمائندوں کا قبضہ ہے۔

اسی "اقلیت کی آمریت" کا بھیانک کھیل قومی سطح سے لے کر کونسلر لیول تک جاری ہے۔ پی پی یا پی ایم ایل' عوامی پارٹیاں ہونے کی "بجا طور" پر دعویدار" ہیں۔ حالانکہ ان کا اصل دعویٰ یہ ہونا چاہیے کہ "ہم نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔" ایسا نہ ہوتا تو ان نام نہاد دو نمبری عوامی پارٹیوں کی قیادت میں بھی عوام اور عوامی طبقوں کے نمائندے نظر آتے' لیکن نہیں۔ ان سب کی سنٹرل ایگزیکٹوز" اٹھا کر دیکھ لیں' ٹکٹوں کی تقسیم اور تقسیم میں ان کا اثر و رسوخ دیکھ لیں' ان پارٹیوں کی قیادتوں کے "قریبی" چہرے دیکھیں' ان کی عوام دشمنی' عوام نفرت کھل کر سامنے آجائے گی۔

عوام کے لئے یہ "علم" انتہائی ضروری (موجودہ حالات میں خطرناک حد تک ضروری) ہے کہ ہر قیمت پر سامراج اور استعمار کی ایجنٹ اس اقلیت سے جان چھڑالی جائے' جو غیر ملکی فاتحین کی طرح اس سرزمین پر لوٹ مار کا بازار گرم کر کے ملکی وسائل پر قابض ہے۔

اگر ایسا نہ کیا گیا .... اگر ایسا کرنے کی خواہش مند قوتوں کو مضبوط نہ کیا گیا تو پاکستان حضرت علامہ مشرقیؒ کی پٹنہ میں کی گئی ۵۲ سالہ پرانی تقریر کی دردناک تصویر بنا رہے گا...... حالات جو کہ بد سے بدتر ہو چکے ہیں' بد سے بدترین کی طرف رخ کر جائیں گے۔

حوالہ: روزنامہ خبریں ● ۱۱ جنوری ۱۹۹۷ء ● کالم عنوان: چوراہا ☆ کالم نگار: حسن نثار
بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کا پٹنہ میں ۱۹۴۵ء کا خطاب)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

مکّی وحی رسولِ خدا کے مٹھی بھر ساتھیوں کے انتہائی دُکھ کے زمانے میں بنی نوعِ انسان کو عالم آرا حقائق، ذہن انگیز انسانی مسائل اور جہاں افروز علمی انکشافات سے آگاہ کرنے کا ایک ابرِ رحمت تھا جو تیرہ برس مکّہ کی سرزمین پر گھرا رہا۔ اس دُکھ کے زمانے میں رسولؐ اور اُس کے ساتھی کفارِ مکّہ کی بے پناہ مخالفت میں سہمے رہے اور بے لبسی کی بے کسی میں سوائے اُس کے کہ خدا کی طرف سے آئے ہوئے پیغام کو اُس کو کچھ نہ کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے یا پھر خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اپنے دُکھ کے متعلق عرض معروض کرتے، کسی طرح کا عملی اِقدام نہ کر سکتے تھے۔ طبعی طور پر اِن حالات میں مکّی وحی کا رنگ غالب طور پر یہی ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کو سب سے پہلے مضبوط اخلاق کی حامل بنا کر اُن میں مکمل قلبی اتحاد اور بے پناہ عزم پیدا کرے۔ مخالفین کو مختلف طریقوں سے بے پناہ طور پر مرعوب کرنے سے نہ رُکے تاکہ مخالفت حتی الوسع بڑھنے نہ پائے۔ اور پھر اسی ایثار میں بے نیازانہ طور پر رسولؐ کی رسالت کے بنیادی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر فاطرِ زمین و آسمان کے بنی نوعِ انسان کے نام نفسِ پیغام کو پہنچائے تاکہ وہ پیغام ابدالآباد تک انسان کی آئندہ فلاح و نجات کا باعث ہو کر قرآن کو ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ثابت کر دے۔ مکّی وحی کے یہ تینوں رنگ ان تمام سورتوں میں نمایاں ہیں جو کمزوری کے زمانے میں نازل ہوئیں۔ اِن سورتوں میں انفرادی اخلاق، شخصی کردار اور باہمی معاملات کا وہ لائحہ عمل بدرجۂ اولیٰ موجود ہے جو قوم کو بے گمان طور پر زندہ کر سکتا ہے۔ ان میں اِنسانی جماعت کو مضبوط اور ناقابلِ شکست بنانے کا وہ قانون موجود ہے جو عالمی غلبے کے لئے لازمی ہے۔ ان میں ہلاک شدہ قوموں کی وہ ہدایت انگیز اور عبرت خیز داستانیں ہیں جو قانونِ فطرت سے بغاوت کا لازمی نتیجہ ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ انہی مکّی سورتوں میں کائناتی حقائق کا وہ بیکراں دفتر ہے جو قرنوں اور صدیوں تک نوعِ انسانی کو لامتناہی جدوجہد پر لگا سکتا ہے۔

مدنی وحی اُس وقت کی وحی ہے جب کہ رسولِ خدا کی مختصر سی جماعت بالآخر کفارِ مکّہ کے مظالم سے نکل کر نجات پا چکی تھی اور اس کے سامنے سعی و عمل، مجادلہ اور مقابلہ کا کھلا میدان تھا۔ رسولؐ نے شخصی اخلاق کی تعمیر اس نہج پر کی تھی کہ اُس کا ہر ساتھی سعی و عمل کا مالک از خود بن گیا۔ وہ خدا سے پیغام لانے والے رسولؐ کے جہادی پیغام کو عملاً اُس منزل تک پہنچا سکتا تھا جس منزل تک پہنچانے کی تمنا رسولؐ کو تھی۔ اِس بنا پر رسولؐ نے مدینہ پہنچتے ہی چند ماہ کے اندر اندر اعلان کر دیا کہ کفارِ مکّہ نے بالآخر مسلمانوں کو اُن کے اپنے گھروں سے نکال دیا ہے اِس لئے حجت ختم ہو چکی، عذر باقی نہیں رہا اور نہ دشمن کی طرف سے کسی مزید ظلم کے انتظار کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

مدنی زندگی اِسس بناء پر صرف جہاد وعمل کی جلالی زندگی تھی، علم و فہم، تفقہ اور توجہ کی جمالی زندگی کم تھی۔ اِسس زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اِنسانوں کی مختصر سی جماعت جس کے افراد اُنگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، کیونکر اور کِس تجویز و تدبیر سے کفّارِ عرب کے جمِ غفیر پر غالب آ سکتے ہیں۔ اُن تمام مختلف طریقوں' ادیانوں اور "مذہبوں" پر جن میں دُنیا کے انسان ہزار ہا سال سے مُبتلا ہیں' غالب آ کر بنی نوعِ اِنسان کو ایک طریقہ اور ایک مذہب پر لگا دینا رسولؐ بلکہ خاتم النبیین رسولؐ کے دنیا میں بھیجے جانے کی واحد غرض ہے اور اِسس واحد غرض کو اِنہی چند انسانوں کے ذریعے سے بہر حال پُورا کرنا ہے۔ اِس لئے لازم ہے کہ پُورے تدبّر اور صبر و استقلال سے اِس انتہائی طور پر نا مساوی مقابلہ میں کفار کو مات دی جائے اور دنیا کو حیران کر دیا جائے کہ خدا کا پیغام کیا کچھ کر سکتا ہے ؟

بنی نوعِ اِنسان کو ایک راہ پر لگانے کی غرض بھی اِسس رسولؐ نے اِس حد تک اچھوتی اور حیران کُن بتائی کہ دنیا ابھی تک اِسس کو پورے طور پر سمجھنے یا اِسس کا تصوّر پیدا کرنے سے قاصر ہے، وہ یہ کہ سب سے پہلے انسان کے متحدہ عمل سے اِسس کے ہاتھوں مکمّل طور پر تسخیرِ کائنات ہو جو پیدائش کائنات کا واحد مقصد ہے۔ پھر تسخیرِ کائنات کے بعد فاطرِ زمین و آسمان کی مساویانہ ملاقات اس گندے پانی سے پیدا کئے ہوئے انسان سے ہو جس کو اُسس نے لاکھوں اور کروڑوں برس کے حیوانی اِرتقا سے پیدا کیا۔ یہ اِسس لئے کہ بالآخر تمام کائنات کے طُول و عرض میں یہی اِنسان ہے جو کائنات کو سمجھنے کی سُوجھ بُوجھ رکھتا ہے۔

رسولؐ نے دس برسس کی قلیل مدّت میں جس تحمّل، جس عزم اور اِستقلال سے کفّارِ عرب کو یہ مات دِکھائی، اِسس کی کہانی تصنیف کے اِس حصّے میں درج ہے۔ اگر مکّی زندگی علم اور خبر، سوجھ اور بوجھ، دانش اور بینش کا ایک بیکراں دفتر تھا تو مدنی زمانہ سعی و عمل، جدّ و جہاد، مآل اور معادِ دنیا اور آخرت کا ایک لامتناہی کارگاہ ہے جس میں بدی کی اُڑتی ہوئی مٹیاں اور نیکی کی جمتی ہوئی بستیوں کی تصویریں پردۂ غیب سے دمبدم نکلتی نظر آ رہی ہیں اور اِنسان محوِ تحیر ہو جاتا ہے کہ دنیا میں بدی کے تمام پھیلاؤ کے باوجود نیکی کا کیا جماؤ ہے۔ جو شیطان کی تمام کارستانیوں کے باوجُود خدا کی (خاکم بدہن) ستم ظریفی سے دنیا میں کبھی کبھی پیدا ہوتا رہتا ہے ؟

مدنی وحی اِسس لحاظ سے زندہ قوموں کو قیام و اِستحکام کا لازوال سبق اور زوال شدہ افراد کے لئے عروج اور بیداری کا غیر مختتم درس ہے جو اگلے صفحات میں آ رہا ہے۔ میں اگر چاہتا تو اِس تاریخی داستان پر لچھے دار الفاظ اور مزیدار لسّانی کی نمک مرچ لگا کر اِسس کو اپنی ایک تاریخی تصنیف تذکرہ کی طرح چٹخارے لے لے کر پڑھنے والی شے بنا دیتا، لیکن تاریخی واقعات کو ایک زوال زدہ اُمت کی خوشی اور ظاہر پسندی کی خاطر مزیدار بنانا اور زوال زدہ قاری کی قوّتِ فکر کو اِسس طرح کمزور اور اس کے جذبۂ عمل کو اور کالعدم اِسس طرح پر کر دینا صحافتی بد دیانتی ہے جس کو مَیں نے پسند نہیں کیا۔ اُدھر قید کی رُوکھی پھیکی فرصت میں حقیقت کے سنجیدہ پن کو بھڑک دار لباسس پہنا کر اس کو مصنوعی اور تکلّف زدہ بنانا میرے نزدیک وہ اوچھا پن تھا جو صرف زوال یافتہ قوم کے خواب آور

Marfat.com

قلمکاروں کو بجتا ہے۔ میں نے واقعات کو تاریخی سادگی کے لباس میں بلا تکلف پیش کر کے قاری کو موقع دیا ہے کہ وہ ان واقعات کو پڑھ کر کسی نتیجہ خیز عمل کی طرف آئے یا کتاب کو ختم کر کے اپنی راہ لے اور جمود میں دم دے دے!

مدنی تعلیم ان بناؤں پر سعی و عمل اور جدّوجہد کا ایک طوفان خیز دفتر ہے جو رسولؐ کے وحی زدہ ذہن نے دس برس کے اندر اندر پیدا کر دیا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ پامردی اور شجاعت، تہوّر اور تعشّق خدا و رسولؐ کی وہ کیا قلبی بیماری تھی جو اس عظیم الشان شخص نے چشم زدن میں پیدا کی اور جس بیماری کے جوش اور جنون میں چند صدیا بالآخر چند ہزار مسلمانوں نے کسی بہت بڑے بلند اخلاق کے مالک نہ ہو کر بھی، اپنی تعداد سے دس بیس بلکہ پچاس گنا زیادہ تعداد کے کفار پر وہ نمایاں فتوحات حاصل کیں کہ اُن کے چھکے ہمیشہ کے لئے چھڑا کر رہے۔ حیرانی در حیرانی ہے کہ مدینہ پہنچتے ہی ان تیرہ برس سے سہمے ہوئے "جنون" اور "کھوتوں" نے انسانی اخلاق کی اکثر کمزوریاں ساتھ رکھتے ہوئے کامیاب سعی و عمل اور نتیجہ خیز کامیابی کا وہ ولولہ دکھلایا کہ تاریخ کی بڑی سے بڑی جواں مرد قوم بھی ان کارناموں کی مثال پیش کر دینے سے قاصر ہے۔ اس تمام کہانی کو پڑھ کر میرا سوچ سمجھ کے بعد نتیجہ یہ ہے کہ یہ مدنی وحی کا کرشمہ تھا کہ مدینہ کے یہ مٹھی بھر مسلمان گنہگار اور بیہودہ کار، بلکہ بے ننگ و ناموس ہو کر خدا کی وحی سے ہیبت زدہ اتنے ہوئے کہ انہوں نے یقین اور ایمان کی بے ہوشی میں ہی وہ کچھ کر دکھایا جو آزمودہ کار اور سلیقہ شعار فوج کے سپاہی آج تک روئے زمین کے کسی ملک کی تاریخ میں ہرگز نہ کر سکے۔ اس لحاظ سے مدینہ کی وحی میں ایک طلسم ہے جو دیدہ ور کے لئے جنون آوری اور ہمت افروزی کا وہ دھکا اور زلزلہ اپنے اندر رکھتا ہے جو غیر خدا کے الفاظ ہرگز پیدا نہیں کر سکتے۔ مدنی وحی کی ہر بات میں وہ افسوں ہے جو مکّی وحی کے بڑے سے بڑے علمی اور کائناتی انکشاف میں نہیں، اگرچہ مکّی وحی کا ہر انکشاف ماہر فطرت کے لئے وہ لرزہ انگیز کشف و اظہار ہے کہ اس کے تعمّق اور تتبع میں انسان کی پوری امّت صدیوں اور قرنوں تک مصروف عمل رہے گی۔

تصنیف کے اس حصّے کے اختتام پر میں نے مضامین کی ایک مکمّل اور مفصّل فہرست اس لئے پیش کی ہے کہ قاری مدنی وحی کو مجموعی نظر سے بار بار دیکھ کر اس سے اپنے نتیجے اخذ کر سکے۔ میں قاری کو پورا قرآن طائرانہ نظر سے دکھلانے پر اس لئے مصر ہوں کہ دونوں فہرستوں کے مطالعے میں اور نوّے کی سورتوں کے مختصر میں جو پہلی جلد کے اخیر میں پیش کیا گیا ہے' قرآن پر ایمان بڑھنے کا معالجہ موجود ہے، بشرطیکہ قاری مکّہ اور مدینہ کے تاریخی حالات کے ساتھ ساتھ قرآن کی حسب حال سورتوں کی طرف توجّہ کر کے مجموعی نظر سے وحی کو دیکھے کہ ان مضامین کو اس ترتیب اور تسلسل سے وحی کرنے میں شارع اسلامؐ کی کیا حکمت تھی۔ میرا یقین ہے کہ ان فہرستوں کے بار بار مطالعے سے غرض مند شخص اس مقصد تک پہنچ سکتا ہے۔ اس جلد کے آخر میں میں نے رسولؐ خدا کی مدینہ میں مصروفیت کا ایک نقشہ بھی سنہ وار درج کر دیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۴۶، ۳۴۷) تاکہ ایک نظر میں رسولؐ خدا کی دس برس کی جانکاہ تکلیفوں کا مرقّع سامنے آ جائے۔ اسی جدول میں اور بہت سی معلومات درج ہیں جو پڑھنے والے کی مشکلات کو رفع کرتی ہیں اور کئی نقاطِ نظر سے مدنی زندگی کے واقعات کو واضح کرتی ہیں۔ قید کے ایام میں "تکملہ" کے تاریخی حصّہ کی ۳۵ دنوں کی معمولی محنت سے تیار ہونے کا واقعہ بھی ایک یادگار واقعہ تھا۔ اس تاریخی حصّہ میں بعض جگہ اختلافات

ہیں جو میرے علم میں ہیں اور مورخوں کی غلط نویسی کی وجہ سے میں ان کو دور نہیں کر سکا۔ یہ اس لئے کہ طباعت کی مشکلات[x] اور بالخصوص کتابت کے انتہائی طور پر ناقص ہونے کی وجہ سے مجھے اس آخری عمر میں ایسی بد صورت کتاب کو حتی الوسع قابلِ برداشت طور پر پیش کرنے میں شدید ترین جسمانی اور دماغی محنت برداشت کرنی پڑی اور میں اگر تاریخی نقائص کو بھی درست کرتا تو شاید عمر ہی وفا نہ کرتی! بہر نوع جہاں جہاں کچھ اختلافات نظر آتے ہیں، اُن کو مورخین کی مختلف روایات سمجھ کر کتاب کا مطالعہ کیا جائے اور میری اس کوتاہی سے درگزر کیا جائے۔

آخر میں میں اس امر کے اظہار میں کچھ جھجک محسوس نہیں کرتا کہ قرنِ اوّل والے اور روئے زمین پر ایک دفعہ پھر غالب آجانے والے مسلمان پیدا کرنا میری اس تصنیف کا پہلا اور آخری مقصد ہے۔ اسی لئے میں نے رسولِ خدا کے زمانے کے واقعات اور وحی کو یکجا کر دیا ہے تاکہ وحی کو واقعات کی روشنی میں دیکھ کر سمجھا جائے کہ غلبہ کیونکر حاصل ہوا؟ آج اس ایٹم بم کے زمانے میں کُند تلواروں اور پیٹ پر پتھر باندھنے کے ہتھیاروں سے غلبہ حاصل کرنے کی اُمید رکھنا باؤلا پن ہے، لیکن لوہے کے ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ ایمان اور یقین، عزم اور ارادہ، اتحاد اور ولولے کے ہتھیار ہمیشہ سے بدرجہا زیادہ کارآمد رہے ہیں جن کے ذریعے سے کمزور لازماً اُبھرتا رہا ہے، اور کچھ عجب نہیں کہ آج بھی مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی جگہ پوری تیاری کے ساتھ ساتھ ان "دل اور جگر کے ہتھیاروں" سے ہی اُبھرے اور دنیا کو پھر حیران کر دے!!

۱۴ اگست ۱۹۶۰ء
مطابق ۲۰ صفر ۱۳۸۰ھ

عنایت اللہ خان المشرقی،

(x) محترم پیر ریحان شاہ نے جو جانکاہ ذاتی مدد اس تصنیف کی طباعت اور دیگر امور میں میری کی ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

بعثت کے چودھویں سال میں

رسولِ خدا کی مدینہ کی طرف ہجرت

چار ماہ سے خفیہ تیاریاں، قصبہ قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر، مدینہ میں استقبال!

مسجد نبوی کی تعمیر اور پہلی دفعہ اذان سے نماز باجماعت

انصار اور مہاجرین میں مواخات، مدینہ کے یہود اور گرد و نواح کے قبائل سے معاہدات، مہاجرین میں بخار کی وبا

جیسا کہ پہلی جلد میں بیان ہو چکا ہے ۱۴ھ نبوی کے محرم اور صفر کے مہینوں کے گزر جانے کے بعد ۲۷ صفر ۱ ہجری کو رسولِ خدا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاری کی۔ اس وقت تک مکہ کے سب مسلمان جن کی تعداد ۵۴ کے قریب تھی، سوائے رسول صلعم، حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور ان کی مستورات کے، مدینہ جا چکے تھے۔ حضرت عمرؓ پندرہ دن پہلے ہجرت کر گئے تھے۔ رسول صلعم ۲۷ صفر کی دوپہر کو حضرت ابوبکر کو اطلاع دینے کے لئے غیر معمولی وقت پر پہنچے تو ابوبکر نے سمجھا، کوئی اہم کام ہے۔ جب عندیہ ظاہر کیا تو پوچھا کسی کو ساتھ لے جا رہے ہیں۔ رسولؐ نے کہا، آپ چلیں گے۔ کہنے لگے، میں تو چار ماہ سے تیار بیٹھا ہوں۔ تجویز تھی کہ اگلی صبح کو اندھیرے میں نکل جائیں۔ رسولؐ پھر اپنے گھر گئے۔ حضرت علی کو ہدایت کی کہ رات کو جب وہ نکل جائیں، اُن کی جگہ پر وہ سو جائیں۔ قریش نے راتوں رات مکان کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کرنے والوں میں ابوجہل، حکم بن عاص، ابولہب، عقبہ ابن ابی معیط، نضر بن حارث، اُمیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، طعمہ بن عدی، ابی بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ تھے۔ رسول صلعم پیچھے سے دیوار پھاند کر اور سب کی آنکھوں میں دھول ڈال کر نکل چکے تھے تو یہ لوگ حضرت علی سے رسولؐ کے بارے میں مواخذہ کرنے لگے، انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو سخت سست کہنے لگے۔ بالآخر ان کو چھوڑ دیا۔ رسولؐ گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر کے مکان پر پہنچے۔ اسما بنت ابوبکر نے اپنا ازار بند توڑ کر تھیلے کا جس میں کھانا تھا مُنہ باندھا اور چل پڑے صبح صبح نکل کر غارِ ثور میں جو مکہ سے ۳ میل دور تھی پہنچے اور چھپ گئے۔ تین راتوں تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابوبکر رات کو کفار کے مشوروں کا حال سناتے اور رات بھر وہیں رہتے۔ عامر غلام کھانا لاتے رہے۔ اسما بھی کھانا لاتی تھی۔ حضرت ابوبکر کے ایک اجیر اور دوست عبداللہ بن اریقط جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا، تین اونٹنیاں جو حضرت ابوبکر نے اس مطلب کے لئے تیار کر رکھی تھیں، غار

Marfat.com

کے ساتھ لائے۔ انہوں نے رہنمائی کا ذمہ لیا تھا۔ کفار نے بڑے شدّومد سے رسولؐ کا تعاقب کیا اور ایک گھنٹے کے اندر اندر غارِ ثور تک بھی پہنچے، لیکن غار کے منہ پر جھاڑیاں اور مکڑی کے جالے تنے ہوئے تھے، دیکھ کر اُن کو گمان ہوا کہ اِس میں کوئی داخل نہیں ہوا حضرت ابوبکرؓ کو اُن کے پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی تو سخت ڈرے لیکن رسولؐ نے وحی کے الفاظ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (×) کہہ کر جو بعد میں ہوئی (یعنی غم نہ کر، کیونکہ درحقیقت خدا ہمارے ساتھ ہے) اُن کو تسلی دے دی۔ چوتھی رات کو سفر شروع ہوا۔ رسول صلعم اور حضرت ابوبکرؓ دو اُونٹنیوں پر اور عبداللہ بن اریقط اور عامر تیسری اونٹنی پر تھے۔ یہ قافلہ ایک رات اور دوسرے دن کے پچھلے پہر تک ۲۲ گھنٹے سفر کرتا رہا۔ قریش نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص محمدؐ یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا، سَو سَو اونٹ انعام پائے گا۔ سراقہ بن خثعم ایک دستہ کے ہمراہ اُن کے تعاقب میں نکلا اور اُن کو کوچ کے اگلے دن ۲۲ گھنٹے کے سفر کے بعد گھیر لیا۔ دراصل عبداللہ بن اریقط نے مدینہ کی طرف کا دوسرا رستہ بحرِ احمر کے کنارے کنارے اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ رسول صلعم کو نہ پکڑ سکے۔ سراقہ جب آگے بڑھا تو دو دفعہ گھوڑے نے سخت ٹھوکر کھائی۔ اس کو وہم نے آگھیرا اور اس نے فال نکالی۔ وہ بھی ناموافق نکلی تو نرم پڑ گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو آواز دے کر کہا کہ میں تم کو امان دیتا ہوں، مجھ کو امان نامہ لکھ دیں اور میرا وعدہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کو تعاقب سے روکوں گا۔ رسول صلعم نے عامر بن فہیرہ کو امان نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ سراقہ کا بیان بعد میں ہے کہ میں نے یہ امن نامہ رسولِ خداؐ کو فتحِ مکہ کے دن پیش کیا تھا۔ رسول صلعم کا یہ قافلہ آٹھ دن چلتا رہا اور اس نے کئی جگہ قیام کیا۔ راستہ میں ایک جگہ یہ اُمِّ معبد کے خیمے سے گزرے۔ یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک بہادر اور مہمان نواز خاتون تھیں جو مسافروں کو کھانا کھلاتی تھیں۔ رسولؐ جب وہاں پہنچے تو اتفاق سے اس کی بکریاں اُس کا خاوند چرانے کے لئے باہر لے گیا تھا، صرف ایک نہایت لاغر بکری موجود تھی جس کے تھنوں سے اس کثرت سے برتنوں میں دودھ نکلا کہ سب حیران ہو گئے۔ اُمِّ معبد کو رسولؐ کے متعلق معلوم نہ تھا کہ کون ہیں۔ جب اس واقعہ کے متعلق اُس کے خاوند اور دوسرے لوگوں کو علم ہوا تو مکہ میں یہ اشعار گاتے ہوئے لوگ سنائی دیئے:

جزی اللہ ربّ العرش خیر جزائہ ۔۔۔ رفیقین حلّا خیمتی اُمِّ معبد

هما نزلا بالبرّ وارتحلا بہ ۔۔۔ وافلح من امسیٰ رفیق محمّد

فیا لقصیّ ما زوی اللہ عنکم ۔۔۔ بہ من فعالٍ لا یجازی و سؤدد

لیهن بنی کعب مکان فتاتهم ۔۔۔ ومقعدها للمؤمنین بمرصد

(×) یہ الفاظ سورۃ التوبہ: (پ ۹) میں ہیں جو سنہ ۹ھ میں نازل ہوئی تھی۔ اس لئے اِن لفظوں کا کہنا قیاس ہی ہو سکتا ہے!

Marfat.com

سلوا اُختکم عن شاتِہا و اِناءِ ہا   فانکم اِن تسئلوا الشاۃ تشہد(×)!

اِس واقعہ سے اِس قدر معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا کی نبوت کا آوازہ دُور دُور تک پھیلا ہُوا تھا اور عرب کے لوگوں میں جذبہ ضرور موجود تھا کہ وہ ایک نیکی کی طرف رغبت دلانے والی تحریک کا خیر مقدم کریں!

قصبہ قبا میں وُرُود اور قیام، مسجد قبا کی رسولِ خدا کے ہاتھوں پہلی تعمیر!

۲۷ صفر ۱ھ ہجری کے دس روز بعد ۸ ربیع الاول بروز جمعہ رسولؐ قبا پہنچے جو مدینہ سے باہر دو میل کے فاصلہ پر ایک مقام تھا۔ یہاں اُن کی اونٹنی خود بخود بیٹھ گئی اور سمجھا گیا کہ یہ بھی خدا کی طرف سے ایک اشارہ ہے کہ مدینہ پہنچنے سے پیشتر اِس جگہ مقام کیا جائے رسولِ صلعم قصبہ قبا میں بنو عمرو بن عوف کے محلے میں اُن کی دعوت پر کلثوم بن ہدم کے مکان پر جو قبیلہ اوس کا سردار تھا، چودہ روز ٹھہرے اِس قیام کے دوران میں پہلا کام یہ تھا کہ کلثوم کی زمین خرید کر مسجد تیار کریں۔ رسولِ خدا نے یہ مسجد خود پتھر اُٹھا اُٹھا کر تیار کی۔ قبا میں قیام کا بڑا واقعہ بُریدہ بن حُصیب کا جو قبیلہ سہام کا بڑا سردار تھا، ستر افراد کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ اسی مقام پر حضرت سلمان فارسی بھی رسولؐ سے ملاقی ہوئے جو قصبہ صیہان کے ایرانی تھے اور جو زرتشت کا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ بعد ازاں سلمان کو مختلف خانقاہوں میں سچے مذہب کی تلاش کرتے کرتے کسی عیسائی راہب نے ان کو پتہ دیا کہ اگر ابراہیم کے اصل مذہب کی تلاش کرتے ہو تو عرب جاؤ۔ وہاں اِس مذہب کو زندہ کرنے کے لئے ایک نبیؐ پیدا ہُوا ہے۔

مدینہ کی طرف روانگی اور شاندار استقبال!

قبا میں مدینہ کے انصار اور مہاجرین کی رسول صلعم کی خدمت میں آمد کا نظارہ نہایت پُرجوش تھا، لیکن مدینہ میں اُن کی آمد کا سخت انتظار تھا۔ طلحہ اور زبیر جو مدینہ سے اُن کو لینے کے لئے آئے تھے سخت مضطرب تھے کہ رسولؐ جلد سے جلد مدینہ میں وارد ہوں۔ انہوں نے رسولِ خدا اور حضرت ابوبکر کے سفری کپڑے جو میلے ہو گئے تھے، سفید چادریں جو وہ مدینہ سے لائے تھے، بدلوائے۔ رسولؐ کو بتایا

(×) ترجمہ:۔ اللہ رب العرش اپنی بہترین جزا اُن دو رفیقوں کو دے جو اُمّ معبد! میرے خیمے میں اُترے تھے۔ وہ دونوں جنگل میں اُترے اور پھر وہاں سے کُوچ کر گئے اور وہ محمدؐ کا رفیق نجات پا گیا جس نے رات گزاری تھی۔ پس اے قصیّ والو! اللہ نے تم سے بے نظیر کام کرنے والا اور بڑا نجیب سردار رہنے نہیں دیا۔ اے بنی کعب! لازم ہے کہ ان کے جوانوں کو مُبارک باد دی جائے کہ اُن کے بیٹھنے کی جگہ مومنوں کے لئے حفاظت گاہ ہو گئی۔ اپنی بہن اُمّ معبد سے اس کی شان اور اس کے برتنوں کے متعلق پوچھو، کیونکہ اگر بکری سے بھی پوچھو گے تو گواہی دے گی۔

کہ مکّہ کے مسلمانوں کے باعث جو ہجرت کر گئے ہیں، مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد کافی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ان کا استقبال بڑے شدّ و مد سے ہوگا۔ بالآخر رسول صلعم نے ۱۲ ربیع الاوّل بروز جمعہ مدینہ کی طرف روانگی کا اعلان کیا۔ بُریدہ بن حُبیب اپنے ستّر سواروں کے ساتھ جو چاق و چوبند گھوڑوں پر تھے۔ اُن کے محافظ (بزبانِ انگریزی باڈی گارڈ) بنے۔ مدینہ کے مہاجر و انصار نے جو رسولؐ کو لینے کے لئے آئے تھے، کھجور کے پتّوں کا ایک شاندار سائبان تیار کیا جو اُن کے سروں پر لہرا رہا تھا۔ بریدہ نے اپنی پگڑی کے کپڑے سے شاندار عَلم تیار کیا جو آگے آگے جا رہا تھا۔ رسولؐ نے روانگی سے پہلے نمازِ جمعہ کا شاندار خطبہ پڑھا جس میں دینِ اسلام کی پوری وضاحت کی۔ قبا سے مدینہ تک یہ جلوس اِس شان سے روانہ ہوا کہ دُور دُور تک دھوم مچ گئی۔

ابو ایوب کے مکان میں سات ماہ تک قیام!

مدینہ کے سینکڑوں آدمی انصار، مہاجر، یہودی، عیسائی، اوس، خزرج، سب قبیلے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ رسولؐ کا ارادہ تھا کہ بنو نجّار کے محلّے میں جہاں اُن کے ماموں رہتے تھے، قیام کیا جائے۔ اتفاق سے اُن کی اونٹنی اُسی محلّے میں پھر ٹھہر گئی۔ یہ وہ مقام تھا جہاں ۴۴ برس پہلے جب کہ رسولؐ صرف چھ برس کے تھے، وہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ماموں کو ملنے گئے تھے اور ان کی والدہ کا انتقال واپس ہوتے ہوئے ہُوا تھا۔ رسول صلعم کی آمد پر بنو نجّار کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ وہ ہتھیاروں سے سج کر آپ کو لینے کے لئے آئے تھے۔ اُن کی معصوم لڑکیاں دَف بجا بجا کر نحن نباتٌ من بنی نجّار یا حبّذا محمّدٌ من جارٍ کے شعر پڑھتی تھیں۔ الغرض اُسی محلّہ میں ابو ایوبؓ انصاری کے مکان میں رسولؐ کا قیام سات ماہ تک ہُوا۔ رسولؐ کی خواہش کے مطابق اُن کو نچلی منزل رہائش کے لئے دے دی گئی۔ رسولؐ کو کھانا حضرت ابو ایوب اپنے گھر سے پکا کر بھیجتے۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر، اصحابِ صفّہ، مہاجرینؓ و انصار میں مواخات کا قیام!

مسجدِ نبوی کی تعمیر میں رسولِ خداؐ صحابہ کے ساتھ ساتھ اسی طرح شامل ہوئے جس طرح کہ مسجدِ قبا کی تعمیر میں شامل ہوئے تھے۔ صحابہ پتھر اُٹھا کر لاتے تو یہ شعر پڑھتے تھے ؎

اللھم لاخیر الاخیر الاخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ

مسجدِ نبوی بنی تو اُس میں کوئی چیز آرائش کی نہ تھی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی، کھجور کے پتّوں کی ہی چھت، کھجور ہی کے ستون، فرش بھی کچا تھا۔ ایک دفعہ صحابہ نماز کے لئے آئے تو گرد سے بچنے کے لئے کنکریاں اپنی اپنی جگہ پر بچھا دیں۔ آپ کو یہ بات پسند آئی اور زمین پر سنگریزوں کا فرش بچھوا دیا۔ مدینہ جا کر سب سے پہلے مسجدِ نبوی کی تعمیر ہُوئی اور سات ماہ میں مسجد، رسول صلعم کا رہائشی مکان اور

Marfat.com

اصحاب صفہ کے لئے جگہ تیار کی گئی۔ زمین کی قیمت بعض کے قول کے مطابق حضرت ابُوبکرؓ نے اور بعض کے نزدیک حضرت ابوایوب نے دی۔[x] اس اثنا میں کہ ہجرت مکمل ہوئی، ایک سو سے زائد مکے کے مسلمان بہ شمولیت ان کے جو حبشہ کی ہجرت کے سلسلے میں گئے تھے، پہنچ گئے۔ چونکہ مکے کے مہاجرین کا بھائی چارہ رسولِ خدا صلعم نے پہنچتے ہی مدینہ کے انصار سے باندھ دیا تھا۔ یہ اکثر وہ لوگ تھے جو نادار تھے یا جن کے واسطے پناہ کی کوئی جگہ نہ تھی۔ باقی مسلمان جو آسودہ حال تھے یا جن کے عزیز مدینہ میں تھے، اپنی اپنی تجارتوں میں مصروف ہو گئے۔

مہاجرین مکہ کی خود داری اور تجارتی کاروبار کی طرف رغبت

انصار نے مہاجرین کی بے مثال مدد اور خاطرداری کی، مگر دوسری طرف مہاجرین بھی بڑے معزز اور خود دار تھے۔ جب عبدالرحمٰن بن عوف کے انصاری بھائی نے انہیں اپنی سب چیزیں دکھلائیں اور درخواست کی کہ آپ آدھی لے لیں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ خدا آپ کو یہ سب کچھ مبارک کرے، مجھے صرف بازار کا رستہ بتا دیجئے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کچھ گھی اور پنیر اکٹھا خریدا اور شام تک تھوڑا تھوڑا فروخت کرتے رہے۔ اس تجارت سے چند ہی روز میں اُن کے پاس کافی روپیہ جمع ہو گیا اور اُنہوں نے شادی کر لی۔ اس سلسلے میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہم کی مدینہ میں کاروباری ترقی تو الگ صرف عبدالرحمٰن بن عوف مذکور کے تجارتی اونٹ سات سو تھے اور اُنہوں نے وفات کے وقت بارہ لاکھ روپیہ چھوڑا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کپڑے کی تجارت شروع کی۔ حضرت عثمانؓ کھجوروں کی تجارت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے بھی تجارت شروع کر دی۔ دوسرے کئی صحابہ نے چھوٹے بڑے کام شروع کر دیئے۔

مواخات کے قیام میں ہم مذاق ہونے اور تعامل کا لحاظ رکھا گیا!

مہاجرین و انصار میں صرف وہ اشخاص بھائی بھائی بنائے گئے جن کا مذاق اور طبیعت کی اُفتاد ایک جیسی تھی اور وہ کاروبار میں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے تھے۔ مثلاً ابوعبیدہ مہاجر اور سعد بن معاذ دونوں میں خلوص اور ایثار شدید تھا۔ سعید بن زید مہاجر اور اُبی بن کعب دونوں صاحبِ علم تھے۔ ابوحذیفہ مہاجر اور عباد بن بشیر دونوں اپنی اپنی قوم کے سردار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے انصاری بھائی کا نام خارجہ بن زید تھا۔ حضرت عمرؓ کے رفیق کا نام عتبان بن مالک تھا۔ حضرت عثمانؓ کے انصاری بھائی کا نام اوس بن ثابت تھا، وغیرہ وغیرہ۔ ایک سال

(x) اصحابِ صفہ کے نام:۔ طلحہ بن عبیداللہ، معاذ بن جبل، عمران بن حصین، سلمان فارسی، ابوالدردا، ابوذر غفاری، ابوعبیدہ بن الجراحؓ، عبداللہ بن مسعود، براء بن مالک، عبداللہ بن عباس، کعب احبار، حارثہ، ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن جحش، اسامہ، بلال، مصعب بن عمیر، عبدالرحمٰن بن عوف، حاکم بن خزام، عبداللہ بن رواحہ، عدی بن حاتم۔

Marfat.com

تک مواخات کا یہ رشتہ برابر قائم رہا۔ پھر اس کی ضرورت نہ رہی۔ اصحاب صفہ میں اکثر وہ لوگ تھے جن کا گھر بار کچھ نہ تھا یا صحبت نبوی میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت بلال انہی میں شامل تھے۔ مدینہ پہنچنے پر رسول صلعم کے گھر کے حالات یہ تھے کہ زینب ابھی تک ابولہب کے بیٹے ابوالعاص کے پاس مکہ میں تھیں۔ رقیہ حضرت عثمان کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔ گھر میں صرف حضرت سودہ، اُم کلثوم اور فاطمہ تھیں۔ حضرت عائشہ کا رخصتانہ ابھی نہیں ہوا تھا، لیکن ہونے والا تھا۔ اس حساب سے صرف دو حجرے سر دست بنائے گئے جن کی چھتیں اس قدر اونچی تھیں کہ کھڑے ہوتے وقت سر چھت سے لگتا تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر بھی نہایت سادی تھی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور کھجور کے پتوں کی چھت تھی۔ ستون بھی کھجور کے تنوں کے تھے۔ فرش پر باریک بجری ڈال دی گئی۔ اصحاب صفہ کے چبوترہ پر اسی طرح چھپر تھا۔ مسجد کے تین دروازے، باب جبرئیل اور باب رحم دو طرف تھے اور تیسرا دروازہ وہ تھا جو بعد میں قبلہ ہوا۔

حضرت علی کا مدینہ میں ورود

مدینہ پہنچنے کے چند روز بعد حضرت علی جو رسول صلعم سے تین دن بعد رسولؐ کی امانتیں کفار مکہ کو واپس کر کے پاپیادہ چل پڑے تھے اور تمام دن گرفتاری کے خوف سے چھپ کر اور راتوں کو سفر کر کے منزلیں طے کر رہے تھے، بُرے حال اور انتہائی خستہ حالت میں پہنچے۔ اُن کے پاؤں سخت زخمی اور جسم سخت شکستہ تھا۔ غالباً یہی وجہ رسولؐ کے قبا میں زیادہ دیر ٹھہرنے کی تھی۔ چند اور دنوں کے بعد حضرت ابوبکر کے گھر والے اور اُن کی بیٹی عائشہ جن کی منگنی رسولِ خدا سے ہو چکی تھی، حضرت ابوبکر کے خادم عبداللہ کی حراست اور رسولِ خدا کے گھر کے افراد زید بن حارثہ کی حفاظت میں اکٹھے مدینہ پہنچ گئے اور یہ ہجرت مکمل ہو گئی۔

مدینہ پہنچ کر رسولِ خدا کا مدینہ کی آبادی کا جائزہ

منافق عبداللہ بن اُبی کی منافقت کا مسئلہ، کفارِ مکہ کی طرف سے خط:

مدینہ پہنچتے ہی رسول صلعم نے مدینہ کی آبادی کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ میں یہود کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ ادھر ان کو یہ محسوس ہوا کہ مدینہ کے دو طاقتور قبیلوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان جو بُت پرست تھے، دینِ اسلام کی اشاعت کی وجہ سے وہ اخوت پیدا ہو گئی ہے جو اُن کی پچھلے ایک سو برس کی باہم لڑائیوں کی تاریخ میں نہ تھی۔ جنگ بعاث نے جو ان دونوں قبیلوں کی آخری جنگ تھی، ان دونوں قبیلوں کا زور مدینہ میں توڑ دیا تھا لیکن اسلام لانے کے بعد یہ پھر متحد ہو گئے۔ مسلمان، مشرکوں یعنی بُت پرستوں سے تعداد میں زیادہ تھے۔ ایک واقعہ جس نے اس منظر کو اور خراب کیا ہوا تھا عبداللہ بن اُبی کی حاضری مدینہ میں تھی۔ یہ شخص رسولِ خدا کے مدینہ میں رُخ کرنے سے پہلے بنو خزرج کا مانا ہوا سردار تھا اور قریب تھا کہ اس کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جائے، لیکن دینِ اسلام کی طرف مدینہ کے باشندوں کے رُخ نے اس منصوبہ کو خراب کر دیا اور وہ در پردہ رسول صلعم کے مدینہ میں وارد ہونے سے سخت جلتا تھا۔

Marfat.com

شروع شروع میں وہ اور اُس کے کئی ساتھی رسولِ خدا کی مجلسوں میں آکر بیٹھتے اور ظاہرا طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے، لیکن تھوڑی دیر کے بعد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ سخت منافق ہیں اور دو رُخی باتیں کر کے مسلمانوں کی صفوں میں سخت انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ انہی دنوں میں قریش نے عبداللہ بن اُبی کو ایک خط لکھا جس نے اُس مخالفت کو اور تیز کر دیا۔ وہ خط یہ تھا:۔

"تم نے ہمارے آدمی کو پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تم اُس کو قتل کر دو یا مدینہ سے باہر نکال دو، ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کریں گے اور تم کو قتل کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے۔"

اس خط سے یہود اور منافقین کے دلوں میں مخالفتِ اسلام کی لہر دوڑ گئی۔ صحابہ کو جب اس خط کا معلوم ہوا تو وہ حملہ کے ڈر سے راتوں کو جاگا کرتے تھے اور پہرہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ خود رسولِ صلعم بھی اِس پہرہ میں شامل ہوتے تھے۔

باجماعت نماز کے لئے اذان سے بُلانے کا پہلا انتظام!

مسجدِ نبوی کی تیاری کے ضمن میں پہلا مسئلہ جو نبی کریمؐ کو درپیش ہُوا تھا، یہ تھا کہ مسجد میں مسلمانوں کو کس طرح وقت پر جمع کیا جائے کسی نے عیسائیوں کی طرح گھنٹے بجانے، کسی نے یہودیوں کی طرح سنکھ بجانے، کسی نے آتش پرستوں کی طرح منارے پر آگ جلانے، کسی نے نماز کے وقت جھنڈا کھڑا کرنے کی رائے دی۔ ایک نے کہا کہ کچھ لوگ مقرر کر دیئے جائیں جو لوگوں کے گھروں میں جا کر اطلاع دے دیا کریں آخر حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ کسی اونچی جگہ پر چڑھ کر اونچی آواز سے لوگوں کو بلایا جائے۔ رسول صلعم نے اِس تجویز کو پسند کیا اور بلال کو حکم دیا کہ نماز سے پہلے اذان دی جائے۔ بعض مغربی مورخین کا یہ کہنا کہ اذان کی تجویز عبداللہ بن زید نے پیش کی تھی اور کہا تھا کہ یہ تجویز اُس کو خواب میں ظاہر کی گئی تھی، غلط ہے۔

مدینہ میں یہود کا اقتدار، گرد و نواح کے قبائل سے رسولؐ کے معاہدات!

مدینہ کے اطراف میں یہود کے تین قبیلے بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع آباد تھے۔ یہ سب مدینہ کے اطراف اور گرد و نواح میں رہتے تھے۔ عموماً یہ لوگ زمیندار، تاجر، سرمایہ دار اور صناع تھے۔ قینقاع زرگری کا پیشہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ بہادر اور مرد میدان تھے۔ اس لئے اسلحہ جنگ کے ذخیرے اپنے پاس رکھتے تھے۔ یہود چونکہ دولت مند تھے اس لئے انصار پر ان کو ایک خاص تفوق حاصل تھا۔ مذہبی نقطہ نظر سے بھی یہود اُن پر فوقیت رکھتے تھے۔ یہ اس لئے کہ انصار جاہل، بُت پرست اور مشرک تھے اور یہود اہل کتاب، پڑھے لکھے اور موحد تھے۔ الغرض مدینہ میں یہود کی حکومت تھی، لیکن یہود کا اخلاق امتدادِ زمانہ اور دولت کے نشے کی وجہ سے بگڑ چکا تھا۔ انہوں نے تجارت کا کاروبار خوب پھیلا رکھا تھا اور تمام انصار اُن کے قرض کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ چونکہ صرف یہودی مالدار تھے، وہ سود کی بڑی بڑی شرحیں مقرر کرتے تھے۔ قرضہ کی کفالت میں لوگوں کے بال بچوں تک رہن کراتے تھے۔ حرص و ہوا کے بندے اِس قدر تھے کہ دو چار روپیہ کے زیور کے

لالچ میں معصوم بچوں کو پتھر سے مار دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ کثرتِ دولت کے باعث زنا عام تھا۔ الغرض اُن میں تمام اخلاقِ ذمیمہ پیدا ہو گئے تھے۔ پہلے پہل یہود نے مسلمانوں کی مزاحمت نہ کی۔ پھر غزوۂ بدر کے بعد جب اسلام کی فتح کے آثار نمایاں ہوئے تو ان میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اسلام کی وجہ سے اُن کے کاروبار میں فرق آنے لگا کیونکہ انصار مالِ غنیمت کی وجہ سے مالدار ہونے لگے اور یہود کے قرضے کے دباؤ سے نکلتے گئے۔ اس طرح یہود کو جو وقعت اور حکومت حاصل تھی اُس میں ضعف آ گیا۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اُن کے اقتدار کے کم ہو جانے کا اصلی باعث اسلام ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ رسولؐ اِن اہلِ کتاب کی کمزوریاں بتلاتے تھے۔ ان میں یہ بھی جلن تھی کہ اب بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنو اسمٰعیل کو پیغمبری کا شرف کیوں مل گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہود مسلمانوں سے ملاقات کے وقت السلام علیک کی جگہ السّام علیک (یعنی تم پر موت ہو) کے الفاظ بولتے تھے۔

اوس اور خزرج کی خانہ جنگیوں کے باعث یہود کی طاقت مدینہ میں کافی ہو گئی تھی۔ اِس بنا پر رسولؐ نے مدینہ آتے ہی یہ ضروری سمجھا کہ یہود سے مسلمانوں کے تعلقات کافی طور پر خوشگوار رہیں۔ چنانچہ یہود سے معاہدہ کیا گیا کہ یہود اور مسلمان مل کر مدافعت کریں گے۔ اگر یہود یا مسلمان کسی قوم سے صلح کریں گے تو دونوں اس صلح کے پابند ہوں گے، وغیرہ وغیرہ۔

اِسی طرح گرد و نواح کے دیگر قبائل بنو مدلج، اہلِ لواط اور بنو ضمرہ وغیرہ سے رسول صلعم نے خود جا کر اسی طرح کے معاہدے کئے۔ سب سے پہلا قبیلہ جن سے معاہدہ ہوا قبیلہ جہینہ تھا۔ یہ مدینہ سے تین منزل (تیس میل) پر آباد تھا۔ اس قبیلہ سے طے ہوا کہ وہ قریش اور اسلام کے جھگڑوں میں غیر جانبدار رہیں گے۔ صفر سنہ ۲ ہجری میں رسولِؐ خدا اسّی صحابہ کے ساتھ وِدّان تک گئے۔ یہاں آپ کی والدہ کا مزار ابوا میں ہے۔ اس علاقہ کا صدر مقام فرع تھا جو ایک عمدہ قصبہ ہے۔ یہ مدینہ سے قریباً ۸۰ میل پر واقع ہے۔ اِنہی کے اطراف میں قبیلہ بنو ضمرہ تھا۔ ان سے معاہدہ ہوا کہ جو شخص ان پر حملہ کرے گا، اس سے مقابلہ کرنے میں ان کی مدد کی جائے گی اور جب رسول صلعم ان کو بلائے تو یہ مدد کریں گے۔ جمادی الثانی سنہ ۲ ہجری میں رسولؐ ذوالعشیرہ پہنچے جو مدینہ سے ۹ منزل (۹۰ میل) اینبوع کے نواح میں ہے یہاں قبیلۂ مدلج رہتا تھا۔ چونکہ یہ لوگ بنو ضمرہ کے حلیف تھے اور بنو ضمرہ معاہدہ کر چکے تھے، انہوں نے بھی وُہی شرائط تسلیم کیں۔ اُدھر عبداللہ بن اُبی فسادیوں کی سرپرستی میں مصروف تھا۔ قریش کی طرف سے اُس کو خط ملا کہ محمدؐ کو قتل کرو ورنہ ہم مدینہ پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ اِس ضمن میں مسلمان رات دن پہرہ دینے لگے۔ اُدھر تبدیلیِ آب و ہوا کی وجہ سے اسی سال یعنی سنہ ۱ ہجری کے چوتھے مہینے میں مکّہ کے مہاجرین میں بخار کی وبا آئی اکثر لوگ اِس میں مبتلا تھے۔ رسولِ خدا کے سوا سب صحابہ کو بخار چڑھا اور اتنے کمزور ہو گئے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت ابُوبکر اور ان کے دونوں آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور بلال ایک ہی مکان میں مقیم تھے۔ ان سب کو بخار چڑھا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ مُنہ سے کیا کہتے ہیں۔ پانی کی ناموافقت کی وجہ سے لوگوں میں وطن کی یاد تازہ ہوئی۔ اِس موقع پر انصارِ مدینہ نے مہاجرین کی تیمار داری سے اُن کے دِل موہ لئے۔ سنہ ۱ ہجری کے پانچویں مہینے جمادی الاوّل میں سلسلۂ مواخاۃ قائم ہوا اور چھٹے مہینے جمادی الثانی میں یہود سے معاہدے ہوئے جن کا ذکر اُوپر ہوا۔

Marfat.com

(۲)

مدینہ میں مسلمانوں کے اخراج کے باعث

کفار سے فوری قتال کے قطعی احکام !

کفارِ مکہ پر رسولؐ کی طرف سے فوری جارحانہ حملے، احترام کے مہینوں کا پاس بھی لازمی نہیں !

ظلم ہو چکا، اب انتقام اور قتال کا وقت ہے، فتنہ گر کو نیست و نابود کرنے سے ہی امن پیدا ہو سکتا ہے !

سورۃ البقرہ میں قتال بالسیف کے قطعی احکام، کفارِ مکہ ظالم ہیں اس لئے ان کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دینا لازم ہے

سنہ ۱ و سنہ ۲ ہجری میں ہجرت کے بعد ۱۸ ماہ کے اندر اندر سورۃ البقرہ نازل ہو چکی تھی اور اس سورۃ میں وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی جو لوگ تمہارے ساتھ قتال کرتے ہیں تم ان کے ساتھ جہاد کرو) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو)، لَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی مسجدِ حرام میں ان سے جنگ نہ کرو)، وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی ان کو قتل کر دو، یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور تمام دین اللہ کا ہو)، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی اے مسلمانو! تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے) اور بالخصوص يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ : (۲/۲) کے الفاظ (یعنی تم سے احترام کے مہینے کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اس میں قتال بڑا گناہ ہے ... اور اس سے اور مسجدِ حرام سے انکار کرنا ہے، لیکن مسجدِ حرام کے بسنے والوں کو ان کے وطن سے نکال دینا اور بھی بڑا گناہ ہے۔ اور زمین پر فتنہ پھیلانا تو قتل اور قتال سے بھی زیادہ برا ہے) اس امر کی دلیل ہیں کہ اپنے گھروں سے دردناک طور پر نکالے جانے اور مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد یہ سب حدیں منسوخ ہیں، کیونکہ اہلِ مکہ ظالم ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ ان سے قتال بالسیف کیا جائے، اس کے اہل ہیں کہ جہاں پائے جائیں قتل کئے جائیں، مسلمانوں پر جو مظلوم ہیں اب فرض ہو چکا ہے کہ وہ دشمن سے قتال کریں، حالت یہ پیدا ہو چکی ہے کہ اگر موقعہ لگے تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ حج کے چار امن کے مہینوں میں بھی قتل کر دیئے جائیں۔ صرف ایک بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ مسجدِ حرام کے اندر ان کا قتل نہ ہو۔ دوئم یہ کہ کافروں کا قتل اس وقت تک جاری رہے کہ دین اسلام کی مکمل فتح ہو جائے: سورۃ البقرہ میں فتنہ کی تشریح کے

Marfat.com

کے متعلق تین جگہ والفتنۃ اشد من القتل ، والفتنہ اکبر من القتل اور حتیٰ لاتکون فتنۃ کے الفاظ ہیں اور مقصد یہ ہے کہ کفارِ مکہ کا سلوک مسلمانوں سے جنہوں نے ہرگز ہرگز اُن سے کوئی تشدد اختیار نہ کیا تھا اور پُرامن طور پر اپنے دین کی تبلیغ مکہ میں کر رہے تھے، معاشرتی نقطۂ نظر سے ایک فتنہ ہے جو بنی نوع انسان کی کوئی ہیئتِ اجتماعی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس فتنہ کے مقابلہ میں قتل کرنا اور اس فتنہ کو فرو کرنا انسان کا جائز حق ہے۔ چونکہ تشدد میں پہل کفارِ مکہ نے کی تھی اس لئے اب وہ کسی رعایت کے بھی مستحق نہیں کہ حج کے چار امن کے مہینوں میں ان سے لڑائی نہ چھیڑی جائے، یہ اس لئے کہ دینِ فطرت کے نزدیک جو بنی نوع انسان کی آپس کی جنگ کو خلافِ فطرت اور غلط قرار دیتا ہے، پُرامن لوگوں کو اُن کے گھروں سے نکال کر جلاوطن کر دینا وہ عظیم الشان ظلم ہے جو خدا کے نزدیک اس سے بڑا گناہ ہے کہ حج کے چار امن کے مہینوں میں قتال کیا جائے: وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ مغرب کے عیسائی مورخین نے جو رسولِ صلعم پر تہمت باندھی کہ مدینہ میں جا کر رسولِ خدا تشدد پسند ہو گئے اور اُنہوں نے جارحانہ حملے کئے، دراصل اُن کی تغلیط قرآن کی ان آیتوں سے یکسر ہو جاتی ہیں کیونکہ قرآن بنی نوع انسان میں کامل امن چاہتا ہے، نہیں چاہتا کہ ایک ہی نوع کے افراد آپس میں قتال کریں۔ جو گروہ جارح ہے اس کو فتنہ گر قرار دیتا ہے اور جب وہ فتنہ گر ثابت ہو جائے تو اس کا قتل فرضِ عین قرار دیتا ہے اور پھر اس قتل کی حد یہ ہے کہ جہاں فتنہ انگیزوں کو پاؤ، قتل کرتے جاؤ، حتیٰ کہ سب طرف امن ہو جائے اور خدا کا دین پورے طور پر قائم ہو جائے وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

ظالم کا قلع قمع کر کے دنیا میں امن قائم کرنا دینِ فطرت ہے!

جو لوگ مسلمانوں کے مذہب کو تشدد پسند کہہ کر اس کی تحقیر کرتے ہیں، وہ قرآن حکیم کے اس باریک نکتہ سے ناواقف ہیں۔ بمجرد اس کے کہ تیرہ برس کے دردناک ظلم سہنے کے بعد مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کو اپنے وطن سے نکال دیا اور انہوں نے اس وقت تک ان کا کوئی مقابلہ تلوار سے نہ کیا تھا، کافر خدا کی اصطلاح میں ظالم ٹھہر گئے۔ وہ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ کی حد میں آ گئے، کیونکہ انہوں نے رسولؐ کے قتل کرنے کی سازش بھی کی، اس لئے ایسے پُرامن مذہب میں جو تمام دنیا کی قوموں کا اتحاد پیدا کر کے بنی نوع انسان کو ایک امت بنانا چاہتا ہے، ظالم کا قلع قمع کر کے امن قائم کرنا عین دینِ فطرت ہے! اس امن قائم کرنے میں اگر ظالم گروہ کی جڑ بھی اُکھیڑ دی جائے تو ازروئے فطرت یہ کوئی گناہ نہیں۔ چنانچہ اسی سورۃ البقرۃ میں كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۛ (۲/۲۶)(x) کی آیت اس امر کی دلیل ہے کہ فطرت کا منشا یہی تھا۔ جو شے غور کرنے کے لائق ہے، یہ ہے کہ قرآن کا استدلال سرتاپا ناقابلِ شکست

(x) یہ تمام آیت حسبِ ذیل ہے: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۛ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ یعنی بنی نوع انسان ایک اُمت تھیں تو (ان کو ایک اُمت بنانے کے لئے) خدا نے نبیوں کو بھیجا تا کہ ان کے اختلافات دُور کریں۔

ہے اور سطحی نظر سے اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کو جو یہ شک کبھی کبھی پڑتا ہے کہ قرآن میں اختلاف ہے، کبھی تو وہ یہ کہتا ہے کہ انسان ایک اُمت ہیں اور کبھی یہ کہتا ہے کہ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو، کبھی یہ کہتا ہے کہ کافروں سے قتال نہ کرو جب تک کہ تم پر زیادتی نہ کریں، وغیرہ وغیرہ یہ شکوک اسی وجہ سے ہیں کہ انہوں نے دینِ فطرت کی حکمت کو گہری نظر سے نہیں دیکھا۔ اور اسی بددیانتی کی وجہ سے مغربی مستشرق بے تحاشا شور مچا دیتے ہیں کہ مدینہ جا کر کیوں رسولؐ نے تلوار میان سے نکالی۔ مکّہ کے کافروں نے اُن پر کوئی حملہ کیا تھا کہ وہ تشدّد پسند ہو گئے، وغیرہ وغیرہ۔ قرآن میں وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ (۴/۸۲) - کا قرآنی دعویٰ اسی وجہ سے ہے یعنی اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور شخصیت کی طرف سے ہوتا تو اس میں لوگ اختلاف پاتے۔ اس میں ایک جگہ کچھ اور دوسری جگہ بعینہٖ اس کے برعکس لکھا ہُوا دیکھتے۔ نہیں خدا نے یہاں تک کہہ دیا کہ لوگ تم سے (تمہارے اصولوں کو شک کی نظر سے دیکھ کر) سوال کرتے ہیں کہ اے محمدؐ! تم نے فلاں وقت "حرام مہینوں" میں کیوں قتال کیا؟ خدا نے کہا کہ ان کو جواب دو کہ ان مہینوں میں قتال کرنا بے شک بڑا گناہ ہے (اور وہ بھی اس لئے کہ عرب قوم اس پر متفق کئی صدیوں سے ہو چکی ہے کہ ان چار مہینوں میں عرب کے قبیلے آپس میں احتراماً نہ لڑیں) لیکن کافروں کا مکّہ کے مسلمانوں کو اپنے گھروں سے تیرہ برس کے مسلسل ظلموں کے بعد نکال دینا، اس تمہاری رسم سے جو تم نے بنائی ہوئی ہے، بہت زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اس لئے فاطرِ زمین و آسمان حکم دیتا ہے کہ اگر موقعہ ہاتھ لگے تو ان مہینوں میں بھی لوگ کافروں کو قتل کر کے ان کا قلع قمع کر سکتے ہیں تو ضرور کریں۔ کیونکہ مقصد تو یہ ہے کہ سب فتنہ انگیز لوگ قتل کر دیئے جائیں تا کہ اللہ کا دین (یعنی بنی نوعِ انسان میں کامل اتحاد) پھر قائم ہو جائے۔ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ○

دینِ خدا کو رائج کرنے کے لئے قرنِ اوّل کے مسلمانوں کا بے پناہ جذبہ!

الغرض مدینہ پہنچنے پر دینِ اسلام کا پروگرام بھی بعینہٖ وُہی تھا جو مکّہ میں تھا اور رسولِؐ خدا طاقت حاصل کر کے طاقت کے نشے میں مخمور نہ ہوئے تھے۔ لوگوں کو اُن کے گھروں سے نکال کر انسانی آبادی کو بے دست و پا کر دینا دنیا کا سب سے بڑا ظلم ہے اور اس فتنہ کے قلع قمع کرنے میں یہ انتظار کرنا کہ دشمن کی طرف سے کوئی نیا حملہ ہو، لغو ہے۔ یا دشمن کو چار ماہ کی مہلت دی جائے اس سے بھی زیادہ لغو ہے۔ قرآن عظیم کی یہی مستقل حکمت اور قرنِ اوّل کے صحابہ اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یہی حیرت انگیز قرآن فہمی تھی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ خدا کے قانون کو سطحِ زمین پر رائج کرنے کے لئے مسلمان کافروں سے وہ جان توڑ کر لڑے کہ باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو بے دریغ قتل کیا اور اگر مسلمان آج قرآن کو چُوم کر اس کی خاطر اپنے بدن میں سُوئی بھی نہیں چبھو سکتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو قرآن کے منجانب خدا ہونے کا یقین نہیں رہا۔

سلہ ہجری کی ۱۲ ربیع الاوّل کو چونکہ ہجرت مکمّل ہو چکی تھی اور اگلے تین چار ماہ کے اندر اندر ابتدائی ضروری باتیں جن کا

Marfat.com

ذکر اُوپر ہو اُٹھے ہو چکی تھیں۔ اِسی لئے رسولِ خدا نے یہ مدِنظر رکھ کر کہ کفارِ مکہ کے مقابلہ میں منافقین مدینہ کی زیادہ خطرناک جماعت بہ مصداق گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے زیادہ خانہ بر انداز ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کو انتہائی سعی و عمل اور مال و جان کی قربانی کے لئے تیار کیا۔ سورۂ بقرہ کی تمام وحی اوّل سے آخر تک منافقین کے ظالمانہ اور انتشار پسندانہ عمل کی اور ان کی ریشہ دوانیوں کے قلع قمع کرنے کی داستان ہے اور مسلمان کو کھلی تنبیہ ہے کہ مکہ کی مظلومانہ اور مغلوبانہ زندگی کے بعد اب جارحانہ اور غالبانہ زندگی کا اختیار کرنا منشائے خدا ہے۔ اسی سُورۃ میں كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ یعنی اُے مسلمانو! روزے تم پر فرض کر دیئے گئے' کے ساتھ ساتھ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ یعنی اے مسلمانو! قتال بالسیف تم پر فرض کر دیا گیا ہے' کے بھی احکام ہیں۔ اسی سورۃ میں دشمن کا کسی جماعت انسانی کو اُن کے گھروں سے نکال کر اُن کو بے گھر کر دینا قتال بالسیف یعنی تلوار سے دشمن کے قتل کی حجت قرار دیا گیا ہے:(x) وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ (۲/۲۴) تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ :(۲/۲۴)۔

سات ماہ کے مزید انتظار کے بعد مدینہ میں رسُول کے انتقامی حملوں کی فوری ابتدا:

ابُوجہل کے تجارتی قافلے پر پہلا حملہ

ان وجوہات کی بنا پر رسُول صلعم نے مدینہ پہنچتے ہی صرف سات ماہ کے اندر اندر ماہِ رمضان میں سب سے پہلے حضرت حمزہ کو ساتھ دے کر حکم دیا کہ قریش کے اُس تجارتی قافلہ پر حملہ کرے جو شام سے آ رہا تھا اور جس میں ابو جہل تھا۔ ابو مرثد کنانہ بن حصین اس دستہ کا علمبردار تھا، اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس قافلہ میں کافروں کی تعداد تین سو تھی۔ ساحلِ سمندر پر جنگ کے لئے تیاری ہوئی اور صف بندی بھی ہو گئی تھی کہ بزدل کفار نے تین سو ہو کر تیس پردیسی اور بے کس مہاجروں سے جنگ کرنا قبول نہ کیا اور مجدی بن عمرو کے ذریعہ سے جو مسلمانوں اور کفار دونوں کا حلیف تھا، لڑائی رکوا دی اور مسلمان مجبوراً واپس آ گئے۔

بطنِ رابع میں عکرمہ پر حملہ!

اگلے مہینے یعنی شوال سنہ ۱ ہجری میں رسولِ صلعم نے عبیدہ بن حرث کو مجاہدین کے ایک دستے کے ساتھ جن میں سعد بن وقاص بھی شامل تھے بطنِ رابع میں جو جحفہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے عکرمہ بن ابی جہل کی فوج پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جن کی تعداد دو سو تھی۔ حضرت مسطح ابن اثاثہ

(x) ترجمہ:- اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم خدا کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق (دشمن سے) جنگ نہ کریں، حالانکہ ہم (انہی کے ظلم کے باعث) اپنے گھروں سے اور بال بچوں سے نکال دیئے گئے ہیں۔ پھر جب اُن پر قتال فرض کر دیا گیا تو سوائے چند ایک کے قتال سے پھر گئے' اور خدا اُن ظالموں (کے عذروں) سے خوب واقف ہے۔

علمبردار تھے۔ کفار کی اس فوج میں ابوسفیان بن حرب شامل تھا۔ فریقین کے درمیان تیراندازی ہوتی رہی، لیکن دست بدست جنگ کرنے کی نوبت نہ آئی۔ دونوں فریق اس کے بعد منتشر ہو گئے۔

سعد بن وقاص کا تیسرا حملہ!

پھر اگلے ماہ ذیقعد سنہ ۱ ہجری یعنی ہجرت کے نو ماہ بعد رسول صلعم نے سعد بن وقاص کو بیس مہاجرین کے دستے کا حاکم بنا کر خرّاز کی طرف کفار کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جو شام سے آ رہا تھا۔ مقداد بن عمرو اس دستے کے علمبردار تھے۔ مسلمانوں کا کوچ رات کو ہوتا تھا تاکہ دشمن کو اس کی اطلاع نہ ہو جائے، لیکن جب اس مقام پر پہنچے تو قافلہ گزر چکا تھا۔

ابوا کے مقام پر رسولِ خدا کا حملہ!

اگلے صفر یعنی سنہ ۲ ہجری میں ہجرت کے بارہ ماہ بعد رسول صلعم نے خود مسلمانوں کی فوج کی قیادت کی۔ سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ مقام ابوا میں جہاں رسول صلعم کی والدہ ماجدہ ۴۸ برس پہلے فوت ہو چکی تھیں، رسولؐ قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت حمزہ سفید جھنڈے کے علمبردار تھے۔ عمرو بن مخشی ضمری نے رسولؐ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ آئندہ نہ مسلمانوں سے جنگ کرے گا، نہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے خلاف مدد دے گا۔ اس واقعہ سے کچھ پہلے سنہ ۱ ہجری میں حضرت عائشہ کی بڑی بہن اسما بنت ابوبکر کے ہاں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوا۔ زبیر رسول صلعم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ صحابہ میں کلثوم بن ہدم اور اسعد بن زرارہ نے اسی سال وفات پائی۔ کفار مکہ میں ولید بن مغیرہ اور عاص بن حال بھی اسی سال مرے۔

سنہ ۲ھ میں رسولِ خدا کی مزید انتقامی مہمیں، رسولؐ نے خود قیادت کی!!

بواط کی مہم

ربیع الاول سنہ ۲ ہجری میں رسول صلعم خود فوج لے کر مقام بواط میں دشمن کے اس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جس میں کفار مکہ کے دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے۔ اس قافلہ میں امیہ بن خلف مشہور کافر اور حضرت بلال کا آقا موجود تھا اور قبیلہ قریش کے ایک سو کافر بھی شامل تھے۔ سعد بن وقاص اس فوج کے علمبردار تھے۔ رسول صلعم نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ بواط شام کی سڑک پر مدینہ سے ۴۸ میل دور دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ دشمن اس مقام سے صاف بچ کر دوسرے رستے سے نکل گیا۔

وادیٔ سفیان تک کرز کا تعاقب!

اسی ماہ ربیع الاول سنہ ۲ ہجری میں پہلی چھیڑ کی سردار کرز بن جابر کی طرف سے ہوئی۔ مدینہ کے باہر مویشی چر رہے تھے۔ کرز بن

Marfat.com

جابر کچھ مویشی مدینہ پر حملہ کرکے لے گیا۔ رسول صلعم زید بن حارثہؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کرکے ایک دستہ کے ہمراہ جس کے علمبردار حضرت علیؓ تھے، تعاقب کے لئے باہر نکلے اور وادی سفیان تک جو بدر کے نواح میں واقع ہے کرز کا تعاقب کیا لیکن وہ بچ کر نکل گیا اور رسولؐ واپس چلے آئے۔

ذی العشیرہ کی مہم

جمادی الثانی ۲ھ ہجری کو رسول صلعم مدینہ میں ابوسلمہ کو اپنا نائب مقرر کرکے ڈیڑھ یا دو سو سپاہی لے کر قریش کے اُس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جو شام کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔ حضرت حمزہؓ اس جیش کے علمبردار تھے۔ مسلمانوں کے پاس صرف تیس اونٹ تھے۔ سب مسلمان اپنی مرضی سے اس میں شامل ہوئے تھے۔ یہ وہ قافلہ تھا جس کے متعلق خبر تھی کہ مکہ سے چل پڑا ہے اور جو شام سے واپسی پر جنگِ بدر کا موجب بنا جب رسول صلعم مقام ذی العشیرہ پہنچے جو ینبع کی طرف واقع ہے تو معلوم ہُوا کہ قافلہ کئی دن پہلے یہاں سے گزر چکا ہے۔ ینبع اور مدینہ کے درمیان ۱۱۲ میل کا فاصلہ ہے۔

بطنِ نخلہ کی مُہم اور عمرو بن حضرمی کا قتل!

رجب ۲ھ ہجری یعنی اگلے مہینے رسولِ خداؐ نے عبداللہ بن جحش کو امیرالمومنین کا خطاب دینے کے بعد بارہ مہاجرین دے کر بطنِ نخلہ میں کفارِ مکہ کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا اور ایک بند لفافہ دے کر حکم دیا کہ دو دن کے بعد اسے نخلہ کے مقام پر کھولا جائے۔ جب لفافہ کو کھولا گیا تو اس میں درج تھا کہ یہاں چھپ کر بیٹھ جاؤ اور قریش کے تجارتی قافلہ کی معلومات بہم پہنچاؤ۔ اس اثنا میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ کے اونٹ غائب ہوگئے تھے اور وہ پیچھے رہ گئے۔ قریش کا تجارتی قافلہ گزرا جس میں عمرو بن حضرمی، عثمان، نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ اور حکم بن کیسان شامل تھے۔ عبداللہ بن جحش نے احکام کے خلاف ان پر حملہ کیا اور عمرو بن حضرمی مارا گیا، عثمان اور حکم گرفتار کرلئے گئے اور نوفل بھاگ گیا اس کے بعد پورے قافلے پر جس میں کشمش اور چمڑا تھا قبضہ کرلیا گیا۔ یہ لڑائی ۱۲ رجب کو ہوئی چونکہ یہ ممنوع مہینہ تھا اور حملہ کرنے کا حکم ہی نہیں دیا گیا تھا رسولِ خداؐ نے مالِ غنیمت لینے سے انکار کردیا۔ لیکن وحی نے فیصلہ کردیا کہ اِن کفار کے تیرہ سال تک مسلمانوں کو دُکھ دینے اور اُن کو وطن سے نکال دینے کے مقابلے میں کچھ شئے نہیں!

شعبان ۲ھ میں اٹھارہ ماہ بعد تحویلِ قبلہ کا حکم!

مدینہ میں شدید ہیجان، مُسلمانوں کا حیرت انگیز ایمان

اگلے مہینے یعنی شعبان ۲ھ ہجری کو (یعنی ۸ ربیع الاوّل ۱ھ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد سورۂ بقرہ میں **تحویلِ قبلہ** کا حکم نازل ہُوا۔ رسولؐ اور اُن کے رفقاء مکہ میں مقام ابراہیم میں نماز پڑھتے تھے اور یہاں سے کعبہ اور بیت المقدس دونوں قبلے سامنے ہوتے تھے۔ مدینہ میں قریباً اٹھارہ مہینے وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ اب حکم مکہ کی طرف نماز پڑھنے کا ملا۔ اس تحویلِ قبلہ

مدینہ کے لوگوں کے اندر بڑا ہیجان پیدا ہوا اور کئی یہود اور منافق جو کہ دل سے مسلمان نہ تھے دینِ اسلام سے منحرف ہو گئے اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی۔ وحی نے مسلمانوں کی یہ اُلجھن کھول دی کہ مشرق اور مغرب دونوں اللہ کے ہیں۔ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ : (۲/۱۴۲) جدھر تم منہ کرو گے ادھر ہی اللہ ہے : فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ (۲/۱۱۵)[1] اور صرف بے وقوف لوگ ہی کہتے ہیں کہ کیوں قبلہ بدلا؟ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (۲/۱۴۲)[2] جن لوگوں نے رسولؐ خدا کے نماز پڑھاتے وقت اُن کے ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کی طرف منہ پھیرتے وقت جھجک محسوس نہیں کی اور وہ بھی بغیر کسی شک کے اُدھر پھر گئے خدا اُن کے اِس حیرت انگیز ایمان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا : وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ : (۲/۱۴۳)[3]

ترجمہ (۱)۔ اور مشرق اور مغرب دونوں خدا کی ملکیت ہیں ، تو جس طرف تم رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کا رُخ ہے۔

(۲) بے وقوف لوگ یہ کہیں گے کہ کس چیز نے محمدؐ کے پیروؤں کو اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ پہلے تھے۔ ان کو کہہ دو کہ مشرق اور مغرب دونوں اللہ کے ہیں، وہ جسے مناسب سمجھتا ہے راہِ راست کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳) اور اسی وجہ سے کہ تم سچّی بھر مسلمان محمدؐ کے سچے پیرو ہو، ہم نے تم کو ایک مرکزی گروہ بنایا ہے تاکہ تم تمام عالم کو اپنی سچائی کی گواہی دے کر راہِ راست پر لاؤ اور رسولؐ تم کو اپنی سچائی کی گواہی دے کر تمہیں راہِ راست پر قائم رکھے، اور یہ قبلہ جو پہلے تھا ہم نے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ کون رسولؐ کے حکم کو مانتا ہے اور کون دوسری طرف پھرنے سے انکار کرتا ہے۔ درآنحالیکہ یہ اوروں کے لئے ماسوا اُن کے جو خدا سے ہدایت لئے ہوئے تھے، بڑی مشکل بات تھی۔ اور خدا کسی صورت میں تمہارے رسولؐ پر ایمان کو ضائع نہیں کرسکتا کہ وہ لوگوں پر بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

(۳)

سورۂ البقرہ کے نزول کے بعد

مٹھی بھر مسلمانوں کا واحد نصب العین فتح مکہ تھا!

رسولِ خدا کی بے پناہ تجویز و تدبیر، یہود کا جائزہ

پہلے بیس رکوعوں میں منافقوں اور یہود و نصاریٰ سے خطابات، پچھلے بیس رکوعوں میں معاشرتی اور اخلاقی احکام

الغرض ان واقعات کی تفصیل سے جو ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد تک مدینہ میں رونما ہوئے، ظاہر ہے کہ سورۂ البقرہ اُس وقت تک نازل ہو چکی تھی۔ اس سورۃ میں سب سے زیادہ اہم حکم جو وحی نے رسولؐ اور مسلمانوں کو دیا: وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ (۲/۲۲) کا حکم تھا۔ یعنی اے مسلمانو! تم کفارِ مکہ کو وہاں سے نکال دو جہاں سے اُنہوں نے تم کو نکالا۔ گویا مدینہ میں جا کر مسلمانوں کا واحد نصب العین فتحِ مکہ تھا اور تمام واقعات جو اِن اٹھارہ مہینوں میں ہوئے، دراصل اِسی فتحِ مکہ کی تیاری میں تھے۔ مٹھی بھر مسلمانوں کو جن کی تعداد بالمقطع چند صد سے بھی کم تھی، اِس مشکل ترین مہم کے لئے تیار کرنا اور اس کو کامیابی سے سرانجام دینا کسی بے پناہ طور پر بڑے مجوّز اور مدبر ہی کا کام ہو سکتا تھا۔ اس لئے مدینہ پہنچ کر رسولؐ کا سب سے پہلا کام یہود کا جائزہ لینا اور اس ٹیڑھی اور "اہلِ کتاب قوم" کو جو مدینہ میں اپنی تعداد کے لحاظ سے خاص اقتدار رکھتی تھی بلکہ اپنی دولت اور تعصب کے دم خم پر کسی رقیب جماعت کو برداشت نہ کر سکتی تھی، حتی الوسع بے ضرر کرنا تھا۔ اس مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر رسولؐ نے ربیع الاوّل ۱ھ ہجری کے بعد سے جب کہ مکمل ہجرت ہوئی سات ماہ یعنی رمضان ۱ھ ہجری تک گرداگرد کے قبائل سے کسی نہ کسی رنگ میں اتحاد قائم کیا تاکہ یہود کی مخالفت کا خطرہ بھی نسبتاً کم ہوتا جائے اور ساتھ ہی کفارِ مکہ کے بالمقابل کفارِ عرب کی طاقت نمودار ہوتی جائے۔ اُدھر مدینہ میں عبداللہ بن اُبی کی سرکردگی میں منافقین کا گروہ بھی باعثِ تشویش ہو رہا تھا۔ الغرض اِن حالات میں سورۃ البقرہ نازل ہوئی(×) جس کا اکثر خطاب یہود کی طرف تھا۔ اس لئے کہ اِن اہلِ کتاب کو بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسےٰ کے

(×) یہاں جو بات انتہائی غور کے لائق ہے یہ ہے کہ سورۃ البقرہ ہجرت کے انتہائی طور پر تشویشناک اور مکہ کے چند مہاجروں کو مدینہ میں اپنے مستقبل کے متعلق شک میں ڈالنے والے واقعہ کے بعد پہلی وحی تھی جو نازل ہوئی۔ مکہ میں مسلمانوں کو بار بار فاتقوا اللہ واطیعون کی تعلیم دی گئی تھی، جیسا کہ پہلی جلد سے واضح ہے اور اس "خدا سے ڈرنے" (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بعد بنو اسمٰعیل کے نبی حضرت محمدؐ کے پیغام کی طرف متوجہ کیا جائے، منافقین کی طرف اس غرض سے تھا کہ ان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ابھی سے ہوتا جائے، کفار مکہ کے خلاف بے پناہ جہاد کے احکام اس لئے تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں میں کفار کی بے پناہ طور پر کثیر جماعت کے ساتھ دست بدست جنگ کرنے کے حوصلے ابھی سے پیدا ہوتے جائیں بلکہ خود مسلمانوں پر واضح ہو جائے کہ مکہ کی پُرامن اور بے ضرر زندگی کے تیرہ سال گزارنے کے بعد یا خدا کے حضور میں پہروں تک کھڑے رہنے یا قرآن کی بے پناہ طور پر بلند کائناتی حقائق اور مسائل پر غور کرتے رہنے یا معاشرتی اخلاق کو بے پناہ طور پر استوار کر کے جماعت کی مادی طاقت کو ناقابل شکست بنانے کے بعد ان کی جماعت پر اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ○ (*) (۷۳:۵) کی وہ عظیم اور گراں ... ذمہ داریاں عائد ہو چکی ہیں جن کے متعلق تنبیہہ سورۂ المزمّل میں تیرہ برس پہلے دی جا چکی تھی۔ اس سورۃ میں پہلی چند آیتوں میں ہی یہود کو دین اسلام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ کہہ کر متقین کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:-

متقین کی قرآنی تعریف

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ : (۲/۴)۔

اور متقی (یعنی خدا کے احکام سے ڈرنے والے) وہ لوگ ہیں جو اُن احکام پر جو تجھ (یعنی محمدؐ) پر نازل ہوئے تھے، یکساں ایمان رکھتے ہیں اور

(*) یعنی ہم عنقریب تم پر ایک بڑا بھاری قول ڈالنے والے ہیں۔

(بقیہ تحت المتن)

کی وضاحت یہ کی گئی تھی کہ خدا سے ڈر کر مخلوق نیک عمل پیدا کرو۔ مثلاً مال سے محبت نہ کرو، یتیم اور مسکین سے عمدہ سلوک کرو۔ امانت میں خیانت نہ کرو، پورا ماپ تول کرو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مدینہ پہنچ کر نئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ یعنی کفار مکہ سے تلوار کا مقابلہ کرنا، اُن کو تہس نہس کر کے خود غالب آنا، کفار کے علاوہ یہود و نصاریٰ سے نبٹنا وغیرہ وغیرہ تھا۔ اس لئے اب خدا سے ڈرنے والوں یعنی متقین کی تعریف مدینہ کے حالات کو سامنے رکھ کر کرنا ضروری تھا اس بنا پر متقین کے متعلق کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یؤمنون بالغیب و بالاٰخرۃ ھم یوقنون" کے مصداق ہیں یعنی اُن کا پورا ایمان اور یقین آنے والے واقعات (الغیب) ہے وہ بالآخر فتح مند ہوں گے اور سب دشمنان دین کو شکست دے کر رہیں گے اس واسطے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہا۔ یعنی ایسے ہی پختہ یقین اور پورا ایمان والے شخص بالآخر کامیاب ہوں گے۔ اسی واسطے کہا کہ اس سورت (کتب) میں کوئی شک نہیں اور کہ ان متقین کے لئے ہدایت ہے جن کی تعریف اُوپر ہوئی۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ فتدبّر!

Marfat.com

ساتھ احکام خدا کے بالآخر نفع مند ہونے کا پورا یقین رکھتے ہیں، تو یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی ہیں جو (بالآخر) کامیاب ہوں گے۔

گویا مدینہ کی پہلی وحی میں ہی یہود کو یقین دلایا گیا کہ محمدؐ کا نیا دین یہود کی آسمانی کتاب کو بھی اسی طرح مانتا ہے جس طرح پر کہ قرآن کو تسلیم کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ یہ دین بالآخر غالب ہو کر رہے گا۔ اس سے ایک آیت پہلے مُتقین کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں تھی :-

یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کا منطقی اور صحیح مفہوم!

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ : (۲/۱)۔

متقی وہ لوگ ہیں جو مستقبل (یعنی آنیوالے واقعات کے درخشاں ہونے) پر ایمان رکھتے ہیں خدا کے حضور میں پنجوقتہ کھڑے ہو کر اس کے احکام پر عمل کرنے کا دائمی اقرار کرتے ہیں اور (جماعت کو غالب کرنے کی خاطر) قربانی مال کرتے ہیں:

کفار سے خطاب!

گویا مسلمانوں کو مستقبل کے درخشاں ہونے کا یقین رکھنے، الصلوٰۃ کو قائم کرنے اور قربانی مال کرنے کے حکم دینے کے علاوہ مدینہ کے یہود کو بھی ان حکموں پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد کی آیتیں کفار مکہ سے متعلق ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ کافر تو خواہ ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، ایمان لانے والے ہی نہیں، کیونکہ خدا نے اُن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہریں لگا رکھی ہیں اور وہ عنقریب ایک بڑے عذاب[x] میں پھنسنے والے ہیں: وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ : (۲/۱)۔

منافقین سے خطاب!

اس کے بعد منافقوں کی طرف خطاب حسب ذیل الفاظ میں ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ○ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ○ (۲/۱)

یعنی منافق وہ ہیں جو مُنہ سے تو خدا پر ایمان لانے اور روز قیامت کے برحق ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن نہ خدا کے حکموں پر عمل کرتے ہیں، نہ خدا کی سزا سے ڈرتے ہیں۔ وہ خدا کو اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں جیسا کہ اس وقت واضح ہو گا جب اسلام غالب آجائے گا اور اُن کے سب منصوبے خاک میں مل جائیں گے کیونکہ اُن کو حالات کے اندازہ کرنے کا شعور ہی

(x) وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ کے معنی اگر یہ کئے جائیں کہ قیامت کے دن اُن کو بڑا عذاب ہو گا تو یہ کفار کو کیا ڈرا سکتا تھا، کیونکہ وہ قیامت کے آنے کے تو قائل ہی نہ تھے، اس لئے عذاب دُنیاوی ہی ہو سکتا ہے جس سے وہ ڈر سکتے تھے۔

Marfat.com

نہیں، ان کے دلوں کو بیماری لگی ہے جو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور اُن پر بھی کفار کی طرح بڑا عذاب(*) عنقریب آنیوالا ہے۔ اگر ان منافقین کو کہا جائے کہ تم زمین پر انسانوں میں نفاق ڈال کر فساد مچاتے ہو تو یہ پوری مکاری سے کہتے ہیں کہ ہم ہی تو امن پیدا کر رہے ہیں کیونکہ محمدؐ کا دین ہم میں فتنہ پیدا کر رہا ہے، لیکن صورت حال کو گہری نظر سے دیکھنے کا ان میں سلیقہ ہی نہیں!

جہنم کی آگ کو بھڑکانے والے لوگ کون ہیں؟

اس کے بعد آگے چل کر عام انسانوں کو خطاب کیا ہے کہ اے لوگو! اُسی کے حکموں کے پابند ہو جاؤ اور اسی کے ملازم بن جاؤ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ: (۲/۱)۔ اسی خدا نے تمہارے لئے زمین بنائی اور آسمان بنایا اور پھر آسمان سے پانی برسایا، جس پانی کے ذریعہ سے پھل اُگائے جو تمہارا رزق ہے، تو ایسے خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا نہ بناؤ، حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ آقا وہی ہو سکتا ہے جو رزق دیتا ہے: فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝: (۲/۱)۔ پھر کہا کہ اگر تم کو قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر کوئی شک ہے اور سمجھتے ہو کہ یہ محمدؐ کی اپنی گھڑی ہوئی کتاب ہے تو تم بھی اس پایہ کی ایک ہی سورت بنا لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم اس علم و خبر سے بھری ہوئی کوئی تصنیف پیدا نہیں کر سکتے اور قرآن کے حکموں پر عمل بھی نہیں کرتے تو اس جہنم سے بچو جو آگے چل کر تمہیں اس دُنیا میں ملنے والا ہے بلکہ تیار کر رکھا ہے اور جس جہنم کو بھڑکانے والے دراصل تم ہی انسان اور تمہارے جیسے سنگدل لوگ(**) (الحجارۃ) ہوں گے جو اپنی بے حسی سے قوم کو ہلاکت کے کنارے پر لا کھڑا کرتے ہیں: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ: (۲/۱)۔

ایمان والوں کو مسلسل بادشاہت زمین کا انعام ہے!

پھر کہا اے محمدؐ! قانونِ خدا کو مان کر اس پر تندہی سے مناسب عمل کرنے والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کے لئے زمین کے خوبصورت سبزہ زاروں کی بادشاہت تیار کر رکھی ہے جن میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہوں گے: تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ: (۲/۱) اور جس وقت اُن کو باغوں کی بادشاہت کے سلسلے میں کئی انعام پے در پے ملتے رہیں گے تو وہ پکار اُٹھیں گے کہ یہ انعام تو ہمیں پہلے دن سے ہی مل

(*) جب منافق خدا کی سزا سے ڈرتے ہی نہیں تو انہیں کہنا کہ تم پر روز قیامت کو عذاب آئے گا، کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اس لئے یہ عذاب یعنی وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ والا عذاب اس دُنیا میں ہی ہوگا۔

(**) آگے چل کر اسی سورت کے ۹ ویں رکوع میں ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَھِیَ كَالْحِجَارَةِ: (۲/۹) کے الفاظ ہیں، یعنی پھر اس واقعے کے بعد تمہارے دل بے حس ہو گئے۔ پھر وہ ایسے سخت ہو گئے کہ پتھر کی مانند ہیں یا سختی کے لحاظ سے پتھر سے بھی بڑھ کر ہیں۔ گویا جہنم کے ایندھن یہی پتھر دل کے لوگ ہیں!

Marfat.com

رہے ہیں۔ پھر اس شکرانے میں ان کو اسی طرح کے اور انعام پے درپے دیئے جائیں گے: وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا: (۲/۱) اور ان کو ان انعامات کے علاوہ پاکیزہ عورتیں بھی ازدواج کے لئے ملیں گی اور وہ بڑی دیر تک ان باغوں میں رہیں گے: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (۲/۱)

مچھر کی مثال دینے سے خدا کیوں نہیں شرماتا؟

پھر کہا کہ خدا کو کیا شرم ہے کہ تم لوگوں کو سمجھانے اور تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے مچھر یا اس سے بھی بظاہر حقیر تر شئے کی مثال دے لیکن منکر لوگ یہ مثال سن کر (محمدؐ کو جھٹلانے اور اس کے پیغام کو بے قیمت کرنے کے لئے) بھولے بھالے اور انجان بن کر کہتے ہیں کہ بھلا اتنے بڑے خدا کو کیا ضرورت تھی کہ ایسی ادنیٰ سی مثال دیتا۔ اس لئے یہ مثال محمدؐ کے اپنے ہاتھ کی گھڑی ہوئی ہے۔ تو جو ہوش والے ہیں وہ ان مثالوں سے نصیحت پکڑتے ہیں اور فاسق اور بدکار لوگ اور گمراہ ہو جاتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو مچھر جیسی کفار کی نظروں میں حقیر اور بے حقیقت مخلوق کے خدا سے باندھے ہوئے اقرار (یعنی یہ کہ کاٹتا ہی رہے گا) کی عین مانند اس عہد اور اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد جو انسان نے خدا سے باندھا تھا، توڑ دیتے ہیں اور جس شے کے متعلق خدا نے حکم دیا تھا کہ جوڑ دی جائے (یعنی یہ کہ بنی نوع انسان ایک امت ہیں[×]، ان میں تفرقہ پیدا نہ کیا جائے) توڑ دیتے ہیں اور اس طرح پر زمین میں فساد مچاتے ہیں، تو یہی وہ زمین پر فساد مچانے والے لوگ ہیں جو بالآخر گھاٹے میں رہیں گے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ○ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (۲/۱)

(×) "بنی نوع انسان ایک امت ہیں" کے قرآنی محاکے کے متعلق اس تصنیف کی پہلی جلد میں سورۃ المومنون (۲۳) سورۃ النحل (۱۶) سورۃ ھود (۱۱) وغیرہ کی تشریح کے ضمن میں آشکارا کیا تھا کہ یہ وہ علمی حقیقت ہے جس کی تہ تک پہنچنے اور اس کو عملاً قبول کرنے کے لئے نہ معلوم بھٹکی ہوئی انسانی مخلوق کو کتنی صدیاں درکار ہوں۔ دینِ اسلام اور ابراہیمی اسلام کی بنیاد ہی یہ تھی کہ تمام بنی نوع انسان کو مشترک خدا کی عبودیت میں لاکر ایک کر دیا جائے۔ اسی لئے منافقین کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ زمین پر فساد پھیلاتے ہیں، اور خدا کے باندھے ہوئے عہد کو (کہ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں) توڑ دیتے ہیں۔

انسان کو زمین پر خدا کی قائم مقامی کا درجہ کس فضیلت کی وجہ سے ملا ؟

اِس کے بعد چوتھے رکوع میں اِنسان کے اِس زمین پر بلند مقام کو واضح کرنے ، اُس کو خدا کا قائم مقام ثابت کرنے اور "ملائکہ" یعنی فرشتوں کو خلافتِ خدا کا نااہل قرار دینے کے لئے حسب ذیل عظیم الشان اور حقیقت افروز الفاظ میں ابتدائے آفرینش کے لاکھوں اور کروڑوں برس بعد اِنسان کے اِس زمین پر ظہور کی داستان یُوں بیان کی :-

(۱) وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

(۱) اے اِنسانو ! وہ وقت یاد کرو جب خدا نے فرشتوں کو کہا کہ مَیں زمین میں اپنا قائم مقام مقرر کرنے والا ہُوں تو فرشتوں نے کہا کہ کیا تُو ایسی نسل کو خلیفہ مقرر کرے گا جو اِس زمین میں فساد مچائے گی اور خون گرائے گی ، حالانکہ ہم (پہلے دن سے مطیع اور پُرامن رہ کر) تیری ہی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں ، تو خدا نے کہا کہ تم نہیں جانتے (کہ کیوں اِنسان اِس منصب کے لئے زیادہ موزوں ہے) اور میں اِس کا علم رکھتا ہُوں

بنی نوع اِنسان کی فرشتوں پر فضیلت اُس کے علم کی وجہ سے ہے !

(۲) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْۢبِـُٔونِي بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ○ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○ : (۲/۴)

(۲) پھر خدا نے اِنسان کو (صاحب سمع و بصر اور صاحب ذہن بنا کر) بصیرت دی کہ صحیفۂ فطرت کی تمام اشیا (کی ماہیت سمجھنے اور اُن کو مناسب طور پر استعمال کرنے کا ڈھنگ) سیکھ لے ۔ پھر فرشتوں کے سامنے وہ اشیاء پیش کیں اور کہا کہ مجھے بتاؤ کہ یہ کیا چیزیں ہیں اور کس مطلب کے لئے پیدا کی گئی ہیں ۔ اگر تم (خلافت کے عظیم الشان منصب کو اپنے لئے منسوب کرنے میں) سچے ہو ۔ فرشتوں نے کہا کہ اے خدا ! تُو بلند و بالا اور پاک ہے ۔ ہمیں تو کوئی علم ہی نہیں ، ماسوا اُس علم کے جو تُو نے ہمیں سکھلایا ۔ بے شک تُو بڑا ہی صاحب علم اور صاحب حکمت ہے ۔

ماہیت اشیا کی سمجھ ہی خلافت کا مستحق کرتی ہے !

(۳) قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْۢبِئْهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ أَنْۢبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ (×) السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۙ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ○ : (۲/۴)

(×) حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۔

(۳) پھر خدا نے انسان کو کہا کہ اے انسان! ان اشیا کی ماہیت فرشتوں کو سمجھاؤ۔ پھر جب انسان نے اشیاء کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کی (اور وہ فرشتے بھی کچھ نہ سمجھ سکے) تو خدا نے کہا کہ کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے مستقبل (غیبُ(×) السمٰوٰت والارض) کو خوب جانتا ہوں (کہ آگے چل کر اس زمین اور آسمان میں انسان کے خلیفہ ہو جانے کے بعد کیا کیا عظیم الشان واقعات تلاش صحیفۂ فطرت کے بارے میں نمودار ہوں گے) اور میں خوب جانتا ہوں کہ تمہاری ظاہری اور باطنی فضیلتیں (انسان کے مقابلے میں) کیا کیا ہیں؟

فرشتوں کو کیوں کہا گیا کہ انسان کے آگے سجدہ کریں؟
شیطان نے کیوں انسان کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا؟

(۴) وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۤ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ ھُدًى فَمَنْ تَبِعَ ھُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (۴/۲)

(۴) اور اے انسانو! وہ وقت یاد کرو جب ہم نے (انسان کو پورے طور پر سمع و بصر اور ذہن کی نعمتیں ارزانی فرما کر اس کو خلیفۂ خدا بننے کا اہل قرار دیا تو) فرشتوں کو کہا کہ اے فرشتو! (تم کتنے ہی روزِ ازل سے میری مکمل اطاعت کر کے میری تحمید و تقدیس کرنے والے ہو لیکن چونکہ انسان تم سے ہزار ہا گنا زیادہ اس پر حق صحیفۂ فطرت کو سمجھنے اور اس سے مناسب فائدہ اٹھا کر میری سچی معرفت کرنے والا ہے اس لئے) اس انسان کے آگے سجدہ کرو، کیونکہ یہ انسان ایک نہ ایک دن تم ربانی طاقتوں کو جو فرشتوں کے نام سے موسوم ہیں اور احکام خدا کی

(×) سورۂ بقرہ کے شروع میں یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے الفاظ آئے تھے اور میں نے اس کا ترجمہ کیا تھا کہ خدا سے صحیح معنوں میں ڈرنے والے متقی مسلمان جو قرنِ اول میں رسولؐ کے ساتھ تھے وہ لوگ ہیں جن کو تیرہ سال کے مسلسل دکھ کے بعد بھی پورا یقین ہے کہ دینِ اسلام کا مستقبل (الغیب) جو آنے والا ہے نہایت شاندار ہو کر رہے گا۔ یہاں اس آیت سے الغیب کے ان معانی کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ گویا جب فرشتے حقیقتِ اشیائے فطرت کو کچھ سمجھ ہی نہ سکے تو خدا کہتا ہے کہ کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا کہ تم فرشتے خلافت کے اہل نہیں ہو، کیونکہ میں ہی سمجھ سکتا ہوں کہ اس آسمان و زمین میں آگے چل کر کیا ہونے والا ہے۔ اگر فرشتوں کو خلافت دے دیتا تو یہ زمین برباد ہو جاتی۔ فتدبّر!

Marfat.com

کو رانہ تعمیل کے سوا کچھ نہیں جانتیں، اپنے استعمال کے لئے مسخر کر کے رہے گا، اس لئے کیوں نہ ابھی اس کے آگے سجدہ کرو) تو سب فرشتوں نے (احکام خداوندی کی تعمیل میں) سجدہ کیا، مگر ابلیس (شیطانی قوت) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (اور کہا کہ میں تو کبھی انسان کے مطیع ہو کر نہ رہوں گا کیونکہ میں ہی تو اس کو راہِ راست سے بھٹکانے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں) وہ اکڑ گیا اور (دراصل) منکرینِ خدا سے تھا۔ پھر خدا نے انسان کو کہا کہ تو اور تیری بیوی دونوں اس جنت میں (مزے سے) رہو اور دونوں اس باغ سے جہاں سے چاہو، جی بھر کر کھاؤ، لیکن دیکھنا اس درخت (یعنی پروردگار کی نافرمانی کے درخت) کے پاس نہ جانا، ورنہ تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کو اس ہدایت سے جو کی تھی، ڈگمگایا اور جس عمدہ حالت میں وہ تھے اس سے ان کو محروم کر دیا۔ پھر ہم نے ان کو کہا۔ نکل جاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہارا آئندہ ٹھکانا عارضی طور پر زمین ہوگا اور ایک مقرر وقت تک (تمہارے لئے) سامان مہیا ہوگا۔ پھر انسان نے اپنے پروردگار سے کچھ معذرت کے کلمات سیکھ لئے تو خدا نے بھی اس کو معاف کر دیا کیونکہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا۔ یہاں سب کے سب اتر جاؤ لیکن اگر میری طرف سے کوئی ہدایت بنی نوعِ انسان کے لئے آئے تو جس قوم نے میری ہدایت کی پیروی کی، اس کو اس زمین میں کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں پر عمل کرنے سے انکار کیا، وہی (محکومیت اور افلاس کے) جہنم میں ہوں گے۔

انسان کو اس سرزمین پر خدا کا قائم مقام مقرر کرنے کی یہ توجیہہ اس قدر سبق آموز، اس قدر حرکت انگیز اور مہیجِ سعی و عمل ہے کہ انسانوں کی دنیا ہزاروں اور لاکھوں برس تک اس پر عمل پیرا رہے گی۔

مقامِ انسان کی اس تصریح کے بعد اگلے نو رکوعوں میں بنی اسرائیل سے حسبِ ذیل موضوعوں پر خطاب ہے:۔

(۱) اے بنی اسرائیل! میں نے تم سے جو عہد کیا تھا (کہ تمہیں دنیا کی تمام نعمتیں دوں گا بشرطیکہ تم میری ملازمت اختیار کرو) اس عہد کو پورا کرو تاکہ میں اپنے عہد کو پورا کروں۔ ایمان لاؤ اس قرآن پر جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔ خدا کی آیتوں کو قلیل دنیاوی فائدے کے عوض میں نہ بیچو۔ سچائی کے اوپر جھوٹ کا پردہ نہ ڈالو اور علم ہو کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔ الصَّلٰوۃ کو قائم کرو اور اپنی فراہم کردہ دولت پر زکوٰۃ دو اور سب جھک جانے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔ لوگوں کو نیک بننے کا حکم اسی وقت سجتا ہے جب تم خود نیک بنو۔

بنی اسرائیل پر خدا کے احسانات کا تذکرہ!

(۲) اے بنی اسرائیل! میرے احسان یاد کرو، جب کہ میں نے تم کو تمام دنیا پر فضیلت دی تھی۔ سزا کے دن سے ڈرو۔ ہم نے تم کو فرعون جیسے ظالم بادشاہ سے نجات دی تھی۔ وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کیا کرتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا (تاکہ تم سب بزدل اور نامرد بن جاؤ)۔ یاد کرو کہ ہم نے سمندر کے اتار کے وقت تم کو پار کر کے فرعون سے نجات دی اور چڑھاؤ کے وقت فرعون کی فوج کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا۔ یاد کرو کہ چالیس راتوں کے اندر اندر جب کہ موسیٰ کوہِ طور کی طرف گئے تھے تم نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ پھر جب

تم نے توبہ کی تو ہم نے بھی معاف کر دیا۔ یاد کرو کہ جب تمہارے منتخب کردہ آدمیوں نے اپنے پیغمبر موسیٰ پر بدگمانی کر کے کہا کہ ہم تم کو اپنا رہبر تسلیم نہ کریں گے جب تک کہ ہم اُس خدا کو جس کے متعلق تمہارا دعوےٰ ہے کہ اُس نے تمہیں رسُول بنا کر بھیجا ہے، ان آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے، تو ہم نے تمہاری آنکھوں کے سامنے اُن پر بجلی گرائی۔ پھر اس بے حسّی کے بعد ہم نے پھر تمہاری قوم میں زندگی کے آثار پیدا کر دیئے (تاکہ تم کو ہمارے احکام کی قدر ہو): ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ : (۱/۶)۔ پھر ہم نے تم کو ایسی جگہ لا بسایا جہاں کی آب و ہوا نسبتاً زیادہ ٹھنڈک دینے والی تھی[۱] اور تمہیں میوہ دار درختوں اور بٹیروں کی نعمتیں ارزانی کیں[۲]، لیکن تم نے اُلٹا کر ان کی بے قدری کی اور ظالم ٹھہرے۔ پھر ہم نے تم کو دُوسرے شہر لا بسایا، وہاں بھی تم ہماری نعمتوں کی بے قدری کر کے عذاب خُدا کے مستوجب بنے۔ یاد کرو کہ جب جنگل میں ہم نے تم کو بارہ چشموں سے سیراب کیا اور سب نعمتیں ارزانی کیں، لیکن تم نے ان کی قدر نہ کی اور وہاں سے کسی دوسری جگہ جانے پر فساد مچایا۔ یاد کرو کہ تم نے موسیٰ کو پھر اپنی جگہ بدلنے پر یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہم جنگل کے ایک قسم کے کھانے کو پسند نہیں کرتے، کسی آباد شہر کی طرف چلو جہاں قسم قسم کے عمدہ کھانے میسر ہوں[۳]۔ تو وہاں جا کر تم نے جنگل کی سعی و عمل کی زندگی چھوڑ دی اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر تم نے غلامی اور کاہلی کی زندگی کو ایسا پکڑا کہ ذلت اور مسکنت تم پر لیس دی گئی اور تم خُدا کے قہر کا شکار ہو گئے۔

گائے کی قربانی بنی اسرائیل میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے تھی؟

(۳) اے بنی اسرائیل! وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے سامنے طُور کے پہاڑ کا (دیا ہوا پیغام) لا کھڑا کر دیا[۴] اور کہا کہ اِس قانون کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے منحرف نہ ہو جانا، تو تم اُلٹے پاؤں پھر گئے[۵] اور پھر بالآخر اتنے ذلیل کر دیئے گئے، کہ حاکم قوم کی نقالی اور غلامی کرتے کرتے تمہاری صورتیں ذلیل بندروں جیسی ہو گئیں[۶]۔ وہ وقت یاد کرو کہ موسےٰ نے تم کو کہا تھا کہ تم قوم کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے گائے کی قربانی کرو، تو تم نے کہا تھا کہ کیا تو ہم سے تمسخر کرتا ہے؟ (گائے کی قربانی سے قوم کس طرح مضبوط ہو جائے گی) پھر تم لگے اِدھر اُدھر کی بے مطلب باتیں کرنے کہ وہ گائے کس طرح کی ہو، اُس کا رنگ کیا ہو، وغیرہ وغیرہ۔ پھر آخر بہت سی کٹ حجتوں کے بعد تم نے اُس کو ذبح کیا۔

بنی اسرائیل میں ایک قتل نے کس طرح پھر زندگی پیدا کر دی؟

(۴) پھر وہ وقت یاد کرو کہ تم نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کو قتل کیا۔ پھر لگے جھگڑنے آپس میں[۷]، اور چونکہ تم ہمیشہ زمین پر فساد مچاتے رہے، تم میں اِس قتل پر سخت گروہ بندی ہو گئی۔ ایک فریق دوسرے فریق سے لڑائی کر کے کٹ مرنے پر تیار تھا۔ اُدھر

---

(۱) وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ (۲) وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (۳) مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا (۴) وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (۵) فَادّٰرَءْتُمْ (۶) فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـئِيْنَ ۝

خدا بھی تمہاری پوشیدہ الفتوں کو کسی نہ کسی طرح ظاہر کرنا چاہتا تھا۔[1] تو ہم نے تجویز کی کہ اس گروہ کو دوسرے گروہ سے لڑا دو[2]، تا کہ ان میں جہاد بالسیف کی خامیتیں نمودار ہو جائیں۔ پھر اس باہمی اور گھریلو جنگ سے جو مدت تک قائم رہی، تم مُردوں میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ دیکھو خدا اس طرح مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے[3] تاکہ تم عقلمند ہو جاؤ۔ پھر اے بنی اسرائیل! کچھ مدت کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہو گئے[4] اور تم ایسے بے حس ہو گئے کہ تمہارے دل پتھر کی طرح سخت تھے، بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ حالانکہ پتھروں میں سے بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان میں سے دریا پھوٹ کر بہتے ہیں اور بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل پڑتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو خدا کے خوف سے لڑھک کر گر پڑتے ہیں (لیکن تمہاری بے حسی ان پتھروں سے بھی زیادہ تھی اور خدا جو کچھ تم کر رہے تھے، اس سے غافل نہ تھا۔

یہودیوں کی بداعمالیاں اور مکاریاں!

(۵) اے مسلمانو! کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ یہود دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے، حالانکہ انہی کا ایک گروہ رسولؐ سے قرآن سن کر اور خوب سمجھ کر قرآن نے کیا کہا (اوروں کے پاس جا کر) کچھ کا کچھ اڑا دیتا ہے (تا کہ لوگ قرآن سے بدظن ہو جائیں) اور جب مسلمانوں کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے، لیکن جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تم مسلمانوں کو وہ باتیں بھی بتا دیتے ہو جو خدا نے صرف یہودیوں کو بتائی تھیں تا کہ مسلمان وہ معلومات حاصل کر کے تم سے (اپنے نبی کے بارے میں) بحث کریں۔ کیا تم نہیں سمجھتے (کہ ان مباحث سے دینِ یہود کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟) کیا خدا ان کی ظاہری بناوٹ کی باتوں اور اندرونی بُغض و حسد سے باخبر نہیں۔ اور انہی یہودیوں میں سے بعض تو اس قدر جاہل مطلق ہیں کہ وہ اپنی کتاب کو صرف علی الحساب[5] جانتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اٹکل پچو باتیں کہتے ہیں۔ تو حیف ہے ان پر کہ وہ اپنے ہاتھ سے (خدا کی بھیجی ہوئی) الکتٰب (یعنی قرآن) کو جھوٹ موٹ لکھ کر (بدنام کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ محمدؐ کے خدا نے یہ (لغو) پیغام دیا ہے تا کہ اس جھوٹ بولنے سے وہ دنیاوی شہرت کا قلیل فائدہ حاصل کر لیں۔ تو حیف ہے اُن پر اس وجہ سے جو اُن کے ہاتھ لکھتے ہیں اور حیف ہے اُس کمائی پر جو وہ کرتے ہیں۔ اور یہ یہود خدا کے لاڈلے بن کر کہتے ہیں کہ ہم کو تو جہنم کی آگ چھو تک نہیں سکتی الّا (یہ کہ اگر ہم میں سے کوئی انتہائی طور پر بدکار ہوا تو) صرف چند دن تک (عذاب میں رہے گا)۔ اے محمدؐ! ان کو کہہ دو کہ ہاں ہاں کیا تم نے خدا سے معافی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا اس اقرار نامے کی شرائط سے اِدھر اُدھر نہ ہو سکے یا محض بے سروپا باتیں کر رہے ہو۔ سن لو کہ حقیقت یہ ہے کہ (بلا لحاظ احدے) دائمی جہنم اس کے لئے ہے جس نے کوئی برائی کی اور وہ برائی اُس کے کرنے والے پر حاوی ہو گئی!

---

(۱) وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۲) فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا (۳) كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (۴) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ (۵) لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ۔

Marfat.com

یہود کی بد عہدیاں ؛

(۶) اَے بنی اسرائیل ! اور وہ وقت یاد کرو کہ جب ہم نے تم سے (باقاعدہ) اقرار لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کے ملازم نہ بنا ۔ اپنے ماں باپ اور عزیزوں ، یتیموں اور مسکینوں سے نیک سلوک کرنا بلکہ عوام الناس سے بھی حسن سلوک کرنا ، نیز یہ کہ الصّلوٰۃ (×) پر قائم رہو اور الزکوٰۃ (×) کو ادا کرتے رہو ، تو ماسوا چند کے سب کے سب اِس اقرار سے پھر گئے اور احکام خدا سے منہ موڑ لیا ۔ اور اَے بنی اسرائیل ! وہ وقت بھی یاد کرو جب کہ ہم نے تم سے اقرار لیا تھا کہ دیکھنا ! اپنے میں سے کسی کا خون نہ گرانا ، نہ اپنوں کو اُن کے گھروں سے جلاوطن کرنا تو اُس وقت تم نے گواہ بن کر ان باتوں کا اقرار کیا تھا ۔ پھر تمہیں تو تھے جو (آپس میں خانہ جنگی کرکے) ایک دُوسرے کو قتل کرتے رہے اور اپنوں ہی کے ایک گروہ کو جلاوطن کرتے رہے ۔ ظلم اور تجاوز سے اپنوں پر چڑھائی کرتے رہے اور پھر (غضب یہ کہ) اگر وہی اپنے تمہارے قیدی بن آئیں تو ان کے چھڑانے کا تاوان بھی دیتے رہے ہو جو تم پر حرام ہے ۔ اسی طرح جس طرح کہ جلاوطن کرنا حرام ہے ۔ تو بتاؤ کہ تم (خدا کی بھیجی ہوئی) الکتٰب کے بعض حصّوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کو رَدّ کر دیتے ہو ۔ جو قوم ایسا کرے گی ، اُس کو اِس دُنیا کے اندر رُسوائی ہے اور یوم قیامت کو تو سخت ترین عذاب ہوگا ۔

یہود کے فریب اور تمسخر

(۷) اور اَے بنی اسرائیل ! بے شک ہم نے موسیٰ کو الکتٰب دی اور اس کے بعد پے در پے اور پیغامبر بھیجے ۔ پھر عیسیٰ بن مریم کو روشن احکام دے کر بھیجا اور " رُوح القدس " کے ذریعے سے اُس کی (چلائی ہوئی تحریک کی) مدد کی ۔ تو کیا یہ تمہارا شیوہ ہی ہو گیا ہے کہ جب جب کوئی رسول تمہاری نفسانی خواہشات کے خلاف احکام لائے تو اس سے اکڑ بیٹھو ۔ پھر ایک گروہ اس کو جھٹلائے اور دُوسرا اُس کو قتل کرے ۔ اور یہ مکار یہود ہمارے رسول کو تمسخر کے طور پر کہتے ہیں کہ بھئی ! ہمارے دِلوں پر تو گمراہی کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں ہم سے ہدایت پانے کی توقع ہی نہ رکھو ، غلاف تو خیر بلکہ اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے ، اِس لئے بہت تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں ، اور جب ان کو خدا کی طرف سے وہ کتاب آئی جو اُن کی اپنی کتاب کی تصدیق کرتی ہے تو حالانکہ اِس سے پہلے التجائیں کیا کرتے تھے کہ اَے خدا ! ہم پر ایسا نبی بھیج جو کفار کو شکست دے تو جب وہ نبی آ گیا جس کو پہچانا بھی تھا ، اُس سے منکر ہو گئے اور اللہ کی لعنت ہے اُن کافروں پر وغیرہ وغیرہ ۔

یہود کی محبت زر اور موت سے نفرت ؛

(۸) اور بے شک موسیٰ تم پر روشن احکام لے کر آیا ۔ پھر بھی تم نے بچھڑے کو پکڑ لیا اور ظالم ہو گئے ۔ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے

(×) اِسی سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی نماز اور زکوٰۃ کے وہ معنی نہ تھے جو آج مسلمان سمجھتے ہیں ۔

Marfat.com

عہد لیا اور تمہارے اوپر طور کا پہاڑ (طور کے پہاڑ پر دیا ہوا قانون) لا کھڑا کر دیا اور کہا کہ اِس قانون کو مضبوطی سے پکڑو اور توجہ سے سُنو تو تم نے کہا، ہم نے سُنا تو ضرور لیکن ہم اِس کو نہیں مانتے اور تمہارے دِلوں کے اندر اِس سونے کے بچھڑے کی محبت اِس قدر رَچ گئی کہ تم دولت کی پُوجا کرنے لگ گئے۔ اَے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ وہ کیا ہی بُرا تھا تمہارا ایمان جس نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اے محمدؐ! انہیں کہو کہ اگر آگے چل کر تمام دنیا کو چھوڑ کر سبز باغ صرف تمہارا ہی حصہ ہیں تو آؤ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنائیں کرو۔ لیکن وہ اپنی بداعمالی کے سبب ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ یہ تو محبتِ زر کے باعث زندہ رہنے کے اِس قدر لالچی ہیں کہ ہزار برس تک جینا چاہتے ہیں اور یہ اِس عذاب سے چھٹکارا پا نہیں سکتے۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ کون ہے جو جبرئیل کا دشمن ہے، حالانکہ وہی جبرئیل ہے جس نے اِس قرآنِ عظیم کو تمہارے ذہن پر خدا کے حکم سے نازل کیا جو اِس صحیفۂ فطرت کی تصدیق کرتا ہے...... اور درحقیقت ہم نے اَے محمدؐ! تم پر وہ روشن آیات اُتاری ہیں کہ فاسقوں کے سوا ان کا کوئی اِنکار کر ہی نہیں سکتا..... اور ان لوگوں نے (حق بات کو چھوڑ کر) جادو اور ہاروت ماروت کے لغو قصّوں کو پکڑ لیا اور توہمات میں غرق ہو گئے، اور ایسی باتیں سیکھ لیں جو نہ نفع اور نہ ضرر دے سکتی تھیں، اور ان لغویات میں پڑ کر قوم کو ہلاکت کی راہ پر لے گئے، وغیرہ وغیرہ۔

(۹) اَے مسلمانو! یہ اہلِ کتاب کافر اور مکّہ کے بُت پرست (ہرگز) نہیں چاہتے کہ خدا کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو تاکہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ، حالانکہ خدا جن کو مناسب سمجھتا ہے اُس پر اپنی رحمت مخصوص کر دیتا ہے اور خدا بڑا صاحب فضل و کرم ہے۔

یہود اور نصاریٰ کی فرقہ بندیاں!

(۱۰) ان یہودیوں میں سے اکثر تو اپنے حسد کے باعث یہی چاہتے ہیں کہ تم ایمان والے پھر کفر کی طرف لوٹ آؤ۔ بعد اس کے کہ تم پر حقیقت ظاہر ہو چکی ہو۔ سو تم اُن سے درگزر کرو اور بچ کر چلو اور نماز اور زکوٰۃ پر قائم رہو اور جو نیک بات تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو گے اُس کا اجر خدا کے ہاں ضرور پاؤ گے اور یہ (اپنی گروہ بندی کی ضد میں) تم سے کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کے سوا تو کوئی جنت میں داخل ہو ہی نہیں سکتا، یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ انہیں کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اِس کی کوئی واضح دلیل لاؤ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جس کسی نے بھی خدا کے احکام کے آگے اپنا سر جھکا دیا تو اُس کو خدا کے ہاں سے پُورا اجر ہے اور وہ قوم اِس دُنیا کے کسب و عمل میں بے خوف و خطر ہو گئی۔ (اور یہی نہیں کہ یہود اور نصاریٰ مل کر (*) تم سے کہتے ہیں کہ جنت کا حقدار ہمارے سوا کوئی نہیں، بلکہ وہ آپس میں پھٹے ہوئے اس قدر ہیں کہ) یہود تو کہتے ہیں کہ نصاریٰ راہِ راست پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود گمراہی پر ہیں، حالانکہ دونوں اسی الکتٰب کو پڑھتے ہیں جو اُن

(*) یہ اُن قوموں کی صحیح تصویر ہے جو قانونِ فطرت پر پورا عمل کرکے فطرت سے فائدے اُٹھا رہے ہیں!

Marfat.com

پر نازل ہوئی۔ خدا کے قانون سے ناواقف لوگ اسی طرح کی لایعنی باتیں کہتے رہے ہیں اور خدا ہی روزِ قیامت کو اُن کے باہمی اختلاف کے متعلق فیصلہ کرے گا۔

(۱۱) سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو لوگوں کو مسجدوں میں جانے سے منع کرتا ہے جن میں خدا کو یاد کیا جاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ ویران ہو جائیں...... مشرق اور مغرب دونوں اللہ کے ہیں (اس لئے وہ جدھر چاہے لوگوں کو اس کی طرف رُخ کرنے کا حکم دے) تو جدھر تم منہ پھیرو اُدھر ہی رُخ اللہ کا ہے۔ اور یہ نصرانی کہتے ہیں کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ معاذ اللہ ایسی ہستی کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے جو مالک زمین و آسمان ہے، ان کا پیدا کرنے والا ہے اور اس قدر صاحب اقتدار و جبروت ہے کہ جب کسی شئے کے متعلق کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے..... اے محمدؐ! یہود اور نصاریٰ دونوں تم سے ہرگز اس وقت تک خوش نہ ہوں گے جب تک کہ تو ان کی ملت میں مدغم نہ ہو جائے گا۔ انہیں کہہ دو کہ تم تو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر کے اپنی ملت بنا بیٹھے ہو، ورنہ دراصل ہدایت تو وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے، اور اگر اے محمدؐ! تو نے ان نفسانی خواہشات کی پیروی اور خدائی ہدایت کو بعد اس کے کہ تیرے پاس خدا کی بھیجی ہوئی حقیقت (بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ) آ چکی ہے تو اللہ کی طرف سے تیرا کوئی دوست اور مددگار نہ رہے گا۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کا مطالعہ اس طرح جیسا کہ اُس کا حق ہے، کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ اٹکل پچو باتیں اپنی طرف سے کر کے اس الکتٰب کو جیسا چاہا بنا لیا۔

رسولؐ کی مدینے کے یہود کو دائرہ اسلام میں لانے کی اَنتھک کوشش!

الغرض ان نو رکوعوں میں سب سے زیادہ خطاب یہودیوں اور کچھ حصہ نصرانیوں کی طرف ہے اور اس کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ مدینہ جا کر رسولؐ نے یہودیوں کو اپنی طرف بلانے کی اَن تھک کوشش کی۔ خدا کے اُن پر احسان بار بار یاد دلائے، ان کی واماندگیاں ظاہر کیں۔ اُن کو جو سزائیں ملی تھیں، گنوائیں۔ قرآن کے متعلق اُن کے جھوٹے الزاموں کا پول کھولا۔ اُن کی شرارتیں ظاہر کیں، اُن کے دعووں کو کہ وہی خدا کے لاڈلے ہیں، باطل ثابت کیا۔ الغرض اپنی طرف سے اتمام حجت کر دی تاکہ یہود کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ آخر میں یہاں تک کہہ دیا کہ تمہاری یہ آرزو ہے کہ مسلمان بالآخر تمہاری اُمت میں شامل ہو جائیں گے، عبث اس لئے ہے کہ تم موسےؑ کے احکام کی پیروی تو ہرگز نہیں کر رہے بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہو اور ہدایت تو صرف وہ ہے جو خدا نے دی تھی، اس لئے جب تم خود راہ راست پر نہیں ہو تو لوگ تمہاری طرف کیوں آئیں۔ اس تمام استدلال کے بعد قرآن حکیم اس سورۃ میں ملت ابراہیم کی تشریح حسب ذیل الفاظ میں کرتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ دینِ فطرت وہی ہے جس کا اجرا حضرت ابراہیم نے کیا تھا اور جو سب پہلے انبیاء کو (اسی طرح جس طرح کہ دینِ اسلام آج کہتا ہے) اُسی ایک خدا کے بھیجے ہوئے نبی مان کر اپنا رہبر تسلیم کرتا ہے اور کسی نبی کو نہ یہودی، نہ نصرانی مانتا ہے۔ کیونکہ کوئی نبی دنیا میں

Marfat.com

فرقے اور گروہ بنانے کے لئے نہ آئے تھے، بلکہ سب قوموں کو اُسی ایک خُدا کے حکموں کا فرماں بردار بنانے آئے تھے۔ یہ استدلال سورۂ بقرہ کے پندرھویں اور سولہویں رکُوع میں ہے۔

ملّتِ ابراہیم کی تشریح!

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○ (۲/۱۵):-

اور اے بنی اسرائیل اور مسلمانو! وہ وقت یاد کرو جب کہ پروردگارِ زمین و آسمان نے ابراہیم کو (اُس کے خدا کو اپنا رہبر اور پروردگار تسلیم کرنے کے بعد) بعض مہمات امُور کے متعلق (جن کی تکمیل ابراہیم کے ذریعے سے خدا چاہتا تھا) ابراہیم کو (سخت ترین) آزمائش میں ڈالا تو ابراہیم نے بھی (اپنے عزمِ صمیم سے) اِن سب امور کو بوجہ احسن پُورا کیا۔ پھر خدا نے بھی (خوش ہو کر) کہا کہ اے ابراہیم! (میں نے تمہارے سعی و عمل کو دیکھ کر فیصلہ کیا ہے کہ) میں تم کو ساکنانِ زمین کا پیشوا اور امام بنا دُوں (کیونکہ تم اِس کے اہل ہو) ابراہیم نے (فرطِ مسرّت کے اضطراب میں) عرض کی کہ اے حضور! کیا یہ عظیم الشان منصب میری اولاد میں بھی بدستور رہے گا؟ خدائے امتحان طلب نے کہا کہ میرے اِس اقرار میں وہ لوگ ہرگز داخل نہ ہوں گے جو (میرے نزدیک) ظالم ٹھہریں گے!

براہیمی ملّت کا مقصد بنی نوع انسان کو ایک کرنا تھا!

اِس کے بعد ہے کہ اے بنی اسرائیل! وہ وقت یاد کرو جب کہ اسی ابراہیم کے زمانے میں ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کی عبادت گاہ اور دارالامن قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ مقامِ ابراہیم کو (جہاں سے حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ کی تعمیر شرُوع کی تھی) خدا کی سجدہ گاہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو کہا کہ اِس میرے گھر کو خالصتہً اس کا طواف کرنے والوں اور اس میں الگ تھلگ میرے حضور میں گڑگڑا کر دُعا مانگنے والوں کے لئے وقف کر دینا (اور کسی اور مصرف کے لئے اِستعمال نہ کرنا)۔ ہاں تو وہ وقت یاد کرو جب کہ ابراہیم نے کہا کہ اے میرے پروردگار! اِس شہر مکہ کو دارالامن بنا دے، اور اس کے رہنے والوں کو جو تم پہ ایمان لائیں اور یومِ آخر سے خوف زدہ ہوں (تیری فرماں برداری کے عوض میں) فراخیٔ رزق عطا فرما، تو خُدا نے کہا کہ (ہاں یہ ضرور ہو گا لیکن) اُن کو جو میرا اِنکار کرے گا کچھ دیر تک فراخی دُوں گا، کو باز آئیں، پھر جہنّم میں دھکیل دُوں گا۔ وہ وقت بھی یاد کرو کہ ابراہیم خانہ کعبہ کی دیواریں اُٹھا رہے تھے اور اسماعیل دُعا مانگ رہے تھے کہ اے رب! ہماری اِس تعمیر کو قبول کر! ہم دونوں کو اپنے فرماں بردار بندے بنا اور ہماری اولاد سے ایک جماعت پیدا کر جو تیری فرماں بردار ہو اور ہمیں بتا کہ ہم اِس خانہ کعبہ میں تیرے حضور میں کھڑے ہو کر دُعا کرنے کے کیا طریقے رائج کریں[1]۔ اور تو بنو اسماعیل میں (بھی) اُن میں کا ایک رسُول بھیجے جو

---

(۱) اَرِنَا مَنَاسِكَنَا

Marfat.com

تیرے احکام ان کو سنائے، ان کو الکتٰب کے الٰہی قانون اور اس کی تجویز و تدبیر کی ماہیت بتلائے[1] - اور ان کے نفسوں کو نافرمانی کی آلائش سے پاک صاف کر دے ...... اور کم عقل شخص کے سوا کون ہے جو ملتِ ابراہیم سے رُوگردانی کرے گا (کیونکہ یہی وہ طریقِ عمل تھا جو تمام بنی نوعِ انسان کو ایک اُمت بنا کر اُن کے آپس کے اختلاف کو دُور کر سکتا تھا) .... - اور ابراہیم نے اپنی اولاد اور یعقوب کو بھی یہی وصیت کی تھی، اور کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے - جب یعقوب نے بسترِ مرگ پر اپنے بیٹوں سے پُوچھا کہ تم میرے بعد کس کی ملازمت اختیار کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسی واحد اور لاشریک خدا کی ملازمت کریں گے جو تمہارے جدِ امجد ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کا خدا تھا اور کسی صورت میں الگ الگ گروہ نہ بنائیں گے تو لوگو! یہ ابراہیمی اُمت (بنی نوعِ انسان کو ایک اُمت بنانے کے سلسلے میں) اپنا کام کر گئی - جو اس نے کیا اس کا اجر اس کو ملے گا اور نہیں تمہارے کیے کا اجر ملے گا[2] - اور یہ مدینہ کے یہود اور نصاریٰ تو کہتے ہیں کہ یہودی بن جاؤ یا نصرانی، تو تم (خدا کے نزدیک) راہِ راست پر ہو جاؤ گے - اے محمدؐ! ان کو کہہ دو نہیں (موسیٰ اور عیسیٰ کسی یہودی یا نصرانی فرقہ کے سرگروہ نہ تھے) بلکہ اسی ملتِ ابراہیم کے خالصتہً پیرو تھے (جس نے کوئی الگ مذہب نہ بنایا تھا) ...... تم آج کے مسلمان ان کو یہ کہو کہ ہم تو صرف خدا پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر جو ہم پر اُترا - (یعنی قرآن) اور جو احکام ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد پر اُترے، بلکہ جو کچھ دُوسرے نبی اپنے پروردگار سے لائے - ہم اُن احکام کو مانتے ہیں (کسی نبی کے پیچھے لگ کر الگ گروہ نہیں بنتے -) بلکہ ہم کسی ایک نبی اور دوسرے نبی میں فرق نہیں کرتے اور ہم تو صرف ایک خدا کو تسلیم کرنے والے ہیں - تو اگر یہ یہود اور نصاریٰ اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح کہ تم لائے ہو تو ہدایت پا گئے ورنہ وہ صرف تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں ...... - وُہی ایک اللہ کا رنگ ہے (جو انسانی نوع کو نجات دلا سکتا ہے) اور اللہ کے رنگ سے بہتر رنگ کونسا ہے[3] .... - کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے، ہرگز نہیں - تم خدا سے زیادہ علم نہیں رکھ سکتے، جب وہ اُن کو مذہب کا بانی قرار نہیں دیتا تو تم کون ہو جو ان نبیوں کو فرقہ بند کہو ...

تحویلِ قبلہ کے مُتعلق قرآن کا مضبوط استدلال کہ کیوں مکہ کو قبلہ قرار دیا گیا؟

تحویلِ قبلہ کے وقت مُسلمانوں کا اپنے رسولؐ پر حیرت انگیز ایمان:

اس تمام مُحکم اور یقین انگیز استدلال کے بعد سترھویں رکوع میں تحویلِ قبلہ کے حکم کے متعلق کہا کہ بے وقوف اور کم سمجھ لوگ ہی اعتراض کریں گے کہ کس چیز نے مُسلمانوں کو اُن کے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ پہلے تھے (ان کو اس تبدیلی کی حکمت کا کیا پتہ اور ان کو یہ حکمت سمجھائے کون؟ کیونکہ اُن کا منشا تو صرف فساد پیدا کرنا ہے، اس لئے) اے محمدؐ! ان کو لاجواب کرنے کے لئے صرف اتنا کہہ دو کہ خدا کا ہی مشرق

---

(۱) والحکمۃ (۲) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ (۳) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً -

Marfat.com

اور خدا کا ہی مغرب ہے (تم خدا کے حکموں پر اعتراض کرنے والے کون ہو اور) وہ خدا تو جس کو مناسب سمجھتا ہے راہِ راست پر لگا دیتا ہے اور اسی طرح (کَذٰلِكَ) (جس طرح کہ ہم نے خانۂ کعبہ کو قبلہ بنا کر مکّہ کو روئے زمین کے ہونے والے مسلمانوں کا مرکز قرار دیا ہے) ہم نے تم (مٹھی بھر مسلمانوں) کو (بھی) ایک مرکزی اُمت (اُمَّةً وَّسَطًا) بنا دیا ہے (جس کے گرداگرد تمام دنیا کے مسلمان جمع ہوں گے) تاکہ تم تمام دُنیا کے انسانوں (النَّاس) پر (خُدا کے موجود ہونے کے) گواہ بن جاؤ اور رسولؐ تم پر (خُدا کے موجود ہونے کا) گواہ بن جائے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ: (۲/۱۷)

پھر کہا کہ ہم نے اُس پہلے قبلہ (بیت المقدس) کو قبلہ نہیں بنایا تھا، مگر اِس لئے کہ ہم جان لیں کہ کون (اُس قبلہ کو مکّہ کے قبلہ سے بدلنے کے وقت) رسولؐ کی (پُوری) پیروی کرتا ہے، اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور یہ (عین نماز کے وقت رسولؐ کا ایک قبلہ سے دُوسرے قبلہ کی طرف اچانک پھر جانا اور کسی مقتدی کو پہلے سے متنبّہ نہ کرنا عام لوگوں کے لئے) ماسوا اُن کے جن کو خُدا نے ہدایت دی تھی نہایت مشکل بات تھی تو (سمجھ لو کہ) خدا تمہارے اس ایمان و یقین کو (جو تم نے رسولؐ کے ہر حالت میں سچے ہونے کے متعلق ظاہر کیا ہے) ضائع نہیں[۸] ہونے دے گا: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝: (۲/۱۷)۔

اس کے بعد کہا کہ اے محمدؐ! ہم تو پہلے ہی سے دیکھ رہے تھے کہ تمہاری آرزو یہی تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ مکّہ ہو جائے اور تُو آسمان کی طرف تکتا رہتا تھا کہ اِس طرح کا کوئی حکم آئے، تو اب ہم تم کو وُہی قبلہ دیتے ہیں جو تمہیں پسند ہے۔ اس لئے سب مسلمان آج سے اپنا منہ المسجد الحرام کی طرف کریں اور جہاں کہیں کوئی مسلمان ہے وہ بھی اپنا رُخ اسی طرف کرے۔ تو جن لوگوں کو الکتٰب دی گئی ہے وہ تو ضرور جانتے ہیں کہ یہی مکّہ کا قبلہ (مسلمانوں کے لئے) سچّا قبلہ ہے (کیونکہ خدا کی بھیجی ہُوئی الکتٰب ہر اُمت کے لئے اپنا قبلہ مقرر کرتی ہے)۔ ویسے اگر تو اہل کتاب (یعنی یہود و نصارٰی) کو ایک سَو دلیلیں بھی دے گا تو وہ تمہارے قبلہ کی طرف نہ آئیں گے اور نہ تم ان کے قبلے (بیت المقدس) کو مانو گے۔

تحویلِ قبلہ کا مقصد یہود و نصارٰی کو چھوڑ کر کفارِ عرب کو کھینچنا تھا!

تحویلِ قبلہ کے متعلق (جس کے واقع ہونے کے بعد مدینہ کے یہودیوں اور نصرانیوں میں کہرام مچ گیا تھا اور وہ طرح طرح کی ریشہ دوانیوں سے مدینہ کے مُسلمانوں اور عوام میں انتشار پیدا کر رہے تھے) اِس استدلال سے مسلمانوں کی تسلّی ہو گئی اور اُن کا ایمان رسُولؐ پر اور پختہ ہوتا

---

(۸) جیسا کہ خُدا نے مسلمانوں کے اِس چھوٹے سے گروہ (اُمَّةً وَّسَطًا) کو آگے چل کر غالب بنا کر ثابت کر دیا۔ فتدبّر!

گیا۔ مقصد یہ تھا کہ جب یہود اور نصاریٰ اس حیلے سے بھی کہ مسلمانوں نے ان کا قبلہ اختیار کر کے ان کو دائرہ اسلام میں آنے کی دعوت دی تھی (تاکہ سب انسان متحد ہو جائیں) ایک اُمت نہ ہوئے بلکہ اسلام کے مخالف رہے، اس لئے اب بہترین تجویز و تدبیر یہی ہے کہ اپنا الگ قبلہ بنالیں، اور وہ قبلہ سوائے مکہ کے اور کسی جگہ نہ ہو سکتا تھا، تاکہ کم از کم عرب کے کفار ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوتے جائیں اور اس طرح پر یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا قلع قمع ہو۔ چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر اٹھارھویں رکوع میں مزید وضاحت کی کہ ہر قوم کے لئے ایک جہت مقرر ہے جس کی طرف منہ کر کے وہ متحد ہوتی ہے: (وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا) اس لئے جہاں کہیں تم ہو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو (وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ !) تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی اعتراض نہ ہو کہ تم یہود اور نصاریٰ کے قبلے کی طرف رُخ کرتے ہو اور وہ تم کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُس وقت تک کہ سورۃ بقرہ نازل ہوئی، مسلمان اٹھارہ ماہ سے برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ کسی طرح یہود و نصاریٰ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

تحویل قبلہ کے بعد مسلمانوں کو جہاد بالسیف کے احکام اور اُن کی لم کیا تھی؟

انیسویں رکوع میں اس ڈر سے کہ کہیں تبدیلی قبلہ کی وجہ سے مدینہ میں فساد نہ ہو جائے اور مسلمان مارے جائیں، وحی نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! (اس صورت حال میں جو تبدیلی قبلہ کی وجہ سے مدینہ میں پیدا ہوئی ہے) تم صبر اور استقلال سے جمے رہو اور حالات کو بہتر کرنے کے لئے نماز سے مدد لو (یعنی خود پُر امن رہو اور خدا کے حضور میں گڑگڑاؤ کہ کہیں خانہ جنگی نہ ہو جائے) کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ط إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ : (۲/۱۹)۔ پھر آیت کے مابعد ہی مسلمانوں کو جنگ کی خاطر تیار کرنے کے لئے کہا کہ جو لوگ خدا کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں اُن کو مُردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انہی کی موت نے قوم میں زندگی پیدا ہوگی اور اُن کا نام زندہ رہے گا: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ : (۲/۱۹) پھر مابعد مسلمانوں کو آئندہ جنگ کے لئے تیار کرنے کی غرض سے کہا کہ اے مسلمانو! ہم ضرور تم کو دشمن کا خوف دلا دلا کر، بھوک اور تنگ دے کر، تمہارے مالوں کو گھٹا گھٹا کر، تمہاری تعداد کو (میدان جنگ میں قتل ہونے کے باعث) کم کر کے، تمہیں زندگی کی آسائشوں سے محروم کر کے تمہاری آزمائش کریں گے، تو اے محمدؐ! تم صبر اور استقلال سے جم کر لڑنے والوں کو خوشخبری دو، اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کے بتائے ہوئے حکموں کی طرف رجوع کریں گے (اور کبھی میدان نہ چھوڑیں گے): وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ : (۲/۱۹) پھر کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی طرف سے تحسین و آفرین کے نعرے ہیں اور وہی راہ راست پر ہیں: أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

Marfat.com

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ :(۱۹/۲)۔

اسلام نے شعائرِ حج کیوں اختیار کئے؟

الغرض جہادِ بالسیف کی ان تیاریوں میں جو مدینہ میں شروع ہوئیں، تحویلِ قبلہ کا واقعہ بطور ایک نشان کے تھا اور سورۃ لبقرۃ کی وحی کے بعد یہود اور نصاریٰ کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آخری حربہ بنا رہا۔ اسی حربہ کا ایک جزو مسجدِ حرام کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دے کر یہود اور نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دینے کے ساتھ ساتھ کفارِ عرب کو بھی اپنی طرف کھینچنا تھا۔ چنانچہ اسی تجویز و تدبر کے ماتحت رسولِ خدا نے وحی کے ذریعے نہ صرف مسجدِ حرام کو مسلمانوں کا قبلہ تسلیم کیا بلکہ حج کعبہ اور عمرہ کی پرانی عرب رسموں کو بھی دینِ اسلام کے شعائر میں داخل کر کے کفارِ عرب کو ایک اور ترغیب دی کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ اسی انیسویں رکوع میں اوپر کی آیتوں کے عین بعد کہا کہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر (خدا کی نشانیوں) میں سے ہیں تو جس نے خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ ادا کیا، اس پر گناہ نہیں کہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان طواف کرے۔ مقصد یہ تھا کہ خدائے واحد کے پرستار یعنی مسلمانوں کے متعلق مخالفین یہ اعتراض نہ کر بیٹھیں کہ "طوافِ کعبہ" تو بت پرستوں کی ایک رسم تھی، توحید کے علمبرداروں نے ایک اینٹوں کے گھر پر قربان ہونا کیوں کر جائز تصور کر لیا۔ خدا نے وحی کے ذریعے اعلان کر دیا کہ ایسا طواف نہ کوئی گناہ ہے، نہ بت پرستی ہے۔

پھر کچھ وقفہ کے بعد اسی رکوع میں کفارِ عرب کو ابھارا کہ اگر مرنے سے پہلے اسلام نہ لاؤ گے تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام بنی نوعِ انسان کی مجموعی لعنت تم پر ہمیشہ رہے گی: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج :(۱۹/۲)۔

ایک علمی حقیقت کا اعلان!

سورۃ لبقرۃ کے بیسویں رکوع میں کئی رنگ میں عقلمند قوم کی توجہ مظاہرِ فطرت کی طرف دلا کر کہا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، دن اور رات کے بڑے چھوٹے ہونے میں، سمندروں کی کشتیوں میں، اور آسمان کے پانی میں جس سے زمین مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ ہو جاتی ہے، زمین پر ہر قسم کے چوپایوں کے پھیلاؤ میں، ہواؤں کے رخوں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان معلق رکھتے ہیں، عقلمند قوم کے لئے بے شمار اشارے اور احکامِ الٰہی موجود ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ ان مظاہرِ فطرت کا عمیق علم حاصل کر کے ترقی کے فلک الافلاک تک پہنچے۔ پھر ماسوی اللہ کے پجاریوں کے متعلق کہا ہے کہ ان کو لامتناہی عذاب ہوگا اور اس وقت پچھتائیں گے کہ ہم کیوں ایسا قبیح فعل کرتے تھے۔

سورۃ بقرہ کے آخری بیس رکوعوں میں معاشرتی احکام!

سورۃ لبقرۃ کے بیسویں رکوع کے بعد اکیسویں رکوع سے لے کر آخری چالیسویں رکوع تک معاشرتی احکام ہیں جن کا ایک مختصر

حسب ذیل الفاظ میں دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ رسولؐ نے مدینہ جا کر پہلی دفعہ اپنی جماعت کے افراد میں کیا معاشری نظام رائج کیا، افراد کے ذاتی اور اجتماعی معاملات میں کس ضابطہ کو رائج کیا، کس حکمت اور خوش اسلوبی سے حرام و حلال کی تمیز کی۔ مرد اور عورت کے ازدواجی تعلقات کے متعلق کیا قوانین وضع کئے، لین دین کے کیا قواعد بنائے، محبتِ مال کو حتی الوسع کم کرنے کی کیا حدیں مقرر کیں، اتفاقِ مال کے متعلق کن جذبوں کو حرکت دی، حج کے کیا مناسک مقرر کئے، رمضان کے روزوں کو کیوں فرض کیا، جہاد بالسیف کو کیونکر فریضہ انسانی میں شمار کیا، انسانی جان کی حفاظت میں کس التزام سے سختی کی، وغیرہ وغیرہ۔ ان سب احکام کو حسب ذیل الفاظ میں سلسلہ وار بیان کر کے سورۂ بقرہ کے مطالب کو ختم کیا جاتا ہے۔

(رکوع ۲۱) - مسلمانو! مردار خون اور سؤر کا گوشت تم پر حرام کئے جاتے ہیں، اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوں، الّا یہ کہ تم مجبور ہو جاؤ۔ جو لوگ قلیل دنیاوی فائدے کے لئے خدا کی آیات کو چھپاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

(رکوع ۲۲) - نیکی یہ نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو، اصل نیکی یہ ہے کہ اپنا مال عزیزوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، محتاجوں اور قرضداروں پر خرچ کرو، نماز اور زکوٰۃ پر قائم رہو، اپنے اقراروں کو بہر حالت پورا کرو، تنگدستی، بیماری اور میدانِ جنگ میں پورے طور پر استقلال سے رہو۔ تم پر مقتول کا پورے طور پر قصاص لینا فرض کر دیا گیا ہے۔ اسی قصاص لینے میں زندگی ہے۔ اگر کوئی شخص مال چھوڑے تو مرنے سے پہلے اس پر اس مال کی وصیت اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے حق میں فرض ہے۔

ماہ رمضان کے فرض روزے!

(رکوع ۲۳) تم پر ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، لیکن جو شخص مریض ہو یا مسافر، وہ دوسرے وقت اتنے ہی روزے رکھ لے اور جو طاقت رکھتے ہوں (یا جن کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہے) وعلی الذین یطیقونہٗ۔ وہ ایک روزے کے فدیہ میں کسی مسکین شخص کو دو دفعہ کھانا دیں۔ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے ساتھ تمہاری ہمبستری جائز ہے، الّا یہ کہ تم ایک معین مدت کے لئے اس مہینہ میں مسجدوں میں گوشہ نشین ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کا مال بددیانتی سے ہضم نہ کرو۔

(رکوع ۲۴) - لوگوں کے گھروں میں پیچھے سے داخل ہونا گناہ ہے۔ سامنے کے دروازوں سے آؤ۔ جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں، اُن سے باضابطہ جنگ کرو اور جہاں اُن کو پاؤ، قتل کرو۔ جس وطن سے انہوں نے تمہیں نکالا، اُس وطن سے ان کو نکال دو۔ لوگوں کو ملک بدر کر کے فتنہ و فساد برپا کرنا قتل کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ لیکن مسجدِ حرام کے پاس اُن سے جنگ نہ کرو جب تک وہ وہاں تم سے جنگ نہ کریں اور اگر کریں تو مسجدِ حرام میں بھی ان کو قتل کرو۔ اور اُن کو اس وقت تک قتل کرتے جاؤ جب تک کہ اُن کا مچایا ہوا فتنہ فرو نہ ہو اور فتح یکسر خدا کے دین کی ہو(x)۔ کافروں

(x) حتّٰی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للّٰہ۔

Marfat.com

سے جہاد بالسیف کے موقعوں پر اپنی دولت (فراخ دلی سے) خرچ کرو اور بخل کرکے قوم کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ خدا کے اعلا کے لئے حج کعبہ اور عمرہ کی رسوم کو پورا کرو اور جب تک قربانی نہ کر لو، اپنے سروں کو نہ منڈواؤ۔

(رکوع ۲۵)۔ حج کے ایام میں عورتوں سے مباشرت کرنا گناہ اور آپس میں لڑنا منع ہے۔ جب حج کے مناسک ادا کر چکو تو خدا کا کھٹکا اور بھی زیادہ تمہارے دلوں میں ہونا چاہیئے۔

بنی نوع انسان ایک اُمت ہیں!

(رکوع ۲۶) بنی نوع انسان دراصل ایک ہی اُمت ہیں(×)، (لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا)، اس لئے خدا نے بے ہمتا نے اجتماعی ہلاکت سے ڈرانے اور امن و سلامتی کی خوشخبری دینے کے لئے نبیوں کو بنی نوع انسان کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ خدا کا برحق قانون الکتٰب کی صورت میں نازل کیا تاکہ وہ انسانی اختلافات کو دُور کریں، لیکن انسان نے اس روشن قانون کے آتے پیچھے بھی ضد اور بغاوت سے تفرقہ ڈالا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جنت میں جا داخل ہو گے، حالانکہ تم کو ابھی تک وہ دردناک مصیبتیں نہیں آئیں جو پہلوں کو آئی تھیں اور وہ اس قدر شدید تھیں کہ وہ کپکپا اُٹھے اور کہنے لگے کہ خدا کی مدد کب آئے گی۔ انہیں کہہ دو کہ تم مصیبتیں استقلال سے جھیلتے جاؤ، خدا کی مدد قریب ہے۔ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ مال کس طرح خرچ کریں، انہیں کہہ دو کہ اپنے ماں، باپ، عزیزوں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔۔۔۔ تم پر جہاد بالسیف فرض کر دیا گیا ہے اور تم اس سے کتراتے ہو، لیکن کئی چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے کراہت کرتے ہو اور وہ دراصل تمہارے بھلے کی چیزیں ہیں۔

(رکوع ۲۷)۔ اے محمدؐ! تم سے حرمت والے مہینوں میں قتال بالسیف کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ انہیں کہو کہ ان مہینوں میں قتال بے شک بڑا گناہ ہے بلکہ راہِ خدا کو روکنا اور اس سے اور مسجدِ حرام کی حرمت سے انکار کرنا ہے، لیکن مسجدِ حرام کے باشندوں کو ان کے گھروں سے نکال دینا اور مُلک بدر کرنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور روئے زمین پر فتنہ و فساد برپا کرنا قتل سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے (اس لئے اگر کفار سے جنگ کی نوبت آئے تو ان مہینوں میں بھی بے شک قتال کرو)۔ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت اور جہاد بالسیف کیا وہی خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ لوگ تم سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، انہیں اے محمدؐ! کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور ان کے نفع سے ان کا نقصان زیادہ ہے۔ اور لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ مال کیسے خرچ کریں۔ انہیں کہہ دو کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے باقی بچے اُس کو صرف کر دو۔۔۔۔۔ اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوں نکاح نہ کرو، کیونکہ ایک ایمان لانے والی لونڈی کافر عورت سے اچھی ہے خواہ وہ تمہیں پسند ہی کیوں نہ ہو اور مشرک مردوں سے

(×) كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔

Marfat.com

نکاح نہ کرو، جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔

(رکوع ۲۸) - حیض کے دوران میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب تک کہ پاک نہ ہو جائیں۔ پھر جب پاک ہو جائیں، تو ان سے مجامعت اُسی طرف سے کرو جس کا خدا نے حکم دیا۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، اُس نے اُن کے پاس جس طرح چاہو جاؤ۔ بے ہودہ قسمیں نہ کھاؤ۔ جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت کے متعلق قسمیں کھا لیتے ہیں وہ چار مہینے کے بعد رجوع کر سکتے ہیں۔ طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیضوں تک اپنے آپ کو کسی دُوسرے مرد سے نکاح کرنا روکے رکھیں۔ کیونکہ اُن کے خاوند اُس مُدت میں اُن کو واپس لے سکتے ہیں۔

(رکوع ۲۹) - طلاق صرف دو دفعہ ہو سکتی ہے جس کے بعد رجوع جائز ہے، تیسری دفعہ کے بعد جائز نہیں، جب تک کہ وہ عورت کسی دُوسرے مرد سے نکاح کر کے اس سے طلاق نہ لے اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت گزار لیں تو یا اُن کو واپس لے لو یا عمدہ طور پر اُن سے سلوک کر کے اُن کو رخصت کرو۔

(رکوع ۳۰) مائیں اپنے بچوں کو پُورے دو برس دُودھ پلائیں۔ جو عورتیں بیوہ ہو جائیں، ان پر لازم ہے کہ چار مہینے اور دس دن دُوسرے نکاح سے اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

(رکوع ۳۱) جن عورتوں سے تم نے مباشرت نہیں کی اور اُن کا کچھ مہر مقرر نہیں کیا، اُن کو اگر طلاق دے دو تو کوئی گناہ نہیں۔ جو لوگ اپنی بیویاں چھوڑ کر مر جائیں وہ اُن کے ایک سال کے خرچ کی وصیت کر جائیں۔ اس کے بعد اگر وہ چاہیں تو اُس کے گھر... سے نکل جائیں۔

(رکوع ۳۲) - کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت سے بھاگ کر اپنے ملک سے نکل گئے تھے تو خدا نے ان کو کہا کہ (اس بزدلی سے بہتر ہے کہ تم شرم سے) مر جاؤ (اس طعنہ زنی سے اُن میں جواں مردی کا احساس پھر پیدا ہوا اور) وہ زندہ ہو گئے۔ اس لئے خدا کی راہ میں (ڈٹ کر) جہاد بالسیف کرو اور (موت کے خوف سے بزدل نہ بنو) کون ہے جو جہاد بالسیف کے مصارف ادا کرنے کے لئے اپنے مال کا بہترین حصہ کاٹ کر علیحدہ رکھ دیتا ہے، تاکہ خدا اُس کے مال کو کئی گنا زیادہ کر دے (مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ ۔ ۲۴۵) کیا تُو نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی داستان نہیں سُنی کہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کرو تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد بالسیف کر سکیں تو اُس نبی نے کہا کہ کیا تم اس کی اُمید نہ رکھتے ہو کہ اگر تم پر قتال بالسیف فرض کر دیا جائے تو تم لڑائی کرنے سے انکار کر دو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح لڑائی کرنے سے انکار کر سکتے ہیں حالانکہ ہم کو ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ تو جب ان پر لڑائی فرض کر دی گئی تو سوائے معدودے چند کے سب اپنے قول سے پھر گئے، تو یہی لوگ خدا کی نگاہ میں ظالم ٹھہرے۔ پھر اُس گروہ کے نبی نے اُن کو کہا کہ خدا نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کیا ہے تو لگے اعتراض کرنے کہ طالوت کیونکر ہمارا بادشاہ اور امیر ہو سکتا ہے، حالانکہ ہم اُس سے زیادہ بادشاہ ہونے کے حقدار ہیں اور

Marfat.com

وہ طالوت کوئی دولت مند بھی نہیں۔ اس نبی نے کہا کہ خدا نے طالوت کو تمہارا امیر اس لئے مقرر کیا ہے کہ علم اور جسم کے لحاظ سے وہ تم سب سے افضل ہے۔[x]

(رکوع ۳۳)۔ الغرض اسی علم اور جسم کی فضیلت اور حسنِ تدبیر و تجویز کی وجہ سے طالوت نے دشمن کو شکست دی اور وہ گروہ فتح مند ہوا۔

آیت الکرسی کا عظیم الشان مضمون!

(رکوع ۳۴) مسلمانو! راہِ خدا میں فراخ دلی سے اپنا مال خرچ کرو، پیشتر اس کے کہ تم پر وہ روزِ قیامت آجائے جس میں نہ خرید و فروخت کام آئے گی، نہ دوستی اور سفارش سے ہی کچھ بن سکے گا۔ خدا وہ ہمیشہ سے زندہ رہنے والا اور قائم کرنے والا وجود ہے کہ نہ اُسے اُونگھ آتی ہے، نہ نیند۔ اُسی کا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کس کی مجال ہے کہ اُس کے پاس کسی کی سفارش بلا اجازت کرے وہ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہو رہا ہے سب کا علم رکھتا ہے اور انسان اس کے علم کے کسی حصے پر بھی حاوی نہیں ہو سکتے، اِلّا یہ کہ جو وہ مناسب سمجھے۔ اس کا تختِ سلطنت آسمانوں اور زمین تک وسیع ہے اور ان دونوں کی نگہبانی خدا کو تھکاتی نہیں، اور وہ بہت اونچی شان اور عظمت والا ہے۔ مسلمانو! دین کے بارے میں کوئی زبردستی اور مجبوری نہیں (کرنی چاہیئے)۔ کیونکہ ہدایت گمراہی سے الگ ہو کر روشن ہو چکی ہے، تو جس نے شیطان سے ہٹ کر خدا پر ایمان رکھا اُس نے ایک نہایت مضبوط رسّی کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی نہیں۔ خدا ایماندار لوگوں کو اندھیروں سے سلامتی کی روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور شیطان نور سے نکال کر ظلمت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

مسلمانو! ابراہیم نے اپنے پروردگار سے ایک دفعہ کہا کہ اے ربّ! مجھ پر واضح کر دے کہ تو کس طرح مُردہ (قوموں) کو زندہ کر دیتا ہے (حالانکہ میں ہوں کہ تمام عمر اس کام میں لگ کر کامیاب نہیں ہو سکا) تو خدا نے کہا کہ کیا تو ایمان نہیں رکھتا (کہ قومیں زندہ ہو سکتی ہیں) ابراہیم نے کہا۔ ہاں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں، لیکن اس لئے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے، تو مجھ پر اس طریقہ کو واضح کر دے تو خدا نے کہا کہ چار پرندے لو (جو کسی کی بات سمجھا نہیں جانتے) پھر اُن کو (آہستہ آہستہ) ہلا کر اپنی طرف راغب کرے۔ پھر ان میں سے ایک ایک کو پہاڑوں پر رکھ دے۔ پھر اُن کو اپنی طرف بُلا تو وہ تمہارے پاس دوڑ آئیں گے (الغرض قوموں کو اپنے حکم کے تابع کرنے کا یہی اسلوب ہے کہ ان کو اپنی طرف راغب کرو، پھر ان کو اطاعتِ امیر سکھلاؤ، تو وہ قوم زندہ ہو جائے گی)۔

قلبی دُکھ محسوس کئے بغیر قربانی مال کی عظمت اور قدر و قیمت!

(رکوع ۳۶)۔ ان لوگوں کی مثال جو جہاد بالسیف کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں، ایک دانہ کی ہے، جس سے سات بیٹے

(x) گویا دولت مند ہونا امیر جماعت بننے کے لئے ہرگز ضروری نہیں!

Marfat.com

اُگے اور ہر ستے میں ایک سو دانے پیدا ہوئے تو اسی طرح خدا اُن لوگوں کے مال کو زیادہ کرتا رہتا ہے اور وہ لوگ جو راہِ جہاد میں مال خرچ کرتے ہیں، اور پھر اس کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ دکھ محسوس کرتے ہیں۔ ان کی جزا خدا کے پاس ہے اور وہ بے خوف و خطر ہوں گے ...... اے ایمان والو! اپنی قربانی مال کو احسان جتلانے اور دکھ محسوس کرنے سے ضائع نہ کرو۔ یہ تو اس شخص کی مثال ہوئی جو اپنا مال محض دکھلاوے کے لئے صرف کرتا ہے اور خدا اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال تو صاف پتھر کی ہے، جس پر مٹی پڑی ہے۔ اور پھر جب اس پر مینہ کی بوچھاڑ پڑی تو وہ پتھر صاف رہ گیا اور اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اور جو لوگ خدا کی رضامندی کی تلاش کے خیال سے اور اپنی دلی خواہش سے انفاق مال کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس باغ کی ہے جو اونچی زمین پر ہے۔ پھر جب اس پر مینہ کی بوچھاڑ پڑی تو وہ باغ دوچند پھل لایا، اور اگر زور کا مینہ نہ بھی برسا تو اُس کو تھوڑی سی بارش (یعنی پھوہار) ہی کافی ہے۔

(رکوع ۳۷) ۔ تم جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ کر رہے ہو خدا اُس کو خوب جانتا ہے۔ اگر تم اپنی قربانی مال کو اعلان کرکے دو گے تو یہ بھی اچھا ہے (کہ اوروں کو ترغیب ہوتی ہے) اور اگر چھپا کر دو گے اور محتاجوں میں تقسیم کرو گے تو یہ بھی اچھا ہے۔ اور جو کچھ مال تم خرچ کرو گے وہ تم کو (کسی نہ کسی رنگ میں) پُورے طور پر ادا کر دیا جائے گا۔ یہ مال اُن محتاج لوگوں پر صرف کیا جائے جو جہاد بالسیف کی غرض سے رُکے ہوئے ہیں اور زمین پر آزادانہ طور پر چل پھر نہیں سکتے۔ (لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ) انہیں ناواقف شخص سوال نہ کرنے کی وجہ سے بے نیاز سمجھتا ہے، لیکن تو اُن کو اُن کے چہروں سے پہچان لے گا (خدا کا نور ان کی پیشانیوں سے، دین کو غالب کرنے کی کوششوں کی وجہ سے جھلک رہا ہے) وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے (اور اپنے کام میں مگن ہیں)۔

(رکوع ۳۸) ۔ اُدھر وہ لوگ (جو اپنے مال کو دوسروں کو قرض دے کر) اس سے ناجائز فائدہ (الربٰو) کے ذریعے سے جو مال کی (بے اندازہ پرورش کرتا رہتا ہے) حاصل کرتے ہیں، اُن کا اُٹھنا تو اس شخص کا اُٹھنا ہے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ ان کی دلیل یہ ہے کہ مال کا نفع قرض دینے میں لگا کر حاصل کرنا بھی اُسی طرح کا ہے جس طرح کہ تجارت سے نفع حاصل کرنا ہے حالانکہ مال کی خرید و فروخت کو جائز اور ربٰو کو حرام قرار دیا ہے ..... اللہ ربٰو کو مٹاتا ہے اور قربانی کو چند در چند بڑھاتا رہتا ہے .... اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اگر تم ایمان والے ہو تو جو کچھ ربٰو سے باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو۔ اگر تم انکار کرو گے تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم نے توبہ کرلی تو اصل زر تو تمہارا ہے ہی۔ تم اس کو بلا کم و کاست لے سکتے ہو۔

لین دین کا حساب مسلمانوں میں تحریری ہو!

(رکوع ۳۹) ۔ اے ایمان والو! اگر تم آپس میں کسی میعاد تک قرض لینے دینے کا کوئی معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو اور کاتب کو چاہئے کہ عدل و انصاف سے معاہدہ کی شرطیں لکھے، اور کسی صورت میں (اس غرض و غایت کو جو قرض لینے کی ہے) اور جس کا علم خدا نے اس کاتب کو دیا ہے، لکھنے سے انکار نہ کرے اور قرضدار اس غرض و غایت کو کاتب سے بالوضاحت لکھواتا جائے (تاکہ قرض خواہ کو اُس کی حاجت کا پُورا

Marfat.com

علم ہو جائے اور وہ قرضدار پر ناروا سختی نہ کر سکے) اور کاتب اللہ سے ڈرتا رہے اور جو واقعات ہیں بلا کم و کاست لکھ دے۔ اور اگر کوئی قرضدار اس معاہدہ کی شرائط واضح طور پر ظاہر کرنے کے بارے میں نادان ہے یا کمزور ہے یا طاقت نہیں رکھتا کہ اس معاہدہ کو تحریر میں لائے تو اس کے کسی دوست یا وکیل کو چاہیئے کہ یہ معاہدہ عدل و انصاف سے لکھوا کر دو مرد گواہوں کے دستخط کرائے، اور اگر مرد میسر نہ ہو تو ایک مرد کی جگہ اس پر دو عورتوں کے دستخط ہوں تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد کرا دے اور جب گواہ بلائے جائیں تو وہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں اور میعادی معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس کے متعلق تحریری معاہدہ کرنے میں تساہل نہ کیا جائے۔ یہ اس لئے کہ ایسے معاملہ کو شکوک سے پاک کرنا اور شہادت سے اس کو مضبوط کرنا خدا کے نزدیک نہایت منصفانہ طریقہ ہے۔ ہاں اگر معاملہ دست بدست تجارت کا ہو، تو ایسا معاہدہ نہ بھی لکھو تو کوئی گناہ نہیں۔

تمام انبیاء برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں!

(رکوع ۴۰) رسول اس تمام پیغام کو دل سے مانتا ہے جو اس پر نازل ہوا اور علیٰ ہذا القیاس ایمان والے بھی اور سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہم ان تمام رسولوں کو یکساں مانتے ہیں اور ان میں کسی قسم کا فرق نہیں کرتے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم ہر حکم کی جو ہم کو دیا جائے گا، بے چون و چرا اطاعت کرتے جائیں گے۔ اے خدا! تو ہماری واماندگیوں سے درگزر کر، کیونکہ بالآخر تیرے سامنے ہی پیش ہونا ہے!

یہاں پر یہ عظیم الشان سورۃ جو قرآن کی سب سے زیادہ لمبی سورت ہے اور ۸۲۲ سطروں پر مشتمل ہے ختم ہوتی ہے۔ اس سورت کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک اس کے مطالب کے متعلق غور کرتے رہے اور بالآخر اس کے ربط اور استدلال کو سمجھا۔ اوپر کے مطالب سے جو واضح کئے گئے ہیں، اس سورت کا ربط عیاں ہو جائے گا اور نوے کی سورتوں کی جمالی شان کے مقابلے میں جو اس تصنیف کی پہلی جلد میں واضح کی گئی ہیں، سورۃ البقرہ کی جلالی شان واضح تر ہو جائے گی۔ بلکہ مدینہ کی زندگی کے متعلق عیاں ہو جائے گا کہ یہ زندگی صرف جدوجہد، تگ و دو، سعی و عمل، جنگ و قتال اور مسلمانوں کو روئے زمین پر غالب کرنے کی زندگی تھی۔ اس زندگی میں عالم آرا کائناتی حقائق یا علمی دقائق کی طرف انسان کی توجہ دلانا مدنظر نہ تھا بلکہ یہ پیش نظر تھا کہ مہاجرین مکہ کی یہ چھوٹی سی جماعت کس دستور العمل پر چل کر کفار مکہ کے جم غفیر کو مکمل شکست دے کر مکہ پر قبضہ کر سکتی ہے تاکہ مخالفین کا مرکز ٹوٹ جائے اور دین اسلام تمام دینوں پر غالب آجائے۔

Marfat.com

(۴)

سورہ البقرہ کے بعد تین سورتوں

البینۃ (۹۸)، التغابن (۶۴) اور الجمعہ (۶۲) کا نزول

کسی قوم میں رسول کا ظہور ہی نافرمانی کی صورت میں اُس قوم پر عذاب خدا کو لازمی کر دیتا ہے

تمہاری بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے بچے رہو۔ نماز باجماعت کے احکام!

سورۂ البقرہ کے نزول کے بعد انہی ایام میں یعنی ۸ ربیع الاوّل سنہ ۱ ہجری سے جبکہ ہجرت مکمل ہوئی، شعبان سنہ ۲ ہجری تک جس میں تحویلِ قبلہ کا حکم ہوا، تین سورتوں یعنی البینۃ (۹۸)، التغابن (۶۴)، اور الجمعہ (۶۲) نازل ہوئیں، جن کا حجم علی الترتیب ۱۲، ۳۶ اور ۲۴ سطریں ہیں۔ ان تینوں سورتوں کی تعلیم کو اس باب میں واضح کیا جاتا ہے۔ سورۂ البینۃ میں ہے:-

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۭ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۭ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَاۗءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۭ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۭ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝: (۹۸/۱)۔

اہلِ کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) میں سے جو لوگ دینِ اسلام میں آنے سے انکار کرتے ہیں، نیز بُت پرست لوگ، یہ تو (اپنے دائروں سے) علیحدہ ہونے والے ہی نہیں جب تک کہ اُن کے پاس کوئی روشن (اور ناقابلِ انکار) شے نہ آ جاتے۔ (اُدھر) محمدؐ ایک خدا کی طرف سے بھیجا ہوا رسولؐ ہے جو پاکیزہ (تعلیم دینے والے) اوراق (اُن پر) پڑھتا ہے، جن میں (بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے) کئی مضبوط فرائض (لازم کر دیئے گئے) ہیں اور (مزا یہ ہے کہ اس رسولؐ سے پہلے بھی) اہلِ کتاب (انہی یہود و نصاریٰ) نے آپس میں اختلاف پیدا نہیں کیا تھا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس کوئی روشن (اور ناقابلِ انکار) شے آئی تھی۔ اور (اس وقت بھی) ان کو کوئی (ایسا ویسا) حکم نہیں دیا گیا تھا، مگر یہ کہ وہ اپنی تمام ارادت اور محبت کو خدا کے

Marfat.com

لئے خالص کر کے (صرف) خدا ہی کی ملازمت یکسر ہو کر یں اور الصَّلٰوۃَ کو قائم کریں اور الزَّکٰوۃَ دیں (کیونکہ) یہی مضبوط دین (بنی نوع انسان کا) ہے (تو اب کہ یہ لوگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی بنائیں گے) حقیقت ایک ہی ہے، وہ یہ کہ یہ کافر یہودی اور النصاری اور یہ مشرکین عرب جہنم کی آگ میں ہوں گے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ یہی شریر ترین خلائق لوگ ہیں (جو زخمہ کے درپے ہیں) اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں، وہی ہیں جو بہترین خلائق ہیں۔ ان کی جزا خدا کے پاس یہ ہے کہ ہمیشہ رہنے کے لئے سرسبز باغوں (کی بادشاہت) ان کی ہو گی جن (کے میدانوں) میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہوں گے اور وہ ان میں ہمیشہ تک رہیں گے۔ یہ اس لئے کہ خدا اُن کے عُمدہ عمل سے راضی ہو چکا ہے اور وہ خدا سے راضی ہو چکے ہیں اور یہ جزا اُس قوم کی ہے جو خدا (سے صحیح معنوں میں) ڈر کر اُس کے احکام مان رہی ہے۔

اِس مشکل ترین سُورت کا اِس مدلل ترجمے کے سوا جو میں نے کیا ہے کوئی اور ترجمہ نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ مدینہ پہنچ کر وحی کا اب و لہجہ کفار اور مشرکین کے متعلق کافی سخت ہو چکا تھا اور مقصود یہ تھا کہ اگر یہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوتے تو ابھی سے سمجھ لیں کہ اُن پر "جہنم" کا عذاب آنے والا ہے اور ایمان والے ہی ان کو اِس عذاب میں مبتلا کریں گے۔ اگلی وحی سورۃ التغابن ہے جس کا مختصر حسب ذیل ہے:۔

لوگو! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اُسی خدائے بے ہمتا کے سامنے سجدہ کر رہا ہے (کیونکہ) حکومت اسی کی ہے اور حمد بھی اُسی کی، اور وہ بڑا صاحب اختیار ہے۔ وہی ہے کہ جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم میں سے بعض اُس کے منکر ہیں اور بعض اس کے مطیع، اور خدا جو کچھ تم کر رہے ہو نہایت غور سے دیکھ رہا ہے۔ لوگو! اُس نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا برحق ہے (گویا صحیفۂ فطرت ہی واحد حقیقت ہے) اور اسی نے تمہیں بہترین صُورت (اور حیوانوں کے بالمقابل) عطا کی اور سب کو اُسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ وہ خدا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے اُس کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم چھپ کر یا ظاہرا کرتے ہو اُس سے پُورے طور پر واقف ہے، حتیٰ کہ خدا سینوں کے بھید کو بھی جانتا ہے۔

اِس کے بعد یہ جتلانے کے لئے کہ کافروں کو اُن کے بداعمال کی سزا اسی دنیا میں ملتی ہے اور وہ کوئی اگلی دنیا کا جہنم نہیں جس کا کافر مذاق اُڑائیں۔ کہا کہ کیا تم کو ان کافروں کی خبر نہیں ملی جنہوں نے رسولؐ کی لائی ہُوئی روشن حقیقتوں سے اِنکار کیا، پھر انہوں نے اِس انکار کا مزا چکھا۔ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ: (۶۴) ..... پھر کہا، ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اور اُس نُور پر جو ہم نے اتارا۔ پھر کہا کہ نفع اور نقصان کے دن (يَوْمُ التَّغَابُنِ) تم سب کو جمع کرے گا، اور ایمان والوں کو جزا اور کافروں کو سخت ترین سزا دے گا..... پھر بطور بلاغ اخیر کے کہا کہ اطاعت کرو خدا کی اور رسولؐ کے بالمشافہ احکام کی۔ اور اگر تم سرتابی کرو گے تو ہمارے رسولؐ کو تو صرف یہ بات واضح طور پر تمہیں پہنچانی ہے اور بس۔ نتائج کے ذمہ دار تم ہو!

Marfat.com

پھر ایمان والوں کو تنبیہہ کی کہ تمہاری بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں جو تم کو احکام خدا کی تندہی سے اطاعت کرنے سے روکتے ہیں

تمہارے مال اور اولاد محض فتنہ ہیں، اس لئے جہاں تک تمہاری طاقت ہے، اللہ سے ڈرو اور حکم پوری توجہ سے سنو (وَاسْمَعُوْا) اور اطاعت کرو اور قربانی مال کرو، خدا کے لئے اپنے مال کا بہترین حصہ وقف کرو تاکہ وہ اس مال کو کئی گنا تمہارے لئے کردے۔

سورۃ الجمعہ میں پھر اسی حکم سے یہودیوں کو کہا کہ اے یہودیو! تم پر تورات کا عظیم الشان بوجھ ڈال دیا گیا تھا، لیکن تم اس کو اٹھا نہ سکے، اور بجائے اس پر عمل کرکے قوت اور شوکت کے مدارج پر پہنچنے کے تم نے اپنے مذہب کو رسم بنا دیا تو تمہاری مثال اس گدھے کی ہے جس کی پیٹھ پر کتابوں کا طومار لاد دیا ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ کس چیز کو اٹھا رہا ہے ..... پھر کہا۔ اے یہودیو! اگر تم اس زعم میں ہو کہ تمام دنیا کو چھوڑ کر تم ہی خدا کے لاڈلے ہو تو آؤ (اس پیار کرنے والے خدا سے ملاقات کرنے کے لئے) موت کی تمنا کرو۔ تم یہ تمنا ہرگز نہ کرسکو گے، تو یاد رکھو کہ یہ موت جس سے تم بھاگ رہے ہو، عنقریب تمہیں ملنے والی ہے۔ اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے، پھر مسلمانوں کو ان کی غفلتوں کے متعلق تنبیہہ حسب ذیل الفاظ میں کی:-

رسول کو نماز میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانے کے متعلق سخت تنبیہہ!

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ (۶۲/۲)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز کی نماز کے لئے پکارا جائے تو خدا کا کھٹکا دل میں پیدا کرنے کے لئے (سب کے سب) دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم کو اس کا علم ہو۔ تو جب نماز ہو چکے، اپنی اپنی جگہ پر بکھر جاؤ اور (کاروبار میں لگ کر) خدا کا فضل تلاش کرو(×)، بلکہ کثرت سے خدا کا کھٹکا دلوں میں پیدا کرتے ہوئے (اپنا کاروبار کرو) تاکہ تم (اپنی تجارت میں) کامیاب ہو جاؤ۔ اور اے محمدؐ! جب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ کسی سوداگری کا موقعہ آیا ہے یا کہیں تماشہ لگا ہے تو اس کی طرف تتر بتر ہو کر دوڑتے ہیں اور تمہیں (نماز میں) اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کو کہہ دو کہ جو کچھ تمہیں اللہ کی طرف سے ملنے والا ہے، وہ ان تماشوں اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور خدا تو بہترین رزق دینے والا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک کہ یہ وحی نازل ہوئی، روزانہ نماز کے علاوہ نماز جمعہ کا قیام ہو چکا تھا اور اتنے بڑے

(×) گویا دین اسلام میں جمعہ کو بھی کوئی رخصت نہیں، جیسا کہ مسلمان بنائے بیٹھے ہیں!

Marfat.com

پیمانے پر ہوتا تھا کہ مدینہ کے دُور دُور کے مسلمان اس میں شامل ہوتے تھے اور وقت پر پہنچنے کے لئے سب طرف سے دوڑا کرتے تھے۔ نمازِ جمعہ کا مقصد بھی یہ نہ تھا کہ اُس روز باقی دن تعطیل منائی جائے، بلکہ خاص حکم دیا گیا کہ نماز کے فوراً بعد لوگ اپنی اپنی تجارت میں لگ جائیں اور صرف نماز کے چند لمحوں کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔

سُورۃ البقرہ کے بعد کی تین سُورتوں کی تعلیم کا ملخّص اور اُن کی غرض و غایت!

ان تینوں سورتوں میں جو سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئیں، سورۃ البقرہ کی غیر مانند کوئی معاشری یا جماعتی احکام (ماسوا نمازِ جمعہ کے حکم کے) مسلمانوں کو خاص طور پر نہیں دیئے گئے، بلکہ زیادہ تر خطاب یہود و نصاریٰ اور کفارِ عرب کو تھا کہ اُن کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور دُنیاوی عذاب اُن پر عنقریب آنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ ان اٹھارہ مہینوں میں یہود اور منافقینِ مدینہ نے جو ریشہ دوانیاں رسولؐ کے نووارد ہونے کی وجہ سے اُن کے خلاف کیں (اور جن میں مدینہ کے مشرکین اور نصاریٰ بھی شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ تحویلِ قبلہ کا حُکم ملا) ان ریشہ دوانیوں کی وجہ سے لازم ہو چکا تھا کہ پے در پے وحی کے ذریعے سے مخالفین کو عذابِ خدا سے ڈرایا جائے۔ چنانچہ ہر نئی وحی جس کا اعلان رسولِ خداؐ کی طرف سے ان ایام میں ہوتا تھا، موافقین اور مخالفین دونوں میں نیا ہیجان پیدا کر دیتی تھی۔ اُدھر سورۃ البقرہ میں چونکہ احکام آ چکے تھے کہ مشرکوں اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو، یہاں تک کہ صرف دینِ خدا رہ جائے، نیز یہ کہ انہی اٹھارہ ماہ میں کفارِ مکّہ کے قافلوں پر مدینہ سے باہر جا کر مسلمانوں کے کئی حملے ہو چکے تھے جن میں سے بعض میں رسولؐ خدا شریک تھے، بلکہ ایک مڈھ بھیڑ میں کفار کا ایک نمایاں فرد عمرو بن حضرمی بھی قتل ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ انہی اٹھارہ ماہ میں یعنی ربیع الاوّل ۱ھ سے لے کر ۲ھ کے شعبان تک رسولِ خداؐ کی لڑائی سب مخالفینِ مدینہ سے ٹھن چکی تھی اور تحویلِ قبلہ کے بعد تو کوئی صلح کی صُورت یہود اور نصاریٰ سے باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ انہی حالات کی وجہ سے سورۃ البیّنہ (۹۸) میں وحی نے فیصلہ کر دیا کہ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے تو کوئی گروہ اسلام کی طرف آنے والا ہی نہیں جب تک کہ کوئی روشن اور ناقابلِ انکار دلیل (یعنی عذاب) اللہ کی طرف سے اس دنیا میں اُن کے پاس نہ آئے (حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ)۔ پھر البیّنہ کی تشریح وحی نے ان الفاظ میں کی کہ وہ روشن اور ناقابلِ انکار دلیل (یعنی عذابِ خدا) خود رسولؐ ہی ہے جو ان پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے جن میں مضبوط اور طاقت دینے والے فرائض (فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ) مثلاً كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، اور كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے احکام) اس لئے عائد کئے جاتے ہیں کہ خدا کا دین سب پر حاوی ہو جائے۔ گویا اسی سورۃ البیّنہ میں غیر مشکوک الفاظ میں ہر مخالف سے کھُلے جنگ کا اعلان تھا

رسُول کا آنا ہی نافرمانوں کے لئے عذاب کا اعلان ہے!

سورۃ التغابن (۶۴) میں علیٰ ہذالقیاس پھر کافروں کے متعلق فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ: (۶۴/۵) کے الفاظ کہہ کر

Marfat.com

(یعنی پہلے زمانے کے کافروں نے بھی مخالفت کا عذاب چکھا) **عذاب کی وجہ** بھی اسی سورۂ التغابن کے الفاظ میں ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ: (٦٤/١) کہہ دی۔ گویا **عذابِ خدا کی وجہ بَیِّنات کا آنا ہی ہے** اور خدا کے بھیجے ہوئے **رسول ہی جو بَیِّنات لے کر آتے ہیں، کافروں پر عذاب کا باعث ہوتے ہیں**۔ اسی لحاظ سے عذاب کے دن کو **یومُ التّغابن** (نفع اور نقصان کا دن) کہا۔ گویا جس دن رسول کفّار کو جمع کرنے کے بعد میدانِ جنگ میں **شکست** دے کر عذاب میں مبتلا کریں گے وہ دن **یومِ تغابن** ہوگا: يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ: (٦٤/١) اسی **يَوْمُ الْجَمْعِ** کو پیشِ نظر رکھ کر سورۂ **تغابن** میں مکمّل **اطاعتِ امیر** کا حکم دیا کہ کہیں مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت **عصیانِ امیر** کے باعث کمزور نہ پڑ جائے بلکہ دھمکی دی کہ اگر تم نے سرتابی کی تو آپ اِس کا نقصان اُٹھاؤ گے۔ ہمارے رسولؐ کا کام تو صرف تم کو خدا کا کھُلا کھُلا پیغام پہنچا دینا ہے: وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝: (٦٤/٢)۔

اموال اور اولاد فتنہ ہیں، اِن سے بچو!

اسی غرض کو مدِّ نظر رکھ کر اِس کے عین بعد کی آیتوں میں مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ اپنی بیویوں اور بچّوں اور مالوں سے بچتے رہو جو تمہیں جہاد بالسّیف سے روکتے ہیں اور وہ دراصل تمہارے **دشمن** ہیں اور ایک **فتنہ** ہیں: (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ: (٦٤/٢) نیز اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝: (٦٤/٢)۔

کتابِ خدا کے حامل گدھوں کی طرح نہ بنو!

اسی غایت کو مدِّ نظر رکھ کر اور مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کو کفّارِ مدینہ اور مشرکین کے خلاف بے پناہ طور پر مضبوط کرنے کی غرض سے انہی ایّام میں سورۂ **الجُمُعَة** (٦٢) کی وحی میں یہودیوں کو دھمکی دی کہ تم گدھے ہو کہ گدھوں کی طرح تورات جیسی عظیم الشان کتاب کو اپنی پیٹھ پر لادے رہے ہو، اور اس کو سمجھتے نہیں کہ کس مقصد کے لئے تم پر نازل ہوئی تھی، بلکہ بڑ مارتے ہو کہ ہم ہی اللہ کے دوست ہیں اگر ایسا ہے تو اس دوست سے جلد ملنے کے لئے تمنّائے موت کرو، اگر تم سچّے ہو۔ پھر کہا کہ تم ہرگز موت کی آرزو نہ کر سکو گے، کیونکہ تم بزدل ہو اور موت سے ڈرتے ہو، حالانکہ یہی موت (ہمارے رسولؐ کے تم کو میدانِ جنگ میں جمع کرنے کے بعد) تم پر جلد آنے والی ہے، جب کہ تم سب کے سب شکست کھا کر عذابِ خدا کا مزا چکھو گے: قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ: (٦٢/١)، پھر معاً اس آیت کے ساتھ ہی کہا کہ اِس شکست اور عذاب کے دن تم اس مستقبل کے جاننے والے (**عالِمُ الغیب**) اور حال کے علم رکھنے والے (والشّہادہ) خدا کے سامنے پیش کر دیئے جاؤ گے جو تم کو تمہاری بداعمالی کی پوری خبر دے گا: ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝: (٦٢/١)۔

Marfat.com

اسی غرض و غایت (کفار اور مشرکین کو شکست فاش دینے کے نصب العین) کی خاطر سورۃ الجمعہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کو نمازِ جمعہ کے متعلق مضبوط احکام دیئے کہ جب تمہیں نماز کے لئے بلایا جائے دوڑ دوڑ کر جمع ہو جایا کرو، سب خرید و فروخت یک قلم چھوڑ دیا کرو۔ خدا کا کھٹکا اس کے بعد بھی دل میں رکھو۔ تجارت کو دیکھ کر یا کسی تماشے کا سُن کر رسولؐ کے پاس سے بکھر نہ جایا کرو کہ وہ اکیلا ہی کھڑا رہ جایا کرے۔ مقصد یہ تھا کہ چند افراد جنہوں نے آگے چل کر لکھو کھا مخالفین عرب کا مقابلہ کرنا ہے، نمازِ جمعہ کی وجہ سے ہی ہر خطرے کے موقعے پر اپنا کاروبار چھوڑ کر یک لخت جمع ہو جایا کریں اور جماعت اس قدر مضبوط ہو جائے کہ دشمن کے جمِ غفیر کا کامیاب مقابلہ کر سکے۔

نمازِ جمعہ کا مقصد کیا تھا؟

اس تشریح سے نمازِ جمعہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ در اصل کس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اس کی وجہ سے کیا عظیم الشان قوت مسلمانوں میں پیدا کرنے کا تہیہ تھا۔ وہ قوت کیونکر بالآخر پیدا ہوئی اور بالآخر کفار کو شکست دے کر رہی۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آج اس نمازِ جمعہ کو کن معنوں میں "منایا" جا رہا ہے، اور مسلمان دین کی غرض و غایت سے کس قدر دُور جا پڑے ہیں؟

اسی تشریح سے جو میں نے اُوپر کی سُورۃ البقرہ کا ربط سُورۃ البینہ، سورۃ التغابن اور سورۃ الجمعہ سے شیشے کی طرح واضح ہو جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ انہی اٹھارہ مہینوں میں یہ چاروں سُورتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوئیں اور جرمن مستشرق نولڈکے کی یہی ترتیب نزول زیادہ صحیح ہے۔ فتدبّر!

چاروں سُورتوں کے نزُول کے بعد سورۃ البقرہ کا ربط واضح تر ہو جاتا ہے!

سُورۃ البقرہ کے ربط اور تسلسل کی مزید وضاحت

انہی چار سُورتوں کی مسلسل اور یکے بعد دیگرے تشریح سے سورۃ البقرہ کا اندرُونی ربط اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ مدینہ جا کر رسُولؐ کا پہلا کام سورۃ البقرہ کے ذریعے سے اعلان کرنا تھا کہ (۱) یہ قرآن ایک کتاب ہے جس کے سچے ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ) اور یہ کتاب (صرف) مُتقین کے لئے باعث ہدایت ہے۔ (هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ) اور متقین کی جماعت وہ گروہ ہے جو اپنے مستقبل (آنے والے واقعات کے متعلق جو پردۂ غیب میں ہیں) کے درخشاں ہونے پر پورا یقین رکھتے ہیں (اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ) اور (نیز) نماز کو (پانچ دفعہ ٹھیک وقت پر جمع ہو کر) قائم کرتے ہیں (وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ) اور قربانی مال کرتے ہیں (وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ) (*) (۲) متقی وہ لوگ ہیں جو قرآن میں جو کچھ احکام دیئے گئے

(*) حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

ہیں اُن پر اور جو احکام پہلے صحیفوں میں دیئے گئے اُن پر پُورا عمل کرتے ہیں اور اپنی جماعت کی عمدہ آخرت (یعنی انجام) پر پورا یقین رکھتے ہیں، گویا دن رات اُن کو دُھن ہے کہ یہ جماعت کامیاب ہوکر اپنی منزل پر پہنچے (وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ)(×) (۳) یہی وہ متقی لوگ ہیں جو اپنے خدا کی طرف سے پُوری ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب اور فائز المرام ہوں گے (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) ان حاکموں کے بعد کہا (۴) کفار تو کبھی ایمان لانے والے نہیں، خواہ تو اُن کو ڈرائے یا نہ ڈرائے، ان کے دلوں اور آنکھوں اور کانوں پر مُہریں لگی ہیں (۵) پھر منافق ہیں جو مُنہ سے کہتے ہیں کہ ایمان لے آئے، لیکن اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور ایمان والوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں پھر کہا (۶) انسان خدا کا قائم مقام اس زمین پر ہے، کیونکہ وہ صاحب سمع و بصر و ذہن یعنی صاحب علم ہے اور فرشتوں یعنی خدا کی عظیم الشان کارکُن قوتوں کی خواہش کے خلاف اس کو یہ عظیم الشان مقام دیا گیا ہے اور ایک نہ ایک دن یہ تمام قوتیں انسان کے تابع ہوکر رہیں گی، ماسوائے شیطان کے جو انسان کو ورغلاتا رہے گا۔ پھر یہود کو سخت ترین تنبیہیں کیں کہ (۷) میری نعمتوں کو یاد کرو، میں نے تم کو تمام جہان کی قوموں پر برتری دی تھی، تم کو فرعون کے مظالم سے نجات دی تھی، بچھڑے کی پرستش کے باوجود تم کو معاف کر دیا تھا، تم پر ابر سایہ کئے رہتا تھا، تم کو منّ و سلوٰی کی نعمتیں عطا کی تھیں، تمہیں قسم قسم کے کھانے دیئے تھے، تمہیں کوہ طور کے دیئے ہوئے قانون کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے کہا تھا، تم پر جہاد بالسیف کی فضیلتیں ظاہر کرکے مُردہ سے پھر زندہ کیا تھا۔ تمہیں مکارم اخلاق سے سرفراز کیا تھا، لیکن تم پھر خدا سے رُوگردان ہو گئے، اپنوں کو گھروں سے نکالنے لگے، آپس میں خانہ جنگی کی، نبیوں کو قتل کیا، آسمانی صحیفوں کو محرّف کیا، وغیرہ وغیرہ (۸) پھر تم اور نصاریٰ آپس میں الگ الگ فرقے بن گئے حالانکہ خدا کا ایک ہی قانون الکتٰب کی صورت میں تم سب پر اُترا تھا اور اب حالت یہ ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ نجات کے لئے یہودی بننا کافی ہے اور نصرانی کہتے ہیں نصرانی بننا ضروری ہے۔ (۹) حالانکہ ابراہیم نے (تمہارے موسیٰ اور عیسیٰ سے بہت پہلے) جب خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا تو اسی ایک خدا کی پیہم ملازمت کو دینِ حنیف کی بنیاد قرار دیا تھا اور یہی دینِ قیم تھا جس پر خدا نے بنی نوع انسان کو متحد کرنا تھا!

سُورۃ بقرہ کی تعلیم کا مقصد مسلمانوں میں یہود و نصاریٰ سے بہتر کردار و اخلاق پیدا کرنا تھا

سُورۃ بقرہ کے معاشرتی احکام بھی مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے ممیز کرنے کے لیے تھے!

(۱۰) پیغمبر نہ لوگوں کو یہودی بنانے آئے تھے نہ نصرانی، بلکہ سب انبیا ایک خدا کی طرف سے تھے اور سب برابر تھے، ان کے مابین فرق کرنا گناہِ عظیم ہے اور دینِ قیم کے صریحاً خلاف ہے (۱۱) یہ فساد جو تم یہودیوں اور نصرانیوں اور مشرکوں نے مدینہ میں کھڑا کیا کہ مسلمانوں نے قبلہ کیوں بدلا؟ یہ بھی تمہاری صریح شرارت ہے، کیونکہ مسلمان تو تمہارے ہی قبلہ کی طرف مُنہ کرتے تھے، پھر بھی تم اُن کی طرف نہ آئے تو اب وہ کیوں تمہارے

(×) مکی سورتوں میں اتقوا اللہ کے مصداق لوگوں کے اعمال میں نماز اور قربانی مال بھی شامل تھے، اب مدینہ میں کہا کہ ان اعمال کے علاوہ پختہ یقین پیدا کرو کہ تمہارا مستقبل درخشاں ہوگا۔

Marfat.com

قبلہ کی طرف رہیں، مشرق اور مغرب دونوں کا مالک خدا ہے، اس لئے تم خود تو دینِ ابراہیم کی طرف آتے نہیں ہو اور قبلہ کا فساد پیدا کر کے مسلمانوں کو اپنا طفیلی اور ضمیمہ سا بنانا چاہتے ہو، اس لئے مسلمان کیوں نہ ابراہیم کے قبلے کی طرف آئیں جو دینِ حنیف (یعنی دینِ فطرت) کا بانی تھا اور جس کے متعلق گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ فرقہ بند تھا (مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۔ (ہے) (۱۲) اس بنا پر کہ اب اہلِ کتاب اور مشرکین سے کھلی جنگ ہے، مسلمانوں کو حکم ہے کہ جنگ میں پہل نہ کریں اور صبر و استقلال سے مدینہ والوں کی لائی ہوئی مصیبتیں جھیلتے جائیں اور نماز سے مدد لیں۔ البتہ اگر فی الحقیقت اِن سے جنگ کی نوبت آئی تو یاد رکھو کہ جو راہِ خدا میں قتل ہو گیا، مرا نہیں زندہ ہے (۱۳) اسی لحاظ سے کہ ہم ابراہیمی دین کو جاری کرنا چاہتے ہیں، ہم طوافِ کعبہ اور حج کے دیگر شعائر کو جو پرانے زمانے سے جاری ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اُدھر مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کو ضابطہ میں لانے اور یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے ممیز کرنے کے لئے ہم مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ (۱۴) وہ مردار جانور، خون اور سؤر کا گوشت نہ کھائیں، جیسا کہ کفار، اہلِ کتاب اور مشرکین مدینہ کرتے ہیں۔ اصل نیکی یہ ہے کہ اپنا مال اپنے عزیزوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، قرضداروں اور محتاجوں پر خرچ کرو، مقتول کا پورا قصاص لو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، لوگوں کے گھروں میں سامنے کے دروازوں سے داخل ہو (۱۵) جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں، تم اُن سے باضابطہ جنگ کرو، انہیں جہاں پاؤ بے دریغ قتل کرو۔ جس وطن سے انہوں نے تمہیں نکالا اُس وطن سے تم انہیں نکال دو، لیکن اگر وہ وہاں تم سے جنگ کریں تو انہیں مسجدِ حرام میں بھی قتل کردو، کیونکہ لوگوں کو اُن کے وطن سے نکالنا مسجدِ حرام میں قتل کرنے سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ مچانا جیسا کہ یہ لوگ مچا رہے ہیں، قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے (۱۶) یاد رکھو بنی نوعِ انسان ایک اُمت ہیں اور انبیا اُن کو ایک اُمت بنانے کے لئے ہی بھیجے گئے تھے (۱۷) شراب پینے اور جوا کھیلنے میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو کچھ فائدہ بھی ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے (اس لئے تم ان سے بچتے رہو)[x]۔ مشرک عورتوں اور مردوں سے نکاح نہ کرو تاکہ تمہاری جماعت اور تمہاری اولاد خالصتہً ابراہیمی مسلمان ہوں۔ حیض کے دوران میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو جیسا کہ یہ مشرکین اور اہلِ کتاب کرتے ہیں۔ طلاق دی ہوئی عورتیں تین ماہ تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کریں طلاق صرف دو دفعہ ہو سکتی ہے جس کے بعد رجوع جائز ہے، تیسری دفعہ جائز نہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ مشرکین اور اہلِ کتاب پہلی طلاق پر ہی عورت سے الگ ہو جاتے ہیں اور اُس کو نکال دیتے ہیں۔ تم عورت کو دو دفعہ موقعہ دو کہ وہ تم سے صلح کر لے اور ساتھ ہی تم کو بھی موقع ملے کہ اُس کی طرف رجوع کرو۔ خدا کی راہ میں اپنے مال کا بہترین حصہ کاٹ کر رکھ دو۔ یہودیوں کی طرح نہ بنو جو مال گن گن کر رکھتے ہیں (۱۸) اطاعتِ امیر کرو تاکہ تم میں طاقت و قوم کی صلاحیتیں پیدا ہوں۔ خدا کی راہ میں مال خوش دلی سے خرچ کرو۔ احسان جتلا کر اور دل میں دکھ

(x) گویا ابھی تک شراب اور جوا حرام نہ ہوئے تھے!

Marfat.com

محسوس کرکے مال نہ دو۔ اپنا مال ان محتاجوں پر صرف کرو جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور کسی سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ اگر قرض لو یا دو تو رقم قرض کی اور قرض لینے کی وجوہات واضح طور پر لکھ دو۔ ربوٰا یعنی قرض پر سُود لگانا اور قرضدار کو مشکلات میں پھنسانا چھوڑ دو۔ جو کچھ اس وقت ربوٰا میں سے باقی رہ گیا ہے اُس کو معاف کردو تاکہ تم یہودیوں اور مشرکین سے ممتاز ہو جاؤ جو اپنے قرضداروں پر بے حد ظلم ڈھا رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہے سورۂ بقرہ کا ربط، جس کے اندر پُوری دلیل اور منطق ہے۔ قرآن کو علی الحساب اُور بے معنی سمجھنا اِس لئے عدم یقین پیدا کرتا ہے کہ لوگوں نے قرآن پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔ فتدبّر!

---

19 مارچ 1940ء

کو تین سو تیرہ جانبازوں کے خاکسار جیش نے عظمت و غلبہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کی حقیر پیش کش اور قرون اولیٰ کی یاد سے دلوں کو گرما کر بدر کا منظر پیش کیا۔

شہیدوں کے اس خونی تحفہ سے جہاں انگریز اور دیگر دشمن اسلام قوتیں تھرا اٹھیں وہاں مسلمان عوام کی نیم مردہ رگوں میں بھی زندگی کی بجلی کوند گئی اور ماضی کے سنہری کارناموں' مسلمانان ہند کی جنگ آزادی اور حرمت اسلام پر کٹ مرنے والوں کی تاریخ میں ـــــ ماہ مارچ سنگ میل بن گیا

اسوقت انگریزی پنجاب کی حکومت ایک اینگلو محمڈن نواب کے ہاتھ میں تھی جس نے ذاتی منفعت کی خاطر اسلام کے فرزندوں کے سینے انگریز کے زر خرید نام کے مسلمان سپاہیوں کی گولیوں سے چھلنی کراکر پرچم اسلام کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی ماضی میں بھی اسلام کے نام پر حاصل کردہ اس خطہ زمین کی باگ ڈور کچھ ایسے ہی مسلمان راہنماؤں کے ہاتھ میں رہی جو اسلامی مساوات کے نعرے لگانے کے باوجود پاکستان کی سرزمین کو مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے ہی کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کا مدفن بنانے کی فکر میں مشغول تھے

(بشکریہ ـــ ہفت روزہ پکار کوئٹہ ـــ 18 مارچ 1987ء)

Marfat.com

(۵)

سورۃ البقرہ کے نزول کے چند دن بعد

رمضان سنہ ۲ میں غزوۂ بدر!

حضرمی کے قتل کے دو ماہ بعد رسول خدا کا ۳۱۳ افراد سے ابوسفیان کے قافلہ پر حملہ اور اس کا فرار! مکے سے ... اکفار کا بدر کی طرف کوچ، رسول کا کفار سے دست بدست جنگ کا عزم، بدر میں کفار کی بے مثال شکست لاتعداد مال غنیمت، کفار مدینہ کا اسلام میں جوق در جوق داخلہ، رسول کا قیدیوں سے رحیمانہ سلوک

حضرمی کے قتل اور دو افراد قریش کے گرفتار ہو جانے کے دو ماہ بعد جو قریش مکہ کو پہلی بڑی شکست تھی، رمضان کے مہینے میں ابوسفیان کا قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا، جس میں صرف تیس گھوڑے سوار، دس پیادے اور ایک ہزار تجارتی مال سے لدے ہوئے اونٹ تھے۔ اس قافلہ کو مدینہ اور سمندر کے درمیان میں سے گزرنا تھا۔ رسول صلعم کو اس کی خبر ملی۔ رسولؐ نے مسلمانوں کو للکارا کہ آؤ خدا کا فضل شامل حال ہے، دشمن کی تعداد تھوڑی ہے اور مال غنیمت بہت زیادہ ہے، قریش سے پچھلے پندرہ سالوں کے ظلموں کا انتقام لینے کا وقت آ پہنچا ہے، جس کو خدا نے ہمت دی ہے، آگے بڑھے۔ چنانچہ ۸۲ مہاجر، ۶۱ بنو اوس کے انصار اور ۱۷۰ خزرجی انصار بطور خود شامل ہوئے جن کے پاس ۷۰ اونٹ تھے اور صرف زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود کندی دو گھوڑوں پر تھے، کیونکہ میمنہ اور میسرہ یعنی فوج کے داہنے اور بائیں بازوؤں کے سردار تھے۔ رسول صلعم، حضرت علی اور مرثد ابن ابی مرثد ایک اونٹ پر، حضرت عمر بن خطاب، اور عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے اونٹ پر، اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور دوسرے صحابہ دو دو تین تین اور اونٹوں پر تھے۔ اس وقت حضرت عثمان اور رقیہ حبش سے واپس آ چکے تھے، لیکن رقیہ خطرناک طور پر بیمار تھیں، اس لئے حضرت عثمان جنگ میں شامل نہ ہو سکے اور غزوۂ بدر کے چند روز بعد انتقال کر گئیں۔ (دیکھو صفحہ ۶۵)

مدینہ میں مسلمانوں کی تیاریاں!

رسولؐ نے پہلے ابن مکتوم کو جو نابینا تھے، مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ پھر روحا پہنچنے پر ابولبابہ ابن عبدالمنذر کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ مدینہ کی بالائی آبادی کے لئے حضرت عاصم کو منتظم مقرر کیا۔ اس جیش میں بڑا جھنڈا مصعب بن عمیر اور ایک روایت میں حضرت علی کے سپرد

Marfat.com

کیا گیا۔ انصار کے جھنڈے کے علمبردار سعد بن معاذ تھے۔ قیس بن ابی صعصعہ فوج کے پچھلے حصے (ساقہ) کے سردار تھے۔ ابوسفیان کو حضرمی کے قتل کے بعد پہلے ہی خدشہ تھا کہ قافلہ کی خیر نہیں، لیکن جب اُس کو خبر ملی کہ رسولؐ ایک بڑے جیش کے ساتھ مدینہ سے چل پڑے ہیں اور مقام صفر کے سرسبز مقام تک پہنچ گئے ہیں، بلکہ انہوں نے حالات معلوم کرنے کے لئے بسبس بن عمرو جہنی اور عدی بن ابی رغبا(×) وغیرہ جاسوس مقرر کئے جو جگہ جگہ پھر رہے ہیں تو اُس نے عمیر اور ضمضم بن عمرو غفاری کو تیز رو اُونٹوں پر سوار کرکے قریش مکّہ کے پاس بھیجا کہ اپنے قافلہ کی مدد کے لئے آئیں۔

مکّہ میں کفار کی تیاریاں!

یہ قاصد سانس چڑھے ہوئے مکّہ پہنچے اور تمام قریش میں ہیجان مچ گیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ عتبی، بھائی ولید اور ماموں شیبہ کو پورے جوش سے اُکسا اُکسا کر کہا کہ اُس کے خاوند کی مدد کو پہنچیں۔ حضرمی کے بھائی بھی پوری گرم جوشی سے تیار ہوئے، اور چونکہ اکثر قریش کا اپنا مال اس کارواں میں تھا، چند گھنٹوں کے اندر اندر ایک سو گھوڑ سوار، ... ا اُونٹ تیار ہو گئے۔ ان کے پاس چھ سو زرہیں بھی تھیں۔ اُن کا سردار ابوجہل تھا جس کی عمر اُس وقت ستر برس تھی اور جس کے سینے میں رسول صلعم کے خلاف دشمنی اور انتقام کی آگ بھری ہوئی تھی۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے جو ابولہب اور حضرت عباسؓ کی بہن تھی اور رسولِ خدا کی پھوپھی تھی، اپنا خواب بیان کیا کہ قریش کسی مصیبت میں پھنسنے والے ہیں اور ان کو شکست ہوگی تو عباسؓ نے کہا کہ یہ خواب بڑا خطرناک ہے۔ یہ خواب تمام مکّے میں پھیل گیا تو ابوجہل چیخ اُٹھا اور بنو ہاشم کو سخت لعن طعن کی کہ محمدؐ کے بعد اب اس کی پھوپھی بھی نبی بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ بہرنوع اس واقعہ سے قریش میں خوف و ہراس ضرور پھیلا۔ ابولہب نے ڈر کے مارے اپنی جگہ عاص بن ہشام کو تیار کیا کیونکہ وہ چار ہزار درہم کا قرضدار تھا اور کہا کہ اگر تم میری جگہ میدانِ جنگ میں چلے گئے تو میرا یہ قرض ادا ہوگیا۔

ابوجہل اور قریش کے تمام قبائل کی شمولیت، قافلہ ابوسفیان کا فرار

امیّہ بن خلف ستر برس سے متجاوز عمر کا تھا اور میدان جنگ میں نہ جانے کا فیصلہ اُس نے کر لیا تھا، لیکن عقبہ ابن معیط نے اس کو

(×) بسبس اور عدی بحیثیت جاسوس بدر کے کنوئیں پر ابوسفیان کے قافلہ کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آئے۔ وہاں ایک لونڈی سے معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ کل یا پرسوں پہنچے گا اور قیام کرے گا۔ یہ خبر رسول صلعم کو بھیج دی گئی اور رسولؐ بدر کی طرف چل پڑے۔ بعد میں ابوسفیان قافلہ لے کر بدر آیا اور لوگوں نے اُسے بتایا کہ یہاں دو سوار آئے تھے۔ ابوسفیان نے اُن کے اُونٹوں کی مینگنیوں سے معلوم کیا کہ ان میں گٹھلیاں مدینہ کی کھجوروں کی ہیں جو نسبتاً چھوٹی ہوتی ہیں۔ اسی وقت ابوسفیان وہاں سے چل کر سمندر کی طرف ہو گیا اور بچ کر نکل گیا۔

طعنہ دیا کہ میں تمہیں انگیٹھی لا دیتا ہوں تاکہ تم عورتوں کی طرح آگ سینکو، بالآخر اس طعنے کو سن کر تیار ہو گیا۔ حضرت عباس نے قریش سے کہا کہ بنو کنانہ کے متعلق خطرہ ہے کہ وہ پیچھے سے حملہ کر دیں گے۔ سراقہ بن مالک نے جو بنو کنانہ سے تھا یقین دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور کہا کہ عباس خواہ مخواہ اپنے بھتیجے محمدؐ کی رعایت کر رہا ہے۔ الغرض مطعم بن عدی کے خاندان کے علاوہ قریش کے کل قبیلے اس جنگ میں شامل ہوئے۔ قریش کی فوج جو مکہ سے روانہ ہوئی، ساڑھے نو سو آدمیوں پر مشتمل تھی۔ دو گانے والی عورتیں بھی فوج کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ساتھ تھیں۔ رسول صلعم جب وادیٔ قدر میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ قریش مقابلہ کے لئے مکہ سے چل پڑے ہیں۔ جب روحا میں پہنچے تو اس خبر کی تصدیق ایک جاسوس ابو لقیط نے کی۔ رسولؐ کے وہاں پہنچتے پہنچتے معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ سمندر کی طرف کا نشیبی راستہ اختیار کر کے بچ کر نکل گیا ہے۔ صاحب ایمان شخص کے لئے یہ نہ صرف ایک ناقابلِ برداشت مقام تھا بلکہ اس میں کچھ مسلمانوں کی سبکی ہونے کا خطرہ بھی تھا۔

رسولؐ خدا کی مجلسِ مشاورت!

رسولؐ نے مشورے کے لئے سب کو بلایا اور پوچھا کہ ابوسفیان کا تعاقب کیا جائے یا قریش سے فیصلہ کن جنگ کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حوصلہ افزا تقریریں کیں، لیکن رسول صلعم انصار کا عندیہ دریافت کرنا چاہتے تھے اور زیادہ تر ان کا باطنی رجحان قریش سے جنگ کی طرف تھا، کاروان کو لوٹ کر مالِ غنیمت حاصل کرنے کی طرف نہ تھا۔ ان کو شک تھا کہ انصار شاید زیادہ مالِ غنیمت کی وجہ سے شامل ہوئے ہیں اور ان کی بیعت کی شرط بھی یہی تھی کہ اگر کفار مدینہ پر حملہ کریں گے تو وہ رسولؐ کی مدد کریں گے ورنہ نہیں!

مسلمانوں کا عزم بالجزم!

انصار رسولؐ کے اس تذبذب کو سمجھ گئے اور سعد بن معاذ نے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے رسولؐ کو یقین دلایا کہ ہم سچے دل سے مسلمان ہیں کسی لالچ کی وجہ سے نہیں۔ آپ اگر ہمیں سمندر میں چھلانگ لگانے کا کہیں گے تو ہمارا ایک سپاہی بھی آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کرے گا۔ ہم میدانِ جنگ میں دشمن سے تصادم کرنے میں بہت خوش ہیں، کیونکہ ہم میدانِ جنگ کے مصائب برداشت کرنے میں دلیر ہیں۔ مقداد بن عمرو نے بھی پرزور تائید کی اور کہا کہ آپ خدا کے حکم کی تعمیل کریں، ہم حضرت موسیٰ کے بنی اسرائیل نہیں جنہوں نے کہا تھا کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑے، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں: فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝ (۵/۲۴)، رسولؐ کو ان اظہاروں سے انتہائی تسلی ہوئی اور یقین دلایا کہ اللہ کے بھروسے پر آگے بڑھو، کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ وہ ابوسفیان کو پکڑنے کی خاطر سمندر کی طرف نشیبی حصے میں بڑھنے کی بجائے بدر کی طرف بڑھے۔

ابوسفیان کا کفارِ مکہ کو واپسی کا مشورہ، لیکن ابوجہل کا ارادۂ جنگ!

ادھر ابوسفیان نے اہلِ مکہ کی طرف جو اس وقت جحفہ میں تھے قاصد بھیجا کہ قافلہ محمدؐ سے بچ کر نکل چکا ہے، وہ اب واپس چلے جائیں ابوجہل نے واپس جانے کی تجویز کی سختی سے مزاحمت کی۔ بنو زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے اپنی فوج کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا اور کوئی

Marfat.com

زہری بدر میں شامل نہ ہُوا۔ بنو ہاشم نے بھی واپس جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن ابوجہل نے انہیں سختی سے روکا اور کفار کا لشکر بدر کی طرف بڑھا۔ رسولِ خدا نے علی بن ابی طالب، سعد بن معاذ اور زبیر بن عوام کو بطور ہراول دستے کے خبر لینے کے لئے روانہ کیا۔ وہ دو غلام اسلم اور ابو لیسار کو پکڑ کر لائے۔ ان سے معلوم ہُوا کہ کفارِ مکّہ روزانہ دس یا نو اونٹ ذبح کرتے ہیں، جس سے رسول صلعم نے اندازہ لگایا کہ دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے۔ انہی غلاموں سے پتہ چلا کہ قریش کے سرکردہ اشخاص ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، حرث بن عامر، طعمہ بن عدی، نضر بن حارث، امیہ بن خلف، ولید، سہیل بن عمرو، نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج ہیں۔ اُدھر ابوجہل نے بھی اپنے جاسوس رسول صلعم کی فوج کا اندازہ لگانے کے لئے دوڑائے تھے۔ جاسوسوں نے ان کی تعداد تین سو بتلائی تو ابوجہل نے یہ خبر تمام فوج میں مشتہر کر دی کہ کفار کو حوصلہ ہو کہ اُن کی فتح اس تھوڑی سی تعداد پر یقینی ہے۔ کفار کی فوج نے اِس ڈھیل کے بعد جو ان کو ابوسفیان کے پیغام سے ملی تھی، بدر کی طرف بڑھنے کا پورا ارادہ کر لیا اور رسولؐ خدا سے کچھ نہ کچھ جم کر لڑنے کا حوصلہ ان کی قلت تعداد کی وجہ سے ہو گیا۔ ابوجہل کی فوج میں کچھ نہ کچھ بددلی پیدا ہونے کے باعث کفارِ مکّہ کے بدر کے نالے تک پہنچنے سے پہلے ہی مسلمانوں کی فوج ۱۶ ماہ رمضان سنہ ۲ ہجری کو اونچی زمین پر قابض ہو چکی تھی۔ بدر کا نالہ اِس پہاڑی کے دامن میں تھا اور اس میں کئی کنوئیں تھے۔ رسولؐ ۱۵ رمضان عشا کے وقت بدر کے پہلے کنوئیں تک پہنچ گئے تھے۔ حباب بن منذر نے جو ان کنوؤں سے بخوبی واقف تھا، رائے دی کہ فوج کی چھاؤنی (معسکر) چاہِ قلب پر بنائی جائے جس کا پانی نہایت شیریں ہے اور وہاں قبضہ کر کے باقی کنوؤں کا پانی اپنی طرف کھینچ لیں۔ آدھی رات کو رسولؐ نے چاہِ بدر پر قبضہ کر لیا۔ حوض بنائے اور باقی کنوؤں کا پانی بھی کھینچ لیا۔ اُدھر برموقع بارش ہو جانے نے بھی مسلمانوں کو آسانیاں دیں، کیونکہ بلند زمین میں فوج کی جولانگاہ کی مٹی بیٹھ گئی۔ کفار کے لئے مشکل تھی کہ وہ نچلی زمین پر تھے جہاں کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ رسولِ خدا کے قیام کے لئے درختوں کی شاخیں لے کر ایک چھپر سا بنا دیا گیا جہاں سے وہ دشمن کا جائزہ لے سکتے تھے۔ کچھ دیر کے بعد دشمن کا ہراول دستہ وادیٔ بدر میں داخل ہُوا اور سخت پیاسا ہونے کی وجہ سے نالے پر لپک پڑا۔ حضرت حمزہ فوراً ایک دستے کو لے کر اُن پر لپکے اور ان کے قائد اسود بن عبدالاسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ تلوار کی صرف ایک ضرب نے اس کی ٹانگ نصف پنڈلی سے کاٹ دی۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ میں اسی حوض سے پانی پیئوں گا یا اُس کو مسمار کر دوں گا۔ پھر گھٹنوں کے بل گرا، حوض کی طرف بڑھا، تو حضرت عمر نے تلوار مار کر قتل کر دیا۔ صرف ایک شخص اس ہراول دستے سے بچا جو بعد میں اسلام لے آیا۔ رسولؐ نے اس پہلی مڈھ بھیڑ پر خدائے عظیم کا اس قدر شکر ادا کیا کہ آبدیدہ ہو گئے۔ رسولِ خدا نے اسی رات یعنی ۱۶ رمضان سنہ ۲ ھ کو فوج کی صف بندی کر لی۔ اُن کے ہاتھ میں ایک تیر تھا۔ جس سے وہ لوگوں کو صف میں کھڑا ہونے کا اشارہ[۱] کر رہے تھے۔ سواد بن غذیہ ایک صحابی صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ رسولؐ نے تیر اُن کے پیٹ میں چبھو کر کہا کہ اے سواد برابر ہو جاؤ! اُس کو بُرا لگا اور کہا کہ حضور نے مجھے دکھ دیا ہے۔ رسولؐ نے پیٹ کھول کر کہا کہ بدلہ

---

(۱) گویا تیر سے صفوں کو سیدھا کرنے کا جنگی عمل مدینہ میں شروع ہو چکا تھا۔ آج مسلمان مُردہ ہو کر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔

لے لو۔ اِس پر سواؓ نے پیٹ پر بوسہ دیا اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ! میں تو جان بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہوں، تیر کا لگنا تو کچھ شے نہیں مسلمانوں میں جوشِ جہاد اتنا تھا کہ صف بندی کے بعد رسولؐ چھپر میں واپس آگئے اور چونکہ یہی سب سے زیادہ خطرے کی جگہ تھی، طلب کیا کہ کون رسولؐ کی حفاظت کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے اپنے آپ کو پیش کیا اور پہرے پر کھڑے ہوگئے!

کفار میں بزدلی کے آثار!

کفار کا لشکر میدانِ جنگ میں پہنچنے پر انہوں نے عمیر بن وہب کو مسلمانوں کی تعداد پھر معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ خوب دیکھ بھال کے بعد عمیر نے بالآخر کہا کہ مسلمان تین سو سے کچھ زیادہ ہیں۔ میں نے کمین گاہیں بھی دیکھ لی ہیں، وہ اس سے بہت زیادہ تعداد میں نہیں ہیں، لیکن مجھے ان کی سرگرمیاں دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے، یثرب کے اونٹ تمہارے لئے موت کا پیغام لائے ہیں۔ مسلمان ایسی زبردست قوم ہے کہ تلوار کے سوا ان کی کوئی اور جائے پناہ نہیں۔ مسلمان اُس وقت نہیں مرے گا جب تک کہ تمہارے کم از کم ایک آدمی کو قتل نہ کرلے، اور اگر تم تین سو قتل ہوگئے تو زندگی کا کیا مزا رہے گا۔ حکیم بن حزام نے (جن کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ تھیں) بھی لڑائی بند کرانے کی کوشش کی۔ وہ پہلے عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے، اُس کو کہا کہ قریش کو یہاں سے واپس لے جاؤ اور عمرو بن حضرمی جس کے قتل کی وجہ سے یہ لڑائی کھڑی کی گئی ہے، اُس کا خون بہا اپنی جیب سے ادا کردو۔ عتبہ اِس تجویز کو مان گیا اور کہا کہ جاؤ ابوجہل کو سمجھاؤ، وہی اِس جنگ کو بھڑکا رہا ہے۔ عتبہ نے اس کے بعد قریش کے سامنے نہایت ولولے سے تقریر کی اور کہا کہ اِس لڑائی میں جدھر بھی قتل ہوئے، ہمارے اپنے رشتہ دار قتل ہوں گے۔ اس لئے اِس لڑائی سے باز آؤ اور واپس چلے جاؤ۔ محمدؐ کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ عرب کے قبائل اس سے سمجھ لیں گے اور اس کو قتل کردیں گے، لیکن وہ اگر کامیاب بھی ہوگیا تو یہ بھی قریش کی کامیابی ہوگی۔" حکیم بن حزام اِس تقریر کے بعد ابوجہل کے پاس آیا۔ اُس نے طعنہ دیا کہ عتبہ بزدل ہوچکا ہے، کیونکہ اُس کا بیٹا مسلمانوں کے قبضے میں ہے۔ ابوجہل نے عمرو بن حضرمی مقتول کے بھائی عامر بن حضرمی کو اُکسایا کہ وہ قریش کو عتبہ کے خلاف بھڑکائے۔ عمرو نے اپنے بھائی کو پیٹ پیٹ کر واویلا مچانا شروع کردیا۔ اُس کا چلانا تھا کہ لڑائی شروع ہوگئی۔ عتبہ ابوجہل کے اِس طعنے سے اتنا برہم ہوا کہ اُس نے جلدی میں خود بھی نہ پہنا، کیونکہ کوئی خود اُس کے سر پر پورا نہ آتا تھا اور صرف چادر سر پر باندھ کر چھلانگ لگادی۔

میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے حیرت انگیز کارنامے دو مسلمان بچوں کی محیر العقول شجاعت!

کفارِ مکہ کے سردار ابوجہل کا قتل!

القصہ ۱۶ رماہ رمضان کی تاریخ تھی کہ کفار کی فوج ناقوس اور سنکھ بجاتی ہوئی پہنچی تھی۔ ، ا رکی صبح کو ابوسفیان کے خسر عتبیٰ اور ہندہ کے بھائی ولید نے پہلی للکار مسلمانوں کو دی۔ اِس کے بعد شیبہ بن ربیعہ اپنے بھائی عتبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ آیا جو عتبیٰ کا

بھائی تھا۔ مسلمانوں میں سے تین صحابہ عوف، معاذ اور عبداللہ بن رواحہ اس للکار پر لڑائی کے لئے نکلے، لیکن کفار نے طنزاً کہا کہ ہم اپنے شہر مکہ کے مرتد بزدلوں کو للکارتے ہیں کہ وہ سامنے آئیں۔ اس پر رسولؐ کے اشارے سے حمزہ، علی اور عبیدہ بن حارث میدان میں نکلے۔ حمزہ اور علی دونوں نے سخت ترین مڈھ بھیڑ کے بعد اپنے دونوں حریفوں شیبہ بن ربیعہ اور ولید کو قتل کیا۔ پھر وہ عبیدہ کی مدد کو گئے جن کو عقبی نے سخت زخمی کیا تھا۔ انہوں نے عقبی کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ بن حارث کو اٹھا کر لے گئے، لیکن وہ اتنے شدید طور پر زخمی تھے کہ جانبر نہ ہو سکے۔

اب لڑائی چاروں طرف سے گھمسان کی تھی۔ مسلمانوں نے شروع شروع میں مدافعانہ رویہ اختیار کیا اور کثیر دشمن کے مقابلے میں اپنی اونچی جگہ پر قائم رہنے کے لئے بے پناہ تیر اندازی کرتے رہے۔ کفار کی فوج زیادہ تر ان کی زد میں اس لئے آئی کہ ان کو پیاس ناقابل برداشت طور پر لگی تھی اور وہ بار بار نالے کے پاس آتے جو دامن کوہ میں بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام مہجع اس طوفانی جنگ میں کام آئے۔ حارثہ بن سراقہ جو انصار میں سے تھے، مہجع سے دوسرے نمبر پر تھے۔ رسول صلعم حضرت ابوبکر کے ساتھ بار بار اپنے خیمہ سے مسلمانوں کو اکساتے اور کہتے کہ مسلمانو! لڑو اور ہرگز نہ ڈرو، جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، جو شخص اس جنگ میں قتل ہو گیا اس کا جنت میں جانا یقینی ہے۔ اسی اثنا میں ایک کافر سراقہ بن مالک نے جو مکہ سے قریش کے ہمراہ آیا تھا، مقتولین کی کثرت کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کی تو کفار میں بزدلی کے آثار نمایاں ہوئے۔ اسی اثنا میں مسلمان آگے بڑھتے بڑھتے کفار کے لشکر میں گھستے گئے اور تیر اندازی کی جگہ تلوار کی لڑائی شروع ہوئی۔ ابوجہل بھی اپنی فوج کو بہادری پر اکسانے کے لئے کہہ رہا تھا کہ "بہادر فوج! سراقہ کے بھاگنے سے تمہارے پائے استقامت میں فرق نہ آنے پائے، اس نے پہلے ہی محمدؐ کے ساتھ سازش کر رکھی تھی، عتبہ، شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے تمہارے حوصلے نہ ٹوٹیں، اس لئے کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ میں لات اور عزیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں لوٹیں گے جب تک مسلمانوں کی اس حقیر تعداد کو رسیوں سے مضبوط نہ باندھ لیں، تم ان کو قتل نہ کرو بلکہ زندہ پکڑنے کی کوشش کرو تاکہ مکہ جا کر ہم ان کو عبرت ناک سزائیں دیں"۔

عبدالرحمٰن بن عوف جنہوں نے کئی کافر قتل کئے تھے اور زرہیں اکٹھی کر رہے تھے، بیان کرتے ہیں کہ میرے دائیں اور بائیں عفراء کے دو لڑکے معوذ اور معاذ کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ابوجہل کو آپ پہچانتے ہیں؟ ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول خداؐ کو گالیاں دیتا ہے اور ہم دونوں نے اس کو قتل کرنے کی قسم کھائی ہے۔ ابوجہل اس وقت سرتاپا مضبوط زرہوں میں چھپا ہوا تھا اور اپنے گھوڑے پر سوار لشکر کے دائیں بائیں گشت لگا کر چیخ رہا تھا۔ میں نے ان دو لڑکوں سے کہا کہ یہ ابوجہل ہے۔ یہ سنتے ہی معوذ اور معاذ اپنی تلواروں کے ساتھ شہباز کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کی ران کو ہڈی تک زخمی کر کے اس کو زمین پر گرا لیا۔ اس دوران میں کفار شکست کھا کر میدان سے بھاگ رہے تھے کہ عبداللہ بن مسعود ان دو لڑکوں کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ ان دو لڑکوں نے ابوجہل کو بیکار کر کے اس کو زمین پر گرا دیا ہے۔ ابن مسعود نے

اس کی چھاتی پر پاؤں رکھ کر اس پر وار کیا اور تلوار سے گردن کاٹ ڈالی جب کہ اس میں ابھی دم تھا اور وہ رسولِؐ خدا پر بے تحاشا لعنتیں بھیج رہا تھا۔ ابنِ مسعود اس کا سر کاٹ کر لائے اور رسولؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ دونوں لڑکے بھی رسولؐ کے پاس پہنچے۔ رسولؐ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے ابوجہل کو قتل کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ ابنِ مسعود سے بھی یہی سوال تین دفعہ کیا لیکن وہ خاموش رہے۔ رسولِؐ خدا نے معوذ اور معاذ کی تلواریں دیکھ کر کہا کہ تم نے ابھی تک اپنی تلواروں کا خون بھی نہیں پونچھا، کہا کہ بے شک تم دونوں نے قتل کیا۔ ابوجہل کے سر کو دیکھ کر رسولؐ نے ابنِ مسعود کو کہا کہ مجھے اس کی نعش پر لے چلو۔ بہت سے مسلمان اُن کے ہمراہ گئے۔ رسولؐ نے ابوجہل کی نعش کو دیکھ کر کہا کہ یہ اس اُمت کا فرعون تھا جس کو خدا نے قتل کیا۔

ابوجہل کے قتل کے بعد لشکرِ کفار میں بھگدڑ

ابوجہل کے قتل کے بعد کفار کے لشکر میں عام بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمان سب طرف کفار کی نعشوں کو رَوندتے ہوئے دوڑ رہے تھے اور بھگوڑوں کو رسیوں میں باندھ رہے تھے۔ ستر قیدی آناً فاناً گرفتار ہو گئے۔ خوف و ہراس اس قدر تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ اُمیہ بن خلف (جو حضرت بلال کا آقا تھا اور مکہ میں میرا بڑا دوست تھا) اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تو فریاد کی کہ ہم دونوں کو بچالو، کیا تمہیں اپنے رشتہ داروں کی ضرورت نہیں رہی؟ میں دونوں کے ہاتھ پکڑ کر لے جا رہا تھا کہ دفعتہً بلال نے ہمیں دیکھ لیا اور چونکہ امیہ نے مکہ میں بلال کو دردناک ایذائیں دی تھیں، اس نے انصار کو آوازدی کہ جلدی دوڑو، انصار ان پر ٹوٹ پڑے اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے اُمیہ کی طرف آئے جس کو چھپانے کے لئے میں اس کے جسم پر لپٹا ہوا تھا۔ انصار نے نیچے سے تلواروں سے کرید کرید کر اُس کو ختم کر دیا۔ ایمان کا جوش اس فراوانی پر تھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے سگے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت سعد بن معاذ کے چہرے پر جب کہ وہ رسولِؐ خدا کی قیام گاہ پر پہرہ دے رہے تھے، کراہت اور غصّہ کے آثار نظر آ رہے تھے۔ رسولِؐ خدا نے پوچھا تو کہا یہ پہلی شکست ہے جو خدا نے کفار کو دی ہے، میرے نزدیک ان کو قید کرنے کی بجائے قتل کر دینا بہتر ہے۔ رسولِؐ خدا نے اعلان کر دیا تھا کہ بنو ہاشم کے بعض افراد اس جنگ میں جبراً گھسیٹے گئے ہیں اُن کو گرفتار کر لو مگر قتل نہ کرو۔ ابوالبختری بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب کو بھی قتل نہ کرو کیونکہ عباس کو زبردستی لایا گیا ہے اور ابوالبختری نے مجھے کبھی ایذا نہیں پہنچائی۔ مجذر بن زیاد نے انہیں رسولؐ کے اعلان کے متعلق خبر دی تو ابوالبختری نے کہا کہ میرے بنولیث کے ہمسفر جنادہ بن ملیحہ کو بھی امان دو تو گرفتار ہوتا ہوں، ورنہ مجھے قتال منظور ہے۔ یہ کہہ کر مجذر پر حملہ آور ہوا اور جان دے دی۔ عفراء کے دونوں بیٹے معوذ اور معاذ جن کا ذکر اوپر ہوا ابوجہل کو قتل کرنے کے بعد بھی میدانِ جنگ میں بے پناہ طور پر لڑتے رہے اور دونوں شہید ہو گئے۔

کفار کے ستر مقتولین میں سے چوبیس سرداران قریش تھے، مسلمانوں کے صرف چودہ افراد شہید ہوئے

الغرض اس جنگ میں ۷۰ کفار قتل ہوئے جن میں سے ۲۴ سرداران قریش تھے۔ ۷۰ کے قریب گرفتار کئے گئے جن

Marfat.com

میں رسولؐ کے چچا عباسؓ، ابولہب کے بیٹے اور رسولؐ کے داماد ابوالعاص اور رسولؐ کے چچازاد بھائی عقیل ابن ابی طالب حضرت علی کے بھائی تھے۔ مسلمانوں کے صرف ۱۴ صحابی (۶ مہاجر اور ۸ انصار) شہید ہوئے۔ عباسؓ کو ابوالیسیر نے گرفتار کیا تھا جو نہایت پست قد تھا لوگوں کے طعنہ دینے پر عباسؓ نے کہا کہ مجھے تو ایک قدآور گھوڑ سوار نے پکڑا تھا جس کا گھوڑا اتنا بڑا تھا کہ میں نے ایسا گھوڑا آج تک نہ دیکھا تھا۔ رسولِ خدا نے اپنے چچا کو شرمساری سے بچانے کے لئے کہا کہ ابوالیسیر کی فرشتوں نے مدد کی تھی۔ ابوالعاص ابن ربیع ابن شمس کے متعلق اُمید تھی کہ وہ اسلام لاکر گرفتاری سے نجات پائے گا مگر وہ اڑا رہا۔ اس کے پاس فدیہ دینے کو بھی رقم نہ تھی، لیکن حضرت زینب نے اپنا ہار رسولؐ کو بھیجا جس کو دیکھ کر وہ آبدیدہ ہوگئے اور صحابہ سے کہا کہ ابوالعاص کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے اور ہار بھی واپس کر دیا جائے۔ صحابہ نے اعتراض کیا۔ بالآخر رسولؐ اس کو اس شرط پر رہا کرنے پر راضی ہوئے کہ وہ ان کو اپنی بیٹی زینب جو اس کی بیوی تھیں، واپس کر دے اور جب تک زید بن حارثہ زینب کو مکہ سے نہ لائے وہ بطور یرغمال کے رہے۔ ابوالعاص نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

بے شمار مالِ غنیمت اور اُس کی تقسیم، قیدیوں کے بارے میں رسولؐ کا مشورہ اور تاوان کی تعیین!

اس فتح کے بعد رسول صلعم نے تین روز میدانِ جنگ میں قیام کیا۔ کفار کی نعشوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کو ایک کنوآں کھود کر اُس میں دفن کر دیا جائے۔ اس کنوئیں میں ۲۴ سردارانِ قریش بھی ڈالے گئے۔ ۲ھ ہجری میں چونکہ سورۂ بقرہ نازل ہو چکی تھی اور اس میں کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کا حکم درج تھا اس لئے مسلمان بدر کی جنگ میں روزے سے تھے۔ ۲۰ رمضان کو رسولؐ میدانِ جنگ سے روانہ ہوئے۔ قیدی اور بے شمار مالِ غنیمت ساتھ تھا۔ جب مقام صفرا پر پہنچے تو مجاہدوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا اور نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ عرق الظبیہ کے مقام پر عقبہ بن ابی المعیط کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ ڈھیل ان دونوں کو اس لئے دی گئی تھی کہ شاید اسلام لے آئیں، مگر وہ اڑے رہے۔ مدینہ میں داخل ہونے پر جاہ و جلال اتنا تھا کہ ہر شخص اسلام لانے میں سب سے آگے تھا۔ قیدیوں کے معاملہ میں رسولؐ نے مشورہ کیا تو حضرت عمر نے سب کو قتل کرنے کی رائے دی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ یہ ہماری قوم کے افراد ہیں، شاید کہ اسلام لے آئیں، ان سے فدیہ وصول کر کے چھوڑ دیا جائے۔ رسولؐ نے حضرت ابوبکر کی رائے پسند کی اور چار ہزار درہم فی قیدی تاوان مقرر ہُوا، رؤسا سے زیادہ رقم کا مطالبہ کیا گیا۔ مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت رسولؐ نے حکم دیا تھا کہ سب مسلمان میں برابر تقسیم کیا جائے اور چونکہ عرب میں مدت سے رواج تھا کہ سردار قوم کو چوتھا حصہ دیا جائے، رسولؐ نے خود بھی ہر مسلمان کے برابر مالِ غنیمت لینا منظور کیا۔ اس مالِ غنیمت سے رسولِ خدا کے حصہ میں مشہور تلوار ذوالفقار جس کی آب بڑی پائدار اور دھار بڑی تیز تھی ہاتھ آئی۔ رسولِ خدا اس تلوار کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ تلوار حضرت علی کے قبضے میں آئی۔

Marfat.com

قیدیوں کے قتلِ عام نہ کرنے کے متعلق رسولِ خدا کو وحی کے ذریعے تنبیہ!

قیدیوں کے معاملہ میں رسولِ خدا نے حضرت ابو بکر کی رائے کو پسند اور حضرت عمر کی رائے کو مسترد کیا تھا، لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ نے بھی رائے دی تھی کہ ایک وادی میں بہت سا ایندھن جمع کر کے ان کو زیادہ جلا دیا جائے۔ اس لئے عام رائے اُن کے قتل کے حق میں تھی، اُدھر قرآن میں رسولؐ کو تنبیہ حسب ذیل الفاظ میں کی گئی:-

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ (۸:۹)

کسی نبی کو جب تک وہ روئے زمین سے کافروں کا قتلِ عام کر کے اُن کی بیخ نہ اُکھیڑ دے، اپنے پاس قیدیوں کا رکھنا مناسب نہیں تم دنیا کا فائدہ چاہتے ہو اور اللہ انجام کا فائدہ چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اس امر کا فیصلہ پہلے سے ہی نہ ہوا ہوتا تو جو تاوان تم نے اُن سے لیا ہے، اس سے یقیناً تم کو بڑا عذاب ملتا۔

مسلمانوں کا جوشِ ایمان!

اس وحی کے نازل ہونے پر رسول صلعم اور حضرت ابو بکر دیر تک روتے رہے۔ حضرت عمرؓ کو کہا کہ اگر میں تمہارے مشورے پر عمل کرتا تو خدا مجھ سے ناراض نہ ہوتا۔ رسولِ خدا نے قیدیوں کے متعلق ہدایات دے دی تھیں کہ ان سے عمدہ سلوک کیا جائے۔ بدر میں کفار کی طرف سے ابوعزیز جو حضرت مصعب بن عمیر کے سگے بھائی تھے، نضر بن حرث کے بعد جھنڈا اُٹھانے پر مقرر ہوتے تھے۔ حضرت ابوالیسر انصاری نے ان کو گرفتار کیا تو رسول صلعم نے ابوعزیز کو انہی کی تحویل میں کر دیا۔ وہ ان سے نہایت عمدہ سلوک کرتے، خود کھجوروں پر گزارہ کرتے اور ان کو گندم کی روٹی مہیا کرتے۔ ایک روز مصعب بن عمیر ابوالیسر کے سامنے سے گزرے تو ابوعزیز کے متعلق کہا کہ اس کی رسیاں مضبوطی سے باندھنا، اس کی ماں بڑی مالدار ہے، اس کا فدیہ دے کر چھڑالے گی۔ ابوعزیز طیش میں آگیا، کہا کہ سگا بھائی ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو۔ مصعب نے کہا میرے بھائی ابوالیسر ہیں جس نے تمہیں گرفتار کیا، تم اس وقت بھائی بنو گے جب اسلام لے آؤ گے۔ حضرت عباس کا فدیہ انصار نے ادا کرنا چاہا مگر آنحضرتؐ نے منظور نہ کیا بلکہ دولت مند ہونے کی وجہ سے اُن سے زیادہ رقم لی گئی، حالانکہ ان کی اپنے چچا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ پہلی رات عباس کی رسیاں زیادہ کسی ہوئی تھیں اور وہ چیخیں مارتے تھے۔ رسولؐ کو ان کراہوں کے سننے سے نیند نہ آئی اور جب تک اُن کی رسیاں ڈھیلی نہ کی گئیں، رسولِ خدا نے نیند نہ کی۔

اس جوشِ ایمان کے باوجود مکہ کے قریش سے مسلمانوں کی رشتہ داری کی محبت کا جذبہ بھی موجود تھا۔ رسولِ خدا کی بی بی حضرت سودہ

Marfat.com

ایک دفعہ عفرآ کے مکان میں تھیں کیونکہ ان کے دونوں صاحبزادے معوذ اور معاذ بدر میں شہید ہوگئے تھے اور وہ ماتم کرنے گئی تھیں جب گھر واپس آئیں تو سہل بن عمرو رسیوں سے جکڑا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اُس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ سہل کی تکلیف دیکھ کر سودہ پر رقت طاری ہوگئی۔ رسولؐ کے سامنے حضرت سودہ نے کہا، تم نے کیوں اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کیا؟ کیوں نہ ان کو قتل کرتے کرتے خود قتل ہوگئے؟ رسول صلعم نے کہا۔ سودہ! دیکھو تو اسلام کے ساتھ غداری کر رہی ہو۔ سودہ نے کہا۔ مجھے معافی دے دیں، مجھے اس کی حالت دیکھ کر ترس آگیا تھا!

قریش کے گھروں میں صفِ ماتم!

مکہ میں قریش کے گھروں میں صفِ ماتم تھی۔ عیسمان بن عبداللہ خزاعی بدر کی شکست کی خبر سب سے پہلے لایا اور گن گن کر ۲۴ سردارانِ مکہ کے قتل کی خبر دی۔ زمعہ بن اسود اور حجاج کے دونوں بیٹوں نبیہہ اور منبہہ کے متعلق بھی کہا کہ قتل ہو چکے ہیں، صفوان کو اُس کے باپ اور بھائی دونوں کے متعلق کہا کہ ختم ہوگئے ہیں۔ عورتوں نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے، گھوڑوں اور اونٹوں کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔

ابولہب کا دردناک انجام!

ابورافع جو عباس کے غلام تھے، مکہ میں تھے اور در پردہ مسلمان تھے، کہتے ہیں کہ حضرت عباس قریش سے ڈرتے تھے اور اپنا اسلام اُن سے چھپاتے تھے۔ وہ بڑے مالدار تھے اور اُن کا سرمایہ تمام قوم میں پھیلا ہوا تھا۔ بدر کی شکست کے بعد ایک دن حضرت عباس کی زوجہ اُم فضل میرے پاس حجرۂ زمزم میں بیٹھی تھیں جہاں میں تیر بنایا کرتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کی رہائی کی فکر میں تھیں۔ مغیرہ ابن حارث نے بدر کی کہانی ابولہب کے سامنے بیان کرنی شروع کی۔ کہا، قریش کو شکست اس لئے ہوئی کہ ہمارے مقابلہ میں مسلمانوں کے علاوہ ایسے سپاہی آئے جو سفید رنگ کے تھے اور چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ میں نے کہہ دیا کہ "وہ فرشتے تھے"۔ ابولہب نے میرے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور مجھ پر چڑھ بیٹھا اور خوب مارنا شروع کیا۔ اُم فضل نے ابولہب کے سر پر ایک میخ اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ کہا کہ تو اس واسطے دلیر ہوگیا کہ اس کا آقا غائب ہے۔ ابولہب اُٹھ کر چلا گیا۔ سات روز کے بعد وہ چیچک میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ تین روز تک اُس کی لاش پڑی سڑتی رہی، کیونکہ عرب لوگ چیچک سے بہت ڈرتے تھے۔ لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنہ دیا تو بیٹوں نے دُور سے اُس کی نعش پر ذرا سا پانی پھینک کر اُس کو غسل دیا اور مکہ کے بالائی حصہ میں ایک دیوار کے قدموں میں پھینک کر اُوپر بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے۔ اس طرح اس فتنہ پرداز شخص کا خاتمہ ہوا۔ اس کے لڑکے عتبہ کو بھی شام کی طرف جاتے ہوئے شیر نے حملہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا!

ابوالعاص دامادِ رسولؐ کی رہائی!

ابوالعاص بن ربیعہ کو رسولِ خدا نے اپنی بیٹی زینب سے کہ چھوڑ دیا اگرچہ ابوالعاص کا سلوک شروع سے اپنی بیوی سے عمدہ

رہا تھا، لیکن مسلمان عورت کا نکاح مشرک سے قائم نہ رہ سکتا تھا۔ بعثت کے بعد قریش نے ان کو مجبور کیا تھا کہ وہ رسولؐ کی بیٹی کو طلاق دے دے، مگر انہوں نے انکار کر دیا!

زینب دختر رسولؐ سے کفّار کا شرمناک سلوک!

ابوالعاص مکہ کے مالدار تاجروں میں سے تھا، لیکن اس کے خیالات وسیع تھے۔ حضرت زینب کے ذاتی عقیدوں کی وجہ سے اُن سے بدسلوکی نہ کرتا تھا۔ زید بن ثابت حضرت زینب کو لے کر مدینہ تو پہنچ گئے، لیکن اُن کو مدینہ لانے میں قریش نے بعد رکاوٹیں ڈالیں۔ زیدؔ نے قریش کی شکست سے ڈر کر مکہ سے باہر قیام کیا تھا اور ابوالعاص کے بھائی کنانہ کو ابوالعاص کی انگشتری دکھا کر پیغام بھیجا کہ زینب کو پردہ دار ہودج میں اُن کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ راستہ میں قریش نے سخت مزاحمت کی۔ اسی شور و شر میں ایک بدبخت کافر نے محمل پر زور سے نیزہ مارا جس سے زینب بال بال بچ گئیں، لیکن اُن کا حمل گر گیا۔ ابوسفیان نے کنانہ کو سخت ملامت کی کہ اُس نے کیوں زینب کو سپرد کر دیا، اس میں قریش کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ بالآخر محمل کو واپس مکہ لایا گیا اور کنانہ نے خفیہ طور پر اس کو کئی راتوں کے بعد زیدؔ کے سپرد کیا۔

حضرت عثمان کے متعلق اوپر آ چکا ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ حضرت رقیہؓ عین اُس دن انتقال کر گئیں جب کہ وہ قاصد جو سب سے پہلے فتح بدر کی خبر مدینہ میں لا رہا تھا، شہر کے دروازے میں داخل ہوا۔ اس وقت حضرت رقیہؓ دفن ہونے کے لئے لے جائی جا رہی تھیں۔ چند دنوں کے بعد زینب مکہ سے آ گئیں اور رسولؐ کا کچھ غم غلط ہوا، لیکن رسولِ خدا زینب کے دُکھ سے اس قدر غمگین اور غصے میں رہے کہ ہبّار کو گرفتار کرنے اور زندہ جلانے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس حکم کو واپس لے لیا اور کہا کہ صرف خدا ہی انسان کو آگ کی سزا دے سکتا ہے۔ یہی کافی ہے کہ اُس کو قتل کیا جائے جس نے ایک معصوم عورت پر حملہ کیا ہو۔

رسولؐ کا قیدیوں سے رحیمانہ سلوک

رسولِؐ خدا نے بعض قیدی بغیر فدیہ رہا کر دیئے۔ مطلب بن منطب مخذومی کو وعدہ پر چھوڑ دیا مگر اُس نے فدیہ نہ بھیجا۔ ابوعزّہ عمرو بن عبداللہ ایک ہجو گو شاعر تھا۔ اس نے منّت کی کہ میں مفلس ہوں۔ رسولؐ نے اس وعدہ پر کہ پھر مخالفانہ شعر نہ لکھے گا چھوڑ دیا۔ اُس نے پکا وعدہ کیا، لیکن جھوٹا تھا۔ غزوۂ اُحد میں اُس نے کافروں کو سخت بھڑکایا۔ جو قیدی بالکل غریب تھے، اُن کو کہا دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھلا دو، تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔

غزوۂ بدر کے چند دن بعد قریش اپنی شکست کا رونا مجلسوں میں بیٹھ کر رو رہے تھے لیکن کسی کو رونے کی اجازت نہ دی۔ مکہ کے باہر مقام حجر میں صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب اکیلے سردارانِ قریش پر افسوس ظاہر کر رہے تھے کہ عمیر نے کہا۔ اگر مجھے بال بچوں کا غم

Marfat.com

اور قرضدار نہ ہوتا تو میں محمدؐ کا خاتمہ کر دیتا۔ صفوان نے دونوں باتوں کا ذمہ لیا اور اس تجویز کو پورے راز میں رکھنے کا عہد باندھا۔ عمیر نے تلوار زہر میں بجھائی اور مدینہ روانہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے اتفاقاً دیکھ لیا اور گردن پکڑ کر حضورؐ کے پاس لائے اور کہا کہ اس کا بیٹا فدیہ نہ دینے کی وجہ سے ابھی تک قید ہے اور تلوار اس کے ہاتھ میں ہے۔ رسولؐ نے پوچھا، کس طرح آئے اور تلوار کیوں لائے؟ کہنے لگا، ہماری تلواروں نے بدر میں آپ کا کیا کر لیا! رسولؐ نے کہا۔ سچ بتاؤ حجر کے مقام پر تم نے صفوان سے کیا عہد کیا؟ عمیر ششدر رہ گیا اور اسی وقت کہا۔ خدا کی قسم آپ نبی ہیں اور میں دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔ رسولؐ نے اس کا بیٹا بھی رہا کر دیا۔ پھر مکہ جا کر تبلیغ کرنے کی اجازت رسول صلعم سے مانگی جو انہوں نے دے دی۔ یہ بڑے دبنگ مبلغ تھے، جو اسلام قبول نہ کرتا اس کو بہت اذیت پہنچاتے ـــ رسولِ خدا غزوۂ بدر کے سلسلے میں مدینہ سے باہر قریباً دو ہفتے رہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ — قرآن کریم

خدائے عزوجل درحقیقت کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ
قوم کے لوگ اپنی حالت کو آپ نہ بدلیں،

خطابِ مصر

یعنی

موتمر خلافت قاہرہ مصر میں عربی تقریر
جو
۱۳ر مئی ۱۹۲۶ء کو صاحبِ تذکرہ نے کی۔

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ

Marfat.com

(۶)

مدینہ میں مُنافقت کا زور

غزوۂ بدر کے بعد سورۃ انفال(×) میں مسلمانوں کو کفار پر غالب آنے کے لیئے

آپس میں متحد رہنے اور اطاعت رسولؐ کی مزید تعلیم!

مسلمانوں کو جہنم کی دھمکیاں، کفار کے مکمل استیصال کا عزم

جیسا گزر چکا ہے **جنگِ بدر** ۲ہجری کے ماہِ رمضان کے وسط میں شروع ہوئی تھی اور رسولؐ اس سلسلے میں مدینہ سے باہر قریباً دو ہفتے رہے۔ انہی ایام میں مدینہ کی پانچویں وحی یعنی سورۃ انفال (۸) نازل ہوئی جس کا حجم کم و بیش ۱۹۰ سطریں ہیں اور جو ترتیب نزول کے اعتبار سے ۹۵ ویں وحی ہے۔ اس سورۃ میں جو عظیم الشان سبق مسلمانوں کو ان کے جماعتی استحکام کے متعلق دیئے گئے، جس طریقہ سے اس چھوٹی سی جماعت میں اطاعت امیر اور باہمی اتحاد کی خوبیاں بیان کر کر کے ان کے دلوں کو جوڑ دیا گیا، جس تندہی سے ان کے شروع شروع کے چھوٹے سے حوصلوں کی ملامت کر کے بڑے بڑے حوصلے پیدا کرنے کی ترغیب دی، بلکہ اُن کو کفار کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دینے پر اُبھارا، روئے زمین کی تاریخ میں کسی رہنمائے جماعت کی کامیاب تجویز و تدبیر کی واحد مثال ہے۔ سورۃ انفال کے مختلف رکوعوں کا سلسلہ وار مختصر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ نبیؐ کا قرنِ اول کا لایا ہوا اسلام واضح ہوتا جائے اور جو بھیانک اور دینِ اسلام کی محرف تصویر آج کے زمانے میں رسمی مسلمان بنائے بیٹھے ہیں اور اُس کا بُعد پہلے اسلام سے خود بخود ظاہر ہو۔

سب سے پہلے اس امر کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ غزوۂ بدر کی عظیم الشان فتح کے بعد پہلا سوال جس کے متعلق مسلمانوں کے دلوں کو مطمئن کرنا تھا، مالِ غنیمت کا سوال تھا۔ یہ مسئلہ ایسا نازک مسئلہ تھا کہ وحی کے براہِ راست احکام کے بغیر مسلمانوں کی تسلی نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ پہلے رکوع میں ہے:۔

مسلمان وہ ہے جس کا دل خدا کے یاد آنے پر دہل جاتا ہے!

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص

(×) نیز سورۃ محمدؐ میں (دیکھو صفحہ ۷۶)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ : (۸/۱)۔

(۱) - (اے محمدؐ!) تم سے مسلمان مالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں، تو انہیں کہہ دو کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور اُس کے رسولؐ کا ہے (وہ جس طرح چاہے خرچ کرے) اور تم مسلمان تو خدا سے (انتہائی طور پر) ڈرتے رہو اور آپس میں (مکمل طور پر) صلح سے رہو (اور مالِ غنیمت کے متعلق کوئی فساد نہ مچاؤ اور) اگر (فی الحقیقت) ایمان والے ہو (تو خدا کے احکام کی اطاعت اور رسولؐ کے (منہ سے بولے ہوئے) حکموں کی (بے چون و چرا) تعمیل کرو اور (جان لو کہ) مومن صرف وہ ہیں کہ جب اُن کو خدا یاد دلایا جاتا ہے تو اُن کے دل (خوفِ خدا سے) لرز اُٹھتے ہیں اور جب اُن پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن حکموں پر اُن کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار کے حکموں پر پُورا بھروسہ کرتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ مالِ غنیمت کے بارے میں بھی جو حکم خدا کی طرف سے اُن کی مرضی کے خلاف آتے ہیں، ان میں بھی تمام مسلمان قوم کی بھلائی ہے) اور یہ مومن وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ مال ہم نے اُن کو دے رکھا ہے اُس مال کو راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ تو یہی وہ لوگ ہیں جو سچے مومن ہیں اور انہی کو خدا کے ہاں سے بلند درجے ملیں گے اور ان کی (درماندگیوں پر) پردہ پوشی کی جائے گی اور بڑی باعزت روٹی (آگے چل کر) ان کو ملے گی۔

(۲) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ○ يُجَادِلُوْنَكَ
فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى
الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ
وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ : (۸/۱)

(۲) اے محمدؐ! وہ وقت یاد کرو جب کہ تم مدینہ سے (بدر کی طرف قریش کے مقابلے کے لئے) سچی نیت سے نکلے تھے (یعنی کہ ان کو شکست دیں) لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ اِس بات کو پسند نہ کرتا تھا (بلکہ چاہتا تھا کہ ابوسفیان کے قافلہ پر حملہ کرے کیونکہ وہ نسبتاً کمزور قافلہ تھا اور اُن کو فتح حاصل کرنے کی زیادہ اُمید تھی) - وہ گروہ باوجود اس کے کہ (تمہاری طرف سے) حق بات ظاہر ہو چکی تھی، جھگڑا کر رہا تھا اور سمجھتا تھا کہ گویا وہ موت کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں اور وہ (اس) انتظار میں تھے (کہ تم اُن کی بزدلی کی بات مان لو)۔ یاد کرو کہ اُس وقت تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ اِن دونوں قافلوں میں سے ایک جماعت تمہارے قبضہ میں (ضرور) آئے گی اور تم چاہتے تھے کہ چلو (ابوسفیان کا) کمزور قافلہ ہی ہمارے ہاتھ آ جائے حالانکہ خدا یہ چاہتا تھا کہ خدا (قریش کی سب سے طاقتور جماعت کو شکستِ فاش دے کر اپنے حکم سے سچائی کا بول بالا (ہمیشہ کے لئے)

کر دے اور کافروں کی جڑ (اس طرح) کاٹ کر رکھ دے تاکہ سچ ثابت ہو جائے اور باطل باطل خواہ مجرم لوگوں کو یہ امر ناگوار ہی گزرے۔

(۳) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ؏ : (۸/۱)۔

(۳) اور مسلمانو! وہ وقت یاد کرو کہ تم بدر کے میدان جنگ میں چیخیں مار رہے تھے (کہ اے اللہ کافروں پر فتح پانا بہت مشکل ہے اور رسولؐ نے ہمیں ان سے لڑوا کر موت کی طرف دھکیلا ہے) تو خدا نے تمہاری فریاد قبول کر لی کہ میں درحقیقت یکے بعد دیگرے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرنے والا ہوں (اس لئے اپنے حوصلے قائم رکھو) اور یہ مدد دراصل فتح کی خوشخبری تھی اور اس لئے کہ تمہارے دلوں کو تسلی ہو اور فتح تو صرف اللہ کے ہاں سے ہوا کرتی ہے کیونکہ خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

(۴) دوسرا رکوع اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ : (۸/۲)۔

(۴) اور وہ وقت یاد کرو کہ جب (میدانِ بدر میں) خدا نے (تمہارے ڈر کو کم کرنے کے لئے اور دلوں کو پُرامن کرنے کے لئے اپنی طرف سے تم پر غنودگی سی طاری کر دی اور (جب تم اونچی زمین پر قابض ہو چکے تھے تو) آسمان سے بارش برسا دی تاکہ اس بارش کی وجہ سے (تمہارے دلوں کو دشمن کے خوف سے) پاک کر دے اور شیطانی (وسوسوں کی) گندگی تم سے اُچک لے جائے اور تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ کر طاقت ور کر دے اور تمہارے قدموں کو (میدانِ جنگ میں) مضبوط کر دے۔ وہ وقت یاد کرو کہ خدا اپنی خدائی طاقتوں (یعنی) فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، اس لئے مسلمانوں کے قدم جمائے رکھو، کیونکہ عنقریب ہی میں کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا ڈر ڈال دوں گا اس لئے (اے مسلمانو! حوصلہ کر کے) تم ان کی گردنوں پر تلواریں مارو اور اُن کی پور پور اس لئے کاٹ دو کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو ایذائیں دیں اور جو قوم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتی ہے تو خدا بڑا بدلہ لینے والا ہے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق جھگڑا نہ کرنے کی ان تنبیہوں اور بدر میں خدائی تائید کے ان واقعات کو یاد دلانے کے بعد خدا آئندہ جنگوں کو مدنظر رکھ کر چاہتا تھا کہ کمزور مسلمانوں کو ثابت قدم رکھنے کے لئے مزید دھمکیاں جہنم ملنے کی دے تاکہ مسلمان کہیں پیٹھ

Marfat.com

نہ پھیریں، اس لئے کہا :-

دشمن سے جنگ کے وقت جو مسلمان پیٹھ دکھائے وہ جہنمی ہے!

(۵) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا(×) اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (۸/۲)

(۵) اے مسلمانو! جب کبھی تمہارا مقابلہ کفار سے ہو تو ہرگز ہرگز پیٹھ پھیر کر پیچھے نہ ہٹو اور جان لو کہ اس دن بجز اس کے کہ کوئی شخص کنی کاٹ کر جنگ کے لئے یا کسی دستہ فوج میں جگہ لینے کے لئے پیٹھ پھیرتا ہے، کسی نے پیٹھ دکھائی تو وہ اللہ کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے (مسلمانو! یاد رکھو کہ بدر کے میدان جنگ میں) تم نے تو کافروں کو قتل نہ کیا تھا (کیونکہ تم تو بدر کی طرف آنے پر جھگڑا کرتے تھے) بلکہ خدا (کی تجویز و تدبیر) نے ان کا قتل (عام) کیا اور (اے محمدؐ! تو بھی سن لے، کہیں اکڑ میں نہ آجا) تم نے تو بدر میں تیر زنی نہ کی تھی، جب تم نے تیر مارے تھے، وہ تو اللہ نے (وحی کے ذریعے حکم دے کر) تیر مارے تھے تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف کسی (ایسی) آزمائش میں نہ ڈالے جس کے نتائج اچھے ہوں، کیونکہ خدا غور سے معاملات کو سمجھنے والا اور حالات کا جاننے والا ہے، اور یہ اس لئے تھا کہ خدا کافروں کی تدبیروں کو کمزور کرنے والا ہے۔

پھر اس طعنہ زنی کے ذریعے سے مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے کے بعد ان کو اور آمادۂ عمل کرنے کے لئے کہا :-

(۶) اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (۸/۲)

(۶) اگر تم فتح ہی چاہتے تھے تو (دیکھ لو کہ تمہارے رسولؐ سے جھگڑا کرنے کے باوجود) تم پر فتح تو آچکی (اور یہ اس لئے کہ بالآخر تم نے رسولؐ کا کہنا مان لیا تھا) اور اگر تم (آئندہ کے لئے رسولؐ سے جھگڑا کرنا اور اس کے حکم کو ناپسند کرنا) ختم کر دو گے تو تمہارے لئے اچھا ہے۔(××) اور اگر تم پھر وہی بات کرو تو ہم بھی وہی اپنی بات کریں گے (یعنی کہ تم کو نافرمانی کی وجہ سے جہنم دیں گے) اور پھر تمہاری جمعیت خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہوتی

(×) اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جہنم کی دھمکیاں مسلمانوں کو دی گئی ہیں بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ خدا ہی نے تم کو بدر میں فتح دی تھی، تم نے تو اپنی ہمت سے کچھ نہ کیا تھا۔

(××) مترجمین نے جو ترجمہ کیا ہے کہ یہ دھمکی کافروں کو ہے، میں اس سے ہرگز متفق نہیں ہوں۔

Marfat.com

جائے، تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور یاد رکھو اللہ تو (صرف) ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

اطاعتِ امیر ایمان کا جزوِ لاینفک ہے!

ان دھمکیوں کے معاً بعد تیسرے رکوع میں پھر اطاعتِ رسولؐ یعنی اطاعتِ امیر پر زور دیا اور کہا کہ اے ایمان والو! اللہ کے حکموں اور رسولؐ کے بالمشافہ حکموں کی (مکمل) اطاعت کرو اور رسولؐ سے اُس کے حکم سُن کر سرتابی ہرگز نہ کرو اور ان شخصوں کی طرح نہ ہو جانا جو (ٹال مٹول کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہاں سُن لیا، لیکن دراصل سُنتے نہیں (کیونکہ اُن کا ارادہ اُس حکم پر عمل کرنے کا نہیں ہوتا) بے شک خدا کے نزدیک بدترین حیوان وہ بہرے اور گونگے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں (کہ جو حکم دیا گیا ہے اُس میں ان کو کتنا بڑا فائدہ ہے)۔

عصیانِ امیر ظلم ہے جس سے تمام قوم فنا ہو جاتی ہے!

.... پھر اسی بات کو دُوسرے لفظوں میں دُہرا کر کہا کہ اے ایمان والو! خدا اور رسولؐ کے حکم مانو اور جان لو کہ انسان اور اُس کے دل کے درمیان خدا کھڑا دیکھ رہا ہے (کہ اُس نے یہ حکم دل سے مانا ہے یا صرف ہاں کہہ کر ٹال دیا ہے) اور اس عذاب خدا کے فتنہ سے ڈرو جو (امیر کی نافرمانی کی وجہ سے) صرف اُن لوگوں پر ہی خاص کر نہ آئے گا جو اُس ظلم کے مُرتکب ہوں گے (بلکہ نافرمانی کی وجہ سے ساری قوم کی قوم غرق ہو جائے گی) اور خدا تو سخت بدلہ لینے والا ہے: يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ .... يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (۸/۳)۔

مال اور اولاد فتنہ ہیں، اِن سے مومن بچیں!

پھر کہا، تم کمزور تھے، تم کو زور آور (یہی سخت حکم دے کر) کیا۔ رسولؐ کے حکموں میں خیانت نہ کرو، امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ اگر تم اللہ سے صحیح معنوں میں ڈرتے رہو تو تم کو دُنیا میں ممیّز کر دے گا۔ تمہارا مقام اِس قدر بلند ہو گا کہ کوئی قوم اُس تک نہ پہنچ سکے گی۔ اے محمدؐ! وہ وقت یاد کرو جب یہ کافر (ابھی دو برس نہیں گزرے کہ مکّہ میں) سازش کر رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا مکّہ سے نکال دیں، لیکن خدا اپنی سازش کر رہا تھا کہ وہ تمہیں مدینہ لا کر اُن کو شکستِ فاش دے، تو خدا مکر کرنے والوں کے بالمقابل بہتر مکر کرنے والا ہے.... پھر کفارِ مکّہ کو پچھتاوا دلانے کے لئے کہا کہ کفارِ مکّہ پر تو اُس وقت کہ تم مکّہ میں تھے عذاب آ ہی نہ سکتا تھا، کیونکہ تم وہاں پر تھے اور مسلمان وہاں عذاب نہ لانے کی دُعائیں مانگ رہے تھے۔ اب تو عذاب نہ دینے کی کوئی وجہ بھی باقی نہیں رہی۔ اب کیوں عذاب نہ ملے، کیونکہ وہ لوگوں کو مسجدِ حرام میں جانے سے روک رہے ہیں اور ان کافروں کی "نماز" بھی خانہ کعبہ

Marfat.com

میں بیٹیاں اور تالیاں بجانا رہ گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آگے چل کر کہا کہ اے محمدؐ! اِن کافروں کو کہہ دو کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ انہوں نے اِس وقت تک کیا، معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ پھر مسلمانوں کو دُکھ دیں گے تو اُن کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جائے گی:- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝ : (۸/۴) نیز وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِیَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ : (۸/۴)۔

اِسی سورۃ انفال کے پانچویں رکوع میں مالِ غنیمت کے متعلق پوری تعیین کر دی کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ خدا اور رسولؐ کا ہے، وہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں، اور مومنوں کے عزیزوں کا ہے اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے، اگر تم فی الحقیقت ایمان والے ہو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا :(۸/۵)۔

مسلمان ہر وقت متحد رہے اور اپنی ہوا نہ اکھاڑے!

پھر احسان یاد دلائے کہ ہم نے تم مسلمانوں کو پہلی دفعہ کفارِ مکہ کے کامیاب مقابلے کے لئے اُن کی تعداد قلیل دکھا کر ابھارا اور کفار کی نگاہوں میں تم کو نہایت قلیل اور حقیر دکھلا کر ابھارا کہ تم سے جنگ کریں اور اُن کی بیخ اکھڑ جائے۔ پھر کہا کہ اے مسلمانو! جب کفار سے تمہاری مُڈھ بھیڑ ہو تو ڈرتے رہو اور خدا کا کھٹکا دل میں رکھو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں کی پوری تعمیل کرو اور کسی طرح کا جھگڑا کسی بات پر آپس میں نہ کرو کہ بزدل ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے اور ثابت قدم اور مستقل مزاج رہو، کیونکہ خدا استقلال والوں کے ساتھ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ : (۸/۶)

پھر ساتویں رکوع میں قومِ فرعون کی مثالیں دیں کہ وہ کیونکر عذابِ الٰہی کا شکار ہوتے۔

مسلمان کی دشمن کے خلاف تیاریوں کا معیار!

آٹھویں رکوع میں بالآخر نہایت مضبوطی سے کہا کہ مطمئن رہو، کفار ہرگز تم سے سبقت نہیں لے جا سکتے، کیونکہ اُن میں تمہیں عاجز کر دینے کی ہمت ہی نہیں۔ تم ان کے خلاف جہاں تک ممکن ہو، سپاہیانہ طاقت تیار کرو، گھوڑوں کی چھاؤنیاں بناؤ (×) تاکہ تم خدا کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو، بلکہ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک تمہارے دشمن نہیں بنے اور جن کے آگے چل کر دشمن بن جانے کا خدا کو علم ہے اور جو کچھ تم راہِ خدا میں صرف کرو گے، وہ اطمینان رکھو تمہاری فتح کی صورت میں تم کو پورا کر دیا جائے گا: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ○ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ : (۸/۸)۔

مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا معیار

اے محمدؐ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے تمہیں اور تمہارے مسلمانوں کو فتح دے کر تمہاری مدد کی ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ان کے دلوں کے اندر باہمی اُلفت کے دریا بہا دیئے ہیں (××)۔ اگر تو تمام دنیا کے خزانے پورے طور پر بھی خرچ کر دیتا تو کبھی یہ اُلفت پیدا نہ ہوتی، لیکن یہ خدا کا مشترکہ خوف ہے جس نے مومنوں کے دلوں کو اس شدت سے جوڑ دیا ہے، اس لئے اے محمدؐ! تیرا خدا اور یہ تیرے مسلمان، کفار (عرب) سے نبٹنے کے لئے کافی ہیں:۔ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ : (۸/۸)۔

ایک مسلمان دس کافروں پر غالب آتا ہے!

پھر مزید کہا کہ اے محمدؐ! مومنوں کو جہاد بالسیف کے لئے اکساتے جاؤ اور واضح طور پر اُن کے دل نشین کر دو کہ اگر تم میں بیس جم کر لڑنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آ کے رہیں گے اور ایک سو مومن ہوں تو وہ (یقیناً) ہزار پر غالب ہوں گے، کیونکہ کافر لوگ (خدا کے قانونِ فتح و شکست کو نہیں سمجھتے، اور نہیں جانتے کہ فتح کا راز دلوں کا اکٹھا ہونا ہے، وہ آپس میں پھٹے ہوئے ہیں اور خوفِ خدا نہ ہونے کے باعث سخت کمزور ہیں) اس وقت خدا نے تم پر یہ نسبت کچھ ہلکی کر دی ہے، کیونکہ تم میں ابھی کچھ کمزوری ہے۔ پس اب اگر تم میں

(×) آج کے زمانے میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایٹم بم تک بلکہ اس سے بھی زیادہ سامان بہم پہنچاؤ (××) اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک ہزار کے مقابلے میں تین سو مسلمان کس طرح شکست دے سکتے تھے، اگر مسلمان پورے طور پر بدر میں متحد نہ ہوتے!

ایک سو جم کر لڑنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آ سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب آ سکتے ہیں: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ : (۹/۹)۔

پھر اسی نویں رکوع میں کہا کہ رسولؐ نے جو باہمی مشورہ سے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر اُن کو چھوڑ دیا ہے، اُس کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا، کیونکہ یہ لوگ پھر رسولؐ کے مقابلے میں آئیں گے اور اس طرح پر رسولؐ کبھی کفارِ عرب پر غالب نہ آ سکے گا۔ یہ رسولؐ کے شایانِ شان نہ تھا کہ جب تک غالب نہ آ جائے، قیدیوں سے فدیہ لے کر اُن کو چھوڑ دے (بلکہ حضرت عمرؓ کی تجویز درست تھی کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے) تم چاہتے ہو دُنیا کا مال، لیکن اللہ چاہتا ہے کہ تمہارا انجام اچھا ہو۔ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۔ اور اگر پہلے ہی اس غلطی سے جو رسولؐ نے کی، درگزر کرنے کا فیصلہ نہ ہو گیا ہوتا تو اس مال کے بدلے جو تم نے لیا ہے، خدا کی طرف سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا: مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖۗ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ : (۹/۹)

پھر کافر قیدیوں کو تسلی دی[x] کہ اگر مسلمانوں کے حق میں تمہاری نیتیں اس شکست کے بعد نیک رہیں تو مالِ غنیمت اور فدیہ دینے کی وجہ سے جو نقصان تمہیں ہوا ہے خدا اُس کا بہتر اجر تمہیں دے گا اور تمہاری زیادتیوں کو جو تم نے رسولؐ سے کی ہیں، معاف کر دیا جائے گا: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤی ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ : (۹/۹)۔

جہاد فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم اور اُس کی غرض و غایت :

جہاد فی سبیل اللہ کا پہلا ذکر

پھر دسویں رکوع میں کہا کہ جن ایمان والوں نے مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور لہذا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے کفار کے خلاف جہاد بالسیف کیا، اُن کی تو ہر بات میں پوری دوستی اُن انصارِ مدینہ کے ساتھ ہے جنہوں نے مہاجرینِ مکّہ کو پناہ اور مدد دی، لیکن جو ایمان والے مکّہ میں ہی رہ گئے اور انہوں نے ہجرت نہ کی، اُن کی دوستی پورے طور پر مدینہ والوں سے اُس وقت تک نہیں

(x) دسویں رکوع میں یہ آیت ہے۔

Marfat.com

ہو سکتی، جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ ہاں البتہ اگر وہ کفار کی ایذاؤں سے تنگ آکر تم سے مدد طلب کریں تو کفار کے خلاف ان کی مدد کرنی لازم ہے، اِلّا یہ کہ کسی کافر قوم سے باہمی صلح و صفائی رکھنے کے متعلق تمہارا عہد و پیمان ہو چکا ہو۔ اُدھر یہ حالت ہے کہ کافر بھی (مسلمانوں کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دینے کے بارے میں) ایک دُوسرے سے پُوری دوستی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو اگر تم بھی مسلمانوں سے جہاں کہیں بھی ہوں، پوری دوستی نہ کرو گے تو کافر تم پر غالب آ کر بلکہ تمہاری بنیاد اُکھیڑ کر زمین میں بڑا فتنہ و فساد پیدا کر دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کر کے کفار کے خلاف جہاد بالسیف اِس نیت سے کیا کہ یہ جہاد خدا کے راستے کو قائم کرنے والا ہے (جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ)[x] اور مدینہ کے مسلمان انصار جنہوں نے مکہ والوں کو پناہ دی اور "سبیل خدا" قائم کرنے میں مدد دی۔ یہ دونوں گروہ تو سچے مومن ہیں اور انہی کو خدا کی طرف سے پوری بخشش اور آگے چل کر عزت کی روزی دی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ کی ہجرت کے بعد (رشتہ دار ہونے کی وجہ سے) ایمان لے آئے اور انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد (اپنے کافر رشتہ داروں سے) تمہارے ساتھی بن کر جہاد بالسیف کیا، وہ تو تم جیسے ہی سچے مسلمان ہیں، لیکن رشتہ دار بھی خدا کے فیصلے کے مطابق (فی کتٰب اللہ) (اپنے سعی و عمل کے لحاظ سے) ایک دُوسرے سے افضل ہیں (خواہ انہوں نے پہلے ہجرت کی ہو یا بعد میں) کیونکہ خدا ہر بات سے پُورے طور پر واقف ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ

(x) یہ پہلا موقعہ ہے کہ مدنی سُورتوں میں جہاد فی سبیل اللہ کے الفاظ آئے ہیں اور اگرچہ فی سبیل اللہ کے الفاظ آج اِس قدر غلط العام اور بے معنی ہو گئے ہیں کہ کسی فقیر کو چند پیسے خیرات دینا بھی "فی سبیل اللہ" سمجھا جاتا ہے، لیکن اِس قرآنی اصطلاح کا صحیح مفہوم جس نے کروڑوں جانوں اور پُورا مال قربان کر دینے کا ہیجان صدیوں تک مسلمان کی رگ رگ میں جاری کر دیا تھا، دریافت کرنا اِس لئے لازمی ہے کہ اس کے بغیر دینِ اسلام کا نصب العین قائم نہیں ہو سکتا۔ اس مطلب کے لئے قرآن کے طالب العلم کو اِس سے پہلے کی وحی یعنی سورۃ البقرہ کے ان حصوں کی تعلیم پر غور کرنا لازمی ہے جن میں دینِ ابراہیم کی وضاحت یہ کی کہ یہ وہ دین ہے جس کی تجدید رسولِ عربی پھر کئی صدیوں کے بعد کر رہا ہے۔ اس دین کی وضاحت اِس امر کا عملاً اقرار تھا کہ ہم سب صرف اللہ کے ملازم ہیں، سب انبیاء کو مانتے ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں کرتے، نہ یہ مانتے ہیں کہ یہ نبی کسی نئے مذہب کو قائم کرنے کے لئے آئے تھے بلکہ سب نوعِ انسانی کو ایک اُمت بنانے کے لئے آئے تھے۔ الغرض یہ فی سبیل اللہ کے الفاظ اِس دینِ ابراہیم کو پھر قائم کرنے کے سلسلے میں تھے اور یہ تبھی قائم ہو سکتا تھا یا قائم ہو سکتا ہے، اگر تلوار کی لڑائی سے دُنیا کے سب دینوں پر غالب آ کر صرف دینِ ابراہیم پھر روئے زمین پر قائم کیا جائے۔ فتدبر!

Marfat.com

وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (۸)۔

سورۂ انفال کے بعد سورۂ محمدؐ کا نزول!

جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد صحیفۂ فطرت کی حقیقت پر ہے!

سورۂ انفال کے نازل ہونے کے بعد جس کے متعلق گزر چکا ہے کہ ربیع الاول ۲ھ ہجری کی ہجرت کے کم و بیش اٹھارہ ماہ بعد رمضان یا شوال ۲ھ ہجری میں نازل ہوئی۔ کئی ماہ کے شدید انتظار کے بعد ۳ھ ہجری کے وسط میں سورۂ محمدؐ (۴۷) نازل ہوئی جو ترتیب نزول کے اعتبار سے ۹۶ ویں وحی تھی۔ اس سورۃ میں سورۂ انفال کے علاوہ کسی تاریخی واقعے کی طرف اشارہ نہیں بلکہ کفار کو آنے والے عذاب کے متعلق متنبہ کرنا اور مسلمانوں کو کفار سے آئندہ کامیاب مقابلے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اسی سورت میں پہلی دفعہ "سبیل اللہ" کے الفاظ کی تشریح کی ہے کہ "راہِ خدا" وہ راہ ہے جس کی بنیاد صحیفۂ فطرت کی "حقیقت" پر ہے" باطل پر نہیں۔ دوسرے لفظوں میں خدا کی راہ انسان کا وہ راستہ ہے جس پر چل کر وہ صحیفۂ فطرت کے قانون کا عامل بن جاتا ہے، وہ راستہ ہے جو حقیقت اور سچائی نے اس کے اس پر چلنے کے لئے وضع کیا ہے۔ مثال کے طور پر چونکہ انسان سب کے سب ایک اُمّت ہیں، اس لئے جو راستہ بنی نوعِ انسان میں تفریق پیدا کرے وہ خدا کا راستہ اور سبیل اللہ نہیں۔ اسی طرح کوئی انسانی عمل جو صحیفۂ فطرت کے برحق قانون کے خلاف وارد ہوتا ہے وہ عمل سبیل خدا سے ہٹا ہوا ہے اور اس عمل سے انسان کی بہبودی کی توقع نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ سورۂ محمدؐ کے پہلے رکوع میں ہے:۔

جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا ذکر

اَلَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝ (۴۷)

کافر باطل کی اور مسلمان حق کی پیروی کرتا ہے!

جو لوگ خدا سے منکر ہوگئے اور انہوں نے لوگوں کو خدا کی راہ پر چلنے سے روکا، اُن کے تمام اعمال ضائع ہوگئے اور جن لوگوں نے

Marfat.com

خدا کو اپنا حاکم تسلیم کیا اور پھر اُس کے حکموں کو ماننے کی غرض سے مناسب اعمال کئے اور اُس قانون پر عمل کیا جو محمدؐ پر اتارا گیا ہے اور وہی ان کے پروردگار کی طرف سے حقیقت ہے تو ایسے لوگوں کی بدحالیوں کو خدا دُور کر دیتا ہے، ان کی دنیاوی حالت درست ہو جاتی ہے (اور وہ خوشحالی کے فلک الافلاک پر چڑھ جاتے ہیں) یہ اِس لئے کہ کافر لوگ (صحیفۂ فطرت کو باطل اور بے حقیقت سمجھ کر) باطل کی متابعت کرتے ہیں اور ایماندار لوگ (صحیفۂ فطرت کو واحد حقیقت سمجھ کر) اپنے پروردگار کی طرف سے حق بات کے درپے رہتے ہیں، تو خدا اِسی طرح لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔

صحیفۂ فطرت کو باطل ماننے والے کافر ہیں!

مکی وحی میں جیسا کہ اِس تصنیف کی پہلی جلد میں واضح کیا گیا ہے، خدا نے بار بار **صحیفۂ فطرت کو واحد حقیقت** کہا ہے اور سورۂ صٓ میں **(دیکھو جلد اوّل)** صحیفۂ فطرت کو **باطل** سمجھنے والوں کو **فاسق اور فاجر** کہا ہے۔ اِس لحاظ سے اِس رکوع میں کہا کہ حقیقت پر چلنے والوں کو خدا مادی خوشحالی اور ہر طرح کی دنیاوی فارغ البالی عطا کرتا ہے اور اسی حقیقت پر چلنے والے "سبیل اللہ" پر چلنے والے ہیں۔ اِس تشریح کے مابعد اسی رکوع میں **جہاد فی سبیل اللہ** کی تشریح حسب ذیل الفاظ میں کی کہ جن لوگوں نے کفار کی جو بنی نوع انسان میں فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں، بیخ کنی کر دی، وہی ہیں جو درحقیقت منشائے فطرت کو پورا کر رہے ہیں اور انہی کی دُنیاوی حالت آگے چل کر درست ہوگی:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ۛ ذٰلِكَ ۛؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ (۴۷)

(تو اے مسلمانو!) جب تم کافروں کے مقابلہ میں آؤ تو اُن کی گردنیں خوب مارو، یہاں تک کہ جب تم اُن کو خوب مغلوب کر لو تو اُن کی مشکیں کس لو۔ پھر (ان کو زنجیروں میں جکڑنے کے بعد) یا ان پر احسان اور نیکی کرو (تاکہ وہ تمہارے ہو جائیں) یا تاوان لے لو، یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے اور اگر اللہ مناسب سمجھتا تو ان سے اِنتقام لے لیتا، لیکن وہ تم میں سے ایک دوسرے کی آزمائش کرتا ہے۔ اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں، خدا اُن کے عملوں کو ہرگز ضائع نہ کرے گا اور عنقریب ہی ان کو راہ دکھا کر اُن کی دُنیاوی حالت درُست کر دے گا، بلکہ ان کو اِس سرسبز زمین کے باغوں میں داخل کر دے گا۔ جس کی حقیقت اُس نے پہلے سے واضح کر دی ہے۔

پھر کہا کہ اے ایماندارو! اگر تم (خدا کا رستہ دُنیا میں قائم کرنے کے لئے) خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

Marfat.com

اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا۔ کافروں کو نری تباہی ہی تباہی ہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کفار کو کس طرح ہلاکت سے دوچار ہونا پڑا.... کافر تو حیوانوں اور چوپایوں کی ذلیل زندگی گزارتے ہیں اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے.... کیا وہ قوم جس کے پاس (راہِ راست پر چلنے کا) واضح قانون ہو اُس کے برابر ہو سکتی ہے جس کو اپنی بدعملی بھلی لگتی ہے۔ اور جو خواہشاتِ نفسانی میں پھنسی ہو: اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ (۴۷؍۲)

منافق وہ ہے جس پر جہاد کا حکم سن کر غشی طاری ہو جاتی ہے!

پھر کہا کہ خدا سے ڈرنے والوں کو ایسے باغات ملیں گے جن میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہوں گی اور کافروں کو کھولتا ہوا پانی ملے گا جو اُن کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا..... یہ قیامت اُن پر ناگہاں آئے گی اور جب آگئی تو نصیحت پکڑنے کی گنجائش کہاں ہوگی۔ پھر ایمان والوں کی بزدلی کے متعلق کہا کہ وہ نت نئے دن خدا کی طرف سے نئی وحی کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور جب وہ سورت نازل ہو جاتی ہے جس میں جہاد کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ اے محمدؐ! تمہاری طرف اِس طرح دیکھتے ہیں جس طرح کہ وہ شخص جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ تو حیف ہے ایسے لوگوں پر (جو دھوکہ دے رہے ہیں) اُن کو چاہیئے کہ بلا تامل حکموں کی اطاعت کریں اور عمل کے ذریعے اپنے دعووں کی تصدیق کر دیں تو اُن کے لئے اچھا ہو..... کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا اُن کے ذہنوں پر قفل لگے ہوئے ہیں، وہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ قرآن اُنہیں کس رستے پر لے جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو روشن دلیل آئے پیچھے دینِ خدا سے مرتد ہو گئے، ان کو شیطان نے ان کا عمل بھلا کر دکھایا۔ تو یہ وہ (منافق) ہیں جو خدا کے (جہاد کے بارے میں) نازل شدہ حکموں کو ناپسند کر کے اپنے ساتھیوں سے کہتے رہتے ہیں کہ ہم عنقریب تمہارے ساتھ بعض امور میں شامل ہو جائیں گے۔ تو اس دن کیا ہوگا جب خدا کی ربانی طاقتیں اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر طمانچے مار رہی ہوں گی اور وہ ذلیل ہوں گے..... پھر کہا کہ ہم ضرور تم کو اس وقت تک آزمائش میں ڈالے رہیں گے جب تک کہ ہم کو معلوم نہ ہو جائے کہ کون سچے معنوں میں جہاد بالسیف کرنے والے اور جم کر لڑنے والے ہیں۔ یہ کافر لوگ جو سبیلِ خدا میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور رسولؐ کی مخالفت پر اڑے ہیں خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور عنقریب ان کی تمام کوششیں اکارت ہوں گی۔ اے ایمان والو! خدا کی اور رسولؐ کے بادشاہی حکموں کی بے چون وچرا اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو، کیونکہ جو لوگ منکر ہو گئے اور راہِ خدا میں رکاوٹ بنے رہے اور مر گئے درانحالیکہ وہ منکر تھے، تو ایسوں سے خدا ہرگز درگزر نہ کرے گا۔ تو اے مسلمانو! (ان منافقین کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے) نرم نہ پڑ جاؤ اور کافروں کو صلح کی طرف نہ بلاؤ، حالانکہ تم ہی غالب آ کر رہو گے اور خدا تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو گھاٹے میں نہ رکھے گا۔ یہ دُنیاوی زندگانی تو ایک کھیل تماشہ ہے۔ اگر سچے دل سے ایمان لے آؤ گے اور قانونِ خدا سے ڈرتے رہو گے تو تمہیں تمہاری مزدوریاں پوری مل جائیں گی اور تم سے کچھ مانگا نہ جائے گا۔ اِس وقت تم کو بلایا جا رہا ہے کہ خدا کی راہ کو جہادِ بالسیف سے قائم کرنے کے لئے اپنے مال خرچ کرو تو جو بخل کرتا ہے وہ دراصل اپنے نفس سے بخل کرتا ہے اور خدا تو خزانوں کا مالک ہے اور تم ہی محتاج ہو

Marfat.com

لیکن اگر تم رُو گرداں ہو گئے تو سمجھ لو کہ خدا کسی دُوسری قوم کو تم پر لا بٹھائے گا (جو تم کو غلام بنائے گی اور ذلّت و مسکنت کے گڑھے میں دھکیل کر رہے گی) اور وہ تم جیسی (بزُدل، نافرمان اور منافق) نہ ہو گی۔

فتح بدر کی وجہ سے مدینہ میں منافقت کا زور

المختصر یہ کہ اِس تمام سُورت میں مدینہ کے مُسلمانوں کی کمزوریوں کے متعلق سخت تنبیہیں کر کے اُن کو آنے والی جنگوں کے لیے تیار کرنا مدِّنظر تھا۔ جس سختی سے مُسلمانوں کو جہاد بالسّیف میں نرم پڑ جانے کی وجہ سے جہنّم کا ڈراوا اِس سُورت میں دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر کی عظیم الشان فتح کے بعد بھی مدینہ میں ایک گروہ مسلمان مخالفوں کا ضرور موجود ہی نہیں تھا بلکہ زور دوں پر تھا، جو اِس فتح سے جلتے تھے اور مُسلمانوں کو مزید فتوحات حاصل کرنے سے شدّت سے روکتے تھے۔ یہ گروہ یقیناً اُسی عبداللہ بن اُبی کا گروہ تھا، جو بظاہر مُسلمانوں کا گروہ بنا ہُوا تھا اور درپردہ اپنے اِقتدار کے چھن جانے کے باعث مُسلمانوں کی جمعیت کو کمزور کرنے کے درپے تھا۔ اس لحاظ سے اِس سُورت کا نزول وقت پر ہُوا، کیونکہ بدر کی فتح نے مکّہ کے کفار میں غم و غصّہ کی آگ لگا دی تھی اور وہ اِس بات کے درپے تھے کہ بدر کے ایک ہزار کفار سے بہت زیادہ تعداد میں مدینہ پر چڑھ جائیں اور رسولؐ کو میدانِ جنگ میں ہرا کر چھوڑیں۔

---

(۱) توحید فی العمل (۲) وحدت الامت (۳) اطاعت امیر (۴) جہاد بالمال (۵) جہاد بالسیف (۶) ہجرت (۷) استقامت فی السعی (۸) علم (۹) مکارم اخلاق (۱۰) ایمان بالآخرۃ

(۱)۔ عملی طور پر خدا کے حکموں کا ماننا خواہ وہ حکم الکتاب کے ہوں یا صحیفہ فطرت سے اخذ ہوں اور فرمانبرداری میں کسی دوسرے حاکم (مثلاً نفس یا ذاتی خواہشات کے دیگر بت) کو شریک نہ کرنا۔

(۲)۔ قوم کا داخلی اتحاد۔

(۳)۔ اپنے امیر کی (جو قرآن و سنت و حدیثؐ کے مطابق حکم دے) کامل اطاعت۔

(۴)۔ وقت پر تلوار سے جہاد۔

(۵)۔ ضرورت کے وقت ترک وطن اور ترک لذات۔

(۶)۔ وقت پر مال سے جہاد۔

(۷)۔ صبر اور استقلال سے ہر کام کو تکمیل تک پہنچانا۔

(۸)۔ صحیفہ فطرت سے انتہائی علم حاصل کرتے رہنا۔

(۹)۔ مکارم اخلاق کا بدرجہ اتم حاصل کرتے رہنا۔

(۱۰)۔ آخرت پر ایمان رکھنا۔

حضرت علامہ مشرقیؒ

(۷)

سنہ ۲ ہجری کے رمضان کے بعد کے

امن شکن واقعات!

فتح بدر کے متعلق کفار میں شدید ہیجان کے باعث مزید مخالفتیں

غزوۂ سویق اور غزوۂ بنی قینقاع کی مہمیں، کفار مکہ کے وفد کی حبشہ میں شکست فاش!

غزوۂ بدر کی عظیم الشان فتح کے بعد مدینہ کے نسبتاً کمزور ایمان والے اور قلیل التعداد مسلمانوں کو کفار عرب سے آئندہ جنگوں میں پورے طور پر کامیاب کرنے کے لئے سورۃ انفال اور سورۂ محمد کی تعلیم مسلمانوں کو نئے سرے سے زندہ کرنے کی تعلیم تھی اور رسولؐ کو خوب معلوم تھا کہ جنگ بدر کی فتح دینِ اسلام کو تمام عرب پر غالب کرنے کی ابتدائی فتح ہی ہے، اس سے زیادہ کچھ اور نہیں۔ اس امر کو پیش نظر رکھ کر رسولؐ آنے والی مہمات اور مشکلات کی تیاری میں لگ گئے اور کفار کی ریشہ دوانیوں سے ایک لمحہ غافل نہ رہے۔

بدر کی جنگ کے صرف سات روز بعد یعنی قریباً رمضان سنہ ۲ ہجری میں ہی رسولِؐ خدا ایک مختصر جماعت لے کر بنو سلیم کے قبیلے سے غزا کرنے کے لئے نکلے اور مقام کُدر تک پہنچے لیکن وہ قبیلہ فرار ہو چکا تھا۔ تھوڑے دن بعد ہی شوال سنہ ۲ھ میں ابوسفیان اپنے غصے کے جوش میں دو سو اُونٹنی سوار کافر لے کر نکلا اور مدینہ کے نواح موضع عُریض میں پہنچا۔ یہاں یہودی سردار سلام بن مشکم (اُمّ المومنین صفیہ بنت حیی بن الاخطب کے خاوند) نے اُس کو رات مہمان رکھا، شراب خوب پلائی اور مسلمانوں کی کہانیاں سنائیں۔ صبح کو اُس نے مدینہ کے باہر باغات کے چند درخت کاٹے، دو مسلمانوں کو قتل کیا اور پھر مکہ کی راہ لی۔ رسولؐ نے اُس کا تعاقب کیا مگر قرقرۃ الکدر کے مقام پر جا کر معلوم ہُوا کہ وہ کافی دُور چلا گیا ہے۔ ابوسفیان بھاگتے بھاگتے ستو کی تھیلیاں رستہ میں پھینکتا جاتا تھا کہ بوجھ ہلکا ہو۔ مسلمانوں نے اِس مُہم کا نام غزوۂ سویق اِسی وجہ سے رکھا ہے۔

غزوۂ سویق کے دَوران میں رسولؐ پر ایک کافر کا حملہ!

اسی غزوۂ سویق کے دوران میں جب کہ رسولؐ ابھی میدانِ جنگ میں تھے اور اپنے خیموں سے دُور اکیلے ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے، کفار کے شور نے ان کو نیند سے جگایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ دعشور نامی ایک کافر اُن کے سر پر تلوار لئے کھڑا ہے۔ اُس نے

Marfat.com

للکار کر کہا کہ اے محمدؐ! اب تجھے کون بچائے گا؟ رسولؐ نے فوراً جواب دیا "اللہ"۔ اس یقین سے جو رسولؐ کو تھا، سخت متاثر ہو کر دعثور نے اپنی تلوار ہاتھ سے گرا دی جو رسولؐ نے فوراً پکڑ لی۔ تلوار کو گھماتے ہوئے اب رسولؐ نے للکار دی اور کہا کہ اے دعثور! اب بتا تجھے کون بچا سکتا ہے؟ دعثور نے جواب دیا کہ "افسوس کوئی نہیں"۔ رسولؐ نے کہا "تو رحم اور مجھ سے رحم کرنا سیکھ"! اور انہوں نے تلوار واپس کر دی۔ اس کافر کا دل پوری طرح شکست کھا گیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم میں تبلیغ کرتا رہا۔

وفدِ حبشہ کی ناکامی!

انہی دنوں میں یعنی شوال کے اخیر یا ذلیقعدہ ۲ ہجری کے شروع میں قریش کی طرف سے انتقام لینے کا ایک اور واقعہ ہوا۔ قریش کو اپنے عزیزوں اور مسلمانوں کا جو حبشہ میں دس برس سے نجاشی کی حفاظت میں مقیم تھے، خیال آیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ بنو قریش کی طرف سے ایک باقاعدہ سفارت نجاشی کے دربار میں جائے جو اُن بھگوڑوں کے سپرد کر دینے کا مطالبہ نجاشی سے کرے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص مشہور ہجوگو اور شاعر جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، سفیر مقرر کیے گئے۔ عمرو دس برس میں کافی پختہ ہو چکا تھا اور اپنی حکمتِ عملی میں بھی اتنا ہی ماہر تھا جتنا کہ ہجوگوئی میں تھا۔ قریش نے بیش قیمت تحائف حبشہ میں لے جا کر اپنی نمائش کرنی چاہی اور نجاشی سے مطالبہ کیا کہ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ جعفر ابن ابی طالب، حضرت علیؓ کے سگے بھائی جو اب تک بلیغ و فصیح خطبے دینے میں ماہر ہو گئے تھے اور بڑے وجیہہ اور خوش شکل بھی تھے، نجاشی کے سامنے کھڑے ہوئے اور نہایت قابلیت سے اسلام کے اصولوں کی توضیح کی۔ نجاشی کا پہلے ہی دینِ اسلام کی طرف کافی میلان تھا اور قریش کی بت پرستی سے وہ کافی بیزار ہو چکا تھا۔ اس خطاب سے وہ اور بھی مسلمانوں کا ہمدرد ہو گیا، اور عمرو اور عبداللہ کو جو تحائف وہ لائے تھے، واپس کر کے رخصت کر دیا۔

اسی شوال ۲ ہجری میں یہود نے فتحِ بدر کی آگ میں جل کر دو سال کے بعد ہی اپنے کیے ہوئے معاہدوں پر پانی پھیرنا چاہا اور بنو قینقاع کے قبیلہ نے جو زرگری کا پیشہ کرتے تھے، اس میں پہل کر کے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ ۱ ہجری کے معاہدے کے بعد یوں تو یہود کبھی بھی رسولِ خداؐ سے پورے طور پر راضی نہ تھے، لیکن بدر کے واقعہ نے یہود کی آتشِ حسد سخت بھڑکا دی۔ وہ دو سال کی مدت میں نہ صرف رسولؐ سے کھچے کھچے رہے بلکہ دینِ اسلام کا تمسخر بھی کرتے رہے۔

یہود کے شعرا کی ہجو گوئی رسولؐ

اسامہ بنت مروان جو ایک یہودی شاعرہ تھی، رسولؐ کے خلاف ہجویں لکھتی رہی۔ بالآخر ایک صحابی نے اُس کو قتل کر دیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر کا ایک اور بڈھا یہودی ابو آفاق ہجوگوئی کی وجہ سے قتل ہوا۔ کعب بن اشرف ایک اور یہودی سردار جو شاعر تھا، وہ

مکہ پہنچا اور مقتولین بدر کے پُورے مرثیے کہہ کہہ کر لوگوں کو سنائے ، ابوسفیان کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر اُبھارا ۔ اُس کی جرأت اتنی بڑھ گئی کہ مدینہ آکر برسرِ بازار لوگوں کو اپنے شعر سُناتا رہا ، علی الخصوص ان مسلمانوں کے سامنے بھی جو مقتولین بدر کے عزیز تھے ۔ پھر رسولِ خدا کے قتل کی سازش میں شریک ہُوا جس کا بروقت پتہ لگ گیا ، اور جب اس کا فتنہ کافی طور پر بڑھ گیا تو رسولِ صلعم نے اُس سے تنگ آکر ایک دن مجلس میں کہا کہ کون ہے جو ہمیں اشرف کے بیٹے سے نجات دے تو صحابہ نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی ، چند دنوں کے اندر اندر قبیلہ اوس کے ایک انصار محمد بن مسلمہ (بنو عبدالاشہل انصاری) نے بالآخر ربیع الاوّل ۳ھ میں اُس کو قتل کر دیا ۔

بنو قینقاع کی فتنہ انگیزی اور بالآخر اُس کا محاصرہ !

رسولِ خدا اِس واقعہ کے بعد بنو قینقاع کے محلے میں جو مدینہ میں بنو نضیر کے یہودیوں کا بڑا محلہ تھا ، ان کو سمجھانے کے لئے ایک بڑا دستہ لے کر گئے ، لیکن یہود دھمکیوں پر آ گئے کہ قریش لڑائی کرنا کیا جانتے ہیں ۔ ہم بتلائیں گے کہ جنگ کیا ہوتی ہے ۔ اسی دوران میں اس محلے میں ایک اور واقعہ ہو گیا ۔ عرب قبیلہ کی ایک خوبصورت دیہاتی لڑکی اِس محلے میں دُودھ بیچنے کے لئے لائی ۔ یہود کے نوجوان لڑکے اُس پر پل پڑے ، اُس کو اپنا مُنہ دکھلانے کو کہا اور چھیڑنے لگے ۔ ایک زرگر یہودی نے پیچھے سے اُس کا حجاب اس تختے سے باندھ دیا جس پر وہ بیٹھی ہوئی تھی تاکہ جس وقت وہ اُٹھے تو اُس کا حجاب گر پڑے اور اُس کا منہ ننگا ہو جائے ۔ لڑکی جب اُٹھی تو سخت حیران اور لال پیلی شرم سے ہو گئی اور یہ نوجوان لونڈے طرح طرح کے مخول اُس کو کر رہے تھے ۔ ایک مسلمان نے جو یہ نظارہ سخت نفرت سے دیکھ رہا تھا ، تلوار لے کر اُس زرگر کے جسم میں بھونک دی اور اس کو فوراً قتل کر دیا ۔ یہودیوں نے بھی فوراً اُس مسلمان کو قتل کر دیا ۔ پاس کے محلوں کے مسلمان ہتھیار لے کر دوڑے اور اسی طرح بنو قینقاع والے بھی ، لیکن چونکہ ان کی تعداد تھوڑی تھی ، جلد ہی اپنے قلعہ میں گھس گئے ۔

غزوۂ بنی قینقاع اور قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی !

رسولِ خدا نے اِس قضیہ میں مداخلت کی لیکن یہود کی انتہائی بے حیائی کی وجہ سے اصرار کیا کہ سب بنو قینقاع والے فوراً اسلام لے آئیں ۔ بنو نضیر نے دو برس پہلے کا معاہدہ یاد دلایا تو رسولؐ اپنی بات پر اڑے رہے ۔ مسلمانوں نے مجبوراً ان کے قلعے کا محاصرہ کیا جو پندرہ دن تک رہا ۔ بالآخر فاقوں سے تنگ آکر اِس شرط پر صلح کر لی کہ رسولؐ جو فیصلہ کریں گے اُن کو منظور ہے ۔ عبداللہ بن اُبی نے جو مشہور منافق اور بنو قینقاع کا حلیف تھا ، سفارش کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے صرف جلاوطن کر دیا جائے ۔ چنانچہ سات سو یہود کو خیبر اور شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا ۔ اور ان سب کا مال واسباب ضبط کر لیا گیا ۔ یہ مُہم غزوۂ بنی قینقاع کے نام سے مشہور رہی ۔ اگلے دو ماہ یعنی ذیقعد اور ذی الحجہ مدینہ کے گرد و نواح میں امن رہا ، لیکن یہود کی خطرناک سازشیں بدستور جاری رہیں ۔

بنو نضیر کا مدینہ سے اخراج رسولِ خدا کی ایک شاندار فتح تھی !

مدینہ کی حدود سے سات سو یہود کا بزور اخراج رسولؐ کی مدنی زندگی کی تاریخ میں کوئی معمولی واقعہ نہ تھا ، بلکہ غزوۂ بدر کی پہلی

Marfat.com

خارجی فتح کے بعد، مدینہ کے منافقین و کفار پر مسلمانوں کی پہلی داخلی فتح تھی۔ اصل میں بنو نضیر اسلام کے لئے خطرناک ہو گئے تھے۔ وہ ایک مدت سے رسولؐ کے قتل کے منصوبے سوچتے تھے۔ وہ مضبوط قلعوں میں مقیم تھے اور مدینہ میں ان کا ہونا شدید خطرہ سے خالی نہ تھا۔ یہ رسولؐ کا حوصلہ ہی تھا کہ اس قدر خطرناک دشمن سے کامیاب طور پر نبٹا۔ پندرہ دن کے محاصرے کے بعد یہ لوگ اس شرط پر راضی ہو گئے کہ جس قدر مال و اسباب اونٹوں پر لے جا سکتے ہیں لے جائیں، لیکن مدینہ چھوڑ دیں۔ چنانچہ سب کے سب اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل گئے ان کے معزز رئیس خیبر چلے گئے، جہاں ان کا اس قدر احترام ہوا کہ ان کو خیبر کا رئیس تسلیم کیا گیا۔ بنو نضیر اگرچہ شکست خوردہ ہو کر نکلے تھے لیکن اس شان و شکوہ سے نکلے کہ گویا جشن منایا جا رہا ہے۔ لوگ اونٹوں پر جا رہے تھے۔ آگے آگے باجہ بجتا تھا۔ مطرب عورتیں دف بجاتی اور گاتی جاتی تھیں۔ اہلِ مدینہ کا بیان ہے کہ اس ساز و سامان کی سواری ان کی نظر سے پہلے نہ گزری تھی۔ الغرض ۲ھ ہجری کا تمام سال اول سے آخر تک رسولِ خدا کے لئے مکمل فتح و ظفر کا سال تھا جو کسی رہنمائے قوم کے لئے باعث فخر ہو سکتا ہے۔

اگر تم یہ سب کچھ کر سکو تو سمجھ لو کہ تم مرد ہو!

(۱)۔ تم اس وقت بھی اپنے ہوش و حواس قائم رکھو جب سب لوگ اپنے ہوش و حواس کھو کر تم پر الزام لگا رہے ہوں۔

(۲)۔ تم اس وقت بھی اپنی سچائی کا یقین رکھو جب دنیا بھر میں کوئی بھی تمہیں سچا ماننے کے لئے تیار نہ ہو۔

(۳)۔ تم بن جھکے انتظار کرو اور برداشت کرو کہ لوگ تمہارے متعلق جھوٹی باتیں کریں اور تم بدلہ لینے کے لئے جھوٹ سے پرہیز کرو۔

(۴)۔ تم کامیابی اور ناکامی کو دو جھوٹے مدعی سمجھ کر دونوں سے یکساں سلوک کرنا سیکھو۔

(۵)۔ تم ان چیزوں کی تباہی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر صبر کرو جن کی خاطر تم نے اپنی جان تک دینے سے دریغ نہیں کیا اور اس کے بعد اپنے تھکے ماندے اعضاء کے ساتھ از سر نو پہلے سے زیادہ خوشی اور خلوص کے ساتھ تعمیر میں لگ جاؤ۔

(۶)۔ تم اپنی زندگی کی تمام کامیابیوں کا ڈھیر لگا کر ایک کڑی شرط باندھو اور اس شرط کو ہار کر نئے سرے سے کام شروع کرو اور پہلی ناکامی کے متعلق حرف شکایت تک زبان پر نہ لاؤ۔

(۷)۔ تم اپنے قلب اور اعضاء سے اس وقت بھی کام لینے کے قابل بنو جب وہ بالکل تھک چکے ہوں۔

حضرت علامہ مشرقیؒ

(۸)

رمضان سنہ ھ سے شوال سنہ ۲ھ تک کے مسلسل عمل کے بعد سنہ ۳ھ کے

محرّم و صفر میں رسولؐ کا پہلا سکون (×)

پھر ربیع الاوّل سنہ ۳ھ میں غزوۂ نجد اور غزوہ فرع پھر ۲ ماہ کے بعد شوال سنہ ۳ھ میں غزوۂ اُحد

غزوۂ اُحد میں رسولؐ کی نافرمانی کرنے کے باعث مسلمانوں کو دردناک شکست، وحی کی المناک تنبیہیں،

حضرت حفصہ سے رسولِ خدا کا نکاح!

غزوۂ قینقاع کی مہم کو سرانجام دینے کے بعد رسول صلعم نے ذی الحجہ سنہ ۲ھ اور محرّم سنہ ۳ھ کے بقیہ مہینے مدینہ میں ہی گزارے اسی سنہ کے شروع میں رسولِ خدا نے حضرت عمر کی غزوۂ بدر میں بے مثال جرأت اور عالیشان قربانیوں کو مدّنظر رکھ کر حضرت حفصہ بنت عمر سے نکاح کیا جو بعثت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئی تھیں اور جن کی عمر تقریباً ۲۲ سال تھی۔ حفصہ کی پہلی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی تھی اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ خنیس سنہ ۲ھ میں بدر میں شہید ہوئے تھے اور رسولؐ کو اس وجہ سے خاص خیال ان کے بیوہ ہو جانے کا تھا۔ اسی سال اُمّ کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور حضرت علی کی شادی فاطمہ سے ہوئی جن کی عمر اس وقت قریب قریب ۱۹ برس تھی اور حضرت علی ۲۹ برس کے تھے۔ یہ تینوں شادیاں انتہائی طور پر سادہ تھیں۔ حضرت علی کے نکاح کے وقت رسولِ خدا نے ان کا مہر صرف ایک روپیہ کے قریب باندھا۔

غزوۂ نجد

انہی مہینوں میں خبر پہنچی کہ بنو ثعلبہ (غطفان) کی فوجیں نجد میں جمع ہو رہی ہیں اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتی ہیں۔ نجد وہ علاقہ ہے جس کے بالائی حصے میں یمن اور نچلے حصے میں عراق و شام واقع ہے۔ رسول صلعم ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۳ھ کو ساڑھے چار سو سپاہی لے کر روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر کیا۔ مسلمانوں کی آمد سن کر اعراب پہاڑیوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ رسولؐ ذی امر تک پہنچے اور یہاں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ خوب بارش ہوئی۔ حضورؐ کے کپڑے تر بہ تر ہو گئے اور اپنے کپڑے سکھانے کے لئے ایک درخت کے نیچے پہنچے اور

(×) ان تمام معرکوں میں جو صفحہ ۱۸ سے ۸۵ تک بیان ہوئے، رسولؐ نے معمولی آرام بھی نہ لیا تھا۔

اور کپڑے پھیلا دیئے۔ کافر پہاڑوں پر سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے دعثور بن حارث ایک کافر سے کہا کہ محمدؐ اس وقت درخت کے نیچے سویا ہوا ہے، اُتر کر اس کو قتل کر دو۔ اس مہم کو غزوۂ نجد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے

غزوۂ فرّع

ربیع الاول ۳ھ ہجری کا کچھ عرصہ مدینہ میں گزار کر رسول صلعم پھر قریش سے مقابلہ کے لئے بحران تک پہنچے جو علاقہ فرّع میں مشہور کان ہے۔ ابن ام کلثوم کو جو نابینا تھے، نائب مقرر کیا۔ اس مہم میں رسولؐ مدینہ سے دس روز غائب رہے، اس مہم کو غزوۂ فرّع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

بنو نضیر سے مالِ غنیمت :

بنو قینقاع کے غزوہ کے بعد مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا جو بعد میں لڑائیوں میں کام آیا۔ تین تلواریں مذہم، البتار اور حاتف رسولِ خدا کے حصہ میں آئیں۔ دو نیزے انثاری اور المنثوی بھی اسی مالِ غنیمت میں تھے۔ ایک چاندی کا خنجر الفدھہ اور دوسرا السعدیہ جو رسولؐ کو حضرت داؤد نے دیا تھا، وہ بھی اسی میں شامل تھا۔ ایک کمان القطوم بھی تھی جس کی بابت مشہور تھا کہ یہ بڑی مضبوط ہے، لیکن رسولِ خدا کے ہاتھ سے غزوۂ احد میں یہ ٹوٹ گئی۔

حضرت عثمانؓ سے اُمِّ کلثوم کا نکاح :

حضرت رقیہؓ کے بدر کے اِنتقال کے بعد حضرت عثمانؓ نہایت رنجیدہ خاطر تھے اور اس محبت کی وجہ سے جو اُن کی اپنی بیوی کے ساتھ تھی، اُن کی نگاہوں میں دُنیا اندھیر ہو گئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہ کی پیش کش اُن کو کی جن کے پہلے خاوند خنیس بن حذافہ جو حفصہ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کر گئے تھے بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ اس پیش کش کے بارے میں ٹال مٹول کی تو وہ برافروختہ ہوئے اور اس کا ذکر رسول صلعم سے کیا۔ رسولِ خُدا نے جواب دیا کہ اے عمرؓ! رنجیدہ نہ ہو کیونکہ عثمانؓ کے لئے حفصہ سے بہتر بیوی مقدّر میں ہے اور حفصہ کے لئے عثمانؓ سے بہتر خاوند۔ چنانچہ رسولؐ نے اپنی تیسری بیٹی امّ کلثوم جن کی عمر اس وقت ۱۹، ۲۰ سال تھی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدی اور حضرت حفصہ کو جن کی عمر ۲۱، ۲۲ سال تھی اپنے نکاح میں لے لیا۔ اِن دونوں شادیوں سے رسولؐ خدا کے تعلقات حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے اور زیادہ مضبوط ہو گئے۔ بعد میں حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی حفصہ کے بارے میں ٹال مٹول اسی بنا پر تھی کہ رسولؐ حفصہ کو اپنے نکاح میں لینا چاہتے تھے۔ یہ دونوں واقعات ۳ھ میں ہوئے۔

تیرہ ماہ کے جوشِ انتقام کے بعد کفارِ مکہ کا رسولؐ سے شوال ۳ھ میں ٹکراؤ :

غزوۂ اُحد کی تیاریاں، مسلمانوں کو کثرت کا غرور، عصیانِ رسولؐ کے باعث دردناک شکست

بدر کی شکست کے بعد قریش کو صبر کہاں تھا کہ وہ چپ بیٹھے رہیں۔ ابوسفیان کا خون اِنتقام کے جوش میں اُبل رہا تھا اور وہ

Marfat.com

برابر اس فکر میں تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس شکست کا بدلہ لے۔ بدر میں جو سرکردہ اشخاص قتل ہوئے تھے اُن کے رشتہ داروں نے ابوسفیان بن حرب کو کہا کہ اس تجارتی قافلہ کا کُل مال جس کی وجہ سے جنگ بدر ہوئی تھی، آپ فوجی تیاریوں میں صَرف کر کے مسلمانوں سے انتقام لیں۔ ابوسفیان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ اپنے باپ اور بھائی کے انتقام کے جوش میں سرگرداں تھی اور بار بار اپنے خاوند کو آمادۂ جنگ کر رہی تھی۔ عکرمہ بن ابی جہل بھی رات دن اسی فکر میں تھا کہ بڑی سے بڑی فوج تیار کر کے مدینہ والوں سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لے۔ ابوعزہ شاعر کو جس کو رسولِ خدا نے معاف کر دیا تھا، صفوان بن اُمیہ نے اُکسایا کہ وہ پھر عرب قبائل میں دَورہ کر کے رسول صلعم کے خلاف لوگوں کو اُکسائے۔ وہ پہلے نارضامند تھا، لیکن ابوسفیان نے اس کو لالچ دے کر اپنا لیا اور اس نے تہامہ کے تمام علاقہ کا دورہ کیا اور بنو کنانہ کو اپنے اشعار سُنا کر بھڑکایا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے غلام ابو وسمہ وحشی کو حمزہ کے قتل پر اُکسایا، اور کہا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا تو تم آزاد ہو!

عکرمہ اور خالد بن ولید کی ملی قیادت!

الغرض ۳ھ کے ماہ شوال تک ابوسفیان کے پاس تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع ہو گیا جن میں اکثر قبیلہ قریش میں سے تھے، لیکن تہامہ اور کنانہ کے عرب قبائل بھی کافی طور پر شامل تھے۔ اس لشکر میں ۰۰ ، کے پاس مکمل ہتھیار تھے اور دو سو گھوڑ سوار تھے۔ عکرمہ ابن ابی جہل اور خالد بن ولید اس لشکر کے دو سردار تھے۔ لشکر کے علمبردار قریش قبیلہ کی ایک شاخ عبدالدار کے گھرانے کے لوگ تھے جو لشکر کے اگلے حصہ میں تھے۔ فوج کے عقب میں ہندہ نے مکہ کی پندرہ ممتاز عورتوں کو اپنے ساتھ لیا جن کے عزیز بدر کی جنگ میں قتل ہوئے تھے۔ یہ عورتیں اپنے عزیزوں کے ماتم میں سیاپے کرنے کے علاوہ دُف اور طبلوں پر جنگی گیت گاتی تھیں اور کہرام مچا دیتی تھیں۔ ان عورتوں میں خالد بن ولید کی بہن فاطمہ، عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی اُمِ حکیمہ، عمرو بن العاص کی بیوی ریطہ، عتبہ کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ماں ہندہ شامل تھیں۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا جوشِ انتقام!

لشکر جب ابوا کے مقام سے گزرا جہاں رسول صلعم کی والدہ دفن تھیں، تو ہندہ نے جوشِ انتقام میں اُن کی قبر اکھیڑ کر ہڈیاں بکھیرنے کی ٹھانی۔ بڑی مشکل سے اس کو اس توہین سے باز رکھا گیا۔ حضرت عباس نے جو اس وقت مکہ میں تھے اس جوش و خروش کو دیکھ کر اپنے بھتیجے رسول صلعم کے پاس اس خیال سے کہ کہیں یہ لشکر ناگہاں اُن پر نہ آ پڑے، ایک تیز رَو قاصد اُن کو خبردار کرنے کے لئے بھیجا۔ رسول صلعم اُس وقت قبا میں تھے، انہوں نے فوراً مدینہ آ کر مجلسِ مشاورت بلائی۔ یہ سوچ کر کہ مجاہدین کی تعداد زیادہ نہیں، اپنی رائے یہ ظاہر کی کہ مدینہ میں بیٹھ کر ہی اس لشکر کا مقابلہ کیا جائے، کیونکہ اس صورت میں عورتیں اور بچے بھی گھروں کے اُوپر سے تیر اور پتھر برسا کر اس جنگ میں مدد دے سکتے ہیں۔

مسلمانوں کا میدانی لڑائی پر اصرار

مدینہ کے بڑی عمر کے مسلمانوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا، لیکن ان جوشیلے نوجوانوں نے جو جنگ بدر میں شرکت کرنے سے محروم رہ گئے

گئے تھے، باصرار کہا کہ ہمیں باہر نکل کر کفار کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ان کے بار بار اصرار پر رسولؐ گھر گئے اور ہتھیار پہن کر باہر آئے۔ لبعد میں یہ مسلمان نادم ہوئے کہ انہوں نے رسولؐ کو کھلے میدان میں لڑائی کرنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں حضور! ہم آپ کو میدان میں لڑائی کرنے پر مجبور نہیں کرتے، آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کریں۔ رسولؐ نے جواب دیا کہ "اب جب کہ ہتھیار پہن کر آچکا ہوں، کسی نبی کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ہتھیار پہن کر انہیں اُتار دے، جب تک کہ خدا اُس کے اور اُس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے فوج کی کمان سنبھالی۔ حضرت ابن ام کلثوم کو جو نابینا تھے اپنا نائب مقرر کیا۔ اسلحہ پہننے سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری تلوار میں کچھ نقص ہے (ممکن ہے اس کا اشارہ القلوم کی کمان کی طرف ہو)۔ ایک گائے ذبح کی گئی ہے اور میں نے ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اِس خواب سے مسلمانوں کو کچھ خدشہ ہُوا لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ رسولِ خداؐ کی فوج کم و بیش ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی جن میں یہودی اور عبداللہ ابن اُبی کے خزرجی بھی شامل تھے۔ رسولِ خداؐ نے یہودیوں کی مدد لینے سے انکار کر دیا جب تک کہ وہ اسلام نہ لے آئیں۔ اس پر مقام شوط میں عبداللہ ابن اُبی نے اپنے خزرجی بھی واپس اس بہانہ پر لے لئے کہ رسولؐ نے ان کی تجویز نہ مانی تھی۔ اس تین سَو کی تعداد نکل جانے کے بعد رسولؐ کے پاس صرف سات سَو آدمی رہ گئے۔ حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ نے منافق اُبی کو راہ پر لانے کی کوشش کی، مگر بے سُود تھی!

بہرحالت درّہ نہ چھوڑنے کے قطعی احکام

اِس مختصر فوج کے ساتھ رسولؐ اُحد کی پہاڑی کی طرف بڑھے جو مدینہ سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ رسولِ خداؐ کے بدن پر خود، دو زرہیں اور ایک تلوار تھی جو انہوں نے بعد میں ابو دجانہ کو دے دی اور خود اپنی فوج کی کمان میں لگ گئے، حتیٰ کہ وادی کے پرلے کنارے سے اُحد کی گھاٹی میں داخل ہوئے۔ اُحد کے پہاڑ کو پس پُشت رکھا۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں لڑائی شروع نہ ہو۔ مسلمانوں میں صرف پچاس سوار تھے جو تیر انداز تھے۔ دوسرے روز ۷ رشوال ۳ھ کو صف بندی کی۔ فوج کے دائیں اور بائیں حصہ کی حفاظت کے لئے تیر انداز مقرر کئے گئے تاکہ گھوڑ سواروں کے حملوں سے بچ سکیں۔ تیر اندازوں کا افسر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا اور ہدایت کی کہ آخر دم تک اِس درّے کو نہ چھوڑنا، خواہ ہماری ساری فوج ہلاک ہو جائے اور پرندے ہمارا گوشت نوچنے لگیں۔ تم کافروں پر تیر برساتے رہنا تاکہ وہ عقب سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں، تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک میں خود تم کو طلب کرنے کے لئے اپنا آدمی نہ بھیجوں۔

ان سخت اور قطعی ہدایتوں کے بعد رسولِ خداؐ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ خود جنگ نہ شروع کریں بلکہ اپنی اونچی جگہ پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ قریش اپنی کثرتِ تعداد پر اعتبار کرتے ہوئے پہاڑی کے دامن تک جھنڈے لہراتے ہوئے پہنچے۔ ابوسفیان فوج کے وسطی حصے کی کمان کر رہا تھا۔ بایاں حصہ عکرمہ کے پاس اور دایاں خالد بن ولید کے پاس تھا۔ ہندہ اور اس کی ساتھی عورتیں طنبورے اور دف بجا بجا

Marfat.com

کہ جنگی گیت گا رہی تھیں، اور بدر کے مقتولوں کے نام لے لے کر پکار رہی تھیں۔ عبدالدار کے بیٹو! آگے بڑھو، دلیر بن جاؤ، دشمن سے لپٹ جاؤ، کاری ضربیں لگاؤ اور کوئی رحم نہ کرو، تمہاری تلواریں تیز ہوں اور تمہارے دل بے رحم ہوں۔ یہ اُن کے نعرے تھے۔

غزوہ کی ابتداء میں مسلمانوں کی بے مثال بہادریاں اور کفار کی شکست کے قوی آثار!

لڑائی شروع ہوئی تو اوّل اوّل قریش کا علمبردار طلحہ نکلا۔ حضرت علی اس کے مقابلے کو گئے اور ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اُس کا بیٹا عثمان سامنے آیا۔ حضرت حمزہ مقابلے کو بڑھے اور ایسی تلوار ماری کہ سر سے کمر تک اتر گئی۔ اب عام لڑائی شروع ہو گئی سب سے پہلے بائیں بازو کے گھوڑ سواروں نے جن کا سردار عکرمہ تھا، مسلمانوں کو بازو میں لینا چاہا، لیکن مسلمان تیراندازوں نے ان کو پچھاڑ دیا اور وہ تتر بتر ہو کر پسپا ہوئے۔ اس پسپائی پر حمزہ نے "قتل کرو، قتل کرو" کا نعرہ کفار کی فوج کے درمیانی حصے پر حملہ کرنے کی نیت سے مارا۔ ابودجانہ اپنے سر پر سُرخ عمامہ باندھے ہوئے تھے، سماک بن خرشہ ان کے دائیں ہاتھ کی طرف رسولِ خدا کی تلوار لئے ہوئے حملہ کر رہا تھا جس پر نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب کے الفاظ لکھے تھے۔ ابودجانہ نے بے تحاشا فوج کے قلب میں گھس کر ہر طرف ہلاکت مچا دی اور کفار اس دھکے سے ششدر رہ گئے۔ ایک کافر نے ابودجانہ پر وار کیا لیکن ڈھال نے اُس کی تلوار کُند کر دی۔ پھر چاروں طرف قتل کرتے کرتے ہندہ کے پاس سے گزرے اور اس کی چوٹی پر تلوار رکھ کر قتل کرنا ہی چاہتے تھے کہ کہا، حضورؐ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ اس نے تلوار ہٹا لی اور آگے بڑھ گئے۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ اس وقت تک کافروں کی لاشیں اتنی ہی تھیں جس قدر کہ مسلمان قتل ہوئے تھے۔ دفعتہً ایک کافر جو سر سے پاؤں تک لیس تھا، نمودار ہوا اور مسلمانوں کو اُس نے للکارا۔ ایک مسلمان جس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا، فوراً مقابلہ پر آیا اور اس کے کندھے پر تلوار رکھ کر اُس کے بدن کو اس زور سے چیرا کہ تلوار اُس کے جوڑوں تک جا پہنچی اور بیچ میں اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جب اس مجاہد نے اپنا چہرہ کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ ابودجانہ ہے۔

حمزہ کے کارنامے اس حملے میں کچھ کم نہ تھے۔ قریش کے بڑے بڑے سردار ارتات بن شرجیل علمبردار، عثمان بن ابی طلحہ، سباع بن عبدالعزیٰ وغیرہ وغیرہ ان کے ہاتھوں کام آئے۔ جُبیر بن مُطعم کا غلام وحشی جس کی کنیت ابو وسمہ تھی، حمزہ کو قتل کرنے پر مقرر تھا، لیکن اُس کا کہیں داؤ نہ لگتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ کوئی شخص حمزہ کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکتا تھا۔ میرے سامنے اس نے سباع بن عبدالعزیٰ کی گردن پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر بدن سے دُور جا کر گرا۔ میں تاک میں تھا کہ ایسے بہادر پر کیونکر اپنا حربہ چلاؤں۔ میں حبشہ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے حربہ پھینکنے میں ماہر تھا، لیکن میدانِ جنگ میں ادنیٰ بہادر بھی نہ تھا۔ میں قریب کے ایک پتھر کی اوٹ میں تھا اور انتظار میں چھپ کر بیٹھا تھا جب مجھے یقین ہو گیا کہ میرا حربہ نشانہ پر بیٹھے گا، تو میں نے اُن کی طرف پھینکا۔ وہ اُن کی ناف میں لگا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا۔ حضرت حمزہ میری طرف بڑھے، لیکن راستہ میں گر پڑے۔ جب تک وہ ٹھنڈے نہ ہو گئے، میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ پھر میں نے اپنا حربہ اُٹھا لیا اور لشکرِ کفار سے ہٹ کر ایک کنارہ پر بیٹھ گیا، کیونکہ میں نے صرف اپنے مالک کی شرط کو پورا کر کے آزاد ہونا تھا۔ کسی اور

Marfat.com

کو قتل کرنا میرا مدعا نہ تھا۔

فتح کے غدر میں مسلمانوں کی رسولؐ کے حکم کی نافرمانی اور معاً بعد مکمل شکست کے آثار!

اس کاری حملے کے دوران میں قریش کے سات علمبردار باری باری مارے گئے اور قریب تھا کہ فوج کا تمام قلب ہتھیار ڈال دے۔ مسلمان تیراندازوں نے یہ سمجھ کر کہ فتح ہماری ہو چکی، رسولِ خدا کے حکم کو کہ وہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہیں جب تک کہ وہ خود طلبی کے احکام نہ بھیجیں، نظرانداز کر کے اپنی جگہ چھوڑ دی اور غنیمت غنیمت کا نعرہ لگاتے ہوئے فوج کے قلب پر پل پڑے۔ حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر نے مسلمانوں میں اور غم و غصہ کی لہر دوڑا دی۔ بالخصوص اس لئے کہ اُن پر وحشی کا حملہ سخت بزدلانہ تھا۔ انہوں نے کفار پر اس زور سے حملہ کیا کہ اُن کے اوسان خطا ہو گئے۔ مسلمانوں کی ایک لہر آتی اور دم میں درجنوں کافروں کا صفایا کر دیتی۔ حضرت علی، حضرت حنظلہ، حضرت سعد بن وقاص اور حضرت طلحہ نے شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ اُن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ابوسعد بن ابی طلحہ نے مشرکین کا جھنڈا اُٹھا رکھا تھا، اس نے حضرت علی کو مقابلے کے لئے للکارا۔ طرفین کی صفوں کے درمیان شمشیرزنی ہوئی۔ حضرت علی نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد طلحہ ابن ابی طلحہ نے کفار کا جھنڈا اُٹھایا اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ کچھ دیر تک مسلمان سوچتے رہے، کیونکہ یہ شخص بڑا بہادر تھا۔ بالآخر زبیر بن عوام اپنی جگہ سے اُچھلے اور طلحہ کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا، پھر اپنی تلوار سے ذبح کیا۔ حضرت حنظلہ مشہور کافر ابوعامر راہب کے بیٹے تھے۔ وہ شبِ عروسی میں ہی اپنی نئی دلہن کو چھوڑ کر لڑائی میں شریک ہو گئے تھے اور میدانِ جنگ میں ان کا مقابلہ ابوسفیان سے ہوا، اور وہ ابوسفیان پر غالب آچکے تھے کہ ایک اور کافر شداد بن اوس پیچھے سے دوڑا اور حضرت حنظلہ پر تلوار کی ضرب لگا کر شہید کیا۔ رسولِ خدا نے اُن کو "غسیل الملائکہ" کا نام دیا۔

خالد بن ولید کا شکست انگیز حملہ اور مسلمانوں میں بھاگڑ!

خالد بن ولید نے یہ موقع غنیمت سمجھ کر کہ دشمن کی فوج کا بازو ننگا ہو گیا ہے اپنے دو سو گھوڑ سواروں کو فوراً جمع کیا اور تیراندازوں کی جگہ پر قبضہ کر کے فوج کے عقب سے شدید حملہ کیا، بہتوں کو بھگا دیا اور باقیوں میں سخت افراتفری پیدا کر دی۔ لڑائی کا رُخ اچانک اس طرح بدلا کہ کسی کو سان گمان نہ تھا۔ مسلمان اس عقب کے حملے سے ہر طرف سے گھر گئے۔ رسولِ خدا طلحہ اور سعد کے ساتھ پیچھے کھڑے اس افسوسناک منظر کو دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کی فوج کی ترتیب بگڑ چکی تھی۔ وہ ایسے پریشان ہوئے کہ آپس میں ہی ایک دوسرے پر وار کرنے لگے حضرت حذیفہ نے بار بار التجا کی کہ یہ میرے والد ہیں اور مسلمان ہیں، لیکن کسی نے نہ سُنا۔ حضرت یمان مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ بعض نے انتہائے رنج میں ہتھیار پھینک دیئے۔ اس افراتفری میں ایک گھوڑ سوار ابی بن خلف بھیڑ میں سے نکل کر رسولِ خدا کے سامنے باوجود پہرے کے آ گیا اور چیخنے لگا کہ محمد کہاں ہے، محمد جب تک زندہ ہے کوئی امن پیدا نہیں ہو سکتا۔ رسولِ خدا نے

Marfat.com

اپنے پہرے دار حرث بن حمیر سے فوراً نیزہ پکڑ کر اس کافر کی گردن میں اس زور سے گھسیڑا کہ وہ گھوڑے سے گر کر ٹھنڈا ہوگیا۔

رسولؐ کے زخم کے بعد رسولؐ کی شہادت کی غلط خبر!

اسی ہڑبونگ میں جو مچی تھی، غلیل کا ایک پتھر رسولؐ خدا کے منہ پر لگا جس سے لب زخمی ہُوا اور ایک دانت سامنے کا ٹوٹ گیا۔ ایک تیر بھی آکر لگا جس کا پُر زخم کے اندر ہی رہ گیا۔ اسی اثنا میں عمرو یا بعضوں کے قول کے مطابق عبداللہ ابن قمیہ لیثی ایک کافر نے مصعب بن عمیر علمبردار اور رسولؐ خدا کے محافظ کو (جو حضرت علی کی جگہ علمبردار اس لئے مقرر کیا گیا تھا کہ وہ عبدالدار کے قبیلہ سے تھا اور مشرکین کا جھنڈا بھی بنو عبدالدار کے پاس تھا) قتل کیا اور چونکہ مصعب کی شکل، صورت رسولؐ خدا سے ملتی جلتی تھی، ابن قمیہ نے اونچی آواز سے چیخنا شروع کر دیا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ رسولؐ خدا پر اس وار میں قمیہ کے علاوہ دو اور کافر عتبہ بن ابی وقاص اور عبداللہ بن شہاب شامل تھے۔ اس کے بعد کافروں نے رسولؐ کو قتل کرنے کے لئے چاروں طرف سے ہجوم کیا۔ اسلام کے دس بہادر رسولؐ کا بچاؤ کرتے کرتے شہید ہوئے۔ طلحہ اور ابودجانہ نے رسولؐ کے جسم کو پورے طور پر ڈھانپ لیا اور خود زخم کھاتے رہے حتیٰ کہ ابودجانہ کا جسم چھلنی ہوگیا۔ قتادہ بن نعمان کی آنکھ دشمن کے تیر سے پھوٹ گئی۔ انس بن نضر، سعد بن معاذ، حرث بن صمہ، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوبکر، عمر اور علی، سعد بن وقاص سب اس حفاظت میں شامل تھے۔ سعد بن معاذ کے جسم پر تلوار کے ستر زخم اور عبدالرحمٰن بن عوف کے جسم پر بیس زخم تھے۔ طلحہ کے جسم پر ۱۵ ضربیں تھیں۔ مسلمانوں نے کافروں کا جھنڈا اُٹھانے والوں کو قتل کر دیا تھا۔ پھر عمرہ بنت علقمہ نے اٹھایا۔ اس کی حفاظت کے لئے کافر جمع ہوئے۔ مسلمان عورتوں میں ام عمارہ بنت کعب نے کافروں سے خوب جہاد کیا۔ رسولؐ کے حملہ آور عمرو بن قمیہ پر تلوار سے کئی وار کئے۔ ام عمارہ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ اس اعلان کی گونج کفار کی فوج کے ہر گوشے میں پہنچی اور مسلمان مایوسی میں حضرت ابوبکر اور عمر کو جو زخمی ہو گئے تھے، سامنے کر بھاگنے لگے، لیکن رسولؐ خدا نے بلند آواز سے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ اللہ کا رسولؐ زندہ ہے، اللہ کے بندو، میری طرف آؤ۔ اس اعلان سے تیس صحابہ اُن کے پاس جمع ہو گئے۔ کعب بن مالک نے رسولؐ خدا کو ایک گڑھے میں گرے ہوئے اور زخمی دیکھ کر زور زور سے چلانا شروع کر دیا کہ مومنو! رسولؐ خدا زندہ ہے، رسولؐ خدا زندہ ہے، میرے پاس آؤ، ہمت کرو، ہمت کرو۔ بالآخر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رسولؐ کو اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو مسلمان کچھ تھمے اور آخری وار کے لئے تیار ہوئے۔ سعد بن وقاص نے بے پناہ تیر اندازی کی، حتیٰ کہ کمان ٹوٹ گئی، پھر حضرت طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹیں، حتیٰ کہ اُن کا ہاتھ شل ہوگیا۔ کفار ابھی تک اس زعم میں تھے کہ رسولؐ کو قتل کر دیا گیا ہے، اور وہ لوٹ مار اور مسلمان شہدا کی نعشوں کی بے حرمتی اور اُن کے اعضاء کاٹنے میں لگے رہے۔ ہندہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ حمزہ کی لاش پر اُن کا جگر اور دل نکال کر چبا رہی تھی۔ ابوسفیان نے حمزہ کی لاش کے ایک ٹکڑے کو نیزہ پر کھڑا کر کے للکار دی کہ بالآخر ہم نے بدر کی جنگ کا انتقام اُحد میں لے لیا!

Marfat.com

کفار کے ایک ہزار اور مسلمانوں کے صرف ستر مقتولین کے باوجود مسلمانوں کو شکست !

رسولِ خدا کے زندہ ہونے کی خبر ابوسفیان تک پہنچ گئی تھی اور وہ مزید مقابلے سے اپنی فتح کو شکست میں تبدیل نہ کرنا چاہتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں میں بے پناہ ایمانی طاقت ہے اور جب تک محمدؐ زندہ ہے میدانِ جنگ میں اس کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ جنگ میں صرف ستر کے قریب صحابی قتل ہوئے تھے جن میں حمزہ بھی تھے اور کفار کی کم و بیش ایک ہزار لاشیں میدانِ جنگ میں کھلے طور پر نظر آ رہی تھیں۔ ابوسفیان کے لئے یہ بھی غیر معمولی کارنامہ تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر، غیر متوقع طور پر اور جنگ کی اس غیر یقینی منزل پر قریش واپس ہوتے گئے اور میدان جنگ خالی ہو گیا۔

بزدلی کے باعث کفار کا اپنی فتح کو مکمل کئے بغیر میدان کو چھوڑ دینا

قریش پر لازم آتا تھا کہ وہ اس حالت میں کہ رسولِ خدا زخمی ہو چکے تھے اور اسلامی فوج میں انتشار پیدا ہو چکا تھا، وہ کسی قیمت پر اپنی فتح کو ادھورا نہ چھوڑتے، لیکن مسلمانوں کی شجاعت کے ان کارناموں سے جو وہ میدانِ جنگ میں دیکھ چکے تھے، خوف زدہ تھے اور ان کی ہمت نہ بندھی کہ وہ میدانِ جنگ میں آخر تک رہیں اور مسلمانوں کو حقیقی طور پر ختم کر دیں۔ میدانِ جنگ خالی ہونے پر رسولِ خدا پہاڑی سے اُترے اور انہوں نے تمام میدان کا معائنہ کیا۔ حمزہ کی لاش کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر رنج زدہ ہو گئے۔ مقتولین کو دو دو تین تین کر کے اسی جگہ دفنایا جہاں وہ قتل ہوئے تھے، مرا دو چھاتی پیٹنے سے منع کیا جیسا کہ عرب میں رواج تھا۔ حکم دیا کہ صرف رونے کی اجازت ہے۔ انہیں فکر تھی کہ قریش جو اس طرح میدان چھوڑ گئے ہیں، کہیں پھر حملہ نہ کریں۔ چنانچہ رات گزرنے کے بعد رسولؐ نے اپنی فوج کو مدینہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور وہ بھی اس طرح پر کہ وہ دشمن کے پاس پاس بھی رہیں اور مدینہ کی طرف بھی بڑھتے جائیں اگلی رات انہوں نے حکم دیا کہ فوج کے گرداگرد مختلف جگہوں پر آگ جلانے کے بڑے بڑے مظاہرے کریں تا کہ دشمن کو ہماری حاضری کا علم ہو ابوسفیان قریب ہی تھا لیکن اس کی ہمت نہ بندھی کہ مدینہ کے شہر پر حملہ کرے۔ کیونکہ رسولؐ کے زندہ ہونے کی صورت میں اس کا امکان تھا کہ پورا شہر رسولؐ کی مدد کو آئے۔ اس بنا پر وہ اگلے سال کے حملہ کی اُمید میں خاموش رہا۔ رسولؐ نے یہ دیکھ کر کہ ابوسفیان کی طرف سے کوئی اقدام نہیں ہوا اپنی فوج کو پھر کوچ کا حکم دیا اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمراالاسد تک بڑھ گئے۔ ابوسفیان ادھر روحا کے مقام تک پہنچ گیا تھا، لیکن یہ دیکھ کر کہ رسولؐ تازہ دم اور اسی طرح فوج لے کر اس کی طرف آ رہا ہے، اُس نے فوج کو مکہ کی طرف واپسی کا حکم دیا اور غائب ہو گیا۔

رسولِ خدا کے دو تعجب انگیز مزید نکاح !

اسی ۳ھ ہجری کے شوال یا ذیقعد کے مہینے میں رسولِ خدا نے ہند بنت اُمیہ سے نکاح کیا۔ اُمیہ بڑا بارسوخ سردار تھا۔ ہند کی کنیت اُم سلمہ تھی۔ ان کے پہلے شوہر ابوسلمہ تھے جو حضورؐ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ ہند نے ابوسلمہ کے ساتھ حبش کی ہجرت کی تھی۔ بعد میں

Marfat.com

حبشہ سے مکہ آکر مدینہ جانے لگیں تو قریش نے ام سلمہ کو مدینہ جانے نہ دیا اور اُن کا بچہ چھین لیا۔ امّ سلمہ ایک سال تک اپنے بچے کے فراق میں روتی رہیں تو بالآخر قریش نے انہیں مدینہ جانے دیا۔ ابو سلمہ ۳ھ میں غزوۂ اُحد میں قتل ہوئے تو رسولِ خدا کو امّ سلمہ کی اپنے خاوند سے انتہائی وفاداری کے خیال سے اُن سے نکاح کرنے کی رغبت ہوئی، نیز اس لئے کہ شروع شروع میں انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس وقت ان کی عمر ۲۹ برس تھی۔ حضرت اُمّ سلمہ کے بیوہ ہونے پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اُن سے نکاح کی رغبت کی لیکن اُمّ سلمہ نے اُن کو ٹال دیا۔ رسولِ خدا نے جب ارادہ ظاہر کیا تو وہ بولیں کہ رسولِ خدا کو مجھ سے نکاح کرنے میں کیا خوشی حاصل ہوگی۔ میں اب جوان نہیں رہی، میرا بچہ بھی ہے اور میں کسی سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی۔ رسولِ خدا نے ام سلمہ کو کہا کہ تم مجھ سے بہت چھوٹی عمر کی ہو، سلمہ میرا اپنا بچہ بن کر رہے گا، اور تمہارے کسی سوکن کو برداشت نہ کرنے کی طبیعت کو خدا تمہارے دل سے محو کر دے گا۔ الغرض ان کے لئے الگ حجرہ تیار کیا گیا۔ جہیز میں صرف ایک جو کا تھیلہ، ایک چکی، ایک دیگچی اور ایک گھی کا برتن تھے۔

غزوۂ اُحد کی شکست سے مسلمانوں کو مفید سبق، وحی کی تنبیہوں سے مسلمانوں کو عبرت!

رسولؐ کے حکم کی نافرمانی کے باعث غزوۂ اُحد کے اس بُرے انجام نے مدینہ کے مسلمانوں میں ضرور مایوسی اور منافقین میں ضرور خوشی اور حوصلے پیدا کر دیئے، لیکن ابو سفیان کے اس طرح پر جنگ کو غیر مختتم چھوڑ دینے نے اور صحابہ کے حیرت انگیز کارناموں نے بالخصوص اس حقیقت نے کہ قریباً ایک ہزار کفار کے مقتولین کے بالمقابل مسلمانوں کے مقتولین کی تعداد صرف ستر تھی اور صرف سات سو مسلمان تین ہزار کے مقابلے میں تھے، مسلمانوں کی ڈھارس بندھا دی کہ کفار اُن کے مقابلے میں سخت بزدل ہیں اور زیادہ دیر تک ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُدھر اس ناگوار واقعہ سے رسولِ خدا کے احکام کی حرف بحرف تعمیل پر یقین اس طرح بڑھتا گیا کہ گویا ان کے زبانی اور وقتی احکام بھی اسی طرح واجب العمل اور من اللہ ہیں جس طرح کہ خدا کی وحی کے احکام قرآن میں ہیں۔ رسولِ خدا کی بار بار تاکید کہ درّے کے تیر انداز کسی حالت پر اپنی جگہ نہ چھوڑیں جب تک کہ رسولؐ کا قاصد ان کی طلبی کا حکم نہ دے، بار بار اُن کے سامنے آتا اور وہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کے قرآنی الفاظ کا صحیح مفہوم اب سمجھ کر رسولؐ کے ہر زبانی حکم کو بھی منجانب اللہ تصور کر کے اس آیت کی حکمت تک پہنچے۔ انہوں نے اب رسولؐ کو محض ایک پیغامبر اور وحی لانے والے شخص کی حیثیت میں ہی نہ سمجھا بلکہ اُن کو ایک اعلیٰ ترین مجوّز اور مدبّر اور ایک بہترین ماہرِ جنگ کی حیثیت سے بھی دیکھا۔ اسی اثنا میں جب خدا کی طرف سے حسبِ ذیل زجر و توبیخ کی آیتیں غزوۂ اُحد کی ناکامی کے بارے میں نازل ہوئیں تو مسلمانوں کو اور بھی انتہائی رنج اپنی نافرمانی کے گناہ کے بارے میں ہوا اور وہ مدت تک اپنی واماندگیوں کو یاد کر کر روتے رہے اور اطاعتِ امیر میں پختہ تر ہوتے گئے۔ قرآن نے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً کہہ کر مسلمانوں پر واضح کر دیا تھا کہ نافرمانی، نااتفاقی اور انتشار کا ظلم وہ ظلم ہوتا ہے جو صرف ظلم کرنے والوں کو ہی خاص کر نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اس سے تمام قوم اس انتشار کا خمیازہ اٹھاتی ہے اور غزوۂ اُحد کی شکست سے تو خدا نے ثابت

Marfat.com

کر دیا کہ کوئی قوم اُس کی لاڈلی اور چہیتی نہیں بلکہ فتح و شکست کے ایام کبھی اِدھر کبھی اُدھر بدلتے ہی رہتے ہیں اور خدا جس نے اِس دنیائے اسباب میں انسان کو پیدا کیا ہے وہ خدا ہے جو اسباب کو نظر انداز نہیں کر سکتا، بلکہ فرمودۂ خدا یہ تھا کہ غزوۂ احد کے موقع پر خدا مومنوں کو کافروں سے الگ کر کے ان کو پاک صاف کرنا چاہتا تھا۔ یہ تنبیہہ خالص اِس قسم کی تھی کہ مسلمانوں کے دل لرز اُٹھے۔ ہر ایک کو اپنے متعلق شک گزرتا تھا کہ آیا وہ خدا کے نزدیک مومن ہے یا کافر ہے اور اُنہوں نے قانونِ خدا کو نہایت مختلف نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا بلکہ اُس خواب سے جو رسولِ خدا نے غزوۂ اُحد سے پہلے بیان کی تھی اُن کا یقین رسولِ خدا کی نبوت پر کئی گنا زیادہ بڑھ گیا۔ یہ تنبیہہ حسبِ ذیل الفاظ وحی میں تھی اور بالکل واضح تھی:-

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ٥ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ٥ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ٥ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ٥ : (۳/۱۴)

اگر تمہیں اِس لڑائی میں شکست کا زخم لگا ہے تو اِس سے پہلے فریقِ مخالف کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے اور یہ فتح و شکست کے دن تو ہم بقدرِ مناسب، کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر پھیرتے ہی رہتے ہیں اور یہ اس واسطے بھی کہ ہم جان لیں کہ خدا پر سچا ایمان رکھنے والا کون ہے اور نیز اِس لئے کہ اللہ تم میں سے اپنے سچے گواہوں کو منتخب کرے ورنہ وہ کچے ایمان والوں کو تو محبت ہی نہیں کرتا۔ اللہ اِس طریقِ عمل سے ایمان والوں کو اپنے متعلق شک و شبہ کی میل کچیل سے نکھار دینا چاہتا ہے اور پھر اپنے اصلی محب پیدا کر کے منکرین کے زور کو توڑ دینا، اور تمہاری جماعت میں سے شائبۂ شک و کفر کو دُور کر دینا چاہتا ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (خدا کو منہ سے خدا کہہ کر) الجنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی تک تو اللہ نے اُن لوگوں کو جانچا ہی نہیں جو تم میں سے اس کی حمایت میں ثابت قدم ہو کر لڑنے والے اور مصیبتوں کو برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور تم تو موت کے آنے سے پہلے ہی (میری محبت کے جوش میں) مرنے کی آرزوئیں کیا کرتے تھے، تو آج تم نے اُس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، اور پھر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے انتظار کر رہے ہو؟

قانونِ خدا کو سمجھنے کے اعتبار سے غزوۂ اُحد کی شکست مسلمانوں کے لئے آیۂ رحمت تھی!

مسلمانوں کے دلوں کی تو یہ کیفیت تھی جو اُوپر بیان ہوئی، لیکن قرنِ اوّل کے کفار و یہود بلکہ آج تک کی باقی غیر مسلم دنیا غزوۂ احد کے واقعات کو اِس نظر سے کیونکر دیکھ سکتے تھے۔ تاریخ کے اوراق پر جہاں بھی یہ واقعہ ثبت ہے اُس کو ہر دوست دشمن شخص شکست کے نام سے تعبیر کرتا ہے لیکن نئے نئے اور قانونِ فطرت سے ناواقف مسلمانوں کو خدا نہایت مہنگی قیمت کی وصولی کے بعد خدا اور قرآن کی حکمت سے واقف کر کے اُن کو آئندہ کئی صدیوں تک غالب کرنا چاہتا تھا۔ وہ اطاعتِ امیر کے عظیم الشان فطری اصول کو دینِ اسلام کا رکنِ رکین بنا کر اسلام کی ماہیت کو واضح کرنا چاہتا تھا تاکہ اِسلام ابدالآباد تک اس دنیا میں غالب رہے اور هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ : (۹/۴) کا صحیح مصداق بن سکے۔ یہ تعلیم آسانی سے بشر کے دل میں نہ بیٹھ

Marfat.com

بیٹھ سکتی تھی جب تک کہ خدا مسلمانوں کو شکست کا دردناک منظر نہ دکھاتا اور خاص کر اس حالت میں کہ دیکھیے تو مسلمانوں کا جوشِ ایمان غزوۂ احد میں یہ ظاہر ہوا کہ ستر شہیدوں کے بدلے مسلمانوں نے ایک ہزار کافر قتل کئے، یعنی ایک کے بدلے میں مسلمانوں نے چودہ جانیں لیں، لیکن بایں ہمہ ذرا سی غلطی کے بدلے کہ انہوں نے رسولؐ کے حکم کو نہ مانا، وہ ایسی شکست کھا گئے کہ چودہ سو برس سے تاریخ اس شکست کو دہرا کر اُن کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگا رہی ہے۔ آج کل کے مسلمان دینِ اسلام کو جو مرضی ہے سمجھیں، لیکن قرنِ اول اور اس کے بعد کئی قرنوں بلکہ صدیوں تک اسلام ایک زندہ مذہب بلکہ زندہ حرکت رہا اور اس وقت اتقوا اللّٰہ (خدا سے ڈرو) کے معنی تسبیحیں پھیر کر یا لمبی ڈاڑھیاں چھوڑ کر "متقی اور پرہیزگار" بننا نہ تھا، بلکہ اس کے معنی یہ تھے کہ قانونِ خدا سے ڈرو اور اس سے سرتابی نہ کرو، ورنہ سزا پاؤ گے۔ یہ نکتہ غزوۂ اُحد کے بعد مسلمانوں کے قلوب میں اس قدر پختہ ہو گیا کہ قرنوں اور صدیوں تک کسی مسلمان فوج نے اپنے امیر کے حکم سے سرتابی نہ کی بلکہ ہندوستان کے تغلق بادشاہوں نے اپنے سکوں کی پشت بے دھڑک اور قرآن کو خوب سمجھ کر مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ: (۸۰) کے قرآنی الفاظ کی بجائے مَنْ اطاع السلطان فقد اطاع الرّحمٰن یعنی جس نے مسلمانوں کے بادشاہ کی اطاعت کی، اُس نے خدا کی اطاعت کی۔ کے الفاظ لکھے تاکہ مسلمانوں کو اطاعتِ امیر کا سبق ہر دم یاد رہے۔ قرآن نے یہی بات اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اُولی الامر منکم: (۵۹) کے الفاظ میں اطاعتِ امیر قطعی طور پر فرض کر کے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر تم نے اُولی الامر کی اطاعت میں کسی قسم کا ادنیٰ نزاع بھی پیدا کر دیا تو تم مومنوں کے حلقے سے خارج ہو جاؤ گے اور آخرت کے منکر ہو گے: (اِن کُنتم تومنون باللّٰہِ والیوم الاٰخرِ: (۵۹))۔

الغرض غزوۂ اُحد نہ صرف فریقین کے نقصانِ جان کے اعتبار سے بلکہ اس اعتبار سے کہ ابوسفیان میدانِ جنگ چھوڑ کر اسی دن یعنی ۷ شوال ۳ھ کو بھاگ گیا، شکست نہ تھی بلکہ بدر کے بعد مسلمانوں کی دوسری عظیم الشان فتح تھی؛ بلکہ یہ شکست اگر اس کو شکست کا نام ہی دینا ہے، مسلمانوں کے حق میں بڑی سے بڑی رحمت اور مسلمانوں کے آئندہ تین سو برس تک ناقابلِ شکست بن جانے کا پیش خیمہ تھی۔ اس کے بعد مسلمان برابر کئی سو برس تک اپنی مختصر سی فوجوں کے ساتھ عظیم التعداد کفار فوجوں پر ہمیشہ فتح پاتے رہے۔

جمہوریت کسے کہتے ہیں؟

قرآنی نظام یہ ہے کہ رعیت پروری ہو اور سب کو حقوق ملیں۔ گدا اور شاہ کے حقوق برابر ہوں۔ جمہوریت اسی کو کہتے ہیں نہ یہ کہ دونوں پر قبضہ کر کے غریب کو کچھ نہ دیا جائے۔

(حضرت علامہ المشرقی رحمۃ اللہ علیہ)

"اسلامی مساوات کا نتیجہ غریب کی حکومت ہے"

(المشرقی رحمۃ اللہ علیہ)

(۹)

سُورۂ آلِ عمران میں یہود و نصاریٰ کی حیرت انگیز سازشوں اور

بدآموزیوں کے خلاف بغاوت کی تعلیم

یہود و نصاریٰ سے عدمِ موالات پر زور، براہیمی اسلام کی طرف دعوتِ عام، سب انبیا برابر ہیں،

کفار سے ترکِ اُلفت کے سخت احکام، رِبا کو ترک کرنے کی اِبتدائی ترغیب!

غزوۂ اُحد یعنی، رشوال ۳ھ ہجری کے بعد سورۂ آلِ عمران (۳) نازل ہوئی جس کا حجم کم و بیش ۴۹۰ سطریں ہیں۔ اس سورت کے تین ابتدائی رکوعوں کی بنیادی تعلیم کا مختصر حسب ذیل الفاظ میں کیا جاتا ہے :-

قرآن حکیم میں محکمات اور متشابہات کے متعلق وضاحت اور ان کی لِم!

(۱) اے محمدؐ! خدا نے تم پر الکتٰب نازل کی ہے، اس میں دو قسم کی آیات ہیں، اوّلاً وہ محکمات اور مضبوط آیات جو صحیفۂ فطرت کا اصل قانون (یعنی اُمّ الکتٰب) ہیں اور جن پر عمل کرنا ہر انسان پر لازم ہے۔ ثانیاً متشابہات یعنی وہ آیتیں جن کا مطلب انسان کی کمیِ علم کے باعث فوری طور پر متعین نہیں ہو سکتا (اور علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کا مفہوم انسان کے ذہنوں میں بدلتا رہتا ہے) اس بنا پر ان متشابہات کا اتباع کرنا (یعنی ان کے پیچھے پڑنا) اس وقت تک انسان پر لازم نہیں آتا جب تک کہ انسان ترقی کے اس مرحلے تک نہ پہنچے اور ان کے مطالب پورے طور پر متعین کر کے ان کو قابلِ عمل یقین نہ کرے۔ لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی اور میل ہے وہ قرآن کے متعلق اس کے ماننے والوں کے دلوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کی غرض سے ان متشابہہ آیات کے پیچھے ضد سے لگ جاتے ہیں تاکہ اُن کے اصلی مفہوم کی تلاش (کا بہانہ) کریں اور قرآن پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں شکوک پیدا کر کے اُن کو اس کتاب سے متنفر کر دیں، حالانکہ (اس وقت) ان کے اصلی مفہوم کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں، اِن آیات کو دیکھ کر پکار اُٹھتے ہیں کہ ہم ان آیات کو بھی اسی طرح صحیح سمجھ کر ان پر ایمان[×] لے آئے ہیں جس طرح کہ محکمات پر ہمارا ایمان ہے کیونکہ یہ سب کی سب ہمارے خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اور سوائے اربابِ علم و دانش کے کوئی دوسرا شخص ان سے عبرت نہیں پکڑتا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

(×) حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ [×] ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ :(۳/۱)

کفار کا متشابہات کی بحث کو چھیڑنا کس پست مقصد کے لئے تھا؟

مکی وحی کی تشریح کے ضمن میں اس تصنیف کی پہلی جلد میں درجنوں آیات اس قسم کی گزر چکی ہیں جن کو متشابہات کی فہرست میں داخل کیا جا سکتا ہے اور جن کا صحیح مفہوم اور مقصد پورے طور پر پا لینے کے لئے انسان کو ابھی صدیاں درکار ہیں۔ یہ وہ کائناتی مسائل، عالم آرا، علمی حقائق یا حیات انگیز معاشرتی اصول ہیں جن کی تہ تک پہنچنے کے لئے انسان کی مسلسل تلاش اور پیہم سعی و عمل لازم ہے اور جن کی تشریح میں نے نوّے مکی سورتوں کا مفہوم واضح کرنے کے سلسلے میں کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی مجلسوں میں جو دینِ اسلام کے بارے میں کافروں اور عیسائی مخالفوں کی ہوا کرتی تھیں، ان متشابہات کا مسئلہ شدّ و مدّ سے زیرِ بحث آتا ہوگا اور مخالفینِ اسلام مسلمانوں کی توجہ ان کے فوری مقصد یعنی کفّار پر غلبہ اور جہاد بالسیف سے ہٹانے کے لئے ان متشابہات کو طنزاً پیش کرتے ہوں گے تاکہ مسلمان ان دقیق مسئلوں میں اُلجھ کر رہ جائیں۔ وحی نے سختی سے منع کیا کہ ان معترضین کے دلوں میں کجی ہے اور وہ یہ مباحث صرف فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے چھیڑتے ہیں۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ اس نازک وقت میں کہ مسلمانوں کا مقابلہ کفّار اور مشرکین سے میدانِ جنگ میں ہو رہا ہے، مسلمان صرف محکمات یعنی واضح اور اصولی احکام کو پکڑیں کہ یہی محکمات اُمّ الکتاب یعنی قانونِ فطرت کا مغز اور اصل ہیں۔ اسی لئے ان آیتوں کے فوراً بعد خدا نے مسلمانوں کو دعا سکھلائی کہ اے ربّ! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو پراگندہ اور برگشتہ نہ کر اور اپنی جناب سے ہم پر رحمت کر کہ ہم قرآن سے پھر نہ سکیں اور اس کے سچے ہونے کے یقین میں متزلزل نہ ہوں۔ اے ہمارے ربّ! تو انسانوں کو ضرور ایک نہ ایک دن جمع کرنے والا ہے۔ (اس لئے ہماری جماعت میں تفریق و انتشار پیدا نہ کر): رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ :(۳/۱)۔

(۲) دوسرے رکوع میں دوبارہ مسلمانوں کو محبتِ مال و اولاد سے سختی سے منع کیا ہے اور میدانِ جنگ میں استقلال سے لڑنے والوں (اَلصّٰبِرِيْنَ)، اپنے ایمان کو عمل سے سچ کر دکھانے والوں (اَلصّٰدِقِيْنَ)، حکموں کو بے چون و چرا ماننے والوں (اَلْقٰنِتِيْنَ) راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والوں (اَلْمُنْفِقِيْنَ) اور صبح کے وقت اپنی واماندگیوں پر پردہ پوشی کی دعا کرنے والوں (اَلْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ) کی بے حد تعریف کی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو سرسبز خطّوں کی بادشاہت ہمیشہ کے لئے ملے گی، جن کے میدانوں میں دریا بہہ رہے ہوں گے اور پاکیزہ عورتیں اُن سے محبت کریں گی اور ان سب سے بڑھ کر خوشنودیٔ خدا اُن کو حاصل ہوگی:

(×) اس طرح بے سوچے سمجھے "ایمان لانے" کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان پر مسلسل غور کرتے رہیں، حتیٰ کہ اُن پر عامل ہو جائیں۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ : (۳/۲) ۔ پھر اہلِ کتاب کے لغو دعاوی کو ختم کرنے کے لئے اعلان کر دیا کہ خدا کے نزدیک تو صرف ایک دین قابلِ قبول ہے اور وہ صرف (براہیمی) اسلام ہے (جو سب سے پہلے انبیاء کا اسلام تھا) اور اہلِ کتاب نے تو اس دینِ اسلام میں علم آئے پیچھے محض ضد اور بغاوت سے اختلاف پیدا کیا : اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ : (۲/۲)

(۳) تیسرے رکوع میں پھر یہود کے اس باطل عقیدہ کو کہ جہنم کی آگ اُن کو صرف چند دن تک چھوئے گی ، دھوکہ قرار دے کر اعلان کر دیا کہ مومن وہ لوگ ہیں جو مومنوں کے سوا کسی دوسرے کافروں کو دوست نہیں بناتے اور جو ایسا کرے گا اُس کا خدا سے کوئی واسطہ نہ ہوگا ، الا یہ کہ یہ دوستی محض خوف کی وجہ سے ہو : لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ : (۳/۳)

(۴) چوتھے رکوع میں پھر رسولؐ کے حکموں کی بے چون و چرا اطاعت پر زور دیا ہے اور چوتھے رکوع سے ساتویں بلکہ نویں رکوع تک میں حضرت عیسیٰ کے مریم کے پیٹ سے اور بن باپ پیدا ہونے کے متعلق ذکر اور حضرت کے ابن اللہ ہونے کے عیسائی عقائد کی تغلیط شدّ و مدّ سے کی ہے اور روایت ہے کہ یہ آیتیں نجران کے مسیحی وفد کی تبلیغ کے جواب میں نازل ہوئی تھیں جو ان ایام میں رسولِ خدا کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ رسولِ خدا عیسائیوں کے مذہب کی تائید کریں !

براہیمی اسلام کی طرف یہود و نصاریٰ کو دعوتِ عام

(۵) ساتویں رکوع میں پھر اہلِ کتاب کو دعوت دی کہ اے اہلِ کتاب ! آؤ ہم یہودی یا نصرانی یا محمدی ہونے کا جھگڑا ہی چکا دیں اور وہ اس طرح کہ ہم سب کے سب صرف ایک بات پر متفق ہو جائیں جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر ہے ، وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی دوسرے آقا کی ملازمت اختیار نہ کریں گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں گے ، بلکہ ہم میں سے کوئی کسی بڑے سے بڑے رہنمائے دین کو اپنا رب نہ بنائے گا ۔ اور اگر یہ اہلِ کتاب اس اقرار سے رُوگرداں ہوں تو انہیں کہہ دو کہ اب گواہی دو کہ صرف ہم محمدؐ کے پیروی صحیح معنوں میں (براہیمی) مسلمان ہیں ۔ پھر کہا کہ اے اہلِ کتاب ! کیوں ابراہیم کے بارے میں کٹ حجتیاں کر رہے ہو (کہ وہ اس مذہب کا پیرو تھا ، یا اس مذہب کا ماننے والا تھا) حالانکہ تورات اور انجیل دونوں صحیفے ابراہیم کے بعد نازل ہوئے . . . . پھر کہا

Marfat.com

کہا کہ ابراہیم نہ یہودی تھا، نہ نصرانی بلکہ وہ تو خالصتہً خدا کے حکم کو تسلیم کرنے والا تھا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔ اصل میں تو ابراہیم سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جنہوں نے اُس وقت ابراہیم کی پیروی کی تھی، یا یہ موجودہ نبی (محمدؐ) ہے اور جو لوگ (اس کے ساتھ) ایمان لائے ہیں (یعنی موجودہ مسلمان) اور اللہ تو انہی ایمان والوں کا دوست ہے: قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ إِبْرٰهِيْمَ وَمَآ أُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْإِنْجِيْلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ : (۳/۷) ونیز مَا كَانَ إِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ : (۳/۷)۔ پھر کہا کہ اہلِ کتاب میں ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ وہ تمہیں قرآن سے برگشتہ کر دیں۔ وہ تو صرف اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں، مسلمانوں کو کیا گمراہ کریں گے۔ اے کتاب والو! تم کیوں آیات خدا کا انکار کر رہے ہو، حالانکہ تمہارے پاس صاف شہادت اس امر کی ہے کہ یہ آیات خدا کی طرف سے ہیں۔ کیوں سچ پر باطل کا غلاف اوڑھتے ہو اور کیوں علم ہو کر سچائی کو چھپاتے ہو: وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۗ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ : (۳/۷)۔

(۶) آٹھویں رکوع میں اہلِ کتاب کی ایک اور سازش کا انکشاف کیا کہ ایک گروہ ان اہلِ کتاب میں سے یہ تجویز کرتا ہے کہ صبح کے وقت تو مسلمانوں کو کہہ آؤ کہ ہم تمہارے قرآن پر ایمان لے آئے ہیں لیکن شام کے وقت انہیں کہو (کہ ہم نے تمام دن غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے درست نہیں کہتا اس لئے) اب منکر ہیں۔ شاید اس فریب سے مسلمان قرآن سے پھر جائیں: وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ : (۳/۸)۔ پھر کہا کہ ان اہلِ کتاب میں سے بعض تو انتہائی طور پر دیانت دار اور لین دین کے کھرے ہیں اور بعض انتہائی طور پر بددیانت ہیں۔ تو جو لوگ قلیل دنیاوی اجر کے بدلے عہدِ خدا کو توڑتے ہیں اُن کو آخرت میں حرماں نصیبی ہوگی اور روزِ قیامت کو خدا اُن سے نہ کلام کرے گا اور نہ اُن کی طرف نظر بھر کر اٹھائے گا۔۔۔۔ پھر کہا کہ یہی اہلِ کتاب اپنی زبان مروڑ مروڑ کر کتابِ خدا کا کچھ حصہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ وہ اصل کتاب معلوم دیتی ہے حالانکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی رسولؐ خدا کی طرف سے الکتٰب یا الحکم یا النبوۃ لائے اور پھر لوگوں کو کہے کہ تم میرے ملازم بنو اور خدا کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا رب بنا کر فرقہ بند ہو جاؤ۔

Marfat.com

اسلام سب انبیا کو برابر کے نبی مانتا ہے، وہ ابراہیمی اسلام ہے اس کے سوا کوئی دین قابل قبول نہیں!

سب انبیاء برابر ہیں، ان میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے!

(۷) بالآخر نویں رکوع میں کہا کہ اے پیغمبر! کہہ دے کہ ہم تو اُن سب احکام پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر خدا کی طرف سے نازل ہوئے اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور اُن کی اولاد پر بلکہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں پر نازل ہوا۔ ہم ان تمام انبیاء میں سے ایک میں فرق نہیں لاتے[۸] اور ہم تو صرف خدا کو تسلیم کرنے والے ہیں، تو جو شخص سوائے اُس دین اسلام کے کسی اور قطع کے اسلام کی تلاش میں ہے، ایسا اسلام اس سے ہرگز ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہی بالآخر گھاٹے میں ہوگا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ : (۳/۹) .... پھر کہا کہ ایسے لوگوں کی جو ایمان لانے کے بعد منکر ہو گئے توبہ بھی ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی سخت گمراہ لوگ ہیں اور جو لوگ مرتے دم تک کافر رہے ان سے تو زمین کے وزن کے برابر سونا بھی ان کے کفر کی پاداش میں قبول نہ کیا جائے گا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۸) دسویں رکوع میں دھڑلے سے فیصلہ کر دیا کہ اگر صحیح معنوں میں نیکی کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو نیکی ہرگز نہ حاصل کر سکو گے جب تک کہ راہِ خدا میں اُس شئے (یعنی سب سے پہلے جان پھر مال) کو خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے خدا اُس کو خوب جانتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ : (۳/۱۰) پھر کہا یہودی اعتراض کرتے ہیں کہ تم ابراہیم کے پیرو کس طرح ہوتے، حالانکہ تم اونٹ کا گوشت کھا اور اس کا دودھ پی لیتے ہو جو حضرت ابراہیم کے پیرووں پر حرام تھا۔ ان کو کہو کہ تورات نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل سب کچھ کھا لیتے تھے مگر وہ کھانے (اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ) جو یعقوب نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا (تاکہ وہ کسی بیماری سے نجات پائیں، اور بعد ازاں اُن کے ساتھیوں نے بھی یہی وطیرہ اختیار کر لیا تھا) تو اگر تم سچے ہو تو تورات لے آؤ، اُس کو پڑھو اور خدا پر تہمت نہ لگاؤ، کیونکہ ایسے لوگ ظالم ہیں: كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ : (۳/۱۰)۔

---

(۸) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ : (۳/۹) کے الفاظ اس نویں رکوع میں قابل غور ہیں۔

کن وجوہ کی بنا پر حج کعبہ صاحبِ استطاعت لوگوں پر لازم کر دیا گیا"

(۹) پھر اسی رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! اس امر کی تصدیق خدا نے کر دی ہے کہ تم سب کے سب دینِ ابراہیم کی پیروی کرو جو صرف خدا کا ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا۔ پہلا گھر جو بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا' وہ ہے جو مکہ میں ہے اور تمام دنیا کے لئے برکت دینے والا اور سیدھا راستہ (اس لئے) ہے کہ اس گھر کے پیشِ نظر صرف خدائے واحد کے حکموں کی تعمیل اور اس کی ملازمت اختیار کرنا تھا۔ اس گھر میں روشن آیات' مثلاً مقامِ ابراہیم ہے (جس کی تعمیر کرتے وقت ابراہیم نے خدائے واحد کی ملازمت اختیار کرنے کا اعلان کیا تھا) اور (دوسری خصوصیت اس میں یہ ہے کہ) جو اس گھر میں داخل ہوتا ہے وہ (گویا دارالامان میں داخل ہو گیا اور) امن میں ہے اور (اسی لئے) بنی نوع انسان کے اس طبقے پر جس کو اس تک پہنچنے کی طاقت ہے' خدا کی طرف سے اس گھر کا حج کرنا لازم ہے' اور جو اس بات سے منکر ہو تو خدا تمام عالم سے بے نیاز ہے: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ تف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (۳/۱۰)۔ پھر کہا کہ اے اہلِ کتاب! تم کیوں اس حالت میں کہ خدا تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے' آیاتِ خدا سے صریحاً انکار کرتے ہو؟ کیوں لوگوں کو خدا کے بنائے ہوئے راستے پر چلنے سے روکتے ہو اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو؟ خدا تم سب کی کرتوتوں کو بغور دیکھ رہا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم ان اہلِ کتاب کے کہنے پر لگو گے تو وہ تم کو ایمان سے ہٹا کر پھر کفر کی طرف لے آئیں گے' اور تم رسولؐ کے ہوتے ہوئے اور قرآن کی آیتیں سنتے ہوئے کیونکر کفر کی طرف جا سکتے ہو؟

گیارھویں رکوع میں اہلِ کتاب کے اس تمام فتنہ و فساد کو فرو کرنے اور مسلمانوں کے لئے ایک مستقل راہِ عمل مقرر کرنے کی نیت سے کہا:-

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (x) (۳/۱۱)۔

(x) حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

(ل) اے ایمان والو! خدا کا کھٹکا (اپنے دلوں میں ہردم) لگائے رکھو اور ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرتے رہنے کا حق ہے اور مرتے دم تک (اس کے) مطیع بنے رہو اور سب کے سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو (مختلف الرائے ہو کر) آپس میں بکھر نہ جاؤ، اور اللہ کے اُس احسان کو یاد کرو کہ جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اُس نے تمہارے دلوں کے اندر اُلفت پیدا کر دی، پھر تم اُس کے احسان کی وجہ سے بھائی بھائی بن گئے (اس سے پہلے تو) تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے۔ پھر خدا نے تم کو اُس سے بچالیا۔ اللہ اس طرح پر تمہیں اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ۔

(ب) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○: (۳/۱۱) (×)

مدینہ میں اتحاد کی مزید ضرورت اور اُس کو پیدا کرنے کی ترغیب!

(ب) اور مسلمانو! (مدینہ کے موجودہ خراب حالات کو مدّنظر رکھ کر) تم میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہونا چاہیئے جو لوگوں کو خالصتہً (اُسی باہمی اتحاد کی) نیکی (الخیر) کی طرف بُلاتا رہے اور (مسلمانوں کو) اسی (باہمی عمدہ سلوک (المعروف) کے) نیک کام کا حکم دے اور (باہمی نفرت (المنکر) کے) بُرے کام سے منع کرتا رہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو (بالآخر اِس دنیا میں) کامیاب و کامران ہوں گے اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور خدا کے روشن احکام آئے پیچھے آپس میں اختلاف کرتے گئے اور یہی وہ ہیں جن کو اِس دنیا میں بڑا عذاب ہوگا۔

(ج) يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ○: (۳/۱۱)۔

(ج) (مسلمانو! یاد رکھو کہ) ایک دن آنے والا ہے جب بعض کے چہرے سفید ہوں گے اور بعض کے چہرے سیاہ ہوں گے، تو سیاہ

(×) مدینہ کے اُس وقت کے حالات میں جبکہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں میں اِنتشار پھیلا رہے تھے، ان آیات کا نازل ہونا بہت کچھ حسب حال معلوم ہوتا ہے اور الخیر، المعروف اور المنکر کے مُلّائی معنوں کی تغلیط بھی ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اِس گروہ کے بنانے سے مُراد مدینہ کے مسلمانوں کا ایمان اور اتحاد مضبوط کرنا تھا، کوئی مولویانہ گروہ علیحدہ بنانا نہ تھا۔

چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جو ایمان لانے کے بعد خدا (کے احکام) سے منکر ہو گئے (تو ہم ان کو کہیں گے کہ) اب اپنے انکار کا مزا اِس عذاب کی صورت میں چکھو اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اُن پر خدا کی مہربانیاں ہوں گی، اور وہ ان (جلیل القدر انعاموں) میں ہمیشہ رہیں گے (اے محمدؐ!) یہ وہ آیات ہیں جو برحق طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں (تاکہ مسلمانوں میں شک وشبہ کرنے کی گنجائش نہ رہے) اور خدا تو دنیا جہان کے لوگوں پر ظلم کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔

(د) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ (×) وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ (××) أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (××) ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ : (۳/۱۲)۔

(د) ---- (اے مسلمانو!) تم بہترین گروہ ہو جو بنی نوع انسان (للنّاس) (کو راہِ راست پر لانے کے لئے) نکالا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ تم (لوگوں کو اتحاد اور باہمی عمدہ سلوک کی خاص الخاص) نیکی (المعروف) کا حکم دیتے ہو اور (تفرقہ اور باہمی اختلاف کی خاص الخاص) برائی (المنکر) سے منع کرتے ہو اور خدا (کے حاکمِ اعلیٰ ہونے) پر ایمان رکھتے ہو، لیکن اگر یہ اہلِ کتاب (مدینہ کے یہود اور نصاریٰ) بھی (جو تمہارے پیچھے پڑے ہیں، تمہارے ساتھ) ایمان لے آتے (اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے) تو ان کے واسطے بہتر ہوتا۔ ان میں بعض ضرور ایمان (لانے) والے ہیں لیکن ان میں سے اکثر فاسق اور بدکار ہیں (یاد رکھو کہ) یہ لوگ (اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے) تمہیں سوائے معمولی سی تکلیف کے (اِلّا اذًی) کوئی بڑا ضرر ہرگز نہ پہنچا سکیں گے اور وہ تم سے جنگ (بھی) کریں گے تو تمہیں پیٹھ (ہی) دکھلائیں گے اور پھر اُن کو کوئی مدد نہ دی جائے گی۔ ان پر (اور بالخصوص یہود پر) جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے، ذلت لیس دی

(×) المعروف اور المنکر کے الفاظ پھر دہرائے ہیں کہ خَیْرَ اُمَّةٍ کے الفاظ کی وضاحت اِس طرح پر ہو کہ وہ مدینہ کی وہ مختصر جماعت تھی جس نے آپس میں اس قدر باہمی محبت، اخوت اور اتحاد پیدا کر دیا تھا کہ یہی مٹھی بھر مسلمان تمام عرب بلکہ دنیا پر بالآخر غالب آ گئی، آج کل کے مسلمانوں کو خَیْرَ اُمَّةٍ کا لقب دینا لغو ہے!

(××) اگر آج نصاریٰ اور یہود ذلت اور مسکنت کے عذاب سے نکل کر جاہ وجلال کے میدان میں گامزن ہیں تو اِس لئے کہ انہوں نے حَبْلٌ مِّنَ اللّٰهِ اور حَبْلٌ مِّنَ النَّاسِ کو پھر پکڑ لیا ہے۔ فتدبّر!

Marfat.com

جائے گی، اِلّا یہ کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے (اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ) یا بنی نوعِ انسان کی طرف سے بھیجی ہوئی اتحاد کی رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے (وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ) (اس ذلت سے نجات پا جائیں) یہ لوگ خدا کے غیظ و غضب میں آ چکے ہیں اور اُن پر محتاجی لیس دی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا کے حکموں کے منکر ہو گئے تھے اور خُدا کے انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ نیز اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے رہے اور حد سے بڑھتے رہے تھے۔

آج کل کے مسلمان پھر غالب آ سکتے ہیں بشرطیکہ اگلے نو رکوعوں کے حکموں پر سچا عمل شروع کر دیں!

یہود و نصاریٰ کی سازشوں کی وجہ سے رسولِ خدا کی مشکلات میں اضافہ!

الغرض مدینہ کے یہود اور نصرانیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی اس ناگوار سرگزشت سے ظاہر ہے کہ رسولِ خدا کو ان سے کامیاب طور پر نبٹنے بلکہ مسلمانوں کو اپنے ایمان پر مضبوط رکھنے کے لئے کیا کیا تنبیہیں اور دھمکیاں وحی کے ذریعے سے دینی پڑیں ان اہلِ کتاب نے انتشار اور نفاق کے مختلف ہتھکنڈوں سے مدینہ کے مسلمانوں میں کیا بے چینی پیدا کی، کس طرح پر نئے داؤ کھیل کر مسلمانوں کو ان کا دوست بنایا، پھر اُن کی جماعت کے اندرونی راز دوستی کے پردے میں معلوم کئے، حتیٰ کہ تفرقہ پردازی اور پریشانی کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے مسلمانوں کے ایمان میں وہ کمزوریاں پیدا کیں جن کا خطرناک نتیجہ اُحد کی شکست کی صورت میں نمودار ہوا۔ ان سب فتنہ انگیزیوں اور ذلیل کارناموں کی روئیداد سورۃ آلِ عمران کے بارھویں رکوع سے لے کر سورۃ کے آخری یعنی بیسویں رکوع تک اس دردناک تفصیل سے لکھی ہے کہ قاری ان دونوں قوموں کے ذلیل افعال کو دیکھ کر لرز اٹھتا ہے۔ میں ان نو رکوعوں کا مسلسل اور مربوط طور پر مختصر آئندہ اوراق میں اس نقطۂ نظر سے پیش کرتا ہوں کہ آج کے مسلمان کو جو اسی خدا پر عدم یقین اور کمزوری ایمان کی وجہ سے چاروں طرف سے عذابِ خدا میں گھرا ہوا ہے، معلوم ہو جائے کہ مدینہ کے مٹھی بھر مسلمانوں میں بھی اسی قطع کی کمزوریاں دشمن کی سازشوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں جن سے بالآخر وہ صاف بچ کر نکل آئے اور ایک دُنیا کو اپنی فتوحات سے حیران کر دیا۔ آج کل کے مسلمان بھی ان مصیبتوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ خدا کے ان احکام پر تندہی سے عمل کرنا شروع کر دیں جو ان نو رکوعوں میں دیئے گئے ہیں۔

بارھویں رکوع میں کہا:۔ اے ایمان والو! کسی (غیر قوم کے) شخص کو اپنوں کے سوا رازدار نہ بناؤ، کیونکہ (یہ یہود اور نصاریٰ) تمہیں نقصان دینے میں کمی نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں تمہیں تکلیف ہو، ان کی دشمنی ان کے مونہوں سے آشکارا ہو چکی ہے اور جو کچھ اُن کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو ہم نے اپنے احکام تم پر کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ تم وہ ہو جو ان سے محبت کرتے ہو لیکن وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ تم خدا کے قانون (یعنی الکتٰب) کو، جن جن نبیوں پر وہ نازل ہوئی

Marfat.com

پورے کا پورا مانتے ہو (وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ) اور یہ جب تم سے ملتے ہیں تو منہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے لیکن جب علیحدہ ہوتے ہیں تو غصے کے مارے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ میں مر جاؤ۔ اللہ تمہارے سینوں کے راز پورے طور پر جانتا ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی (مثلاً غزوۂ اُحد میں شکست) پہنچتی ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر تم لوگ ڈٹے رہو (تصبروا یعنی اپنے ایمان کو کمزور نہ کرو) اور خدا کا ڈر دل میں لگائے رکھو (وتتقوا) تو ان کے کر و فریب تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

اور اے محمدؐ! جنگِ اُحد کے موقع پر جب تم صبح کے وقت گھر سے نکل کر مسلمانوں کو لڑائی کے لئے اپنی اپنی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (اور کہا تھا کہ جب تک حکم نہ ملے یہاں سے نہ ہلیں اور ڈٹ کر مقابلہ کریں) اس وقت تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار کر نرم پڑ جانے کا ارادہ کر لیا تھا، حالانکہ تمہیں خوب یاد ہے کہ غزوۂ بدر میں اللہ نے کمزور ہوتے ہوئے بھی تمہاری مدد (کئی ہزار فرشتوں کو بھیج کر اس طرح پر) کی تھی (کہ مضبوطیٔ ایمان اور خوفِ خدا کی وجہ سے ہی تم کو محسوس ہو رہا تھا کہ "فرشتے" (یعنی ربانی طاقتیں) تمہاری مدد کر رہے ہیں) تو (اس جنگِ اُحد کے موقع پر بھی ہم نے تم کو کہا تھا کہ) اللہ سے ڈرتے رہو (اور ہمت نہ ہارو) تاکہ تم (بالآخر فتح مند ہو کر اللہ کی دی ہوئی فتح کا شکر ادا کرو (فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) (لیکن تم نے خدا کا خوف دل سے نکال دیا اور شکست کھائی) اے محمدؐ! وہ وقت یاد کر جب تُو (غزوۂ اُحد کے موقع پر بھی) مومنوں کو کہہ رہا تھا (کہ بزدلی نہ دکھلاؤ) کیا تمہارے لئے کافی نہیں کہ اللہ (جنگِ بدر کی طرح اب بھی) تمہیں تین ہزار فرشتوں کو اتار کر تمہاری مدد کرے (لیکن تم نے رسولؐ کے حکم کو نہ سنا اور ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا) تو ہاں سنو اگر تم ڈٹے رہتے (اَنْ تصبروا) اور خدا کا خوف دل میں بسائے رکھتے (وَتَتَّقُوْا) اور دشمن تم پر فوری حملہ بھی کر دیتا (وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا) تو ضرور تمہارا پروردگار تین کی بجائے پانچ ہزار "فرشتوں" سے جو نشان لگائے ہوئے ہوتے تمہاری مدد کرتا (لیکن تم لوگ جی ہار گئے اور شکست کھائی، پھر خدا تمہاری کیا مدد کرتا)۔ اور اے مسلمانو! یہ فرشتوں کے آسمان سے اُترنے کا تخیل جو جنگِ بدر میں تمہارے ذہنوں میں پیدا کیا تھا، مگر اس لئے کہ تمہارے لئے خوشخبری کے طور پر ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے کہ خدا تمہاری مدد ضرور کر رہا ہے) اور (خوب جان لو کہ) مدد تو عزت اور حکمت والے خدا کے سوا کسی اور طرف سے آیا نہیں کرتی (اور یہ فرشتوں کی مدد کا تخیل دے کر تمہاری ہمتوں کو بلند کرنے کا مقصد غزوۂ اُحد میں یہ تھا) کہ خدا کفارِ مکہ کے لشکر کا ایک حصہ کاٹ کر رکھ دے یا ان کو ذلیل کرے تاکہ وہ نامراد ہو کر واپس ہوں (لیکن تم مسلمانوں نے بزدلی دکھلا کر خدا کی یہ چال چلنے نہ دی اور شکست کھا گئے) اب اے محمدؐ! تجھے تو کوئی اختیار رہی نہیں (خدا ہی کو اختیار ہے کہ) وہ ان مسلمانوں کی توبہ قبول کرے یا اُن کو عذاب دے، کیونکہ درحقیقت وہ ظالم ہیں (اور سزا کے مستوجب یقینی طور پر ہیں)

اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے بعض مسلمانوں پر یہود کا جادو اس بے پناہ طور پر چل چکا تھا کہ وہ اُن کی میٹھی میٹھی باتوں

Marfat.com

اور دوستی سے فریب کھا کر اُن کی بُری عادتوں (مثلاً بے اندازہ نفع پر روپیہ حاجت مندوں کو قرض دینا وغیرہ) کے چکر میں بھی پھنس گئے تھے اور سورۂ البقرۃ کے الربوٰا کے متعلق حکم کا ڈر (جو یہودیوں کو دیا گیا تھا) ان کے دلوں سے محو ہو گیا تھا، اس لئے اب کی بار مسلمانوں کو ان لفظوں میں خطاب کیا:-

الربٰوا کو چھوڑ دینے کی ترغیب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ : (۳/۱۴)

اے ایمان والو! (خدا تمہارا ستیاناس کرے کہ تم نے نڈر ہو کر اب قرض پر بے اندازہ سُود لینا بھی یہودیوں کی طرح شروع کر دیا ہے) (اس لئے) الربٰوا نہ کھاؤ جو قرض کو کئی گنا کر دیتا ہے اور اللہ کا (وہی پہلا) ڈر پیدا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ (غزوۂ احد میں تمہاری شکست کی وجہ یہی نڈری ہے) اور اس جہنم کی آگ سے ڈرو جو کفار کے لئے تیار کر رکھی ہے اور (پھر کہتا ہوں کہ) اللہ اور رسولؐ کا حکم مانو (کیونکہ یہی وجہ تمہارے غزوۂ اُحد میں شکست کھانے کی تھی) تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور (یہ باتیں اپنے اندر پھر پیدا کر کے) اپنے پروردگار کی معافی اور بخشش کی طرف لپکو اور اس باغ کی بادشاہت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے اور جو (صرف) خدا سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کیا گیا ہے (گویا یہاں باریک اشارہ ہے کہ انسان کو بالآخر تمام کائنات پر بادشاہت کا انعام ملے گا)۔

اس کے بعد اسی چودھویں رکوع میں وہ بداخلاقیاں جو مسلمانوں میں یہود و نصاریٰ سے دوستی قائم کرنے کی وجہ سے آ رہی تھیں ان کو دور کرنے کے متعلق تفصیل سے کہا کہ آسائش اور تنگی دونوں حالتوں میں راہِ خدا میں مال خرچ کرو، اپنے غصوں کو روکے رکھو، لوگوں کو معاف کیا کرو۔ جب کوئی بُرا کام کر دیا اپنی جانوں پر ظلم کر دو تو خدا کو دل میں لاؤ، پھر دوبارہ ان گناہوں کو نہ کرو اور خدا سے معافی مانگو (مسلمانو! کیونکہ خطاب برابر گیارھویں رکوع میں مسلمانوں کو ہی ہو رہا ہے) تم سے پہلے (اُمتوں پر) واقعات گزر چکے ہیں تو جاؤ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ ان قوموں کا کیا حال ہُوا جنہوں نے خدا کے احکام پر عمل نہ کر کے ان کو جھٹلایا تھا:- قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ : (۳/۱۴) پھر کہا کہ یہ جو کچھ ہم نے احکام دیئے ہیں، یہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے بہبودی جماعت کی روشن تفصیل ہے اور خدا کے قانون سے صحیح معنوں میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے: هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ : (۳/۱۴)- پھر انہی بزدل مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے دھڑلے سے کہا کہ اے مسلمانو! نرم نہ پڑ جاؤ اور بزدل نہ بنو اور نہ (غزوۂ اُحد کی شکست کا) غم کھاؤ، حالانکہ اگر تم (فی الحقیقت) ایمان والے ہو تو اب بھی تم ہی (غزوۂ بدر کی طرح) غالب آ کر رہو گے: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

Marfat.com

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ : (۳/۱۴)۔

اس کے فوراً بعد حسب ذیل مشہور آیات ہیں، جو غزوۂ اُحد کی المناک شکست کے بارے میں نازل ہوئی تھیں اور جو پہلے بھی آچکی ہیں :۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ : (۳/۱۴)۔

اگر تمہیں اس لڑائی میں شکست کا زخم لگا ہے تو اس سے پہلے فریق مخالف کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے اور یہ فتح و شکست کے دن تو ہم بقدر مناسب کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر پھیرتے ہی رہتے ہیں، یہ اس واسطے بھی کہ ہم جان لیں کہ خدا پر سچا ایمان رکھنے والا کون ہے، اور نیز اس لئے کہ اللہ تم میں سے اپنے سچے گواہوں کو منتخب کرے، ورنہ وہ کچے ایمان والوں کو تو محبت ہی نہیں کرتا۔ اللہ اس طریق عمل سے ایمان والوں کو اپنے متعلق شک و شبہ کی میل کچیل سے نکھار دینا چاہتا ہے اور پھر اپنے اصلی محب پیدا کرکے منکرین کے زور کو توڑ دینا اور تمہاری جماعت میں سے شائبۂ شک و کفر کو دور کر دینا چاہتا ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (خدا کو مُنہ سے خدا کہہ کر) الجنت میں جا داخل ہوگے۔ حالانکہ ابھی تک تو اللہ نے اُن لوگوں کو جانچا ہی نہیں جو تم میں سے اس کی حمایت میں ثابت قدم ہو کر لڑنے والے اور مصیبتوں کو برداشت کرنے والے ہیں اور تم تو موت کے آنے سے پہلے ہی (میری محبت کے جوش میں) مرنے کی آرزوئیں کیا کرتے تھے، تو آج تم نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور پھر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے انتظار کر رہے ہو۔

خدا ہر قوم کا ہے اور صرف عمل کرنیوالوں کا مددگار ہے !

اِن آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کس سختی سے مسلمانوں کو ناقابل شکست ہونے کا بار بار سبق دے کر ان کے دلوں میں تخیل پیدا کر رہا تھا کہ خدا اُسی کا ہے جو اس دُنیا کے کسب و عمل میں کوشش کرتے ہیں۔ وہ کسی ایک قوم کا مددگار نہیں جیسا کہ مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں۔

سورۂ آلِ عمران کے پندرھویں رکوع میں پھر مسلمانوں کو بار بار اُن کی غلطیوں، واماندگیوں اور بزدلیوں کے متعلق تنبیہیں کیں اور کہا کہ بدنصیب مسلمانو! محمدؐ تو صرف ایک خدا کا بھیجا ہوا ایلچی ہے اور کئی رسول اس سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ (اس لئے اصل شئے رسول تو نہیں بلکہ اس کا لایا ہوا پیغام ہے جس پر عمل کر کے روئے زمین پر غالب آنا تمہارا مطمح نظر ہونا چاہیئے) پھر کیا اگر محمدؐ مر جائے

Marfat.com

یا قتل ہو جائے، تم اُلٹے پاؤں اُس کے بتائے ہوئے راہِ عمل سے پھر جاؤ گے؟ تو جو پھر گیا وہ خدا کو تو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا، بلکہ صرف اپنے آپ کو نقصان دے گا۔ یاد رکھو! موت کا ایک وقت مقرر ہے! اس لئے موت سے ڈرنا بے سود ہے، اور کتنے ہی نبی ہو گزرے ہیں کہ اللہ والوں نے اُن کے ساتھ ہو کر جہاد بالسیف دشمنوں سے کیا لیکن وہ بزدل نہ بنے، نہ کمزور ہوئے، نہ دشمن سے دبے اور خدا تو ڈٹ کر لڑنے والوں کو پسند کرتا ہے (وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ)۔

• سولہویں رکوع میں کہا۔ اے ایمان والو! (یہ یہود اور نصاریٰ تو تمہاری دشمنی میں اس قدر بڑھے ہیں کہ) اگر تم ان کافروں کی بات مانو گے تو وہ تمہیں پھر کفر کی طرف واپس کر لیں گے تاکہ تم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم عنقریب ان کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب اور خوف ڈال دیں گے، کیونکہ انہوں نے تمہاری غیر مانند خدا کے ساتھ کئی بے سند خدا لگائے رکھے ہیں ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہے جو ظالموں کے لئے بُرا ٹھکانا ہے۔

دُنیاوی لالچ اور عصیانِ امیر غزوۂ اُحد کی شکست کے باعث تھے!

پھر اسی رکوع میں کہا کہ غزوۂ اُحد میں خدا نے تو اپنا فتح دینے کا وعدہ سچ کر ہی دکھایا تھا، جب تم شروع شروع میں دشمن کے جمِ غفیر کو کاٹ کاٹ کر الگ کر رہے تھے، یہاں تک کہ تم بزدل ہو گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور رسولؐ کے حکم کی نافرمانی کی، وہ اس لئے کہ تم کو مالِ غنیمت کا لالچ ہوا جس کو تم پسند کرتے تھے، تو شکست بھی اسی لالچ کی وجہ سے ہوئی اور جب تم غنیمت حاصل کرنے کی لالچ میں بھاگے چلے جاتے تھے اور مڑ کر کسی کی طرف بھی نہ دیکھتے تھے، درآنحالیکہ رسولؐ تمہارے پیچھے سے پکار پکار کر تمہیں بلا رہا تھا کہ واپس آجاؤ اور تم نہ آتے تھے۔ پھر رسولؐ کے اس غم کے بدلے میں کہ تم اپنی جگہ چھوڑ گئے تھے، خدا نے تمہیں شکست کا غم دیا تاکہ تم جو کچھ ہو چکا تھا یا جو مصیبت آنیوالی تھی اُس کا غم نہ کھاؤ۔ پھر اس غم کے بعد تمہارے ایک گروہ کو مال لوٹنے کی بے ہوشی دے دی اور دوسرا گروہ بھی تم میں تھا جن کو اپنی جانوں کی فکر لگی تھی اور وہ خدا پر طرح طرح کے زمانۂ جاہلیت کے گمان ناحق طور پر کر رہے تھے کہ جنگ کے معاملے میں ہماری رائے کی تو کچھ وقعت نہیں۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ حکم تو صرف اللہ کا ہے، وہ تمہاری رائے پر کیوں چلے۔ یہ لوگ تو اپنے دلوں میں موت کے خوف کو تم سے چھپاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہماری رائے مانی جاتی تو ہم کیوں اس جگہ اس کثرت سے قتل ہوتے؟ انہیں کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی چھپ کر بیٹھے رہتے تو جن کا قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور قتل ہوتے اور ہمارا مقصد تو اُس شئے کا امتحان لینا تھا جو تمہارے سینوں کے اندر تھی اور تمہارے دلوں کو بزدلی سے پاک کرنا تھا۔ تو جو لوگ اس مڈھ بھیڑ کے دن جب کہ لشکر آمنے سامنے ہوئے تھے، واپس چلے گئے تھے اُن کو شیطان نے پھسلایا تھا تو اب اللہ نے ایسے بزدلوں سے (باہمیں مردمان بباید ساخت کو مدِنظر رکھ کر) درگزر کیا اور خدا بڑا معاف کرنے والا ہے۔

Marfat.com

بُزدل مسلمانوں سے نرم سلوک کی تلقین، تاکہ بھاگ نہ جائیں!

سترھویں رکوع میں پھر انہی بُزدل مسلمانوں کے حوصلے کو مضبوط کرنے کے لئے کہا کہ اَے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے بھائیوں کو جو جہاد کر رہے تھے یا کوچ کر رہے تھے، کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس رہتے یا جہاد نہ کرتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر تم خدا کی راہ میں قتل ہو جاؤ یا مر جاؤ تو اس نفع سے جو تم گھر بیٹھے جمع کر رہے ہو، ہزار ہا درجے تمہارا قتل ہو کر مغفرت پا جانا بہتر ہے۔ . . . اَے محمدؐ! (اس حالت میں کہ مسلمانوں میں یہ کمزور ایمان والا گروہ موجود ہے) تم نے شکست کے بعد ان سے نرمی کا برتاؤ کیا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر تُو درشت خُو اور سخت دِل ہوتا تو یہ لوگ تم سے بھاگ جاتے، اس لئے ان سے درگزر کرو اور خدا سے ان کی بخشش کی دُعا کرو اور ان سے مشورہ (بھی) لے لیا کرو[×] (تاکہ یہ خدا کے کام شوق سے کریں) پھر جب تُو نے کسی کام کو کرنے کا ارادہ کر لیا (تو ان کی تمام رائے زنی کے باوجود) خدا کو اپنی باگ ڈور سپرد کر دے کیونکہ خدا توکّل کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے (حقیقت تو یہ ہے کہ) اگر خدا تمہاری مدد کرے تو تم پر غالب آنے والا کوئی نہیں اور اگر تم کو رُسوا کرے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا، اس لئے مومنوں کو خدا ہی کے سپرد (اپنے سب کام) کر دینے چاہئیں (کہ وہ خدا ہی کو کارساز سمجھ کر اس کے حکموں پر تندہی سے عمل کرتے جائیں)۔

پھر کہا کہ نبیؐ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اس حکم میں جو خدا کی طرف سے اُس کو امانت کے طور پر ملا ہو خیانت کرے اور لوگوں سے ڈر کر اس حکم کو کم کر کے دکھلائے۔ . . . پھر کہا کہ یہ خدا کا بڑا احسان مومنوں پر ہے کہ اُس نے اِن پر انہی میں کا ایک رسولؐ بھیجا جو خدا کے احکام (بے کم و کاست) اُن کو سناتا ہے، ان کے دِلوں کو بُزدلی اور گناہ کی گندگیوں سے پاک صاف کرتا ہے ان کو قانونِ خدا (الکتٰب) اور الحکمۃ سکھلاتا ہے، درآنحالیکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ پھر دھڑلے سے کہا کہ اَے مسلمانو! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اب جب کہ تم کو غزوۂ اُحد میں شکست کی مصیبت آئی حالانکہ اس سے دُگنی مصیبت (غزوۂ بدر میں) تم کفارِ مکہ کو اس سے پہلے پہنچا چکے تھے، تم الزاماً کہو کہ ہیں! یہ مصیبت کہاں سے آئی (ہم تو اس کے مستحق نہ تھے) ان کو اَے محمدؐ! کہہ دو کہ یہ تمہاری اپنی کرتوت کی وجہ سے آئی . . . . اور جو کچھ تم پر دونوں لشکروں کے بالمقابل ہونے کے دن حادثہ ہُوا، سو وہ خدا کے حکم سے ہُوا۔ (تم رسولؐ کے نافرمان ہو گئے تھے) اور وہ بھی اس لئے تھا کہ خدا معلوم کرے کہ تم میں سے کون صحیح معنوں میں ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔ اور یہ منافق تو وہ ہیں کہ جب انہیں کہا گیا، آؤ راہِ خدا میں قتال بالسیف کرو یا اپنی مدافعت ہی کرو تو

(×) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ہم لڑنا جانتے تو تمہاری متابعت کرتے، اس لئے مسلمان بننے سے معذور ہیں۔ ایسے لوگ کافر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم ہماری بات مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے ہی موت کو ٹال دو، اور اے محمدؐ! ہرگز ہرگز ان لوگوں کو جو راہِ خدا میں مارے گئے مُردے نہ سمجھو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور خدا کے پاس مہمان کے طور پر ہیں بلکہ خوش ہیں اُس عزت پر جو خدا نے انہیں دی ہے[x] اور خوشخبری ان لوگوں کو دے رہے ہیں جو ابھی تک قتل ہو کر اُن میں جا ملے نہیں کہ اُن کو کوئی خوف اور غم لاحق نہیں ہوگا..... پھر کہا کہ یہ صرف شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو موت سے ڈراتا رہتا ہے، اس لئے اے مسلمانو! تم ایسے دوستوں سے نہ ڈرو بلکہ اگر صحیح معنوں میں مومن ہو تو مجھی سے ڈرو..... اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم اُن کو سزا دینے میں ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ گناہ اور زیادہ کریں اور اُنہیں بالآخر رُسوا کرنے والا عذاب لاحق ہوگا..... جو لوگ مالی امداد دینے میں بُخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بُخل اُن کے لئے اچھا ہے۔ عنقریب اس مال کو (آگ میں سُرخ کرکے) اُن کے گلے کا ہار کر دیا جائے گا..... خدا نے اُن لوگوں کا قول سُن لیا ہے جو (میرے رسولؐ کو طعنے کے طور پر) کہتے ہیں کہ تمہارا خدا تو فقیر ہے جو ہم سے مال مانگتا رہتا ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ ہم اُن کے اس طعنے کو عنقریب لکھ رکھیں گے اور اس کو بھی کہ انہوں نے انبیاء کو ناحق قتل کیا تھا، پھر اُن کو جلانے والا عذاب دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ الغرض انیسویں رکوع کے اخیر تک یہی قصہ کمزور ایمان والوں اور یہود کے کافروں اور منافقوں کا ہے جن کو عذابِ خدا سے ڈراتے ڈراتے یہ عظیم سورت ختم ہوتی ہے۔

صحیفۂ فطرت سے لاتعداد ہدایتوں کے حاصل کرنے کا حُکم اور اربابِ دانش (اولوالالباب) کی تعریف

بیسویں رکوع کے شروع میں ایک عظیم المرتبت کائناتی حقیقت کا اعلان ان الفاظ میں ہے:۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں اربابِ دانش کے لئے بے شمار ہدایتیں ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (صحیفۂ فطرت پر کمال غور کرتے کرتے) خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے بے شمار ایجادات حاصل کرتے کرتے چونک اُٹھتے ہیں کہ اے پروردگار! تو نے اس کارخانۂ قدرت کو رائیگاں اور باطل پیدا نہیں کیا، بلکہ مظہرِ عجائب و غرائب بنا کر انسان کے لئے لازوال نفع کا منبع بنا دیا ہے۔ تو پاک ذات ہے ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے اس صحیفۂ فطرت سے لاتعداد فائدے حاصل کر سکیں اور (اس صورت میں کہ ہم اس کو بیکار اور باطل سمجھیں) ہمیں عذابِ جہنم سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو جس کو جہنم میں پھینکتا ہے وہ بے شک ذلیل ہو گیا اور خدا کی فطرت کی قدر نہ کرنے والی ظالم قوموں کا تو کوئی مددگار ہی نہیں۔ اے

(x) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۔

Marfat.com

ہمارے پروردگار! ہم نے بے شک ایک پکارنے والے کو سن لیا جو لوگوں کو فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر ایمان لانے کی پکار (اس سرزمین عرب میں) پیدا کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی جلیل القدر ذات پر مکمل ایمان لا کر اُس کی ملازمت اختیار کرو۔ ہم ایمان لے آئے ہیں تو اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہماری قومی بدحالیوں کو (جو خدا کے احکام کی طرف غفلت کرنے سے پیدا ہوئی ہیں) دُور کر دے اور ہم کو ان زندہ قوموں کے ساتھ شریک کر کے ہماری زندگی کو مکمل کر جو اِس زمین پر حسنِ عمل کر رہی ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! آئندہ خوشحالی اور سلامتی کے جو وعدے تُو نے اپنے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے ساتھ اپنی ملازمت اختیار کرنے کے نتائج کے طور پر کئے ہیں اُن کو پورا کر اور روزِ جزا و سزا کو ہمیں رُسوا نہ کر، کیونکہ تو اپنے وعدوں کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ پھر خدا نے اِس طرح پر ایمان لانے والی قوم کی دعا قبول کر لی اور کہا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دُوسرے کے جُز ہو۔ تو جن لوگوں نے میری راہ میں اور مجھے اِس زمین پر غالب کرنے کی خاطر **ہجرتِ وطن** اختیار کی اور جو لوگ راہِ خدا کا بول بالا کرنے کے عوض میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہوں نے میری راہ میں کفار کی دردناک ایذائیں برداشت کیں اور جنہوں نے تلوار سے قتال کیا اور قتل ہوئے تو میں اِس قوم کی تمام خستہ حالیاں اور درماندگیاں ان سے دُور کر دوں گا اور ان کو ایسی سرسبز زمینوں میں داخل کروں گا جن کے میدانوں میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہوں گے، یہ خدا کی طرف سے اُن کے عمل کی اُجرت ہوگی اور خدا کے پاس ہی بہترین اُجرت ہے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (*) وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

(*) یہاں صاف یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ سے مراد نماز کا قیام و قعود ہرگز نہیں، کیونکہ نماز پہلو پر لیٹ کر نہیں ہوتی (عَلٰی جُنُوْبِهِمْ) بلکہ صحیفۂ فطرت پر غور کرنا ہے۔

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ○

کفار کی حالیہ شوکت و ثروت سے مسلمان مرعوب نہ ہوں!

پھر اس کے معاً بعد کہا کہ اے محمدؐ! کافروں کا اس سرزمینِ عرب میں (آرام سے) چلنا پھرنا تجھے کہیں دھوکہ نہ دے کہ خدا اُن سے عمدہ سلوک کر رہا ہے۔ یہ سب مُہلت ایک تھوڑا سا فائدہ (متاعِ قلیل) ہے جو ان کو مل رہا ہے۔ پھر مہلت کے گزرنے کے بعد اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جو قانونِ خدا سے خوف زدہ ہو کر اُس پر تندہی سے چلتے رہے (لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ) اُن کے لئے سرسبز زمینوں کی بادشاہت ہے جن کے دامن میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے۔ یہ خدا کی طرف سے اُن کی مہمانی (نُزُلًا) ہوگی اور جو کچھ حُسنِ عمل کرنیوالوں نے خدا کے پاس جمع کر رکھا وہ اس مہمانی سے کہیں بہتر ہوگا: لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ قف ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ (۲۰/۳)۔ پھر آخر میں مسلمانوں کی تسلی اور اہلِ کتاب کو ترغیب دینے کے لئے کہا:

مسلمانوں کو کامل استقلال، تلقینِ استقلال اور مکمل اتحاد کی تعلیم!

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۲۰/۳)۔

اور اے محمدؐ! یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایسے لوگ ضرور ہیں جو خدا پر پورا یقین کرتے ہیں اور جو تم پر نازل ہوا اور تم سے پہلے خدا کی طرف سے نازل ہوا اس پر خدا کے حضور میں گڑگڑا کر پورا ایمان رکھتے ہیں اور قلیل دُنیاوی فائدے کے بدلے خدا کی آیات کو بھی نہیں بیچتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو پوری اُجرت اُن کے کئے کی ملے گی کیونکہ خدا جلد حساب کرنے والا ہے تاکہ مزدوروں کی اُجرت جلد چکا دے۔ اے ایمان والو! دشمن کے بالمقابل ڈٹ جاؤ (اصْبِرُوْا) اور ایک دوسرے کو مستقل مزاج رہنے کی تلقین کرو (صَابِرُوْا) اور آپس میں اپنے دل جوڑ کر ناقابلِ شکست بن جاؤ (وَرَابِطُوْا) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا سے ڈرو (وَاتَّقُوا اللّٰهَ) تاکہ تم بالآخر کامیاب ہو جاؤ۔

سورۃ آلِ عمران کی تعلیم کا مختصر اور اتَّقُوا اللّٰهَ کے صحیح معانی!

ان الفاظ پر قرآنِ حکیم کی تیسری سورت آلِ عمران ختم ہوتی ہے۔ جس تکرار اور اصرار سے اس سورت میں مسلمانانِ مدینہ کو اپنے کردار کو درست کرنے، اپنی واماندگیوں پر پشیمان ہونے اور غزوۂ اُحد کی شکست کی عملی اور فوری تلافی کرنے کی تعلیم دی ہے

Marfat.com

اس سے اخذ ہوتا ہے کہ خدا سے "ڈرنا" وہ معنی نہیں رکھتا جو آج کل کے ناکارہ مسلمان یا زوال شدہ امت کے اخلاف کئی قرنوں سے تسبیحیں چلا چلا کر اور خدا کا نام رٹ رٹ کر سمجھے بیٹھے ہیں، بلکہ اتقوا اللہ سے خدائے عالمیان کی مراد خدا کے قانون اور اس کی حکومت سے خوف زدہ ہو کر اپنے جسموں کے اندر وہ انتہائی سعی و عمل، وہ عظیم قربانی جان و مال، وہ خدا کی سزا کا سچا خوف، وہ خدا کے انعاموں کا ولولہ انگیز شوق، وہ صحیفۂ فطرت کے اٹل قانون پر مکمل یقین، وہ کائنات کے حقائق پر مکمل ایمان اور کارخانۂ قدرت کے برحق ہونے کا وہ عالم انگیز ہیجان پیدا کرنا ہے جس سے قومیں غلبے اور ترقی اور تمدن کے فلک الافلاک پر چڑھ جاتی ہیں اور قرنوں اور صدیوں تک اپنی دنیاوی شوکت اور اُبہت برقرار رکھتی ہیں۔ اسی سورت کی تعلیم سے واضح ہو گا کہ غزوۂ اُحد کی شکست مسلمانوں کی مال غنیمت کی بے جا حرص اپنے سردار کی بے جا نافرمانی، غیر قوم کی ناروا دوستی، ایک زوال شدہ امت کی برائیوں کی بے جا نقل کرنے اور مسلمانوں کی آپس میں اختلاف رائے اور تشتت اور فرقہ بندی بلکہ آپس میں مکمل یک جہتی نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ انہی نقائص کی وجہ سے رسولؐ کو اپنے مٹھی بھر مسلمانوں کی کمزوری کا احساس ہر وقت رہتا تھا اور باوجودیکہ غزوۂ بدر میں ایک عظیم الشان فتح مسلمانوں نے کفار پر حاصل کی تھی لیکن مدینہ کے یہود اور نصاریٰ کی مسلسل ریشہ دوانیوں نے اسلامی جماعت کے کردار و اخلاق میں ایک خطرناک رخنہ پیدا کر دیا تھا، اسی وجہ سے یہ تمام سورت اول سے آخر تک یہود اور نصاریٰ کی بدمعاشیوں کا رونا روتی ہے اور وحی کے الفاظ بار بار مسلمانوں کو ان کی بدکاریوں سے آگاہ کر کے ان کے دلوں میں وہ شجاعت اور شہامت پیدا کرنے کے درپے ہیں جو رسولؐ خدا کی عین حیات میں ہی چند سالوں کے اندر اندر بالآخر پیدا ہو کر رہی، حتیٰ کہ یہ امر کچھ حقیقت سے دور نہیں کہ ۱۰ھ کے اخیر تک ہی تمام عرب دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور ان عظیم الشان کامیابیوں اور کارناموں کا پیش خیمہ بنا جن پر تاریخ عالم آج تک دنگ ہے۔

الاصلاح

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت

ہفتہ وار جریدہ

لاہور

خدا کا قانون

دنیا سے مٹنے والو اٹھو ابھی ہے فرصت
زردار قومیں جب تک مصروف گفت و گو ہیں
اٹھو! خدا کا قانون قائم کرو زمیں پر!
بتلا دو ہم ہی منشائے خدا پہ مو بہ مو ہیں

(حضرت علامہ المشرقی)

(۱۰)
سورۃ الصّف میں مسلمانوں کو اپنا ایمان پختہ کرنے کی مزید تنبیہیں :

نصاریٰ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب کہ حضرت عیسیٰؑ رسولِ عربیؐ کے آنے کے مصدّق ہیں

سورۃ الحدید میں آنیوالی فتح کا شاندار الفاظ میں نقشہ :

لوہے کی دھات کی انسانی قوموں کے لیے انتہائی اہمیت :

سورۃ اٰلِ عمران (۳) کے بعد سورۃ الصّف (۶۱) نازل ہوئی جو مدینہ کی آٹھویں اور قرآن حکیم کی ۹۸ ویں وحی ہے اور جس کا حجم کم و بیش صرف ۳۰ سطریں ہیں۔ سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ سورت بھی غزوۂ اُحد کے واقعہ کے قریب کی وحی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں وہی سورۃ اٰلِ عمران والی تنبیہیں مسلمانانِ مدینہ کو اور وہی عذاب کی دھمکیاں کفارِ مکہ اور اہلِ کتاب کو دی گئی ہیں، چنانچہ شروع میں ہی کہا :-

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا (x) لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝ : (۶۱/۱)۔

اے ایمان والو ! (یہ جو تم ہر وقت مُنہ سے اقرار کرتے رہتے ہو کہ "ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے" اور غزوۂ اُحد کے وقت تم بھاگ کھڑے ہوئے یہ بتاؤ کہ) تم مُنہ سے کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کر کے نہیں دکھاتے۔ خدا تو فی الحقیقت انہی لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اُس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں (تمہیں وہ کیونکر پسند کرے کیونکہ تم نے تو ادنیٰ لالچ کی خاطر مورچہ ہی چھوڑ دیا، رسولؐ کی صریح نافرمانی کی بلکہ رسولؐ کی پکار پر کہ واپس چلے آؤ، واپس چلے آؤ، تم نے اس نازک وقت میں توجہ نہ کی) جان لو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ کامل اطاعت اور مکمل فرمانبرداری کر کے خالقِ زمین و آسمان کے ہی گُن گا رہا ہے اور وہ انتہائی طور پر غالب اور حکمت والا خدا ہے :- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ : (۶۱/۱)۔

(x) گویا اگر غور سے دیکھا جائے اس سورت میں بھی بُزدل اور کمزور ایمان والوں کو وہی تنبیہیں دی گئی ہیں جو سورۃ اٰلِ عمران میں تھیں۔

اس کے بعد کہا کہ وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم (کم ہمت اور بزدل بن کر) کیوں مجھے دکھ دے رہے ہو حالانکہ میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تو جب وہ (قتال بالسیف سے) پھر گئے بلکہ موسیٰ کو کہا کہ تو اور تیرا خدا جائے اور دونوں قتال بالسیف کریں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (x): (۵/۲۴)، تو خدا نے ان کے دلوں کو گمراہ کر دیا اور خدا فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ پھر کہا وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اور اس تورات کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے ہے، بلکہ بشارت دینے والا ہوں ایک اور پیغمبر کی، جو میرے بعد آنے والا ہے اور جس کا نام احمد ہے۔ تو جب وہ روشن دلیل لے کر ان کے پاس آیا تو قوم نے کہا کہ یہ تو صریح جھوٹ ہے: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (۶۱/۶)

پھر کہا کہ یہ یہود، یہ نصاریٰ اور یہ کفارِ مکہ و مدینہ تو خدا کے نور کو پھونکیں مار مار کر بجھانا چاہتے ہیں اور خدا ارادہ کر چکا ہے کہ کافروں کی ناخوشی کے باوجود اس نور کو پورا کر کے رہے۔ اور یاد رکھو کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ھدیٰ اور دین الحق دے کر اس لئے بھیجا کہ دنیا کے سب دینوں پر غالب آجائے، خواہ یہ مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ : (۶۱/۹)۔

پھر کہا کہ اے ایمان والو! (تم نے غزوۂ احد میں مالِ غنیمت کی وجہ سے مورچہ چھوڑ دیا تھا، اس سے پہلے تم تجارت کے مال کو مدینہ میں آتے ہوئے دیکھ کر اور ان کے ساتھ ڈھول ڈھمکے کے تماشے کا سن کر رسولؐ کو عین نمازِ جمعہ میں اکیلا چھوڑ گئے تھے (دیکھو صفحہ ۴۸) تو مال اور تجارت کے اس چسکے کے بعد) آؤ میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف لے جاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دے۔ وہ تجارت یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ پر (زندہ) ایمان رکھو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کے رستہ میں جہاد بالسیف کرو۔ یہی تمہارے لئے بہترین تجارت ہے کاش کہ تم کو اس کا علم ہوتا۔ وہ خدا تمہارے (غزوۂ احد کے پچھلے)

(x) سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورۃ المائدہ (۵) جس سے اس آیت کا حوالہ لیا گیا ہے بعد کی وحی ہے سنہ ۹ھ میں نازل ہوئی تھی، اس لئے یہ استدلال یہاں نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے پیروؤں کی بزدلی کے کئی قصے پہلی وحیوں میں بھی آ چکے ہیں۔

گناہوں سے درگزر کرے گا اور تم کو ایسی سرسبز زمینوں کا بادشاہ بنا دے گا جن کے میدانوں میں (بڑے بڑے) دریا بہہ رہے ہوں گے اور تمہیں نہایت خوبصورت بنگلے جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہوں گے، عطا کرے گا اور یاد رکھو کہ یہ کسی قوم کی عظیم الشان کامیابی ہے اور دوسری بات جو تم کو بھلی لگتی ہے وہ یہ ہے کہ کفار کے بالمقابل تمہیں خدا کی مدد اور فوری فتح حاصل ہوگی۔ اے ایمان والو! اسی طرح کے اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم نے انصار پیدا کئے تھے تو پھر بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرا گروہ منکر ہو گیا۔ پھر خدا نے ایمان والوں کو ان دشمنوں پر فتح دی اور وہ غالب آ گئے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ؕ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ۝ : (۶۱/۲)

سورۃ الحدید میں دشمنانِ دین کی آنے والی بدحالی کے متعلق دھمکیاں!

"فتح" سے پہلے کی قربانی مال و جان بعد کی قربانی سے بدرجہا افضل ہے،

سورۃ الصف کے بعد سورۃ الحدید (۵۷) نازل ہوئی جو جرمن مستشرق نولڈکے کی ترتیب نزول کی رو سے ۹۹ویں وحی اور مدنی وحیوں میں نویں وحی ہے اور جس کا حجم کم و بیش ۷۰ سطریں ہیں۔ اس سورت میں جو غالباً شوال ۳ھ کے ناکام غزوۂ احد کے صرف چند ماہ بعد ۴ھ کے ابتدائی مہینوں میں نازل ہوئی، خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسلمانانِ مدینہ کے حوصلوں کو جو شکست کی وجہ سے پست ہو گئے تھے، بلند رکھنے کے لئے اُن کی کفار پر آنیوالی یقینی فتح کا منظر باندھا گیا ہے اور اہل کتاب کی قساوتِ قلب اور دینِ خدا پر عمل کے متعلق بے حسی کو جتلا کر مسلمانوں کو اس پر اُبھارا گیا ہے کہ وہ اپنے دلوں کے اندر خدا بسانے کے لئے دلوں کی زمینیں قطعاً نرم کر دیں اور مقامِ خدا کا خوف صحیح معنوں میں کر دکھائیں۔ قسی القلب یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر نہ چلیں اور زندہ قوم کے افراد بن کر دکھائیں۔ سب سے پہلے ایمانداروں میں خدا کا ڈر پیدا کرنے کے لئے فاطر السمٰوٰت والارض کی شوکت اور طاقت کا نقشہ حسب ذیل الفاظ میں کھینچا گیا ہے: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ

Marfat.com

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ
وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ۝ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

(۵۷) - (اے انسانو! اگر غور سے مشاہدہ کرو تو یقین ہو جائے گا کہ) جو مخلوق (جاندار یا بے جان) آسمانوں اور زمین میں ہے، سب کی سب فاطرِ زمین و آسمان کے حکموں کی اطاعت میں مصروف ہے اور وہ انتہائی طور پر غالب اور صاحبِ حکمت خدا ہے (جو اس عظیم الشان کارخانے کی ہر شئے کو اپنے جاری کردہ قانون کا پابند بنا رہا ہے) آسمانوں (کے کروڑ در کروڑ ستاروں) اور زمین (کے ہزاروں میل وسیع میدانوں) پر حکومت اسی کی ہے۔ وہی (سب کو) زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر شئے پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ وہی (وہ عظیم الشان وجود) ہے جو اس وقت سے بھی پہلے موجود تھا جب کہ یہ کائنات بنائی گئی (اَلْاَوَّلُ) اور اس وقت کے بعد بھی لامتناہی مدت تک قائم رہے گا جب کہ یہ کارخانۂ فطرت ختم ہو جائے گا (وَالْاٰخِرُ) وہی صحیح معنوں میں (اپنی لامحدود کائنات کے آشکارا ہونے کے باعث) عیاں ہے (وَالظَّاهِرُ) اور وہی درحقیقت (انسان کی صحیح معنوں میں تلاش کرنے والی آنکھوں سے نظر نہ آنے کے باعث) پوشیدہ ہے (وَالْبَاطِنُ) اور وہی ہر شئے کے متعلق مکمل علم رکھنے والا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین (کی ناپیداکنار مخلوق) کو (کروڑوں اور اربوں برس کی مدت کے) چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر تختِ سلطنت پر (حکومت کرنے کے لئے) جم کر بیٹھ گیا۔ وہ اُن تمام (مادوں اور ہواؤں اور سیالوں وغیرہ) کا پورا علم رکھتا ہے جو زمین میں داخل (ہو کر اس کے اندر نئی مخلوقات کے پیدا ہونے کا باعث) ہوتی ہیں اور ان اشیاء کا علم رکھتا ہے جو زمین سے نکل کر نئے مظاہر کا موجب بنتی ہیں۔ وہ مکمل علم اس کا رکھتا ہے جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ آسمان پر چڑھتا ہے اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ لگا ہے اور وہی وجود ہے جو انتہائی غور و خوض سے جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کو دیکھ رہا ہے (تاکہ اس دنیائے کسب و عمل میں تمہیں اس کی اُجرت دے) (پھر غور سے سنو کہ) آسمانوں اور زمین پر مکمل حکومت اسی کی ہے اور اُسی اللہ کی طرف سب حکم (جو دنیا میں چل رہے ہیں) رجوع کرتے ہیں۔ وہی (اپنی کامیاب تجویز و تدبیر سے رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور وہی (انسانوں کے) سینوں کے اندر جو راز چھپے ہیں اُن کا بڑا جاننے والا ہے۔

خدا کی خدائی کے متعلق اس عظیم الشان اور یقین انگیز تمہید کے بعد انسانوں کو کہا کہ ایسے خدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لا کر اس کے بتائے ہوئے راستے کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی جان و مال کی، جس کا تمہیں وارث بنایا ہے، قربانی کرو کیونکہ تم میں سے جنہوں نے خدا کو حاکمِ اعلیٰ تسلیم کر کے قربانی جان و مال کی، اُن کو بڑا انعام ملنے والا ہے۔ اور اے (مدینہ اور عرب کے لوگو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ

تم اللہ اور رسولؐ پر ایمان نہیں لاتے، حالانکہ رسولؐ تمہیں (پکار پکار کر) بلاتا ہے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ اور حالانکہ اللہ نے (تم کو پیدا کرتے وقت تمہاری فطرت کے اندر اپنی فرماں برداری کا) اقرار تم سے لے لیا تھا، بشرطیکہ تم کو اس اقرار کا لینا یاد ہو: (اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ)، وہی اللہ ہے جو اپنے بندے پر روشن احکام نازل کرتا ہے تاکہ تم کو (نادانیوں اور ناسمجھیوں کے) اندھیرے سے نکال کر (دستورِ کائنات کی) روشنی کی طرف لے جائے اور وہ بے شک (اس رہنمائی کی وجہ سے) تم پر بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی راہ کو قائم کرنے کے لئے قربانیٔ جان و مال نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین پر پورا قبضہ اللہ ہی کا ہے (خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جس نے قربانیٔ مال و جان اُس عظیم الشان فتح سے پہلے کی[×] جو عنقریب آنے والی ہے۔ ان کا درجہ یقینی طور پر فتح کے بعد کے قربانیٔ مال و جان کرنے والوں سے بہت بلند ہے، اگرچہ عمدہ جزا کا وعدہ سب سے ہے، اور خدا جو کچھ تم کر رہے ہو اُس سے پورے طور پر خبردار ہے۔ تو کون ہے جو (آج) خدا کو (اپنے مال و جان کا) بہترین حصّہ کاٹ کر اُس لئے الگ کر دے کہ خدا اُس کی اُجرت کو دگنا کر دے اور اس کو باعزت جزا دے:- اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ[×] وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ : (۵۷)۔

پھر اُس فتح کے منظر کو اور جاذبِ دل بنانے کے لئے کہا:- اے محمدؐ! ایک دن وہ آئے گا کہ تو آنکھ سے دیکھ لے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کے غلبے کا نور[×] اُن کے دونوں ہاتھوں کے درمیان بلکہ اُن کے دائیں ہاتھوں کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا (جن دائیں ہاتھوں نے سعی و عمل کر کے قوم کو غالب کیا تھا) اور (ہم کہیں گے مبارک ہو کہ) آج تم کو اُس سرسبز اور شاداب باغوں (میں بطور بادشاہ داخل ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے جن کے دامنوں میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہیں اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے (تو دیکھ لو کہ) یہ کتنی عظیم الشان کامیابی ہے۔ اُس دن یہ منافق مرد اور عورتیں (جو آج اس نیت سے رخنے ڈال رہے ہیں کہ دینِ اسلام کا نور

(×) اِنہی اشاروں سے جو اس صفحہ پر ہیں اور جو آنے والے واقعات سے متعلق ہیں، اخذ ہوتا ہے کہ یہ سورت فتحِ مکہ سے پہلے اور غزوۂ اُحد کے بعد نازل ہوئی۔

پھونکیں مار مار کر بجھادیں (دیکھو سورۂ الصّف صفحہ ۱۱۴) ایمانداروں (کی شان و شوکت کو دیکھ کر اُن) کو کہیں گے کہ ذرا ہمیں مُہلت دو کہ ہم بھی اِس تمہارے نُور سے کچھ روشنی لے لیں تو اِن (دھوکہ بازوں) سے کہا جائے گا کہ (بدکارو!) جہاں سے آئے ہو اُلٹے پاؤں لَوٹ جاؤ اور وہاں "روشنی" تلاش کرو (یہاں کچھ نہیں مِل سکتا) پھر اِن کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا (تاکہ اُن کو اِس دروازے میں داخل ہونے کی حسرت رہے) باطنی طور پر اِس دیوار کے حائل کرنے میں رحمت ہوگی، اور ظاہرا طور پر اِس میں عذاب ہوگا۔ وہ منافق پھر پکاریں گے کہ (ہم تو روزانہ کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ؟ تو مومن کہیں گے کہ ہاں ہاں ضرور، تم کہا تو یہی کرتے تھے، لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا تھا اور تم (ڈھلمل یقین ہو کر) اِنتظار کرتے رہے، شک کرتے رہے اور تمہاری نفسانی آرزوؤں نے تمہیں دھوکہ دیا تھا، یہاں تک کہ آج اللہ کا حکم (تمہارے بارے میں) آ پہنچا ہے (کہ تمہاری بیخ اکھیڑ دی جائے) اور تمہارے تکبّر نے خدا کے بارے میں تمہیں دھوکہ دیا تھا۔ اب تم سے نہ اور کافروں سے کوئی (بڑے سے بڑا) تاوان قطعاً لیا جا سکتا۔ تمہارا ٹھکانا تو جہنّم کی آگ ہے، وہی تمہاری والی وارث ہے اور کیا بُرا ٹھکانا ہے:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ۚ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ۭ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ :(۵۷/۲)

اِس کے بعد کہا کہ اے مومنو! کیا تم پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل خدا کو ذہن میں لا کر اور اُس برحق شے پر یقین کر کے جو اُس نے تم پر اُتاری، اِنتہائی طور پر مطیع اور فرماں بردار ہو جائیں: (اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ: (۵۷/۲)) اور دیکھو اُن اہلِ کتاب کی طرح نہ ہو جانا، جن کو اِس سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر طویل مدّت کے گزر جانے کے باعث اُن کے دِل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر بدکار اور نافرمان ہیں۔ جانے رہو کہ درحقیقت وہ خدا ہی ہے جو مُردہ زمین کو (اپنی ہدایت کے ترشّح سے) زندہ کر دیتا ہے۔ (اِسی طرح خدا کا پھر دِلوں میں آ جانا تمہاری مُردہ قوم کو زندہ کر کے رہے گا)۔ ہم نے خدا کے احکام تم پر (سُورج کی طرح) روشن کر دیئے ہیں تاکہ تم (اِس کائنات کے قانون جاری کو) سمجھ سکو۔ یاد رکھو کہ عمل کے ذریعے سے اپنے ایمان کی تصدیق کرنے والے مرد اور عورت (اَلْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ) اور جنہوں نے

Marfat.com

اپنے مال و جان کا بہترین ٹکڑا خدا کے (اعلاء کے لئے) کاٹ کر رکھ دیا ہے، وہ لوگ ہیں جن کو اُن کی باعزت مزدوری دُگنی کر دی جائے گی اور جو لوگ خدا اور اُس کے بھیجے ہوئے انبیا پر (سچے دل سے) ایمان لائے وہی صِدّیق (عمل سے اپنے ایمان کو سچ کر دکھانے والے) اور خدا کے نزدیک اپنے ایمان کے سچے گواہ ہیں۔ اُن کو اُن کی مزدوری پوری ملے گی اور وہ روشنی ملے گی (جس سے وہ دُنیا میں کارہائے نمایاں کر سکیں گے): اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ لا وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ط وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ○ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ط وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ○: (۵۷/۲)۔

تسخیر کائنات کی طرف باریک اشارہ

پھر کہا کہ دنیا کی شہوات و لذآت میں پڑ جانا (الحیٰوۃ الدنیا) محض کھیل اور تماشہ ہے۔ ظاہری زیبائش، آپس میں فخر کرنا اور دولت اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادتی کی طلب بلکہ دھوکے کا سامان (متاع الغرور) ہے، اس لئے تم اس مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنّت پر اپنا اقتدار جمانے کی طرف سبقت کرو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے اور جو ایمان والوں کے لئے تیار کیا گیا ہے: سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○: (۵۷/۲)۔

پھر کہا کہ جو مصیبت تم پر اس زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر آتی ہے، وہ پیشتر اس کے کہ ہم پیدا کریں صحیفۂ فطرت کی کتاب میں (بطور شرط و جزا کے) لکھی رکھی ہے (جس سے اِدھر اُدھر ہونا محال ہے): مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ○: (۵۷/۲)۔ اور اس مصیبت کا انسان کو دینا خدا کو آسان (اس لئے) ہے (کہ وہ بے رو و رعایت قانون کے مطابق ملتی ہے) اور اس لئے بھی کہ تم جو کچھ تم سے ہو چکا اُس کا غم نہ کرو (بلکہ آئندہ کے لئے ہشیار ہو جاؤ) اور علیٰ ہذا القیاس اس پر مغرور نہ ہو جاؤ جو تم کو (از روئے قانون) مل چکا (تاکہ تم اس انعام کو برقرار رکھنے کی فکر کرو) اور خدا تو بڑے اِترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا: لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○: (۵۷/۲)۔

Marfat.com

بنی نوع انسان کو قسط و اعتدال پر رکھنے کے لئے الکتٰب نازل کی اور غالب کرنے کے لئے لوہا نازل کیا!

پھر کہا کہ درحقیقت ہم نے اپنے پیغامبروں کو واضح اور روشن احکام دے کر بھیجا (بالبیّنٰت) اور اُن کے ساتھ ایک الکتٰب اتاری (جو ان احکام کی تحریری تصدیق کرتی ہے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے) اور المیزان اُتاری (جو ہر حکم کے متعلق حدِ خدا کا صحیح تعین کرتی ہے اور اِس دُنیا میں سزا و جزا کو تول کر رکھ دیتی ہے) تاکہ بنی نوع انسان قسط و اعتدال پر رہے (اور میانہ روی سے اِدھر اُدھر نہ ہٹ سکے) اور ہم نے (اَے انسانو! اسی شدّ و مدّ سے کہ تم پر قانونِ الٰہی کی روشن اور بیّن کتاب اتاری، تم کو اِس دنیا میں طاقتور اور غالب بنانے کے لئے) لوہا اتارا جس کو اگر تم نے صحیح طور پر استعمال کیا تو اس میں (دوسری کمزور قوموں کے لئے) سخت خطرہ ہے اور لوگوں کو (اس کی مناسب تجارت سے) فائدے بھی ہیں۔

لوہے کی خدائی نعمت قوّت اور عزّت حاصل کرنے کے لئے ہے!

اور یہ لوہا اِس لئے بھی نازل کیا کہ خدا کو معلوم ہو جائے کہ کون (اِس دُنیا میں راہِ خدا (یعنی سبیل اللہ) قائم کرنے کی غرض سے) خدا کی اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی بہ زورِ شمشیر) مدد (لوہے کے خطرناک ہتھیار پیدا کر کے) اپنے درخشاں مستقبل کے لئے (بالغیب) کرتا ہے (کیونکہ یاد رکھو کہ) خدا فی الحقیقت انتہائی قوّت والا اور انتہائی غلبے والا خدا ہے (اور بنی نوع انسان کے لئے بھی قوّت اور غلبہ چاہتا ہے): لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ (۵۷/۲)۔

آیۃ الحدید ایک عظیم الشان ارضی حقیقت کا انکشاف ہے!

قرآن عظیم کی یہ وہ عظیم الشان آیت ہے کہ اِس کی تعلیم بنی نوع انسان کو ہمیشہ سے لوہے کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتی رہی ہے اور آئندہ صدیوں تک اور مصروفِ کار رکھے گی، حتیٰ کہ انسان پر ثابت ہو کر رہے گا کہ اِس زمین پر لوہے کی الٰہی نعمت سے جس قوم نے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا وہی قوم سب سے زیادہ باعزّت اور باقوّت رہی، بلکہ بالآخر معلوم ہو کر رہے گا کہ اسی لوہے کی برکت سے اس قوم کو جو خدا اور اس کے فرستادہ پیغمبروں کے بنی نوع انسان کو ایک کرنے والے "دین" کو سمجھتی ہے، راہِ خدا یعنی سبیل اللہ قائم کرنے کا فخر حاصل ہوگا! فتدبّر۔

اسلام رہبانیت کو منع کرتا ہے!

سورۃ الحدید کے چوتھے رکوع میں نصاریٰ کو سختی سے تنبیہ کی ہے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو انجیل دی اور اس کے پیروؤں میں رأفت و رحمت کے جذبات پیدا کئے، لیکن اُنہوں نے (سعی و عمل چھوڑ دیا اور سعی و عمل سے بھاگنے کے لئے) گوشہ نشینی اور رہبانیت

کی بدعت اختیار کی تاکہ رضائے خدا حاصل کر سکیں۔ ہم نے اس کو اس کا حکم نہ دیا تھا اور وہ اس میں حد سے بڑھ گئے تو ہم نے اُن (عیسائیوں) میں سے جو لوگ صحیح طور پر حضرت عیسٰی کی حیات انگیز تعلیم پر عامل تھے، پوری جزا دی اور اکثر اُن میں سے بدکار تھے۔ تو اے مسلمانو! (تم بھی صحیح معنوں میں اپنے رسولؐ کی تعلیم پر عمل کرو، سعی و عمل سے بھاگ کر گوشہ نشینی اور رہبانیت اختیار نہ کرو، آپس میں اسی طرح رحمت اور رافت سے رہو، جس طرح کہ حضرت عیسٰی کے پیرو تھے، اسی طرح کا) ڈر اگر خدا کا پیدا کرو گے اور اسی طرح کا ایمان رسولؐ پر رکھو گے تو خدا تمہارے دلوں میں نور پیدا کر دے گا (جس سے تم کو اس دنیا میں چلنے کی راہ مل جائے گی) اور ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے عملی اور کاہلی اور گوشہ نشینی کے باعث اہل کتاب ہی تمہارے متعلق یہ یقین نہ کر لیں کہ یہ مسلمان تو اب اس دنیا میں کسی طاقت اور عزت کے حاصل کرنے کے قابل ہی نہیں رہے (اب گوشہ نشینی اور تسبیحوں پر خدا کی یاد کرنے سے اُن کو کیا حاصل ہو سکے گا) یاد رکھو کہ دنیاوی بزرگی اور فضیلت تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو مناسب سمجھتا ہے (قانونِ خدا کی) سوجھ بوجھ عطا کر کے فضیلت عطا کر دیتا ہے اور خدا تو درحقیقت بڑا فضل عطا کرنے والا ہے: ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۥ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۥ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۥ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۥ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۥ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (۵۷/۴)۔

مسلم کا وطن

نہ قوم اس کی نہ نسل و رنگ مذہب
خدا کی انجمن کوئی نہیں ہے
مسلمان کا خدا جب ہر جگہ ہے
تو مسلم کا وطن کوئی نہیں ہے

(حضرت علامہ مشرقیؒ)

Marfat.com

(۱۱)

سورۃ النسا میں

اسلامی کردار کو بلند تر کرنے کے مزید احکام!

اور براہیمی دین کی طرف پھر دعوت!

اطاعتِ رسولؐ پر مزید زور، ہجرتِ وطن کی شدید تاکید، مخالفین سے ترکِ محبت، ہتھیار پکڑنے کا عام حکم!

قرنِ اوّل کے مسلمان انتہائی کمزوریوں کے باوجود کیوں غالب آ کر رہے؟

آج کے مسلمان کیونکر پھر غالب آ سکتے ہیں؟

معاشرتی اور وراثتی احکام، سرمایہ داری کی تمنا کی ممانعت، حلال کمائی کا حکم، طلاق کی پابندیاں!

سورۃ الحدید کے بعد سورۃ النسا (۴) نازل ہوئی جو ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۰ ویں وحی اور مدنی وحیوں میں دسویں شمار سے پر ہے۔ اِس سورت کے چوبیں میں سے پہلے چھ بلکہ سات رکوعوں میں سورۃ البقرۃ کی طرح معاشرتی احکام ہیں، جن کا مقصد مسلمانوں کی جماعت میں وہ خانگی اور اجتماعی نظام پیدا کرنا تھا جس میں وہ خرابیاں نہ ہوں جو یہود اور نصاریٰ میں خانگی معاملات اور بالخصوص ورثہ اور ازدواجی معاملات کے ڈھیلے ڈھالے ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ خمر اور میسر (شراب اور جوئے) کے متعلق سورۃ البقرۃ کے ۲۷ ویں رکوع میں صرف اِس قدر کہا گیا تھا کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے اِس میں کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن اُن کا گناہ اُن کے نفع سے بڑا زیادہ ہے: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ (۲۱۹/۲)، لیکن ان دونوں خرابیوں کو اُس وقت تک حرام قرار نہ دیا تھا، یہ اس لئے کہ شراب اور جوئے کی لت اُس وقت عرب میں زوروں پر تھی اور سب گروہوں میں یکساں تھی بلکہ شراب کی لت زیادہ تر نصرانیوں کے مدینہ میں کافی تعداد میں ہونے کی وجہ سے تھی اور یہود اور نصاریٰ سے بعض مسلمانوں کی خطرناک دوستی بلکہ اُن کو اپنا رازدار بنانے کی عادت(۸) جس کا ذکر گزر چکا ہے غالباً انہی دو برائیوں کی وجہ سے تھی کہ وہ شراب اور جوا اکٹھے پیتے اور کھیلتے تھے۔ اسی لحاظ سے سورۃ النسا کے ساتویں

---

(۸) دیکھو صفحہ ۵۲

Marfat.com

رکوع میں شراب کے متعلق نرم الفاظ میں حکم دیا کہ اے ایماندارو! نشے کی حالت میں نماز کے نزدیک اُس وقت تک نہ جاؤ جب تک کہ تمہارا نشہ نہ اُتر جائے اور جو کچھ تم نماز میں کہتے ہو اُس کو پُورے طور پر سمجھ کر نہ بولو:- یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ : (۴) مسلمانوں کے بارے میں ۴ھ ہجری کے شروع تک ایسا نرم حکم تعجب خیز! اس نے معلوم دیتا ہے کہ آج کے مسلمانوں کو اُن مشکلات کا علم نہیں رہا جو رسولؐ خدا کو مدینہ میں درپیش تھیں اور یہ اُسی جلیل القدر رہنما کی بے مثال تجویز و تدبیر تھی جس نے عرب کے انتہائی درجے کے منافق، اُجڈ، گناہوں میں شرابور، انتہائی طور پر زناکار اور بدکردار لوگوں کو خدا کی راہ پر لگاکر بالآخر اُن کو تمام دُنیا پر غالب کر دیا تھا۔

سورۃ النسا کے ساتویں، آٹھویں اور بعد کے رکوعوں میں پھر اہلِ کتاب کی طرف رجوع اور اطاعتِ رسولؐ پر زور دے کر مسلمانوں کو قتال بالسیف کی طرف رغبت دلاتی ہے جو گیارھویں بلکہ بارھویں رکوع تک چلی جاتی ہے۔ تیرھویں سے چوبیسویں رکوع تک میں ہجرت کے احکام، میدانِ جنگ میں ہتھیار پکڑنے کے حکم، دینِ براہیمی کی طرف رجوع کی ترغیبیں، یہود و نصاریٰ اور کفار سے ترک دوستی کی تاکید، منافقین کو عذاب کی دھمکیاں ہیں جن پر یہ سورت ختم ہوتی ہے۔ چھٹے رکوع کے بعد کے رکوعوں کا ایک مختصر آئندہ اوراق میں دے کر معاشری احکام کو بعد میں بیان کر دیا جائے گا تاکہ اس سورت کا مدینہ کے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد قائم رکھنے اور اُن کو بالآخر غالب کرنے کا تسلسل پہلی سورتوں کے اسی قطع کے احکام سے قائم رہے اور واضح ہو سکے کہ دینِ اسلام بالآخر کیونکر کامیاب ہو کر رہا۔ پہلے رکوعوں کا ملخص اس تشریح کے بعد دیا جائے گا۔

سورۃ النسا کے ساتویں رکوع میں شراب کے نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانے کے حکم کے بعد بیویوں سے مباشرت کرنے کے بعد غسل کا حکم دے کر کہا کہ اپنی نماز غسل کے بعد ادا کرو اور اگر تم مریض ہو یا مسافر، یا جائے ضرور سے آؤ یا عورتوں سے مباشرت کی ہو اور پانی نہ ملے تو اس حالت میں پاکیزہ مٹی سے اپنے مونہوں اور ہاتھوں کا مسح کر کے تیمم کرو اور تیمم کے بعد نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ اے محمدؐ! کیا تو نے یہود اور نصاریٰ کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ (کھلم کھلا) گمراہی کو مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہِ راست سے بھٹک جاؤ اور خدا تو تمہارے دشمنوں کو خوب پہچانتا ہے اور یہ یہودی تو مکار لوگ ہیں کہ تورات میں جو کلمات خدا کے ہیں اُن کو محرّف کر کے کچھ کا کچھ مطلب بنا لیتے ہیں اور اُوپر سے کہتے ہیں کہ مان لیا، لیکن دراصل وہ منکر ہیں اور اپنی زبانوں کو مروڑ مروڑ کر انکار کے الفاظ منہ سے نکالتے ہیں تاکہ دینِ اسلام پر طعنہ زنی کریں۔ خدا ایسے مکاروں پر لعنت بھیجتا ہے اور بہت کم ہیں جو ان میں سے ایمان لائیں گے۔ اے اہلِ کتاب! اس قرآن پر ایمان لے آؤ جو تمہاری تورات اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے، پیشتر اس کے کہ ہم تمہارے چہروں کو مسخ کر کے اُن کو تمہاری پیٹھوں کی طرف موڑ دیں یا تم پر ایسی پھٹکار ڈالیں جیسا کہ اصحاب سبت پر ڈالی تھی۔ خدا تمام دُنیا کے گناہ معاف کر سکتا ہے لیکن اس سے درگزر نہیں کر سکتا کہ لوگ اس کے سوا کسی کو حاکم بنائیں، کیونکہ جس نے شرک کیا اُس نے خدا پر بڑا جھوٹ باندھا۔ اے محمدؐ! کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ لوگ کس طرح

Marfat.com

اپنے آپ کو پاک سمجھتے ہیں حالانکہ پاک وہ ہے جس کو خدا پاک بنائے۔

پھر آٹھویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! دیکھ یہ کس طرح خدا پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں، کس طرح بُتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں، اور کس طرح کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے زیادہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر خدا نے لعنت کی اُس کا کوئی والی وارث اِس دُنیا میں نہیں ہوگا۔ کیا آج اِن یہود کے پاس کوئی حکومت باقی رہی ہے کہ لوگوں کو ایک کھجور کے چھلکے کے برابر دینے کے روادار نہیں، یا کیا وہ لوگوں سے جو کچھ خدا نے اِن کو فراغت دی ہے اُس کے متعلق حسد کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت جلتے بھنتے رہتے ہیں تو اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے آلِ ابراہیم کو الکتٰب بھی عطا کی تھی، الحکمۃ بھی دی تھی اور اُس کے علاوہ ایک بڑے خطۂ زمین کی حکومت بھی دی تھی۔ یاد رکھو کہ جو لوگ ہماری بھیجی ہوئی آیات کے منکر ہوئے اُن کو مستقبل قریب میں ہم جہنم کی آگ میں جھونک دیں گے، یہاں تک کہ جب اُن کی کھالیں جل جائیں گی تو اُن کو نئی کھالیں پہنا دیں گے تاکہ عذاب کا مزا خوب چکھتے رہیں اور ایمان اور عملِ صالح والی قوم کو عنقریب ہم ان سرسبز میدانوں میں جا داخل کریں گے جن کے میدانوں میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہوں گے اور وہ ہمیشہ تک ان میں رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں اُن کے لئے اِن سرسبز باغوں میں ہوں گی۔

بے چون و چرا اطاعتِ امیر کا قطعی حکم!

پھر اسی آٹھویں رکوع میں کہا کہ خدا مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو اُن کے مالکوں کو ادا کر دیا کرو، جو فیصلے کرو پُورے عدل و انصاف سے کرو۔ خدا یہ عمدہ نصیحتیں اِس لئے کرتا ہے کہ وہ پُورے طور پر معاملہ فہم اور قوموں کے انجام کو نہایت غور سے دیکھنے والا ہے: (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ : ۴/۸)، پھر کہا کہ اے ایمان والو! خدا کے حکموں کو جو قرآن میں نازل ہوتے ہیں، تندہی سے مانا کرو (اَطِيْعُوا اللّٰهَ) اور اِس کے علاوہ رسولؐ کے بالمشافہ حکموں کو جو وہ روزانہ دیتا ہے اور تم میں سے جو حاکم تم پر مقرر کئے گئے ہیں اُن کے زبانی احکام کو فوری طور پر مانا کرو: (وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ: ۴/۸)، پھر اگر کسی حکم یا معاملے پر آپس میں اختلاف کر بیٹھو: (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ) تو اُس معاملے یا جھگڑے کو اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو: (فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ)، اگر تم (فی الحقیقت) خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو: (اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: ۴/۸) (تاکہ خدا اور اُس کا رسولؐ اِس معاملے یا جھگڑے کے متعلق آخری فیصلہ کر دیں لیکن اطاعتِ امیر میں ہرگز کمی نہ کرو اگر تم مومن ہو تاکہ تمہارا جھگڑا جماعت میں بنائے فساد نہ ہو جائے اور تم کمزور نہ ہو جاؤ) یہی (بہرحال اطاعت) تمہارے لئے بہتر ہے اور انجام کار کو پیشِ نظر رکھ کر انتہائی طور پر اچھا ہے: (ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ : ۴/۸)

مخالفین کو رام کرنے کے لئے وحی کی عجیب وغریب تدبیریں ان کی بخشش کی طلب:

پھر نویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یہ لوگ جو تمہارے قرآن پر اور پہلی کتابوں پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہیں، شیطان کو اپنا منصف بنانا چاہتے ہیں: (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ: (۴/۹)) حالانکہ ان کو شیطان سے منکر ہونے کا حکم مل چکا ہے اور شیطان تو ان کو حقیقت سے بہت دور گمراہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے اور تو دیکھ رہا ہے کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ آؤ جو کچھ اللہ نے رسولؐ پر نازل کیا ہے اس کو تہ دل سے مانو تو یہ منافق تم سے بہت کتراتے ہیں تو کیا ہوگا اس وقت جب کہ ان کے کئے کی سزا ان کو ملے گی اور اس وقت قسمیں کھاتے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے کہ خدا کی قسم ہمارا ارادہ تو سوائے بھلائی اور پورے طور پر موافقت کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایسے لوگوں کے دلوں کی بات خدا خوب جانتا ہے اس لئے ان سے ہٹ کر رہو اور ان کو نصیحت کرو اور وہ باتیں کرو جو ان کے دلوں تک پہنچ جائیں: (وَقُلْ لَّهُمْ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِیْغًا ۝ (۴/۹)) اور (اصل بات تو یہ ہے کہ) ہم نے (آج تک) کوئی رسولؐ ہی نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ خدا کے حکم کے متعلق اس کی مکمل فرماں برداری کی جائے اور اگر یہ ظالم لوگ تیرے پاس آکر معافی مانگیں اور تو بھی ان کی بخشش طلب کرے تو خدا بھی ان کو ضرور بخش دے گا اور ان پر بڑا رحم کرے گا۔

رسولؐ کو حکم بنانے کی ترغیب!

تو خدا کی قسم یہ منافق لوگ اس وقت تک مومن شمار نہ ہوں گے جب تک اپنے ہر خانگی معاملے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا منصف نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ تم کرو اس کو بطیب خاطر منظور اور تسلیم نہ کریں اور اگر ہم ان پر جہاد بالسیف فرض کر کے حکم دیتے کہ اپنوں کو (جو نافرمان ہیں) قتل کر ڈالو ورنہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو صرف چند ایک کے سوا حکم نہ مانتے اور اگر مان لیتے تو انہی کے لئے بہتر ہوتا اور ان کی جڑیں مضبوط ہو جاتیں۔ پھر ان کو ہمارے ہاں سے بڑا اجر ملتا اور وہ راہ راست پر آجاتے۔ تو (یاد رکھو کہ) جس نے اللہ اور رسولؐ کا حکم مانا، ان کا درجہ ان انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے برابر ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَکَیْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِیْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِیْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ○ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ؕ :(۴/۹)

مسلمانوں کو ہتھیار پکڑنے کا عام حکم!

دسویں رکوع میں ایمان والوں کو حکم دیا کہ اپنے جنگ کے ہتھیار پکڑ لو اور دستے دستے بن کر یا اکٹھے ہو کر (جہاں رسولؐ حکم دیتا ہے) کوچ کرتے جاؤ۔ تم میں ضرور ایسے بھی ہیں جو اطاعتِ امیر میں ڈھیلے ہیں اور اگر تمہیں لڑائی میں کوئی ضرر پہنچے تو دل میں کہتے ہیں کہ خدا نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میں اُن کے ساتھ نہ تھا اور اگر تمہیں میدانِ جنگ میں فتح ہوتی ہے تو اس طرح کے انجان بن کر کہ گویا تمہاری اُن کی جان پہچان ہی نہ تھی، وہ کہتے ہیں کہ کاش! میں اُن کے ساتھ ہوتا اور یہ بڑی کامیابی حاصل کرتا: (وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ : (۴/۱۰))، پس ان لوگوں کو جو آخرت کے بدلے دُنیا خریدنا چاہتے ہیں ضرور چاہیئے کہ خدا کی راہ میں قتال بالسیف کریں اور جو شخص اس راہِ خدا کے قتال میں قتل ہو جائے گا تو ہم اُس کو بڑا اجر دیں گے۔ اور (مکّے کے) اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے حالانکہ تم کمزور مرد اور عورتیں اور بچّے پکار پکار کر خدا سے دعائیں مانگ رہے ہو کہ اے ربّ ہمیں اس (مکّے کی) بستی سے نکال جن کے رہنے والے ظالم ہیں۔ تو صرف ایمان والے ہی راہِ خدا کے لئے قتال کرتے ہیں اور کفار (مکّہ) ہی ہیں جو شیطان کی راہ قائم کرنے کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ پس اے مکّہ کے مسلمانو! ان شیطان کے دوستوں کی بیخ و بُنیاد اُکھیڑ دو، کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہی ہُوا کرتا ہے۔

مکّے کے مسلمانوں کا مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد کفارِ مکّہ سے خوف کے باعث قتال بالسیف سے گریز!

گیارھویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! کیا تم نے ان مکّہ کے مسلمان لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جن کو (اس سے پہلے) کہا گیا تھا کہ ابھی کفار کے مقابلے میں اپنے ہاتھ روکے رکھو اور صرف الصّلوٰۃ اور الزکوٰۃ پر قائم رہو لیکن جب (ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے کر) ان پر قتال فرض کر دیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ مکّے کے کفار سے اسی طرح ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور وہ دلوں میں کہتے ہیں کہ اے ربّ! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا، کیوں نہ ہمیں کچھ تھوڑی سی مدّت تک اور مہلت دی۔ اے محمدؐ!

کہہ دے کہ دُنیا کا آرام چند روزہ ہے اور انجام اُس کا اچھا ہے جو خدا سے ڈرتا رہا۔ موت تو تمہیں جہاں کہیں بھی ہو، آدبوچے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں چھپے ہوئے ہوگے اور یہ ایسے عجیب مسلمان ہیں کہ اگر اِن کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہہ دیتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو تمہارے سر تھوپ دیتے ہیں۔ اِن کو اے محمدؐ! کہہ دو کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو یہ خدا (کے قانون پر چلنے) کی وجہ سے ہے (فَمِنَ اللهِ) اور اگر تجھے کوئی گزند پہنچے تو یہ تیرے نفس (کی سرکشی) کی وجہ سے ہے (فَمِنْ نَّفْسِكَ) اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رسُول بنا کر بھیجا ہے (وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا) اور اس کا گواہ خدا ہی کافی ہے (اور لوگو یاد رکھو کہ) جس نے رسولؐ کے حکم کو مانا اُس نے فی الحقیقت خدا (ہی) کے حکم کو مانا: (مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ) اور ہم نے تجھے اِن لوگوں پر چوکیدار بنا کر نہیں بھیجا (کہ تم ان کے ذمہ دار ہو)۔ اور (ان منافقوں کو دیکھو) یہ مُنہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے حکم مان لیا لیکن تم سے الگ ہو کر ظاہر ہوتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ اس بات کے خلاف جو تُو کہتا ہے راتوں کو باہمی مشورہ کرتے گزارتا ہے، تو ایسے لوگوں سے (اے محمدؐ!) الگ ہو جا اور صرف خدا پر بھروسہ کر۔ کیا یہ لوگ قرآن میں غور و خوض نہیں کرتے (کہ قرآن اول سے آخر تک ایک ہی بات کہتا ہے) اور اگر وہ کسی غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ (۴ : ۸۲)۔

منافقین کی فتنہ انگیزیاں:

اور یہ (منافق) لوگ (اس پست اخلاق کے مالک ہیں کہ) جب اُن کو کوئی بات (کہیں سے) امن یا خوف کی ملتی ہے تو ہر طرف جا جا کر مشہور کر دیتے ہیں (تاکہ فتنہ پیدا ہو) اور اگر اس بات کو اپنے رسولؐ یا اپنے امیروں تک پہنچاتے تو اس سے نتیجہ اخذ کرنے والے معلوم کر لیتے کہ حقیقت کیا ہے اور اِن حالات میں کیا کرنا چاہیئے اور اے (کمزور اخلاق کے منافقو!) اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی تو سوائے چند ایک کے تم شیطان کے پیرو ہو جاتے۔ تو اے محمدؐ! خدا کی راہ میں جہادِ بالسیف کر۔ تجھ پر کوئی بوجھ نہیں مگر اپنا، اور مسلمانوں کو قتال پر ابھارتا رہ، قریب ہے کہ خدا کفارِ مکہ کا خوف (تمہارے لوگوں سے) ہٹا دے ..... اور اے مسلمانو! جب تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کا تحفہ دو تو جواب میں اس سے اچھا تحفہ دیا کرو یا ویسا ہی اُس سلام کو لوٹا دو (تاکہ تم میں باہمی محبت کے جذبے اُبھر آئیں)۔

منافقین کے حمایتی مسلمانوں کا گروہ:

بارھویں رکوع میں کہا کہ اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقینِ مدینہ کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو۔ ایک اُن کے

Marfat.com

خلاف ہے اور ایک اُن کے حق میں ہے، حالانکہ خدا نے انہیں ذلیل کر دیا ہے، کیا تم ان کو راہ راست پر لانا چاہتے ہو جو گمراہ ہو گئے ہیں تو جو گمراہ ہو گیا اُس کو تو کوئی راستہ ہی نہیں ملتا۔ یہ منافق تو چاہتے ہیں کہ تم کو بھی اپنی طرح کا کافر بنا دیں تاکہ تم اُن کے برابر ہو جاؤ۔ تو ہرگز ہرگز اُن کے دوست نہ ہو جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگر وہ اس سے مُنہ پھیر لیں تو ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور اُن میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ، نہ اُن سے مدد لو۔ مگر اُن منافقوں کو قتل نہ کرو جو تمہارے کافر حلیفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں یا ان کو جو تم سے قتال کرنا نہیں چاہتے یا اپنی قوم کے خلاف تم سے لڑنا نہیں چاہتے، وغیرہ وغیرہ۔

مسلمان کے مسلمان کو قتل کرنے کی سزا جہنم ہے!

پھر تیرھویں رکوع میں کہا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو اِلّا یہ کہ وہ غلطی کر بیٹھے، قتل نہیں کر سکتا اور جس نے ایسا کیا وہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے، لیکن اگر وہ وارث خون بہا معاف کر دیں تو کچھ لازم نہیں آتا۔ پھر اگر وہ مقتول اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور مقتول خود مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کر دے۔ اور اگر وہ مقتول تمہاری حلیف قوم سے ہو تو بھی خون بہا ادا کر دے اور اگر غلام آزاد نہ کر سکے یا خون بہا ادا نہ کر سکے تو دو مہینوں کے متواتر روزے رکھے اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دیا تو اُس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے علاوہ اللہ کا غضب اُس پر ہے اور لعنت خدا کی ہے اور خدا نے اُس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قاعد مجاہد کے برابر ہرگز نہیں!

پھر اسی تیرھویں رکوع میں کہا کہ مسلمانوں میں جہاد کے وقت پیچھے بیٹھ رہنے والے (اَلْقٰعِدِیْن) جنہیں کوئی تکلیف نہ ہو اُن کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے جو جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو قاعدین پر کئی درجے فضیلت دی ہے۔

ہجرت نہ کرنے والے ظالم ہیں!

پھر چودھویں رکوع میں ہجرت کی فضیلتیں بیان کر کے کہا ہے کہ جو ہجرت نہیں کرتے وہ ظالم ہیں اُن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس سے صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو نہایت کمزور مرد (یعنی بوڑھے) اور عورتیں اور بچے ہیں جن کا کوئی حیلہ نہیں

نمازِ قصر کا حکم!

پھر پندرھویں رکوع میں کہا کہ اگر جہاد کی غرض سے تم سفر کر رہے ہو اور تمہیں ڈر ہے کہ کافر تمہاری جان کو خطرے میں ڈال دیں گے تو (بے شک) اپنی نماز کو قصر کر دو اور جب جہاد کی حالت میں اے محمدؐ! تم نماز کے لئے خود کھڑے ہو تو ایک گروہ تم میں سے اپنے ہتھیار پکڑ کر تمہارے ساتھ کھڑا ہو جاؤ اور جب تم سجدہ کرو تو ایک گروہ تمہارے پیچھے حفاظت کے لئے ہونا چاہیئے جو بعد میں

نماز پڑھ لے۔ کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ تم جب اپنے ہتھیاروں سے غافل ہو جاؤ تو یک دم تم پر حملہ کر دیں۔

سولہویں رکوع میں کہا جو لوگ خود خطا کر کے اُس کی تہمت کسی پر لگاتے ہیں وہ صریحاً گناہ کرتے ہیں۔

اٹھارھویں رکوع میں کہا کہ بہترین دین تو اُسی کا ہے جس نے اللہ کے سامنے اپنا سر جھکا دیا اور ملت ابراہیم کی پیروی کر کے خالصتہً خدا ہی کا ہو رہا۔

یتیم لڑکیوں سے منصفانہ سلوک کے احکام!

انیسویں رکوع میں سختی سے یتیم لڑکیوں کے متعلق کہا کہ تم لوگ ان کی موروثہ دولت کو ہضم کرنے کے لئے اور اُن کو اُن کا مہر ادا نہ کرنے کی خاطر اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو جان لو کہ اُن کے ساتھ انصاف کرنا اور نیک سلوک کرنا لازم ہے۔ پھر کہا کہ جس عورت کو اپنے خاوند سے سختی اور بے توجہی کا ڈر (اس وجہ سے) ہو (کہ وہ لڑائی کرتی ہے) تو دونوں پر لازم ہے کہ آپس میں صلح کر لیں اور اگر تمہاری ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اگر تم چاہو بھی تو عورتوں میں پورا انصاف ہرگز نہ کر سکو گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایک طرف کو پورا نہ جھک جاؤ کہ دوسری عورت کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو۔ پھر اگر خدا سے ڈرتے رہو تو وہ تمہاری مجبوری زیادتی سے درگزر کرے گا اور اگر مجبوراً میاں بیوی کے تعلقات اس قدر خراب ہو جائیں کہ وہ الگ ہونے پر آ جائیں تو اس کا بھی علاج یہ ہے کہ ایک دوسرے سے بے پرواہ ہو جائے اور الگ ہو جائے۔

پھر کہا کہ جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے وہ خدا کی ملکیت ہے اور اسی لئے ہم نے پہلے زمانوں کے اہل کتاب کو اور تم کو بھی یہی حکم دیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم خدا سے منکر ہو گئے تو پھر بھی جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے خدا ہی کی ملکیت رہے گا اور وہ تم سے بے نیاز ہے اور خدا تو اس قدر غالب اور مالک زمین و آسمان خدا ہے کہ اگر وہ چاہے تو پوری نسل انسانی (اس زمین سے) اُچک لے جائے اور کسی دوسری قوم کو لا بسائے۔

مسلمان ہر حالت میں انصاف و اعتدال پر قائم رہے!

پھر بیسویں رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! انصاف اور اعتدال پر مضبوطی سے جمے رہو تا کہ تم خدا کے موجود ہونے کے (زندہ) گواہ بن جاؤ اور یہ اعتدال اور انصاف اس وقت بھی قائم رہے جب کہ اپنے ذاتی معاملے میں ہو یا اپنے ماں باپ اور عزیزوں کے بارے میں ہو، خواہ وہ انصاف کسی دولت مند کے بارے میں یا فقیر و محتاج کے بارے میں اور ایک طرف جھک جانے کے لئے نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر تم انصاف کے بارے میں اپنی زبان مروڑ دو یا اس سے اعراض کرو تو خدا تمہاری کارستانیوں سے خوب واقف ہے۔ پھر کہا کہ جو لوگ بار بار ایمان لاتے ہیں اور پھر کافر ہو جاتے ہیں' ایسے ڈھلمل یقین والے انسانوں کو خدا کبھی معاف نہ کرے گا، نہ کوئی راہ دکھلائے گا۔ منافقوں کو کہہ دو کہ تمہارے لئے دردناک عذاب ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے

Marfat.com

دوستی کرتے ہیں۔ کیا وہ کافروں کے پاس جا کر عزت کی تلاش میں ہیں' حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے پاس ہے ... خدا سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں یک جا کر دے گا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو یکسو نہیں ہوتے بلکہ انتظار کرتے رہتے ہیں۔ پھر اگر تمہیں خدا کی طرف سے فتح حاصل ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو کچھ مل جائے تو کہتے ہیں کہ کیا ہمیں نے تم کو مسلمانوں سے بچایا نہ تھا؟

مسلمان' کافروں سے دوستی کرنا قطعی طور پر چھوڑ دیں!

اکیسویں رکوع میں کہا کہ یہ فاسق لوگ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں' حالانکہ خدا ان کو دھوکہ دے رہا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست سست اور الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں(×) (تاکہ مسلمانوں کی چست اور چاق و چوبند صف میں انتشار پیدا کر دیں) وہ صرف لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں اور خدا کا کھٹکا ان کے دلوں میں بہت تھوڑا ہے۔ وہ اپنے کفر اور ایمان کے متعلق تذبذب میں ہیں۔ نہ ادھر ہوتے ہیں نہ اُدھر کے ہو رہتے ہیں تو جن کو خدا گمراہ کرے ان کو کوئی مستقل راہ نہیں ملتا۔ اے مسلمانو! (ہرگز ہرگز) مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنی اس کرتوت سے اپنے خلاف خدا کے لئے (تمہیں عذاب دینے کی) روشن شہادت پیدا کر لو۔ منافق تو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے(×٭) اور ان کا کوئی مددگار ہرگز نہ ہوگا۔ الا اُن لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور درست ہو جائیں اور محکم کر اللہ کو پکڑ لیں اور اپنے سب اعمال خالصۃً اللہ کے لئے وقف کر دیں تو ایسے لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور اللہ مومنوں کو عنقریب بڑا اجر دینے والا ہے۔

زبان زدِ خلق برائی کو آشکارا طور پر کرنا سخت منع ہے!

پھر کہا کہ خدا ہرگز پسند نہیں کرتا کہ بدی اور برائی کو جو زبان زدِ خلائق ہو آشکارا طور پر کیا جائے (لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ)(٭) (تاکہ اس برائی کی ترغیب عوام الناس کو ہو اور سب قوم بری ہو جائے) الّا یہ کہ اس برائی کرنے

(×) وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی (×٭) اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

(٭) اَلْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ کے معنی کسی برائی کو آشکارا کرنا ہے۔ مثلاً شراب ظاہرا طور پر لوگوں میں بیٹھ کر پینا یا کھلے طور پر بے حیائی یا بدمعاشی کرنا، جس سے لوگوں کو ترغیب ہو کہ وہ بھی ایسا کریں اور اس طرح برائی کا رواج ہر طرف عام ہو جائے، لیکن اَلْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ کے معنی سوائے اس کے نہیں ہو سکتے کہ وہ برائی ایسی ہو جو زبان زدِ خلق ہو اور لوگ اس کا چرچا عام و خاص کرتے ہوں۔ مثلاً اگر عوام میں چرچا ہو کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں یا کم تولتے ہیں یا دھوکہ کرتے ہیں تو ایسی برائیوں کو ظاہرا طور پر اس لئے کرنا کہ اُن کا عام طور پر چرچا ہے اس لئے اُن کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہونا چاہیے۔ تو خدا کہتا ہے کہ اس طرح کی آشکارا طور پر برائی مجھے ہرگز پسند نہیں!

Marfat.com

والے پر اُس برائی کو آشکارا طور پر کرنے کا ظلم (کسی بیرونی طاقت کے جبر سے) ہُوا ہو (اِلَّا مَنْ ظُلِمَ) تو اس حالت میں خدا غور سے سننے والا اور کرنے والے کی نیت جاننے والا ہے۔ پھر اسی کے تسلسل میں اگلی آیت میں کہا کہ اگر تم کسی نیک کام کو روز روشن میں کرو یا اُس نیکی کو چھپ چھپا کر کرو یا کسی کو علانیہ بُرا کرتے دیکھ کر اس بُرائی سے درگزر کرو (اور اس سے خود برائی کرنے کی ترغیب نہ لو) تو خدا بھی بڑا معاف کرنے والا ہے اور بڑی طاقت رکھتا ہے (کہ تم کو برائی سے جو آشکارا کی گئی ہے، باز رکھے) : لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○ : (۴/۲۱)

سب انبیا خدا کی طرف سے ایک ہی پیغام لائے، اس لئے سب کو یکساں "ماننا" لازمی ہے؛

سچے کافر وہ ہیں جو انبیاء میں تفریق پیدا کرتے ہیں؛

پھر اسی اکیسویں رکوع میں کہا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسُولوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے بھیجے ہوئے پیغامبروں میں تفریق پیدا کر دیں (تاکہ خدا اُن سے جھگڑا کرے) اور کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بعض نبیوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے (کیونکہ وہ ان نبیوں سے کوئی مختلف پیغام خدا کی طرف سے لائے) اور چاہتے ہیں کہ (نبیوں میں پیغام خدا کے بارے میں اختلاف اور جھگڑا پیدا کر کے) کوئی درمیانی راہ اختیار کر لیں (یعنی جو احکام سخت نظر آتے ہیں اُن سے منکر ہو جائیں اور جو آسان ہیں اُن کو اختیار کر لیں) تو ایسے لوگ سچے معنوں میں کافر ہیں(×)، اور ہم نے ایسے کافروں کے لئے دردناک اور رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے : اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ : (۴/۲۱)

اسی اکیسویں رکوع میں پھر کہا کہ اہلِ کتاب تجھ سے (تمسخر سے) مطالبہ کرتے ہیں کہ اُس قرآن کو آسمان سے اُترتا ہوا ہم کو دکھلا

(×) قرآن کے طول و عرض میں سوائے اس موقعہ کے جو سورۃ النساء میں ہے کسی اور جگہ "سچے کافروں" یعنی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا کے الفاظ نہیں آئے، نہ سچے کافروں کی کوئی اور تعریف کی گئی ہے۔ اس سے اخذ ہوتا ہے کہ دینِ اسلام انبیاء کی وجہ سے پیدا ہوتی ہوئی انسانی تفریق کو قطعی طور پر مٹا کر بنی نوع اِنسان کو ایک اُمت بنانے کے درپے تھا۔ تاکہ پوری بنی نوع اِنسان ایک ہو کر مقصد پیدائش کائنات کی طرف لگ جائے، جو تسخیر کائنات کے بعد ملاقاتِ خدا ہے۔

Marfat.com

دے تاکہ ہم اُس پر ایمان لے آئیں (ان کو کہو کہ تم نے موسےؑ سے اِس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ہم کو آشکارا طور پر خدا دکھلا دے۔ پھر ان لوگوں کو (جو خدا دیکھنے کے لئے موسےؑ کے ساتھ کوہ طور پر آئے تھے) اُن کے اِس ظلم کی وجہ سے بجلی نے پکڑ لیا۔ پھر انہی یہودیوں نے روشن آیات آنے پیچھے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا۔ پھر بھی ہم نے اُن سے درگزر کیا اور موسیٰ کو اُن کے نبی ہونے کی روشن دلیل تورات کی صورت میں عطا کی۔ یہودیوں کے سامنے طور کا عظیم الشان پہاڑ اُن سے خدا کی فرماں برداری کا مضبوط اقرار لینے کی غرض سے کھڑا کر دیا اور اُن کو کہا کہ (شہر اریحا کے) دروازے کے اندر جھک کر جایا کرو (تاکہ خدا کی عبودیت کا نشان تمہارے جسموں سے نظر آئے) اور ہفتے کے دن (مچھلی کے شکار سے) پرہیز کرو (تاکہ کسی ایک قومی شعار کے ہونے سے تمہاری قوم مضبوط ہوتی جائے) اور ہم نے اُن سے (تورات پر عمل کے بارے میں) گاڑھا عہد لے لیا تھا مگر انہوں نے اِس عہد کو توڑ دیا اور کہنے لگے کہ ہمارے دلوں پر تو غلاف پڑے ہیں اِس لئے ہم خدا کی طرف آ ہی نہیں سکتے (اس کے علاوہ) انہوں نے مریم پر (عصمت فروشی کا) بہتان عظیم لگایا پھر یہ دعوے کیا کہ ہم نے مسیح بن مریم کو صلیب دی، حالانکہ انہوں نے ہرگز نہ اُس کو قتل کیا تھا نہ صلیب پر چڑھایا تھا بلکہ ان کو اِس کا شبہ دیا گیا تھا اور جو لوگ اس بارے میں آپس میں مختلف ہو گئے تھے اب تک شک میں پڑے ہیں اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ مسیح بن مریم قتل نہیں ہوا بلکہ اللہ نے اُس کو اپنی طرف اُٹھا لیا تھا اور خدا بے حد غالب اور حکمت والا ہے ۔۔۔۔ پھر ان یہودیوں کا جرم یہ ہے کہ وہ الربٰوا لیتے ہیں حالانکہ اُن کو اِس سے منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال ناجائز طور پر ہضم کر جاتے ہیں ۔۔۔۔ البتہ ان میں سے وہ یہودی جو علم میں راسخ ہیں، وہ اور مومن اِس قرآن پر اور سب آسمانی کتابوں پر جو پہلے نازل ہوئیں ایمان لاتے ہیں اور نماز اور زکوٰۃ کو قائم رکھنے والے ہیں؟ (x)

پھر تیئیسویں رکوع میں کہا کہ ہم نے تم پر اسی طرح وحی کی جس طرح کہ نوح اور اس کے بعد کے نبیوں پر، اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر اُسی طرح وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور دی، اور کئی رسولوں کا ذکر جو تم سے پہلے آئے تھے ہم نے تم سے کر دیا اور کئی رسول ایسے بھی ہیں جن کا ذکر تم سے نہیں کیا، اور خدا نے تو موسےؑ سے ہمکلامی بھی کی تھی۔ یہ سب رسول بنی نوع انسان کو (تمکن فی الارض کی) خوشخبری دینے اور (ہلاکت کے عذاب سے) ڈرانے والے اس لئے تھے کہ بنی نوع انسان کے لئے خدا پر کوئی حجت ان پیمبروں کے آنے کے بعد نہ رہے ۔۔۔۔ ہاں اللہ گواہی اِس امر کی گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ تم پر اتارا وہ خدا کے علم کو لے کر اُترا ہے، اور خدا کی ربانی طاقتیں یعنی فرشتے بھی اِس امر کے

(x) اِس قطع کی آیتوں سے جو قرآن عظیم میں یہود و نصاریٰ کی "نماز" اور "زکوٰۃ" کے متعلق ہیں، اخذ ہوتا ہے کہ نماز سے مُراد خدا کی ملازمت کا پیہم اقرار اور زکوٰۃ سے مُراد راہِ خدا میں قربانی مال تھا۔

Marfat.com

گراہ ہیں، اگرچہ اِس مطلب کے لئے اللہ کی گواہی ہی کافی ہے . . . . اے بنی نوع اِنسان! اب تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچا رسُول آچکا ہے۔ اگر ایمان لے آؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر مُنکر ہوگئے تو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُس کا مالک تو خدا ہی ہے . . . . . اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور خدا کے متعلق جو بات کہو سچی کہو، مسیح بن مریم تو صرف خدا کا رسول تھا (اُس کا بیٹا نہ تھا) البتہ خدا کا کلمہ ضرور تھا جس کو اُس نے مریم کی طرف ڈالا، اور خدا کی رُوح تھا، اِس لئے خدا کو تین نہ کہو اور باز آؤ کہ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ خدا تو بس ایک ہی ہے، وہ اس سے بالاتر اور پاک ہے کہ اُس کا کوئی بیٹا ہو، جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے اُسی کا ہے۔

پھر چوبیسویں اور سورۃ النسا کے آخری رکوع میں کہا کہ مسیح خود تو ہرگز اِس سے انکار نہ کرے گا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے تو جو لوگ اِس سے انکار کریں گے اور اکڑیں گے خدا اُن کو دردناک عذاب دے گا! اے بنی نوع اِنسان! خدا کی طرف سے تم لوگوں پر واضح دلیل آچکی ہے، بلکہ (سُورج سے زیادہ) روشن نور آچکا ہے تو جن لوگوں نے اِس نور کو تسلیم کرلیا اور اس کے احکام کو مضبوط پکڑ لیا خدا اُن کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور ان پر دنیاوی فضل کرے گا بلکہ صراطِ مستقیم پر چلا دے گا۔

پھر کہا کہ اے محمدؐ! تجھ سے خاوند کے متعلق پُوچھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی مرگیا اور اُس کی کوئی اولاد نہیں اور اس کی ایک بہن ہے (تو اس کو ورثہ میں سے کیا ملے گا) اس کو اِس ورثہ کا نصف ملے گا اور وہ خود اس بہن کا وارث بھی ہے بشرطیکہ اِس کا کوئی بچہ نہ ہو (اور وہ زندہ ہو) پھر اگر اس کی دو بہنیں ہوں اور وہ مرگیا تو ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ اِس کے ورثہ کی تہائی ملے گی۔ اور اگر اس کے کئی بہن بھائی مرد اور عورتیں ہوں تو مرد کو دو عورتوں کا حصّہ ملے گا۔ خدا تمہیں اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھو اور جانے رہو کہ خدا ہر شئے سے پُورے طور پر واقف ہے۔

اِن آیات پر سورۃ النسا ختم ہوتی ہے جس کے مطالعے سے ظاہر ہے کہ رسولؐ خدا کو یہود اور نصاریٰ کو اُن شرارتوں اور سازشوں سے باز رکھنے اور اُن کو دائرہِ اِسلام میں داخل کرنے کے لئے کیا کیا زحمتیں اٹھانا پڑیں، کس تکرار اور اصرار سے اُن کو ایک ہی مضمون سمجھانے کے لئے وحی کی بارش رسولؐ پر خدا کی طرف سے ہُوئی، رسولؐ نے کس عزم سے ان کی گزشتہ واماندگیوں اور بدکاریوں کو بار بار یاد دلا کر اہلِ کتاب کے تعصب کو کہ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے پیرو ہیں اور کسی طرح محمدؐ عربی کے پیرو نہیں ہوسکتے، بلکہ اُن کی توہین ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے نبیوں سے ہٹ کر بنی اسمٰعیل کے نبی کا دین قبول کریں، دُور کیا — اِسی وحی نے بالآخر ان دونوں خطرناک گروہوں کو شکستِ فاش دی، اور وہ سب کے سب رسولؐ کی وفات سے پہلے پہلے دائرہِ اِسلام میں آگئے۔ تدبّر!

Marfat.com

قرنِ اوّل کے مُسلمانوں میں بھی ایمانی کمزوریاں تھیں، لیکن وُہ مُڑ مُڑ کر خُدا کی طرف آتے تھے!
آج کا مُسلمان بھی مُڑ مُڑ کر خُدا کی طرف آئے تو پھر دُنیا پر غالب آ سکتا ہے!

لیکن مدنی وحیوں کے مجموعی مطالعے کے بعد جو اَب تک نازل ہو چکی تھیں، جو بات آج کل کے مسلمانوں کے لئے انتہائی طور پر قابلِ توجہ ہے، یہ ہے کہ قرنِ اوّل میں چند صد مسلمانوں نے خدا اور رسولؐ کے حکموں پر پختہ عمل کے باعث غزوۂ بدر میں ہجرت کے صرف اُنیس ماہ بعد نمایاں فتح حاصل کی، حالانکہ وہ اس سے پہلے تقریباً پندرہ برس تک کفارِ مکّہ کے مقابل محض بے بس رہے تھے۔ اِس فتح کے بعد فاطرِ زمین و آسمان کی حمایت کے متعلق غلط تخیل نے مسلمانوں کے اس پختہ عمل میں کمزوری پیدا کر دی، وہ اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ کے بارے میں، باوجود اِس کے کہ غزوۂ بدر سے ایک ماہ پہلے عین دورانِ نماز میں جب کہ رسولؐ خدا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھاتے پڑھاتے ناگہاں مسجدِ حرام کی طرف پھر گئے تھے، اُنہوں نے رسولؐ کی پُوری متابعت حیرت انگیز طور پر کی تھی، اور وحی نے بھی عَلَنًا مَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ(1) کے الفاظ کہہ کر جتلا دیا تھا کہ امیرِ قوم کی بے چون و چرا اطاعت کا اجر خدا ضائع نہیں کر سکتا، کمزور پڑ گئے، کیونکہ اسی اطاعتِ امیر میں نقص کے باعث غزوۂ بدر کے صرف تیرہ ماہ بعد شوال ۳ھ میں اُن کو غزوۂ اُحد کی **شکست** کا سامنا کرنا پڑا۔ یُوں تو سورۂ بقرہ کے نزول کے عین بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے بھی وحی نے بار بار مسلمانوں کے ناقص عمل کی سخت ترین الفاظ میں توجّہ دلائی تھی۔ مثلاً سورۂ التغابن(2) میں ایمان والوں کو تنبیہ کی تھی کہ دیکھنا یہ تمہاری بیویاں اور بچّے اور مال و اسباب سب کے سب تمہارے دشمن ہیں، تمہارے عمل اور یقین میں فتنہ مچاتے ہیں، اِن سے بچتے رہنا کہ تمہاری اطاعتِ رسولؐ اور قربانیٔ مال میں نقص نہ پیدا کر دیں۔ سورۂ الجمعۃ(3) میں واضح کیا تھا کہ اے مسلمانو! تم وہ کمزور ایمان والے ہو کہ ذرا سی خبر سُن کر کہ باہر شہر میں تجارت کا قافلہ پہنچا ہے اور ڈگڈگی بجا رہا ہے، تم نماز پڑھتے پڑھتے رسولؐ کے پیچھے سے بھاگ جاتے ہو اور اس کو اکیلا چھوڑ دیتے ہو، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن غزوۂ بدر کی فتح نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں نے وحی کی تنبیہوں سے صحیح طور پر خوف زدہ ہو کر اپنے اکثر نقص چند دِنوں میں دُور کر لئے تھے۔ تاہم غزوۂ بدر کے بعد تیرہ ماہ کے دوران میں پھر وہی نقائص مسلمانوں میں اُن کی تعداد کے کثیر ہو جانے اور منافقین کے اُن میں رَل مِل جانے کے باعث رفتہ رفتہ آتے گئے اور چونکہ سورۂ الانفال کے بعد (جو غزوۂ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی تھی) صرف سورۂ محمد ان تیرہ ماہ میں نازل ہوئی (حتیٰ کہ اِس سورت میں ایمان والوں کی طرف سے شکایت بھی ہے کہ کیوں خدا کی وحی

(۱) دیکھو صفحہ ۳۷، ۳۸ (۲) دیکھو صفحہ ۴۷ (۳) دیکھو صفحہ ۴۸

Marfat.com

بار بار نہیں آتی)[x] اس لئے یہ زمانہ (یعنی سنہ ۲ ہجری کے شوال سے لے کر سنہ ۳ ہجری کے شوال تک کا زمانہ جب کہ غزوۂ اُحد کی شکست واقع ہوئی) انتہائی ضعفِ ایمان کا زمانہ تھا جس کی مثال آج کل کے کم و بیش ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے انتہائی ضعفِ ایمان سے دی جاسکتی ہے اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا مسلمانوں کے دلوں کی یہ تاریک حالت ہوتے ہوئے بھی اپنی عینِ حیات یعنی اگلے صرف سات برس میں کیونکر مدینہ کے چند صد مسلمانوں کو تمام عرب پر اِس طرح بے پناہ طور پر غالب کر گئے کہ وہ غلبہ اگلے تین سَو بلکہ چار سو برس تک رُوئے زمین پر قائم رہا۔

اس اہم سوال کا جواب صرف ایک ہے وہ یہ کہ رسولؐ نے کوئی جادُو نہیں کیا تھا یا منتر نہیں پھونکا تھا بلکہ قرنِ اوّل کے چند صد مدینہ کے مسلمانوں کا یہ اپنا فعل تھا کہ وہ خدا کی طرف سے آئی ہوئی وحی کو شیطان اور نفس کی ہزار ہا روز افزوں ترغیبوں کے

(x) چنانچہ سورۃ محمّد کے تیسرے رکوع میں ہے : وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۰﴾ : (۴۷) یعنی (مدینہ کے) مسلمان کہتے ہیں (کہ مدت ہوگئی ہے) کیوں (خدا کی طرف سے) کوئی سورت نہیں اُتری ؟ (ان کمزور ایمان والے لوگوں پر ہم کیا بار بار سُورتیں نازل کریں' یہ تو وہ لوگ ہیں کہ) جب کوئی زبردست اور مضبوط سُورت اترتی ہے اور اُس میں جہاد بالسیف یاد دلایا جاتا ہے تو اے محمدؐ! تو اُن لوگوں کو جن کے دِلوں میں (بزدلی کی) بیماری ہے ، دیکھے گا کہ وہ تیری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح کہ وہ شخص کہ جس پر موت کی غشی طاری ہو' تو یہی موت اُن کے لئے اچھی ہے۔ اِس آیت سے واضح ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں پر کس قسم کا جمود فتح کے غرور ، خدا کی حمایت کے غلط تخیّل ، اہلِ کتاب اور مشرکین کی ریشہ دوانیوں اور کثرتِ تعداد کی وجہ سے طاری ہوگیا تھا اور سورۃ انفال کے نازل ہونے کے بعد ایک بڑی مدّت تک کوئی دوسری سورت نازل نہ ہوئی تھی جو ان کے ایمان کو تازہ کرتی ۔ اِس لئے خدا کو یہ سخت ترین تنبیہ دینی پڑی ، چنانچہ فوراً بعد کہا کہ رسولؐ کی اطاعت کرو اور نیک بات کہو' پھر جب کوئی بات ہو چکی تو اگر تم اس بات کی عمل سے تصدیق کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا ، بلکہ کہا دُور نہیں کہ اگر تم رُو گردانی کرو گے تو مفسد فی الارض بن جاؤ گے اور اپنے رشتوں کو توڑ دو گے ۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے اور اُن کو خدا نے بہرہ اور اندھا کر دیا ہے۔ یہ لوگ قرآن پر غور ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے ذہنوں پر تالے لگے ہیں اور جو لوگ قرآن جیسی ہدایت انگیز کتاب کے آئے پیچھے مرتد ہو گئے ہیں' اُن کو شیطان نے پھسلا دیا ہے اور اُن کو (زندہ رہنے کی) آرزوئیں دلادی ہیں (تاکہ جہاد میں شریک نہ ہوں) یہ اس لئے کہ یہ کمزور ایمان والے مسلمان قرآن کے دشمنوں سے بھی جاکر کہتے ہیں کہ ہم بعض باتوں (یعنی جہاد بالسیف میں) تمہارا تتبع کریں گے اور مسلمانوں کے ساتھ ہو کر نہ لڑیں گے ۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگِ بدر کے بعد بعض مسلمانوں کے دلوں میں عظیم الشان بے ایمانی ، کاہلی اور تذبذب پیدا ہو گئے تھے ورنہ اِس قدر سخت الفاظ ان کے متعلق بولنے کی ضرورت نہ تھی' نیز یہ کاہلی فتح بدر کے غرور کی وجہ سے تھی۔

باوجود فی الحقیقت خدا کی وحی سمجھتے تھے، شیطان کے کہنے پر بھٹکتے تھے لیکن پھر سنبھل جاتے تھے، ان کے ذہنوں میں گمراہ ہو جانے کے بعد درست ہو جانے کی صلاحیت موجود تھی، وہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ کے الفاظ سُن کر (یعنی خدا سے ڈرو) خدا سے نڈر ہو جاتے تھے لیکن پھر خدا کے ڈر کو دلوں کے اندر لے آتے تھے، وہ شیطان کی تمام کارکردگی کے باوجود وحی کے احکام کو انسان کا سچا دستور العمل یقین کرنے کے بعد مُڑ مُڑ کر اُس کی طرف آتے، بُرائیاں اور بزدلیاں کرتے، لیکن اپنے نفس پر جبر کر کے پھر اُس کو زیر کرتے۔ وحی کا آسمان سے بار بار اُترنا، ہر دفعہ اُن میں نئی زندگی پیدا کرتا، وہ گر گر کر نئے ولولے سے اُٹھتے، میدانِ جنگ میں ضمیر کی آواز اُن کو بار بار جگاتی، معاشری زندگی کے ہر شعبے میں خدا کے دیئے ہوئے حکم ان کو بے انصافی، بددیانتی، ظلم، دشمنی، غصے، حق تلفی، زیادتی، فرقہ بندی، انتشار، فتنہ و فساد، بے حیائی، غیبت، وعدہ خلافی، حرام کاری وغیرہ وغیرہ سے باز رکھتے۔ وہ خدا کو فی الحقیقت خدا سمجھے ہوئے تھے کہ خدا سے بھٹک بھٹک کر پھر خدا کی طرف لوٹ جاتے۔ قرآن کے وحی کے ذریعے سے آئے ہوئے حکموں کی دہشت اُن کے دلوں سے باوجود ہزاروں ترغیبوں کے پورے طور پر کبھی نہ مٹتی تھی۔ یہ اس لئے کہ ان کو یقین تھا کہ وحی کا ہر حکم محمدؐ کے ذریعہ سے انسان تک پہنچا ہے، وہ پیغام فاطرِ زمین و آسمان کی طرف سے اس لئے ہے کہ محمدؐ اس کا گواہ ہے اور محمدؐ وہ ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا، اور اُس کی تمام زندگی اس کے سچے رسولؐ ہونے کی گواہ ہے!

آج مسلمان کے پاس وحی کے الگ الگ ٹکڑے نہیں جو مہینوں اور ہفتوں کی انتظار کے بعد آسمان سے اُترا کرتے تھے بلکہ پورا قرآن موجود ہے۔ وہ اس آسمانی وحی کو بہ تمام و کمال آج اوّل سے آخر تک بہ یک نظر دیکھ سکتا ہے، وہ کتابوں میں لکھا ہُوا اور بَیْنَ الدَّفَّتَیْن ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے پاس موجود ہے اور یہ آسانی قرنِ اوّل کے چند صد مسلمانوں کو میسر نہ تھی۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر مسلمانوں کی ذاتی کمزوریوں اور واماندگیوں کے باوجود قرنِ اوّل کے مدینہ کے چند صد مسلمان قرآن کے احکام پر عمل کر کے صرف سات سال کے اندر اندر تمام عرب پر غالب آ سکتے ہیں تو ساٹھ کروڑ مسلمانوں کا آج بھی سات سال کے اندر اندر تمام روئے زمین کی اقوام پر غالب آنا کون سی ناممکن بات ہے!!

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اس وقت یہ عذر کرنا کہ رسولؐ خود موجود نہیں، قرنِ اوّل کا مسلمان موجود نہیں، قرنِ اوّل کے مسلمانوں کا ایمان موجود نہیں، قرنِ اوّل والا خدا موجود نہیں وغیرہ وغیرہ سب لنگ عذر ہیں۔ چند مسلمان یا زیادہ سے زیادہ چند صد مسلمان اگر دین کو دکانداری نہ بنائیں اور خالصۃً للّٰہ عزم اور ارادے سے قرآن پر عمل شروع کر دیں تو آج بھی وہی قرنِ اوّل کا مسلمان پھر پیدا ہو جانا یقینی ہے!

Marfat.com

سُورۃ النّسا کے پہلے چھ رکُوعوں کی معاشری اور اخلاقی تعلیم کا مختصر

سورۃ النّسا کے پہلے چھ رکوعوں کی معاشری تعلیم کا مختصر جس کو سُورت کے اخیر تک ملتوی کیا تھا، حسبِ ذیل درج کر کے اس سُورت کو بالآخر ختم کیا جاتا ہے :-

پہلے رکوع میں کہا کہ اے بنی نوعِ انسان! اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جس نے (تمہاری دو اب انسانوں کی پُوری نوع کو) ایک مطلق جان (یعنی نفسِ واحدہ)(*) سے پیدا کیا۔ پھر اس مطلق جان سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں جانوں سے بڑی تعداد میں مرد اور عورتیں (رُوئے زمین پر) پھیلا دیں۔ تو اس خدا سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے سے تم (آج) ایک دُوسرے سے پُرسش کرتے ہو (یعنی اس قابل ہوئے ہو کہ انسان کو گناہ کے متعلق قابلِ گرفت سمجھو) اور انسانی رشتہ داری (کے خراب ہو جانے) سے (بھی) بچ کر رہو کیونکہ خدا تم پر نگران ہے (اور تمہارے اعمال کو بخود دیکھ رہا ہے) اور یتیم کو جو مال ان کا ہے (بلا کم وکاست) دے دیا کرو اور عمدہ شئے کو ناپاک شئے سے نہ بدلو، اور اُن کے مالوں کو اپنے مالوں میں گڈمڈ کر کے نہ کھا جاؤ، کیونکہ یہ درحقیقت گناہِ عظیم ہے۔ اور اگر تم کو یتیم لاوارث لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں پُورے طور پر) عدل و انصاف نہ کرنے کا خوف (اس لئے) ہو (کہ اُن کا اُن کا پُورا حق دلانے کے لئے اُن کا کوئی جھگڑا کرنے والا والی وارث موجود نہیں) تو (ان کو چھوڑ دو تاکہ کوئی اور منصف مزاج شخص ان سے انصاف کرے اور دوسری) عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو، تین تین (حد) چار چار نکاح کر لو۔(**) پھر اگر تمہیں ڈر ہو کہ ان بیویوں میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو، یا پھر اُن لونڈیوں سے نکاح کر لو جن پر میدانِ جنگ میں تمہارے دونوں ہاتھوں نے قبضہ کیا ہو: (مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) یہ اس لئے کہ تم ظلم نہ کر سکو(**)۔ اور عورتوں کو خوشی سے اُن کی وہ شرائط (مہر وغیرہ) پوری کر دو جن کی تصدیق تحریری طور پر کر دی ہو: (وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ) پھر اگر وہ اُس میں سے کوئی شئے چھوڑ دیں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ اور نادان انسانوں کے حوالے ان کا مال نہ کرو جس پر تمہارا اختیار ہے، ہاں اُن کو کھلاؤ اور پہناؤ اور اُن سے عمدہ سلوک کرو اور یتیموں کو جب تک وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں امتحان میں ڈالتے رہو (تاکہ اُن کو محنت اور مشقت کی عادت پڑ جائے) پھر اگر تم ان میں تمیز اور ہوشیاری دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو اور اس خیال سے کہ بڑے نہ ہو جائیں اُن کے مال فضول خرچی سے یا جلدی کرتے ہوئے (یعنی بے ضرورت) نہ کھاتے جاؤ۔ تو جو دولت مند ہے

(*) "نفسِ واحدہ" کی مکمل تشریح کے لئے دیکھو جلد اوّل باب ۱۵ (**) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ (۴:۳) اس مشکل ترین آیت کی تشریح اوپر کر دی ہے۔

Marfat.com

ان باتوں سے بچے اور جو غریب ہے وہ ان کی نگہداری اور اُن کی داشت کا خرچ حُسنِ سلوک سے اُن کے مالوں سے لے اور جب اُن کے سپرد اُن کا مال کرو تو گواہ ٹھہرا لیا کرو (تاکہ سند رہیں)۔

مردوں اور عورتوں کے لئے جو کچھ اُن کے والدین اور عزیزوں نے تھوڑا یا بہت چھوڑا ہو ایک مقرر حصّہ ہے اور جو عزیز واقربا، یتیم اور مسکین تقسیم کے وقت موجود ہوں اُن کو اس ترکہ میں سے حصّہ دو اور ان سے عمدہ سلوک کرو اور حصّہ دینے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے مرنے کے بعد کمزور اولاد چھوڑ جائیں (تو ان سے کوئی دوسرا شخص بُرا سلوک نہ کرے)۔ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھا جاتے ہیں وہ صرف اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور اُن کو عنقریب جہنّم کی آگ ملے گی۔

دوسرے رکوع میں کہا:۔ خدا تمہارے بچوں کے متعلق حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ پھر اگر دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو اُن کو ترکہ کا دو تہائی حصّہ ہو گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو نصف ہو گا اور اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصّہ دو اگر اس کی کوئی اولاد ہو، لیکن اگر کوئی اولاد نہ ہو اور اُس کے وارث اُس کے ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کو ترکہ کا تیسرا حصّہ ملے گا۔ پھر اگر اُس کے بھائی ہوں تو اُس کی ماں کو اُس کی وصیت اور اُس کے قرض کی ادائیگی کے بعد چھٹا حصّہ ملے گا۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپوں اور بیٹوں میں سے کون تمہارے لئے مفید ہے۔ یہ حصّے بطور فرض کے تم پر عائد ہیں اور خدا ہی بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور (مسلمانو!) تمہاری بیویوں کے ترکے میں سے اگر اُن کی کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارا حصّہ آدھا ہے، لیکن اگر اُن کی کوئی اولاد ہو تو تمہیں چوتھائی حصّہ ملے گا، لیکن یہ اُن کی وصیت اور قرضے کی ادائیگی کے بعد ہو گا اور تمہارے ترکے میں سے تمہاری بیویوں کو چوتھا حصّہ ملے گا۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت لاولد ہو اور اُس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصّہ ملے گا۔ پھر اگر بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد سب ترکے کی ایک تہائی میں شریک ہیں، بشرطیکہ وصیت کسی کو نقصان دہ نہ ہو (تہائی سے زیادہ نہ ہو)۔ یہ حکم خدا کا ہے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، تو جس نے خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کی، وہ قوم سرسبز باغوں کی بادشاہت کرے گی جن کے میدانوں میں دریا بہہ رہے ہوں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی تو اس قوم کے لئے ہمیشہ کی آگ ہے اور دردناک عذاب ہے!

تیسرے رکوع میں کہا کہ تمہاری بیویوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو اُن پر چار آدمی گواہ طلب کرو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان کو اپنے گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ اُن پر موت آ جائے یا خدا اُن کے لئے کوئی اور سبیل پیدا کرے اور اگر مرد اور عورت ایسا ناجائز فعل کریں تو ان دونوں کو ایذائیں دو (کہ باز آئیں) پھر اگر توبہ کر لیں اور درست ہو جائیں تو ان کو چھوڑ دو کیونکہ خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ حکم صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے ہیں، پھر فوراً پشیمان ہو کر اس کام سے رُک جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ خدا قبول کر لیتا ہے اور اللہ بڑا صورتِ حال کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ توبہ اُن لوگوں کی ہرگز قابلِ قبول

Marfat.com

نہیں ہوگی جو بدکاریاں (لگاتار) کرتے رہے ہیں، حتیٰ کہ جب موت اُن کے سامنے آجائے وہ کہیں کہ اب میں توبہ کرتا ہوں، اور ان لوگوں کی توبہ بھی قابل قبول نہیں جو تمام عمر کافر اور منکر رہے اور مرتے وقت توبہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو! تم پر حرام ہے کہ تم جبر سے اپنی عورتوں کے ترکے کے وارث بن جاؤ اور جب تک وہ کھلم کھلا کوئی بے حیائی (یعنی بدکاری) نہ کریں اُن کو اس لئے نہ (اپنے گھروں میں) روکے رکھو کہ تم اپنے مال کو جو تم نے اُن کو دیا تھا پھر واپس لے لو بلکہ اُن کے ساتھ حسن سلوک سے رہو۔ پھر اگر تم (کسی وجہ سے) ان کو ناپسند کرو تو بہت ممکن ہے کہ تم کسی شئے کو ناپسند کرو اور خدا اس میں تمہاری بہت سی بھلائی کر دے اور اگر تم نے ایک بیوی کو دوسری بیوی کی بدلی کرنے کی ٹھان لی ہے اور تم نے ان میں سے کسی کو بہت سا مال بھی دے دیا ہے تو وہ مال اس سے (بالکل) واپس نہ لو۔ کیا تم اس مال کو ناحق اور کھلے گناہ کے طور پر لینا چاہتے ہو اور تم کس طرح اس مال کو لے سکتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے سے خلوت کر چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے (خلوت کرتے وقت) مضبوط اقرار باندھا تھا (کہ تم ان کے ہمیشہ کے ساتھی بنے رہو گے) اور (خبردار ہو کر سنو کہ) اُن عورتوں کو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو اپنے نکاح میں نہ لاؤ، البتہ جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا، ہو چکا، کیونکہ یہ بے حیائی کی بات ہے اور گناہ ہے اور بُرا رستہ ہے۔

جن عورتوں سے نکاح کرنا ازروئے اسلام حرام ہے!

چوتھے رکوع میں کہا کہ (اے مسلمانو!) تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائیوں کی بیٹیاں اور بہنوں کی بیٹیاں اور جن ماؤں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری اُن عورتوں کے بطن سے جن کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو، تمہاری لے پالکیں جن کی پرورش تمہاری گودوں میں ہوئی ہے سب کی سب حرام کر دی گئی ہیں، لیکن اگر تم ان عورتوں سے (جن کے بطن سے کوئی لے پالک تمہاری گودوں میں پرورش پا رہی ہے) کوئی صحبت نہیں کی تو ایسی لے پالک سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں (علاوہ ازیں) تمہارے صلب سے تمہارے بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ تم نکاح کر دو سگی بہنوں سے۔ البتہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہو چکا، کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کسی دوسرے کی بیوی سے نکاح بھی حرام ہے!

اور (ان اوپر کی حرام کی ہوئی عورتوں کے علاوہ) (دوسرے لوگوں کی) بیاہی ہوئی گھریلو عورتیں بھی تم پر حرام ہیں، ماسوا اُن میدانِ جنگ سے اپنے دونوں ہاتھوں سے قبضہ کی ہوئی عورتوں کے (خواہ وہ بیاہی ہوئی ہوں یا کنواری) جو تم پر حلال ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے تم پر فرض (عائد) ہے (جس کو کسی صورت میں تم توڑ نہیں سکتے) اور اس کے سوا جو کچھ ہے تم پر حلال ہے تاکہ تم اپنے مالوں کے ذریعہ سے خانہ آبادی کی نیت سے (مُحْصِنِيْنَ)، نہ شہوت رانی کی خاطر، عورتوں کو تلاش کرو (اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ) پھر جب اپنے

Marfat.com

مال کے ذریعے سے جن عورتوں سے تم نے صحبت کا نفع اُٹھایا ہو اُن کو بطور فرض کے اُن سے صحبت کرنے کی اُجرتیں (مقررہ مہر) ادا کر دو۔ پھر اگر مقررہ مہر کے بعد دونوں فریق آپس میں کسی بات پر راضی ہو جائیں تو کوئی گناہ نہیں (کہ تم مہر کم دو یا نہ دو) اور اگر تم میں کوئی شخص گھریلو اور خانہ بند عورتوں کو (مہر دے کر) نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ میدانِ جنگ میں اپنے دونوں ہاتھوں سے قبضہ کی ہوئی جوان مسلمان لڑکیوں سے نکاح کرے (اور گھریلو عورتوں سے مہر کے عوض نکاح کرنے کی ٹھانی ہے) تو اُن سے اُن کے گھر والوں کی رضامندی سے نکاح کر لو اور اُن سے صحبت کر لینے کے بعد حُسنِ سلوک سے اُن کو اُجرتیں گھر والیاں سمجھتے ہوئے نہ کہ شہوت رانی کی نیت سے صحبت کرنے والیاں سمجھتے ہوئے ادا کر دو اور یہ نہ سمجھتے ہوئے کہ انہوں نے تم سے یارانہ گانٹھنے کی نیت سے صحبت کی ہے: (فَانْكِحُوهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج: (۲۵)) ، پھر جب وہ (یعنی میدانِ جنگ میں دونوں ہاتھوں سے قبضہ کی ہوئی) عورتیں خانہ بند ہو کر خانہ آبادی کا باعث ہو گئیں: (فَاِذَآ اُحْصِنَّ) اور اس کے بعد انہوں نے کوئی بے حیائی کا کام کیا تو اُن پر عام گھریلو نکاح شدہ عورتوں (کی بدکاری) کی آدھی سزا مقرر ہے۔

مالِ حرام نہ کھاؤ اور سرمایہ داری کی تمنّا نہ کرو ، سرمایہ داروں پر سبقت لے جانے سے حلال دولت پیدا نہیں ہوتی !

پھر پانچویں رکوع میں کہا کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم پر احکام روشن کرے اور تم کو انہی طریقوں پر چلائے جو پہلوں کے تھے۔ خدا چاہتا ہے کہ تم پر بوجھ ہلکا کرے کیونکہ انسان پیدا ہی کمزور ہوا ہے۔ اے ایماندارو! آپس میں ایک دوسرے کا مال حرام طور پر نہ کھاؤ ، اِلّا یہ کہ وہ مال رضامندی سے تمہاری آپس میں تجارت کے طور پر ہو اور بد دیانتی اور حرام خوری سے اپنی قوم کی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ خدا تم پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ . . . . اگر تم اِن بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے ، پرہیز کرو گے تو ہم تمہاری اجتماعی بدحالیاں تم سے دور کر دیں گے اور تمہیں انتہائی باعزت مقام پر جگہ دیں گے اور (مسلمانو!) تم ایک دوسرے سے مالی حیثیت میں بڑھ جانے کی تمنائیں نہ کیا کرو (کیونکہ اس سے سرمایہ داری کی لعنت پیدا ہوتی ہے)۔ (جانے رہو کہ) مردوں کو جو کمائی انہوں نے کی اپنا حصّہ ملتا ہے اور عورتوں کو اُن کا اپنا حصّہ مل رہتا ہے اور صرف اللہ سے مانگا کرو کہ وہ تمہاری دولت زیادہ کرے (وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ) (اور اس کے وسائل پیدا کرے) (کیونکہ حلال دولت بد دیانتی سے یا دوسرے سرمایہ داروں پر سبقت لے جانے کی ضد سے پیدا نہیں ہو سکتی) اور جو کچھ باپوں اور عزیزوں نے ورثہ چھوڑا ہو اس میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے والی مقرر کر دیئے ہیں ، تو جن لوگوں کے ساتھ تمہارے دونوں ہاتھوں نے رشتہ دار ہونے کا پیمان باندھا ہے (یعنی عزیز و اقارب) اُن کو اس ورثہ سے حصّہ دو ، کیونکہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

مرد عورتوں پر اِس لئے غالب ہیں کہ کمائی کرتے ہیں !

چھٹے رکوع میں کہا کہ اے مسلمانو ! مرد عورتوں پر (بطورِ محافظ اور منتظم) کھڑے ہیں (اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ) اِس لئے کہ (فطرتاً) خدا نے ایک صنف کو دوسری صنف پر فضیلت دی ہے اور نیز اِس لئے کہ وہ اپنے کمائے ہوئے مالوں سے (خانہ داری پر) خرچ کرتے ہیں (اور عورتیں بالعموم کچھ نہیں کماتیں یا بسبب خانگی امور کے سرانجام دینے کے کمائی کرنے سے معذور ہیں) پس نیک بیویاں تو وہ ہیں جو فرماں بردار ہیں اور خاوندوں کے مال کی حفاظت کریں لیکن وہ عورتیں جن کے متعلق تمہیں اُن کی نافرمانی کا ڈر ہو تو ان کو (سب سے پہلے) نصیحت کریں (کہ راہِ راست پر آجائیں پھر اگر وہ باز نہ آئیں تو) اُن سے ہم بستری چھوڑ دو اور (اگر اِس سے بھی کچھ نتیجہ نہ پیدا ہو تو) جسمانی سزا دو۔ پھر اگر فرماں بردار ہو جائیں تو اُن کو (نکال دینے کا) کوئی بہانہ تلاش نہ کرو کیونکہ خدا (اِس سے) بہت بلند اور بالاتر ہے (کہ بلاوجہ انتقام لے) اور اگر تم کو میاں بیوی میں سخت مخاصمت اور اُن کے باہمی تعلق کے انقطاع کا ڈر ہو تو ایک منصف اُس کے گھر سے اور ایک اپنے گھر سے مقرر کرو تاکہ اگر دونوں صلح صفائی چاہیں تو خدا اِن دونوں کو پھر موافق کر دے۔

سب سے عمدہ سلوک —— قیدی مردوں اور عورتوں سے عمدہ سلوک !

اور خدا ہی کی ملازمت اختیار کرو اور کسی دُوسرے کو اِس کے ساتھ حاکم نہ بناؤ اور ماں باپ سے، رشتہ داروں سے، یتیموں اور مسکینوں سے، حتیٰ کہ عزیزوں اور ناواقفوں کے ہمسایوں سے اور ہم مجلسوں اور مسافروں سے عمدہ سلوک کرو اور بالخصوص ان قیدی مردوں اور عورتوں سے جن پر تمہارے دونوں ہاتھوں نے میدانِ جنگ میں قبضہ کیا ہے، عمدہ سلوک کرو کیونکہ خدا کسی اکڑباز اور شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد کے موقعوں پر مال دینے میں کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ بھی بخیل بنیں اور اپنے مالوں کو چھپاتے ہیں اور ایسے کافروں کے لئے خدا نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ محض لوگوں کے دکھلاوے کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور دل سے خدا اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے (وہ شیطان کے ساتھی ہیں) تو جس کا ساتھی شیطان ہو وہ بڑا بدعمل ہے۔ اور ان کا کیا نقصان ہوتا اگر وہ دل سے اپنا مال خرچ کرتے اور سچے دل سے خدا پر یقین رکھتے۔ خدا تو کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی نیکی ہو تو اِس کو دُگنا کر دیتا ہے، تو کیا بُرا حال ہوگا اُن لوگوں کا جب ہم ہر گروہ سے ایک گواہ طلب کریں گے (کہ ان کی کارگزاریوں کی شہادت دیں) اور تم (رسولِ خدا) کو ان سب پر گواہ ٹھہرائیں گے۔ اس دن یہ منکرین اور نافرمان لوگ چاہیں گے کہ وہ زمین میں (شرم کے مارے) گڑ جائیں اور زمین ان پر برابر کر دی جائے لیکن وہ کوئی شئے خدا سے چھپا نہ سکیں گے

ان الفاظ پر سورۃ النساء کے پہلے چھ رکوعوں کے مطالب ختم ہوتے ہیں اور اُن معاشری احکام کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے جو رسولِ خدا نے مسلمانانِ مدینہ پر ان کی معاشری زندگی کو اہلِ کتاب کی خانگی زندگی سے بدرجہا مضبوط تر کرنے کے لئے وحی کے ذریعہ سے دیئے۔

Marfat.com

سورۃ الطّلاق میں طلاق کے متعلق پابندیاں اور حتی الوسع طلاق سے اجتناب کی ہدایت!

سورۃ النّسا (۴) کے بعد ۶ سنہ ہجری کے وسط میں سورۃ الطّلاق (۶۵) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے حساب سے ۱۰۱ ویں وحی ہے اور جس کا حجم قریباً ۴۴ سطریں ہیں۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں کہا:-

مسلمانو! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو اُن کی عدّت (یعنی حیضِ اوّل سے پہلے کے طُہر سے تین حیضوں کے آنے تک) اُن سے ہم بستری کرنا چھوڑ دو (فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) اور یہ عدّت گنتے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو جو تمہارا پروردگار ہے ان کو اِس مدت تک اپنے گھروں سے نہ نکالو (تاکہ یقینی طور پر اِن تین ماہ میں معلوم ہو جائے کہ ان کو تمہارے نُطفے سے کوئی حمل ٹھہرا ہے یا نہیں) اور عورتیں بھی گھروں سے اِلّا یہ کہ بے حیائی کرنے کی نیت ہو، نہ نکلیں۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدّیں ہیں اور جو اِن حدّوں سے تجاوز کرے گا، اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اَے مخاطب! تو کیا جانتا ہے کہ اِس عدّت کے بعد خدا (صلح و مصالحت کی) کوئی نئی بات ہی پیدا کر دے (اور طلاق تک نوبت ہی نہ پہنچے)' پھر جب وہ عدّت ختم ہو جائے تو حُسنِ سلوک سے تم ان عورتوں کو رکھ لو یا حسنِ سلوک سے روانہ کر دو اور اپنے میں سے دو معتبر (منصف مزاج) شخص بطور گواہ بنا لو اور خدا کو پیشِ نظر رکھ کر شہادت قائم کرو خدا یہ نصیحت اُن لوگوں کو دیتا ہے جو اللہ اور روزِ جزا و سزا پر ایمان لے آئے ہیں اور جو خدا سے ڈرتا رہتا ہے خدا اُس کے لئے کسی مشکل سے نکل جانے کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور اُس کو وہاں سے آسانی عطا کرتا ہے جہاں سے اُس کا اندازہ نہیں ہوتا اور جو خدا کے فیصلوں پر بھروسہ کرتا ہے اُس کے لئے خدا کافی ہے اور اگر تمہاری عورتوں کو جن کے حمل کے متعلق تمہیں شک ہے حیض نہ آیا ہو تو اُن کی عدّت تین ماہ ہے اور اُن کی بھی جن کو ابھی سِرے سے حیض ہی نہ آیا ہو، لیکن حمل والی عورتوں کی عدّت اس وقت تک ہے کہ بچّہ پیدا نہ ہو اور خدا سے ڈرنے والے شخص کی مشکلیں خدا آسان کر دے گا۔ . . . ان عورتوں کو اپنی طاقت کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو، انہیں تنگ کرنے کے لئے دُکھ نہ دو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک اُن کے کھانے پینے کا خرچ برداشت کرو، پھر اگر وہ دُودھ بھی پلائیں تو ان کو اُجرت دو اور صلح صفائی سے اُجرت کا باہمی مشورہ کر لو اور اگر ایک دُوسرے سے اُجرت کے بارے میں تنگی کرتے ہو تو کوئی دوسری عورت دُودھ پلائے۔

دوسرے رکوع میں کہا کہ کتنی ہی بستیاں ہیں جو خدا کی نافرمان ہو گئیں، پھر ہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا اور دردناک عذاب دیا۔ پھر اس بستی نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور انجام گھاٹا ہی گھاٹا رہا . . . . . تو اَے عقل والو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہم نے بے شک تم پر رسولؐ کی صورت میں عبرت نازل کر دی ہے جو خدا کے روشن احکام تم پر تم کو گمراہی کی ظلمتوں سے ہدایت کی روشنیوں میں نکالنے کی خاطر پڑھتا ہے اور جو شخص ایمان لا کر مناسب اعمال کرتا رہا، خدا اس کو ان سرسبز باغوں میں داخل کرے گا جن کے میدانوں میں

Marfat.com

دریا بہہ رہے ہوں گے تاکہ اُس کو ہمیشہ کی فارغ البالی عطا کرے، سوچو کہ خدا وہ ہے جس نے سات آسمان اور سات ہی زمینیں پیدا کیں تاکہ تم کو علم ہو جائے کہ خدا ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے اور اُس کے علم نے سب اشیا پر احاطہ کر رکھا ہے۔

براہیمی اسلام کی طرف تین دعوتیں !

سورۃ آلِ عمران (۲) میں جو غزوۂ اُحد (شوال ۳ھ) کے بعد نازل ہوئی، ۲ھ میں سورۃ لبقرہ کی براہیمی ملت کی طرف پہلی دعوت کے بعد کہ اس ملت کا مقصد بنی نوع انسان کو ایک کرنا تھا (صفحہ ۳۶) سب بنی نوع انسان ایک اُمت ہیں (صفحہ ۴۱) اور تمام انبیا برابر ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں (صفحہ ۴۵) پھر قریباً ۱۶ ماہ بعد یہود و نصاریٰ کو دوسری دعوت (صفحہ ۲۴) دی گئی کہ براہیمی اسلام کی طرف آؤ، اسلام سب انبیا کو برابر کے نبی مانتا ہے، وہ براہیمی اسلام ہے، اس کے سوا کوئی دین قابلِ قبول نہیں، سب انبیا برابر کے نبی ہیں، ان میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے (صفحہ ۹۹)۔

سورۃ النسآ (۴) میں جو غزوۂ اُحد کے چار ماہ بعد محرم ۴ھ میں نازل ہوئی، پھر تیسری بار یہود و نصاریٰ کو اسی براہیمی اسلام کی طرف انتہائی زور دار الفاظ میں دعوت ہے اور اعلان کیا ہے کہ سب انبیا خدا کی طرف سے ایک پیغام لائے، اس لئے سب کو یکساں ماننا لازمی ہے، پکے کافر وہ ہیں جو انبیا میں تفریق کرتے ہیں (صفحہ ۱۲۱)۔ الغرض مدنی زندگی کے قریباً ۲۴ ماہ میں ان تین دعوتوں کا دیا جانا ایک واقعہ ہے جو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہود و نصاریٰ کی مسلسل غداریوں اور عہد شکنیوں کے خلاف رسولِ خدا کی صلح پسندی کا روشن ثبوت ہے۔

انتشار ملت

نمازیں الگ، عیدیں الگ ہیں
مسلمان کا خدا ہی آسرا ہے
وہ پھوٹ اپنوں میں ہے اللہ اکبر
کہ گویا رب ہر اک کا دوسرا ہے
(حضرت علامہ مشرقیؒ)

(۱۲)

غزوۂ اُحد کے بعد ۴ھ کے ابتدائی مہینوں میں

یہود کی رسولؐ سے پے درپے غداریاں!

صحابہ کا قتل، یہود کی طرف سے قتلِ رسولؐ کی سازشیں، بنو نضیر کا تجدیدِ معاہدہ سے انکار!

قلعہ زہرہ کا محاصرہ، بنو نضیر کی شکستِ فاش اور جلاوطنی!

قبیلہ خزیمہ کی غداری ـــــ دس صحابہ کی شہادت

لیکن غزوۂ اُحد کے بعد کفار کی ریشہ دوانیوں کا بڑھ جانا لازمی امر تھا۔ اسی ۳ھ کے شوال کے مہینے کے ایک دو ماہ بعد ۴ھ کے محرّم میں قبیلہ خزیمہ کے یہودیوں کے دو قبیلوں عضل اور قارہ نے رسولؐ کے پاس ایک وفد بھیجا کہ ہمارے کچھ آدمی اسلام لے آئے ہیں ان کی تعلیم اور اسلام کی تبلیغ کے لئے چند اشخاص ہمارے ساتھ کر دیئے جائیں۔ رسولِ خدا نے دس اصحابی ان کے ساتھ بھیجدیئے۔ بیرِ رجیع کے مقام پر جہاں پانی کثرت سے تھا ان لوگوں نے فریب کیا اور بنو لحیان کو ان کے قتل پر اُبھارا۔ مسلمان بُری طرح گھر گئے تو ایک پہاڑی پر پناہ لی۔ کافروں نے امن کا وعدہ کیا مگر مسلمانوں نے یقین نہ کیا اور لڑ کر شہید ہوئے۔ تین صحابیوں نے امن قبول کیا، ان کو کافروں نے گرفتار کر لیا۔ ایک کو رستہ میں قتل کر دیا اور دو کو مکہ لا کر بیچ دیا۔ ان دو میں سے حضرت خبیب کو حارث کے لڑکوں نے خرید لیا جس کو خبیب نے جنگِ بدر میں قتل کیا تھا۔ دوسرے صحابی حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے خریدا۔ جب صفوان ان کو خرید کر قتل کرنے لگا تو ابوسفیان نے طنزاً کہا کہ اگر تم اپنی جگہ محمدؐ کو قتل کرا دو تو تم بچ سکتے ہو، زید نے انکار کر دیا!

بنو عامر، بنو سلیم اور بنو کلاب کی غداری، ستّر صحابہ کی شہادت!

اسی طرح اگلے ماہ صفر ۴ھ میں قریشِ مکہ کے مشورہ پر صوبہ نجد کے تین قبیلوں بنو عامر اور بنو سلیم اور بنو کلاب کے سردار جن کا سربراہ ابو براء تھا رسولؐ کے پاس آئے اور تبلیغِ اسلام اور کفارِ علاقہ کی دشمنی کے بہانے سے ستّر آدمی لے گئے۔ ابو براء نے ان کی جان کی سلامتی کی ذمہ داری لی۔ بیرِ معونہ پہنچ کر انہوں نے رسولؐ کا خط ایک صحابی حرام بن ملحان کے ہاتھ عامر بن طفیل رئیس قبیلہ کلاب کے پاس بھیجا۔ عامر نے حرام بن ملحان کو قتل کر دیا اور ان تینوں قبیلوں کے کفار نے بقیہ ستّر مسلمانوں پر اس شدّت سے حملہ کیا کہ سب قتل ہو گئے، صرف دو صحابی عمرو بن اُمیہ اور کعب بن زید بچے جن میں مؤخر الذکر زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے اور مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیے گئے۔ عمرو بن امیہ

کہ عامر نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مانی تھی، اس لئے تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ وہ بمشکل مدینہ پہنچے رستہ میں بنو عامر کے دو یہودیوں سے عمروؓ کا سامنا ہوا تو اس نے اُن دو کو قتل کر دیا تاکہ اپنے ستر ساتھیوں کے قتل کا کچھ تاوان تو ہو سکے۔ مدینہ میں جب یہ داستان سنائی گئی تو رسولِ خدا انتہائی طور پر غمزدہ ہوئے اور شہر میں کہرام مچ گیا۔

بنو نضیر کی غداری

یہودیوں کے ایک قبیلہ نے جن کی رسولؐ سے صلح صفائی تھی، رسولؐ سے محوّلہ بالا حادثہ کے انتقام لینے کی تجویز کی۔ رسول صلعم نے اس معاملہ کو بطور ثالث بنو نضیر کے سپرد کیا جن کا زہرہ نامی ایک قلعہ مدینہ سے تقریباً تین میل باہر تھا۔ اس قبیلہ کا رسولِ خدا سے صلح و امن کا معاہدہ شروع سے تھا جب کہ رسولؐ مدینہ میں داخل ہوتے تھے۔ رسولؐ کی طرف سے بنو نضیر کے ثالث مقرر ہونے پر اُن کے رئیس نے رسولؐ کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا۔ رسولؐ حضرات ابوبکر، عمر اور علی اور چند اور صحابہ کو ساتھ لے کر گئے۔ وہاں ایک پُرتکلف دعوت کی تیاری ہو رہی تھی۔ رسولؐ کو کسی نہ کسی طرح معلوم ہو گیا کہ یہ پُرتکلف دعوت نہیں بلکہ چھت کے اُوپر سے ایک بڑے پتھر کو گرا کر آپ کو قتل کرنے کی تیاری ہے۔ رسولؐ فوراً وہاں سے چل دیئے اور مدینہ کی راہ لی۔

رسولؐ کا قبائل سے تجدیدِ معاہدات پر اصرار

ان واقعات نے رسول صلعم کے دل میں یہود کے خلاف غم و غصہ کی لہر دوڑا دی، بنو نضیر نے اس کے بعد پھر دعوت دی کہ آپ صحابہ کے ساتھ آئیں اور اگر ہمارے عالموں نے آپ کی تصدیق کی تو ہم سب اسلام لے آئیں گے۔ یہ بھی فریب تھا اور معلوم ہوا کہ اُن کے قتل کی سازش کی تھی۔ اب رسولؐ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے ربیع الاوّل ۴ھ میں تمام یہودیوں سے اپنے ۱ھ کے معاہدے کی تجدید چاہی۔ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے تو معاہدے پر از سرِ نو دستخط کر دیئے لیکن بنو نضیر نے انکار کر دیا اور کھلی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ رسولؐ نے اُن کو حکم دیا کہ دس دن کے اندر اندر قلعہ کو چھوڑ دیں ورنہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اُن کو حوصلہ دیا کہ وہ ڈٹے رہیں اُن کو مدد دی جائے گی۔ جب مدد نہ ملی تو بنو نضیر قلعہ بند ہو گئے۔

قلعہ زہرہ کا محاصرہ اور بنو نضیر کی شکست

رسول صلعم چنانچہ ان سے جنگ کے لئے نکلے اور قلعہ زہرہ کا محاصرہ کر لیا۔ رسولؐ نے ان کے سب کھجوروں کے درخت جلوا دیئے تاکہ رسد حاصل نہ کر سکیں۔ پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد انہوں نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اگر ہماری جان کی امان دی جائے تو ہم قلعہ چھوڑ جائیں گے۔ ہر شخص کو ہتھیار چھوڑ کر صرف ایک اُونٹ کا بوجھ لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ چونکہ یہ قوم بڑی مالدار تھی مالِ غنیمت بہت کچھ ملا۔ بعض شام کی طرف چلے گئے، بعض خیبر کی طرف جو یہود کا ایک مضبوط مرکز مدینہ سے کئی روز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ مالِ غنیمت رسولِ خدا نے صرف اپنے واسطے مختص کر دیا۔ صحابہ کی طرف سے جب شکایت کی بھنبھناہٹ اُن کے کانوں تک پہنچی

Marfat.com

تو رسولؐ نے تشریح کر دی کہ جس جہاد میں کسی طرح کا قتل و خون نہ ہوا ہو اور کسی مسلمان نے تلوار نہ اُٹھائی ہو اُس کا مالِ غنیمت صرف خدا کا عطیہ ہے اور صرف رسولؐ کا اُس پر حق ہے تاکہ یہ مال یتیموں غریبوں اور مُسافروں میں تقسیم ہو سکے۔ اس دلیل پر سب خاموش ہو گئے۔ رسولِ خداؐ نے اِس مالِ غنیمت کو مہاجرین اور مکّہ کے جلا وطنوں میں تقسیم کر دیا اور باقی کو دو بنو نضیر کے یہودیوں میں جو اسلام لائے تھے اور تین مدینہ کے انصار میں جو غریب تھے اور اہلِ ثابت ہوئے تھے۔ اِن میں سے ایک ابو دجانہ اور دوسرے سہل بن حنیف تھے۔ اس مہم کو غزوۂ بنو نضیر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ ربیع الاوّل ۴ھ میں ہوا۔

19 مارچ 1940ء

ہر قوم کی تاریخ کے بہترین صفحات ان مجاہدوں کے خون سے لکھے جاتے ہیں جو فتح و شکست سے بے نیاز ہو کر جان کی بازی لگاتے ہیں آسمان نے کبھی انہیں فتوحات کے پرچم لہراتے دیکھا ہے اور کبھی ان کی بے گورو کفن لاشیں دیکھی ہیں قوم کبھی ان کے لئے عالیشان مقبرے تعمیر کرتی ہے اور کبھی انہیں کفن بھی نہیں دے سکتی بعض اوقات صدیوں تک ان کی قبروں پر عقیدت کے پھول چڑھائے جاتے ہیں لیکن کبھی ان کا نام تک بھی کسی کو یاد نہیں رہتا لیکن ان کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں وہ جس مقصد کے لئے جان دیتے ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے ان کے خون سے آزادی کے نخل پروان چڑھتے ہیں ان کی لاشوں پر قوم کے دفاعی حصار تعمیر ہوتے ہیں اور ان کی موت سے قوم کو ایک حیات تازہ نصیب ہوتی ہے

19 مارچ 1940ء

1940ء کے دن لاہور کی گلیوں میں خاکساروں نے اپنے سینے پر گولیاں کھائی تھیں وہ بلا شبہ قوم کے اجتماعی شعور کا ماحصل تھے آج بہت کم لوگوں کو ان کے نام یاد ہیں ان نہتے مجاہدوں پر اپنی سنگین کی قوت کا مظاہرہ کرنیوالوں نے ان کی لاشیں بھی قوم سے چھین لیں اور جن لوگوں کے لئے انہوں نے آزادی کا جھنڈا بلند کیا تھا ہاتھوں سے ان کی قبریں بھی نہ کھود سکے

19 مارچ 1940ء

کی صبح سورج نے انہیں خاک اور خون میں لوٹتے دیکھا اور رات کے ستاروں نے انہیں گمنامی کی حالت میں دفن ہوتے دیکھا لیکن انسانی عظمت کا کوئی تاج کفن کے ان ٹکڑوں سے زیادہ حسین نہیں ہوسکتا جنہیں ایثار و خلوص کے یہ پیکر اپنے سروں پر باندھ کر میدان میں نکلے تھے

Marfat.com

(۱۳)

سورۃ الحشر میں

مسلمانوں کے جلال کا پہلا ظہور

اور کفارِ مدینہ کو قریبی عذاب کی تنبیہیں

قرآن اگر کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ پہاڑ گڑگڑا کر خوفِ خدا سے پھٹ جاتا

مسلمانوں کا رعب کفار پر چھا چکا ہے یہ اس لئے کہ بظاہر وہ مجتمع ہیں لیکن اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں!

سورۃ الطلاق تک کی گیارہ مدنی وحیوں کی تشریح پچھلے ابواب میں صفحہ ۱۴۳ تک ہو چکی ہے۔ اس سورت کے بعد سکہ میں غزوۂ بنی نضیر کے واقع ہونے پر سورۃ الحشر (۵۹) کا نزول ہوا جو مدنی وحیوں کے اعتبار سے بارھویں اور ترتیب نزول کے حساب سے ۱۰۲ ویں وحی ہے اور جس کا حجم قریباً ۶۱ سطریں ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد غزوۂ بنی نضیر مسلمانوں کی ایک انتہائی طور پر عظیم الشان فتح تھی جس کا جلال اور غزوات کے بالمقابل اس وجہ سے زیادہ نمایاں تھا کہ رسولؐ کی مختصر سی جماعت نے مدینہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہود کے ایک نہایت بارسوخ اور مقتدر قبیلے کو قلعہ زہرہ میں جو مدینہ کا مشہور ترین قلعہ تھا پندرہ دن تک اور بقول بعضے ۲۱ دن تک قلعہ بند کر کے دست بدست شکست فاش دی، تمام قبیلے کو بہ نوک شمشیر اور مشہور منافق عبداللہ بن ابی کی تمام کارستانیوں کے باوجود جلاوطن کیا اور مالِ غنیمت اس قدر میسر ہوا کہ اس سے پہلے کسی مہم میں ہرگز نہ ہوا تھا۔ اس لحاظ سے سورۃ الحشر کا جلال خاص الخاص طور پر قہمند قوم کے رب کی طرف سے کافرینِ عرب کی طرف کھلا اعلان تھا کہ اگر وہ سب کے سب دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوئے تو ان کا انجام انتہائی طور پر دردناک ہوگا۔

پہلے رکوع میں تمہید کے بعد (کہ اگر انسان غور و خوض کرے تو اُس کو معلوم ہو جائے گا) کہ سب کائنات خدا کے آگے سجدہ کر رہی ہے کہا کہ خدا وہ مقتدر ذات ہے جس نے منکر اہلِ کتاب (یعنی بنونضیر یہود کو (پہلی دفعہ) ان کے گھروں سے (شکست کھانے والوں کا) پہلا جتھہ (دکھانے) کے لئے اُن کے گھروں سے نکالا (لِاَوَّلِ الْحَشْرِ) تم خیال نہ کر سکتے تھے کہ وہ نکل جائیں گے اور ان کا گمان تھا کہ ان کے قلعے اُن کو خدا کی گرفت سے بچالیں گے تو خدا نے اُن کو اُدھر سے پکڑا جدھر سے اُن کو گمان تک نہ تھا اور اُن کے دلوں میں مسلمانوں کی دہشت ڈال دی (اب حالت یہ ہے کہ) وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں (کی چھتوں) میں سے کڑیاں نکال نکال کر اُن کو (خود) ویران کر رہے ہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے برباد کرا رہے ہیں، تو اے بصیرت والو! اس واقعہ سے عبرت پکڑو، اور اگر خدا نے اُن کے متعلق جلاوطنی کا

Marfat.com

فیصلہ نہ کر دیا ہوتا تو وہ اُن کو اِس دنیا میں عذاب دیتا اور آخر کار تو اُن کو جہنم کا عذاب ہے ہی - یہ اِس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی تھی اور جو خدا کی مخالفت کرتا ہے اُس کو خدا سخت ترین عذاب دینے والا ہے۔ تم نے (اُن کے لگائے ہوئے) جو درخت کاٹے یا قائم رہنے دیئے تو وہ خُدا کے حکم سے تھے تا کہ خدا نافرمانوں کو ذلیل کرے اور (جلاوطنی کے بعد) جو مالِ غنیمت (ان کے گھروں سے تم کو) مُفت ملا اس کو حاصل کرنے کے لئے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ، لیکن خدا (اسی طرح) اپنے رسولوں کو جن پر مناسب سمجھے مسلط کر دیتا ہے (اِس بنا پر) جو مالِ غنیمت اِن دیہات والوں سے مُفت ملا ہے وہ اللہ اور رسولؐ اور قریبی عزیزوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے تا کہ وہ مال تمہارے دولت مند لوگوں کے درمیان چکّر نہ لگائے۔ اِس لئے جو کچھ تمہیں رسولؐ دیتا ہے لے لو اور جو نہیں دیتا اُس پر رُک جاؤ اور اللہ سے ڈر کر (جھگڑا پیدا) نہ کرو: یہ (مال) اُن مہاجر مفلس لوگوں کا ہے جو (مکہ میں لُٹ لُٹا کر) اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے تھے اور خدا کی طرف سے (اپ) فراخی کے اُمیدوار ہیں اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے درپے ہیں اور (سبیل اللہ قائم کرنے کی خاطر) خدا اور اُس کے رسولؐ کی مدد کر رہے ہیں اور یہی لوگ درحقیقت اپنے ایمان کی عمل سے تصدیق کرنے والے لوگ ہیں (وَ اُولٰئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْن)۔ (یہ مال) اُن کے لئے (بھی) ہے جو (مدینہ میں) اپنے گھروں میں ٹِکے رہے اور ایمان پر مہاجرین سے پہلے قائم رہے۔ لیکن جب ہجرت ہوئی تو یہ لوگ) اُن سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے مدینہ میں اُن کی طرف ہجرت کی اور اپنے سینوں میں کوئی خواہش نہیں پاتے۔ اِس مالِ غنیمت کے متعلق جو اُن کو دیا گیا خواہ وہ فاقہ سے ہی ہوں اور جو شخص اپنے نفس کی لالچ سے بچ گیا وہی کامیاب ہے - یہ مالِ غنیمت اُن کے لئے بھی ہے جو ان لوگوں کے بعد آئے اور دُعا مانگتے ہیں کہ اَے ربّ ہم سے اور ہمارے اُن بھائیوں سے بھی درگزر کر جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دِلوں میں اُن کے لئے کوئی رنجش نہ رکھ - اے محمدؐ ! کیا تو نے اُن منافقوں کو نہیں دیکھا کہ وہ اہلِ کتاب کافروں سے جن کو انہوں نے اپنا بھائی بنا رکھا ہے، کہتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جلاوطن ہو جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کا علم ہرگز نہ جانیں گے اور اگر تم سے مسلمانوں نے جنگ کی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ یہ منافق نرے جھوٹے ہیں۔ اگر اہلِ کتاب جلاوطن کر دیئے گئے تو یہ ہرگز اُن کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر اُن سے جنگ کی گئی تو ہرگز ان کی مدد نہ کریں گے (کیونکہ وہ سخت بزدل ہیں) اور اگر وہ مدد بھی کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بُری طرح شکست کھائیں گے اور بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمانو! ان کے دلوں میں تو خدا سے زیادہ تمہاری دہشت ہے اور وہ اِس لئے کہ یہ ایک بے وقوف قوم ہے۔ وہ سب کے سب قلعہ بند بستیوں یا دیواروں کی اوٹ کے سوا تم سے جنگ نہیں کر سکتے۔ ان کا آپس میں ایک دوسرے سے خوف سخت ہے (باسھم بینھم شدید)، اُوپر سے تو اِن کو اکٹھے سمجھ رہا ہے لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں (تحسبھم جمیعاً وقلوبھم شتّٰی) یہ اِس لئے کہ یہ لوگ (خدا کا قانون) سمجھ ہی نہیں سکتے۔ یہ اسی طرح کے لوگ ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے جنہوں نے اپنے لئے وہ وبال اپنے سَر لیا اور ان کو دردناک عذاب ملے گا۔

Marfat.com

پھر آگے چل کر کہا کہ اے ایمان والو! خدا کے قانون سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھتا رہے کہ اس نے کل کی مصیبتوں کے تدارک کے لئے کیا سامان فراہم کیا ہے۔۔۔ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے خدا کو بُھلا دیا تو خدا نے بھی اُن کو بُھلا دیا اور یہی لوگ بدکار اور بداعمال ہیں۔

اور اے محمدؐ! (یہ قرآن جو ہم تم پر نازل کر رہے ہیں وہ عظیم الشان کتاب ہے کہ) اگر ہم اس کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو تو اس پہاڑ کو دیکھتا کہ وہ گڑگڑا رہا ہے اور اللہ کے خوف سے پھٹ جانے کے قریب ہے اور یہ مثالیں ہم بنی نوع انسان کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ (قرآن کے متعلق) سوچ میں پڑ جائیں۔

پھر کہا، خدا وہ عظیم الشان وجود ہے کہ اس کے بغیر (اس کائنات میں) کوئی حاکم نہیں، وہ مستقبل (الغیب) اور حال (الشہادۃ) کا پورا علم رکھنے والا اور رحمٰن و رحیم ہے۔ وہ پاک اور بلند ہے، تمام عیبوں سے بری، قوموں کو امن دینے والا، مخلوق کی حفاظت کرنے والا، سب پر غالب، سب سے زیادہ زبردست اور انتہائی کبریائی والا خدا ہے۔ وہ مخلوق کو پیدا کرنے والا، نیست کو ہست کرنے والا، صورتوں کو بنانے والا خدا ہے جس کے اوصاف انتہائی طور پر پاکیزہ ہیں۔ جو شئے آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کو سجدہ کر رہی ہے اور وہ بڑا غالب اور صاحبِ حکمت خدا ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ : (۵۹)

مجھے تو اک غرض ہے وہ ہے بہبودی ملت سے

بتایا تھا ہوا سراب نہ گر کشمیر ناممکن
کہ اس کے بعد ہو جائے قلمدان کی سیاست سے

بتایا تھا، جو ہندو کا رہا کشمیر پر قبضہ
گدائے بے نوا ہو جائیں گے پانی کی قلت سے

حضرت علامہ مشرقیؒ

(۱۴)

ربیع الثانی ۴ھ سے ذیقعد ۵ھ کے

بیس مہینوں کے حیرت انگیز اور لرزہ خیز واقعات

نجد پر چڑھائی، غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ بنو مصطلق اور فتنۂ حارث بن ضرار کے واقعات ۴ھ میں!

غزوۂ خندق کا عظیم الشان واقعہ ۵ھ کے ذیقعد میں ہوا!

۵ھ کے شروع میں فتنۂ افک اور حضرت عائشہ کی شاندار بریت

۴ھ ربیع الثانی میں نجد پر چڑھائی

محاصرہ بنو نضیر کے بعد رسولؐ خدا نے پھر ربیع الثانی ۴ھ ہجری میں نجد پر چڑھائی کی۔ وہاں کے دو قبیلوں بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے رسولؐ کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی تھی۔ رسولؐ نے ایک مضبوط دستہ لے کر فوراً کوچ کیا اور ابھی ذات الرقاع کے میدان تک ہی پہنچے تھے کہ دشمن بری طرح بھاگا اور سب تتر بتر ہو گئے۔

بدر میں ابوسفیان کا فرار

اس واقعہ کے چند دن بعد رسولؐ خدا کو منافقینِ مدینہ نے ابوسفیان کی جنگی تیاریوں کے متعلق بڑھا چڑھا کر خبریں دیں لیکن تصدیق شدہ اطلاع پاتے ہی رسولؐ نے جنگ کا اعلان کیا اور ڈیڑھ ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسری طرف سے ابوسفیان دو ہزار کفارِ مکہ کو لے کر بڑھ رہا تھا لیکن رسولؐ کے آنے کی اطلاع پاتے ہی اس کا حوصلہ مقابلہ میں آنے کا نہ ہوا اور وہ الٹے پاؤں واپس ہوا۔ رسول صلعم کو آٹھویں دن ابوسفیان کی بزدلی کی خبر ملی اور وہ مدینہ واپس ہوئے۔

وسط ۴ھ میں غزوۂ دومۃ الجندل

اسی ۴ھ ہجری کے جمادی الاول یا جمادی الثانی کے مہینے میں رسولؐ کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل کا امیر شام کے دوسرے عیسائیوں سے مل کر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ رسولؐ ایک ہزار صحابہ کو لے کر دومۃ الجندل پہنچے اور ایک چراگاہ پر حملہ کیا اور بہت سے مویشی پکڑ لئے۔ عیسائی امیر کو حملہ کی اطلاع ملی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت چھاؤنی کو خالی کر کے پیچھے کی طرف بھاگ نکلا۔ رسولؐ نے چند دستے اس پاس کے علاقوں میں بھیجے۔ اس واقعہ سے شام کے علاقہ میں مسلمانوں کی ہیبت کافی طور پر بیٹھ گئی۔ چند دن قیام کرنے

کے بعد رسولؐ مدینہ واپس آئے۔ یہ مہم اگرچہ بظاہر اس میں کوئی اہم واقعہ پیش نہ آیا، لیکن آگے چل کر شام کی بڑی مہم کا پیش خیمہ بنی جس کو حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے پہلے ایام میں شروع کیا تھا۔

اخیر ۴ھ اور محرم ۵ھ میں حارث بن ضرار امیر بنو مصطلق کا فتنہ اور کثیر مالِ غنیمت کا حصول

شامی فتنہ کے دبنے کے بعد ۴ھ ہجری کے اخیر میں اور ۵ھ ہجری کے شروع میں ایک نئے فتنہ کے اٹھنے کی خبر ملی۔ یہ حارث بن ضرار کا فتنہ تھا جو قریش کے ایک نہایت طاقتور قبیلے بنو مصطلق کا سردار تھا۔ بنو مصطلق بحراحمر سے پانچ میل مکہ کی طرف مرائسی کی دیواروں کے پاس قدائد کی سرزمین میں رہتے تھے۔ رسولؐ صلعم صحابہ کی کثیر تعداد کے ساتھ جس میں عبداللہ بن ابی منافق کی قیادت میں خزرجی بھی کافی تعداد میں شامل تھے، چشمہ مریسیع کی طرف بڑی عجلت سے بڑھے اور حارث کی فوج کو اچانک مقابلے میں لے لیا۔ رسولؐ نے حضرت عمر کو بھیجا کہ اس کو اسلام لانے کی دعوت دیں۔ دعوت رد کرنے پر حملہ کا حکم دیا۔

حارث کی بیٹی جویریہ سے رسولؐ کا نکاح!

لڑائی شروع ہوتے ہی حارث کا علمبردار مارا گیا۔ علمبردار کے مرنے پر حارث کی فوج مختصر مقابلے کے بعد بری طرح بھاگی۔ مسلمانوں نے پیچھا کیا اور دو سو قیدی، پانچ ہزار بکریاں اور ایک ہزار اونٹ لائے جن میں حارث کی بیٹی جویریہ (برّہ) تھی جو اپنے کسی رشتہ دار کی منکوحہ تھی اور بعد میں رسولِ خدا کے نکاح میں آئی۔ جویریہ مالِ غنیمت کے طور پر ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھی۔ مدینہ پہنچ کر صحابہ نے رسولِ خدا سے کہا کہ اتنے بڑے سردار کی بیٹی اس کی اہل ہے کہ رسولؐ خود ان سے نکاح کریں۔ ثابت بن قیس نے جویریہ سے بہت بڑا تاوان طلب کیا ہوا تھا، وہ رسول صلعم کے پاس پہنچی اور اس تاوان کے خلاف احتجاج کیا۔ بالآخر یہ تاوان رسولؐ نے ادا کیا۔ جویریہ کے عزیز بھی اس تقریب سے رہا ہو گئے جن میں سے اکثر اسلام لے آئے۔ اسی اثناء میں حارث بن ضرار یعنی جویریہ کے باپ کی طرف سے رسولؐ کے پاس درخواست آئی کہ اس کی بیٹی کو رہا کر دیا جائے۔ رسول صلعم نے تاوان تو دے ہی دیا تھا اس لئے ان کو رہا کر دیا لیکن جویریہ نے باپ کے پاس جانا پسند نہ کیا اور دین اسلام کی طرف رغبت کے باعث رسولؐ سے نکاح منظور کیا۔ نکاح کے وقت جویریہ کی عمر ۲۰ برس تھی اور وہ کافی حسین و جمیل تھیں۔ ۶۵ برس کی عمر میں حضرت جویریہ نے انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

غزوۂ بنی مصطلق میں عبداللہ بن ابی کی فتنہ انگیزی!

اسی غزوہ میں جو غزوۂ بنی مصطلق کے نام سے موسوم ہے، دس صحابی شہید ہوئے۔ اسلامی فوج میں بنو خزرج کے کافی مسلمان عبداللہ بن ابی کی قیادت میں شامل تھے اور عبداللہ اس نیت سے شامل ہوا تھا کہ اگر موقعہ ملے تو کوئی فتنہ برپا کرے۔ بہر نوع میدانِ جنگ میں اس کی دال نہ گل سکی اور وہ جویریہ کی گرفتاری سے بہت مایوس ہوا لیکن جنگ کے بعد فوج کے سپاہی مرائسی کے چاہات پر پانی

Marfat.com

پلی رہے تھے کہ مہاجرین مدینہ اور خزرجی انصار میں کسی بات پر جھڑپ ہوئی جس میں ایک مہاجر نے ایک خزرجی کو مکہ مارا۔ لڑائی ہونے لگی تھی کہ رسولؐ خدا نے معاملہ رفع دفع کر دیا لیکن منافق عبداللہ نے باقی انصار میں بھی جوش پھیلایا۔ اس نے مدینہ کے انصار کو الگ لے جا کر باغیانہ تقریر کی اور کہا کہ "دیکھو! تم انصار نے کس قربانی سے ان مہاجرین مکہ کو پناہ دی تھی، اب یہ ہمارے منہ چڑھے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے آقا بن جائیں، خدا کی قسم ہم مدینہ پہنچ کر دیکھ لیں گے کہ ہم میں سے کون غالب ہے"! اس تقریر کا نہایت برا اثر ہوا اور اس کی اطلاع رسول صلعم کو ملی۔ رسولؐ نے معاملے کو وہیں لمبا کرنے کی بجائے مدینہ کی طرف فوری کوچ کا حکم دیا حالانکہ اس وقت سخت گرمی تھی۔ فوج دن اور رات کوچ کرتی رہی اور جب مدینہ پہنچے تو ہر شخص اس میں لڑنے کی بجائے یہی چاہتا تھا کہ آرام لے۔ اس طرح یہ خطرناک پھوٹ وقتی طور پر ٹل گئی۔ مدینہ پہنچ کر رسولؐ خدا نے اس فساد کے متعلق عبداللہ بن اُبی سے سخت ترین مواخذہ کیا تو عبداللہ صاف مکر گیا اور کہا کہ اطلاع دینے والا سخت جھوٹا ہے۔ لیکن وحی کے ذریعے عبداللہ نے جو الفاظ بولے تھے اُن کی تصدیق صاف طور پر ہو گئی۔ سورۃ المنٰفقون میں یہ آیات حسب ذیل ہیں: هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ○ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○ (×) (۶۳)
اس وحی کے باوجود عبداللہ نے رسولِ خدا سے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور منافقت پر ڈٹا رہا۔

مدینہ پہنچ کر منافق عبداللہ بن اُبی کا المناک فتنہ؛

واقعۂ افک کی دردانگیز تشہیر اور حضرت عائشہ کی مکمل بریت؛

مدینہ پہنچ کر منافقین مدینہ کو ایک اور نیا فتنہ سوجھا جو بالکل انوکھا تھا اور جس سے بہت زیادہ شرارت پیدا ہوئی۔ رسولِ خدا کا معمول تھا کہ جنگ کے موقع پر وہ قرعہ ڈال کر اپنی کسی بیوی کو ساتھ لے جاتے۔ اس دفعہ حضرت عائشہ کا نام نکلا۔ اتفاق سے جب اسلامی فوج خیمے اکھاڑ کر مدینہ کی طرف واپس ہو رہی تھی، حضرت عائشہ جن کی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس تھی اپنے پردہ دار ہودج میں بیٹھ

(×) سورۃ المنٰفقون اگرچہ ۵ھ کے ذیقعدہ میں غزوۂ خندق کے بعد نازل ہوئی تھی لیکن ممکن ہے کہ یہ حصہ فوری طور پر پہلے نازل ہوا ہو (ترجمہ) یہی منافق ہیں جو کہتے پھرتے ہیں کہ رسولؐ کے ساتھیوں کو کچھ مال نہ دو تاکہ وہ (رسولؐ سے) پھر جائیں حالانکہ زمین و آسمان کے خزانے خدا کے پاس ہیں لیکن منافقوں کو سمجھ ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ کو واپس گئے تو اس کے عزت والے لوگ ان ذلیل (منگتوں) کو نکال دیں گے، حالانکہ عزت تو صرف اللہ اور رسولؐ اور مسلمانوں کو ہی ہے لیکن منافق اس کا علم نہیں رکھتے۔

Marfat.com

بیٹھ گئیں جو خیمہ سے باہر رکھا تھا۔ پھر یک لخت خیال آیا کہ اُن کا ہار خیمہ میں رہ گیا ہے اور وہ ہار لینے کے لئے باہر نکلیں۔ چونکہ وزن میں ہلکی پھلکی تھیں، ہودج والوں نے محسوس نہ کیا کہ وزن ہلکا ہو گیا ہے اور خالی ہودج کو لے کر چل پڑے حتیٰ کہ جب واپس آئیں تو قافلہ کو نہ پا کر سخت پریشان ہوئیں اور اسی جگہ جہاں سے گئی تھیں مُنہ لپیٹ کر بیٹھی رہیں کہ کوئی اُن کو واپس آ کر لے جائے گا۔ اس اثناء میں ایک سپاہی صفوان بن المعطل جس کا کام یہ تھا کہ فوج کے کوچ کے بعد اگر کوئی سامان یا سپاہی پیچھے رہ جائے تو اُس کو ساتھ لے آئے، اس جگہ پر پہنچا اور حیران ہو گیا کہ ایک پردہ دار عورت راہ گزر پر بیٹھی ہے۔ جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو صفوانؓ نے اپنی اُونٹنی پیش کی۔ حضرت عائشہ سوار ہوئیں اور صفوان اونٹنی کی مہار پکڑ کر جلد سے جلد نُور کے تڑکے اور مدینہ کے عین دروازے پر قافلہ سے آملے۔ عبداللہ منافق اور اُس کے حواریوں نے اِس واقعہ سے فائدہ اُٹھا کر حضرت عائشہ پر صفوان سے بد اخلاقی کی تہمت باندھی جس نے رسولؐ خدا کے گھر میں ایک عظیم فتنہ مچا دیا۔ رسولِ خدا نے حضرت عائشہ سے بات چیت بند کر دی۔ اُن کا سلوک بدل گیا۔ حضرت عائشہ کو اپنی والدہ سے اِس بہتان کا پتہ لگا تو کھانا پینا بند کر دیا، آنکھیں ہفتوں روتے روتے سُوج گئیں، صحت سخت بگڑ گئی اور دردِ سر کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ ان کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کو سخت رنج ہُوا۔ رسولؐ نے حضرت علی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کوئی تسلی بخش بات حضرت عائشہ کے متعلق نہ کی۔ منافقین نے مدینہ آ کر اِس بُہتان کو دُور دُور تک پھیلایا اور رسولِ خدا سے دُشمنی کی پوری بھڑاس نکالی۔

وحی کے ذریعہ سے حضرت عائشہ کی برأت:

کچھ مدت کے بعد جب تک وحی کے ذریعہ سے حضرت عائشہ کی پاک دامنی کی شہادت خدا کی طرف سے نہ آئی، یہ فتنہ نہ دبا۔ اس کے بعد رسول صلعم کا شک قطعی طور پر دُور ہو گیا۔ ان کے حضرت عائشہ کے ساتھ پہلی محبت کے تعلقات بحال ہو گئے اور رسولؐ خدا نے وحی کے مطابق بہتان باندھنے والے منافقین کو سزائیں دیں، حتیٰ کہ حمنہ کو جو خوبصورت عورت تھی ۸۰ دُرّے لگوائے۔ عبداللہ بن اُبیّ اور حسان بن ثابت شاعر کو چھوڑ دیا۔ تاریخ میں یہ **واقعہ افک** کے نام سے مشہور ہے اور ۵ھ کے شروع میں ہوا۔ اس دوہرے فساد سے جو منافقوں کی جنگ میں شرکت سے پیدا ہُوا، خدا کی لعنتیں منافقین مدینہ پر بار بار آتی رہیں۔ رسولِ خدا اس فتنہ کو بزور فرو کر سکتے تھے لیکن اُن کی حکمتِ عملی منافقوں کے بارے میں یہی رہی کہ اُن سے حتی الوسع درگزر کیا جائے اور مقابلہ کر کے فتنہ نہ پیدا ہونے دیا جائے۔

اس واقعہ کے چند ماہ بعد حضرت زید بن ماریہ کی مطلقہ بیوی زینب بنت جحش جو رسولؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں رسولؐ کے نکاح میں آئیں۔ اس واقعہ کو اِس تصنیف کے شروع میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے، دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

غزوۂ اُحد کے ۲۵ اور غزوۂ بدر کے ۳۸ ماہ بعد کی خاموش تیاریوں سے ابُوسفیانؓ کا مدینہ پر خطرناک حملہ

کئی قبائل کا اتحاد

ابوسفیان نے جنگِ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ایک سال تک صلح وامن کا یکطرفہ اعلان کیا تھا لیکن ۵ھ کی ریشہ دوانیوں میں جس میں رسولؐ خدا کو کئی چھوٹی چھوٹی مہمیں سر کرنی پڑیں اُس کا ہاتھ خفیہ طور پر ضرور تھا۔ وہ اس غم میں گُھلا جاتا تھا کہ رسولؐ خدا کی بڑھتی ہوئی طاقت پر کاری ضرب لگائے اور ایک سال تک صلح کے مفروضہ اعلان کی تہہ میں اُس کا ارادہ یہ رہا کہ زور شور سے تیاری کی جائے۔ اِس سال کے دوران میں اُس نے بنو غطفان سے شرکت کا معاہدہ کیا۔ اُدھر بنو قینقاع کا تمام یہودی قبیلہ مدینہ سے منتشر ہو چکا تھا اور اُن کے بہت سے افراد جو بنو نضیر سے تھے خیبر میں آکر آباد ہو گئے تھے ان میں سے حیّ بن اخطب (سردار بنو قریظہ)، سلام ابن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع وغیرہ نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال پھیلانے شروع کر دیئے تھے۔ وہ مکّہ گئے اور ابوسفیان کو جنگ پر آمادہ کیا۔ بنو غطفان کو خیبر کی آمدنی میں شرکت کا لالچ دے کر آمادۂ قتال کیا۔ بنو اسد، بنو سعد، بنو سلیم اور بنو وائل سے بھی امداد کا وعدہ لیا۔ مدینہ کے یہود بنو قریظہ بھی اس سازش میں شامل کر لئے گئے۔ تمام حلیف قبائل کے سرداروں نے خانہ کعبہ میں جمع ہو کر رسولؐ خدا کی تحریک کو تہس نہس کرنے کے حلف اُٹھائے۔ الغرض قریشی اور یہودی قبیلوں کا ایک جمِ غفیر اِس مطلب کے لئے جمع ہُوا اور چونکہ اِس میں کئی قبیلوں کے گروہ شامل تھے اس کا نام احزاب کی جنگ سے مشہور ہے۔

سلمان فارسی کی نادر تجویز کہ خندق کھود لی جائے!

رسولؐ خدا کو اِس حملہ کی تجویز کی اطلاع کافی پہلے مل گئی تھی اور وہ اس فکر میں تھے کہ شہر کی حفاظت کس مؤثر طریقے سے ہو۔ یہودی اور منافقین گھر کے اندر کے دشمن تھے اور اُن سے مؤثر طور پر نبٹنا بھی ایک فکر افزا منصبہ تھا۔ سلمان فارسی نے جو پہلی سن ہجری میں ہی ایمان لا چکے تھے اور ایرانی طرزِ جنگ سے واقف تھے، تجویز کی کہ شہر کے غیر محفوظ علاقے کے سامنے خندق کھود لی جائے۔ یہ غیر محفوظ علاقہ صرف ایک طرف تھا، باقی دو طرفیں اونچی اونچی پہاڑیوں سے محفوظ تھیں، چوتھی طرف فصیل بنی تھی۔ اِس تجویز کو سب نے پسند کیا اور ڈیڑھ ہزار صحابہ خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ رسولِ خدا خود اِس میں شریک تھے۔ بیس دن میں پانچ گز گہری خندق تیار ہوئی اور جو جانکاہ تکلیف سب کو اس کے تیار کرنے میں ان حالات میں ہوئی کہ سخت سردی اور فاقے تھے، بے مثال تھی۔ خندق کھودتے کھودتے ایک سخت پتھر حائل ہُوا جو ٹوٹتا نہ تھا۔ رسولِ خدا نے بیلچے سے تین ضربیں لگا کر خود توڑا اور ہر ضرب پر پُکارے کہ مجھے شام، فارس اور یمن کی سلطنت کی کنجیاں سپُرد کر دی گئیں۔

ابھی خندق ختم ہوتی ہی تھی کہ دشمن بڑی طاقت میں اردگرد کی پہاڑیوں پر نمودار ہُوا۔ اِس کی تعداد کے قیاسات مختلف تھے۔ بعض

مؤرخین نے ۲۴ ہزار تعداد بتلائی، بعض نے کم، لیکن جمعیت اس قدر تھی کہ معتدل اندازہ اس کو کسی صورت میں پندرہ ھزار سے کم نہ کہہ سکتا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد ادھر اُدھر کے سب سپاہی بلا کر بمشکل تین ھزار کہی جا سکتی تھی اور اگر سرگرمی سے کام کرنے والوں کو شمار کیا جاتا تو ڈیڑھ ہزار سے بہت زیادہ نہ تھی۔ رسولِ خدا نے مدینہ کی کمان ابن اُمِ مکتوم کو دے کر دو سو سپاہی حضرت سلمہ کی قیادت میں اُن کے سپرد کر دیئے کہ مدینہ کے اندر بغاوت نہ ہونے پائے۔ خود تین ہزار میں سے باقی جمعیت لے کر خندق کے سامنے پہنچ گئے ابوسفیان نے خلافِ اُمید خندق سامنے دیکھی تو حیران رہ گیا۔ نزدیک آیا تو تیروں کی بارش اس بے پناہ طور پر ہوئی کہ بالآخر قریش نے بھی وادی کے نچلے اور بنو غطفان نے وادی کے بالائی حصے میں خیمے لگانے کا فیصلہ کیا۔ کچھ دِنوں تک دونوں فوجیں خندق کے دونوں طرف دُور دُور رہیں اور پتھروں، غلیلوں اور تیروں سے آتشباری ہوتی رہی۔

مدینہ کے یہود بنو قریظہ کی غداری!

اِن اثناء میں رسولِ خدا کو اطلاع ملی کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے جن کا شہر کے نزدیک مضبوط قلعہ تھا، دشمن سے ساز باز کی ہوئی اور وہ جنگ پر آمادہ ہیں۔ اب رسولِ خدا کو دو کی بجائے تین دشمنوں سے نبٹنا تھا۔ مدینہ کے اندر یہودی کفار کی جمعیت کو دیکھ کر اپنے گھروں کی حفاظت کا بہانہ کر کے شہر کے اندر آ گئے تو اور خطرہ ہُوا کہ کہیں یہودی مسلمان عورتوں پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ رسولِ خدا کے اپنے محفوظ مقام پر جو مستورات کے لئے تھا یہودی نے حملہ کیا اور ایک سپاہی دروازہ تک آ گیا۔ رسولؐ کی پھوپھی صفیہ نے پہلے تو حسان بن ثابت کو جو مستورات کی حفاظت کے لئے قلعہ کے اندر رہی تھا، کہا کہ اس یہودی کو جا کر قتل کر دو۔ لیکن حسان نے کہا اگر میں قتل کرنے کے قابل ہوتا تو شریکِ جنگ کیوں نہ ہوتا؟ الغرض وہ بزدل ثابت ہُوا تو صفیہ نے خود اس کا مقابلہ خیمہ کی لکڑی سے اس سختی سے کیا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ پھر صفیہ نے تلوار سے اُس کا سر کاٹ کر بازار میں پھینک دیا۔ اس طرح یہ فتنہ تھا۔

رسول صلعم نے بنو قریظہ کے خطرے کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا کہ بنو غطفان سے علیحدہ صلح مدینہ کی کھجوروں کی آمد کا تیسرا حصہ دے کر کر لی جائے لیکن مدینہ کے اوس قبیلہ کے بہادر سردار سعد بن معاذ نے سخت احتجاج کیا کہ ہم تلوار کے ذریعے کے بغیر کسی سے صلح نہ کریں گے الغرض بیس دن تک بے نتیجہ تیراندازی کے بعد لڑائی جاری ہونے لگی۔ عکرمہ ابن ابی جہل اور حضرت خدیجہ کے ماموں عمرو بن عبدود جو مکہ میں سب سے بڑا بہادر شمار کیا جاتا تھا گھوڑے دوڑ کر خندق کے ایک تنگ حصے سے پھاندے اور اُن کے ساتھ ہی نوفل، ھبیرہ اور ضرار بھی مل گئے۔ سب نے لڑائی کے لئے مسلمانوں کو للکارا۔ سعد بن معاذ، علی اور کئی صحابہ رسولؐ کے اشارے پر مقابلہ کے لئے آ گئے۔ سب سے پہلے حضرت علی گھوڑ سوار اور پیدل دونوں حالتوں میں عمرو سے گتھم گتھا ہو گئے اور بالآخر علی نے شانہ پر تلوار مار کر نیچے تک عمرو کو دو ٹکڑے کر دیا۔ مقابلہ انتہائی ضد سے تھا اور سعد بن معاذ سخت زخمی ہوئے۔ لیکن حضرت علی کا یہ کارنامہ دیکھ کر نوفل، ھبیرہ اور ضرار مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ نکلے۔ واپس جاتے ہوئے نوفل کا گھوڑا خندق کو پھاند نہ سکا اور دونوں

Marfat.com

خندق میں گر گئے۔ مسلمانوں نے اُسے پتھروں سے ہلاک کرنے کی ٹھانی۔ نوفل نے احتجاج کیا کہ شریفانہ ہتھیار تو استعمال کرو جس پر حضرت علی خندق میں کود پڑے اور چند لمحوں کے اندر نوفل کی لاش زمین پر تھی۔ حضرت علی پھر خندق کے پار ہو کر بھگوڑوں کے پیچھے گئے اور عکرمہ کو خنجر سے سخت زخمی کیا جو بعد میں مر گیا۔

رسولِ خداؐ کی کامیاب تجویز و تدبیر!

یہ انفرادی لڑائی مسلمانوں کی عظیم فتح تھی لیکن رسولِ خداؐ اس لمبے سلسلے پر مطمئن نہ تھے۔ وہ الحرب خدعۃ کے قول کے مطابق یعنی لڑائی مکاری ہے، داؤ سے بھی لڑائی مختصر کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بنو غطفان کے ایک در پردہ مسلمان نعیم کو روانہ کیا کہ دشمن کی صفوں میں پھوٹ پیدا کر دو۔ وہ سب سے پہلے بنو قریظہ کے پاس گیا جن کے پاس اُس کا اُٹھنا بیٹھنا تھا اور جا کر ان کو کہا کہ قریش مکہ کے ساتھ مل کر یہ لڑائی مول لینا حماقت ہے۔ وہ اگر شکست کھا گئے تو وہ اور اُن کے حلیف اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے لیکن بنو قریظہ نے تو مدینہ میں ہی رہنا ہے اور محمدؐ کا تمام نزلہ تم پر گرے گا۔ اس لئے پہلے اُن کے چند آدمی بطور یرغمال رکھ کر اُن سے اقرار لے لو کہ جس طرح وہ آج بھاگ آئے ہیں، جب تک محمدؐ کو پورے طور پر کچل کر نہ رکھ دیں گے میدانِ جنگ سے نہ بھاگیں گے۔ اس کے بعد نعیم قریش کے پاس گیا اور بنو قریظہ کے متعلق اُن کے دلوں میں سخت بدظنی پیدا کی اور کہا کہ وہ تو تم قریش کو محمدؐ کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں۔

دشمن میں پھوٹ!

یہ ساز باز بڑی نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ ابوسفیان نے بنو قریظہ کو فوراً پیغام بھیجا کہ کل صبح حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ یوم سبت کی وجہ سے نکل نہ سکتے تھے اس لئے وہ نہ نکل سکے اور ساتھ ہی اُنہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم اس وقت تک نہ لڑیں گے جب تک آپ اپنے چند سرداروں کو بطورِ ضمانت ہمارے پاس نہ بھیج دیں گے۔ ان کے اس رویہ سے ابوسفیان کو بنو قریظہ کی بے وفائی کا یقین ہو گیا۔ اُدھر قریش اور بنو غطفان دونوں قوموں کی ہمت نہ پڑی کہ مدینہ پر تنہا حملہ بول دیں، مبادا کہ بنو قریظہ اُن پر عقب سے حملہ کر دیں۔ الغرض یہ چال قطعی طور پر کامیاب ثابت ہوئی اور قریش پھر اسی اکا دکا لڑائی پر مجبور ہو گئے اور مزید وقت ضائع ہونے لگا۔ ادھر اتنی بڑی فوج کی رسد بھی رفتہ رفتہ خطرناک طور پر کم ہونے لگی۔ گھوڑے بھوک سے مرنے لگے۔ لوگوں میں بے نتیجہ لڑائی کرنے کا جذبہ کم ہوتا گیا اور کچھ بددلی سی پیدا ہو گئی۔

موسم کی بے انتہا خرابی اور بزدلی کے باعث شکست!

ایک ماہ کے قریب کے اس محاصرہ کے بعد ایک رات ناگہاں سخت آندھی آئی جس کے ساتھ موسلا دھار بارش اور سخت ترین سردی بھی تھی۔ تمام خیمے ہوا کے زور سے اُڑ گئے۔ کھانے کے دیگچے چولہوں پر سے اُلٹ اُلٹ جاتے تھے۔ فوج کے گھوڑے

Marfat.com

رسیاں تڑا کر بھاگ رہے تھے اور اِس افراتفری میں دشمن کے اپنے آدمیوں نے ہی چاروں طرف شور مچا دیا کہ محمدؐ نے جادو کر کے یہ طوفان پیدا کیا ہے اور وہ ابھی چند لمحوں کے اندر اندر حملہ آور ہونے والا ہے۔ اِس خبر کا پھیلنا تھا کہ پوری ہڑبونگ ہر طرف مچ گئی اور ہر شخص بھاگنے کے لئے پیچھے کی طرف دوڑا۔ ابوسفیان نے نظام پیدا کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن جب کچھ نہ بنا تو اونٹنی پر چڑھ کر عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ تمام حلیف ایک ایک کرکے اِس خوفناک طوفان کے منظر سے بھاگنے لگے اور چشم زدن میں قریش نے مکہ کی طرف اور باقی قبیلوں نے اپنے اپنے جنگل کے ڈیروں کی طرف رُخ کر لیا۔ ابوسفیان نے اُس وقت سخت غم و غصہ کے عالم میں رسولِ خداؐ کو ایک خط طنزاً لکھا کہ تم بزدل ہو جو خندق کی اوٹ میں بیٹھے رہے ہو اور وہ ہتھیار اِستعمال کرتے ہو جس کا عرب کی پوری تاریخ میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ لکھا کہ خبردار رہو، تھوڑی دیر کے بعد پھر آرہا ہوں اور تم سے اِنتقام لے کر رہوں گا۔ رسولِ خدا نے مختصر جواب بھیجا کہ "وقت آرہا ہے کہ قریش کے سب بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔"

الغرض یہ ہیبت ناک جنگ اِس طریقہ پر ختم ہوئی کہ انسان اس کو باور نہیں کرسکتا۔ تمام حسابی تخمینے اور اندازے باطل ہو گئے۔ کفار کے کئی سو آدمی قتل ہوئے اور مسلمانوں کے صرف چھ صحابی شہید ہوئے جن میں سعد بن معاذ کی شہادت اِنتہائی طور پر قابلِ افسوس ہے جو مدینہ میں واپسی کے کئی دن بعد ہوئی۔

شکست کے بعد بنو قریظہ سے غداری کا دردناک اِنتقام!
سب مرد قتل کر دیئے گئے!

حملہ آوروں کے فرار ہونے کے بعد رسولِ خدا صلعم نے بنو قریظہ کی طرف توجہ کی اور اُن سے اُن کی غداری کا سخت مواخذہ کیا۔ وہ بالآخر قلعہ بند ہو گئے اور رسولِ خداؐ نے اُن کا محاصرہ کر لیا جو پچیس دن تک رہا۔ فاقوں سے تنگ آ کر انہوں نے عاجزی سے بالآخر بنی اوس سے منت سماجت کی کہ رسولِ خدا سے ان کو انہی شرطوں پر امان دینے کی سفارش کی جائے جن شرائط پر بنی قینقاع کو دی گئی تھی۔ رسولِ خدا نے کچھ تامل کے بعد بالآخر فیصلہ کیا کہ قبیلۂ اوس کے سردار سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔ بنی قریظہ رسولؐ کے اِس اعلان پر خوش ہو گئے کیونکہ سعد بن معاذ سے ان کی پرانی دوستی تھی۔ چنانچہ اِن سات سو نے گرفتار ہو کر اپنے آپ کو رسولؐ کے حوالے کیا اور مدینہ کے اندر لائے گئے۔ سعد بن معاذ پہلے ہی مدینہ پر قریش کے حملے کو بنو قریظہ کی غداری کا باعث سمجھے ہوئے تھا اور چونکہ وہ اِس حملے میں سخت زخمی ہو گیا تھا، وہ دعا کیا کرتا تھا کہ وہ اُس وقت تک زندہ رہے کہ بنو قریظہ سے اس کی غداری کا اِنتقام اپنی آنکھ سے دیکھ لے۔ بڑی مشکل سے سعد بن معاذ کو چمڑے کے گدوں کے سہارے خچر پر بٹھا کر لایا گیا یہاں تک کہ وہ ایوانِ عدالت میں پہنچے۔ منبر پر چڑھنے سے پہلے اُس نے سب حاضرین سے حلف لیا کہ سب اُس کے فیصلے کے پابند رہیں گے۔ فوراً ہی اُس کو تختِ عدالت پر بٹھایا گیا۔ اُس نے فیصلہ سنایا کہ بنو قریظہ کے سب مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور

Marfat.com

اُن کی سب جائداد کو فاتحین میں تقسیم کردیا جائے۔

یہود اِس فیصلے سے ششدر رہ گئے، لیکن اب کوئی چارہ نہ رہا تھا۔ چارسو یہود کو قریظہ کی منڈی میں لے جایا گیا۔ گڑھے کھودے گئے اور ایک ایک کرکے سب کو بشمولیت حیی بن اخطب کے جو اُن کا سردار تھا، گڑھوں میں جھونک دیا گیا اور یہ قصّہ یوں ختم ہُوا۔

اِسی غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کے اختتام پر بطور یرغمال ریحانہ بنت سیمون رسولِؐ خدا کے حصّہ میں آئیں اور رسولؐ نے اُن سے اُن کے اِسلام لانے کے بعد نکاح کرلیا۔ اس کا ذکر تصنیف کے اِبتدائی حصّے میں آچکا ہے اور اعادے کی ضرورت نہیں۔ اسی سال یعنی ۵ھ ہجری میں تیمم کی اجازت نازل ہوئی اور مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا جو سورۂ احزاب میں ہے

غزوۂ خندق دراصل دینِ اسلام کی تمام آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ تھا!

غزوۂ خندق کے واقعہ اور اُس کے انجام کی طرف غور کرنے سے جو نتیجے اخذ ہوتے ہیں، بے سروسامانی کی انسانی جدوجہد کی تاریخ میں جو رسولِؐ خدا نے مدینہ کی پانچ برس کی زندگی میں مورخ کے سامنے پیش کی، حیرت انگیز ہیں۔ مدینہ کی گنجان آبادی میں جو غالباً تین چالیس ہزار انسانوں پر مشتمل تھی۔ پانچ برس کے اندر اندر کم و بیش تین ہزار میدانِ جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کا پیدا کرلینا بذات خود معمولی کام نہ تھا۔ مدینہ یہود و نصاریٰ کا ایک مستقل مسکن تھا جس میں یہود کی طاقت نصاریٰ اور کفار کے بالمقابل بدرجہا زیادہ نمایاں تھی اور عام لوگ ان کی دولت اندوزی کے زور سے دبے ہوئے تھے۔

۲ھ میں غزوۂ بدر کی شکست اور ۳ھ میں غزوۂ اُحد کی بے نتیجہ مہم کے بعد کفارِ مکہ نے جس ولولے سے مدینہ کے یہودی قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر گویا رسولؐ کے اپنے گھر میں رخنہ اندازی کرکے کامل تین برس کی تیاری کے بعد پندرہ بیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ پر حملہ کیا تھا (بالخصوص اس وقت کہ مسلمانوں کے اپنے گھر کا ایک بڑا منافق عبداللہ بن اُبی دس ماہ پہلے واقعۂ افک کی تشہیر میں شرمناک حصّہ لے چکا تھا) کفارِ مکہ کو یقین تھا کہ مدینہ پر رسولؐ کی اِس بے بسی اور بے سروسامانی میں یہ بے پناہ حملہ کسی عنوان سے شکست میں تبدیل نہیں ہو سکتا حیرت ہے کہ رسولؐ کے بے پناہ عزم نے اِس حملہ کو اِس بُری طرح ناکام کیا کہ کفارِ مکہ ۵ھ کے ذیقعدہ کے بعد پھر کبھی مدینہ پر چڑھ آنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اسی شرمناک شکست کا فوری باعث جیسا کہ

Marfat.com

آگے چل کر واضح ہوگا، یہ ہُوا کہ اگلے یعنی ۶ھ کے اِسی مہینہ میں رسولِ خدا انہی ہزارہا مجاہدین کو ساتھ لے کر حج کرنے کی نیت سے مدینہ سے چل پڑے اور کفارِ مکّہ سے اصرار کیا کہ وہ حج کرنے کی نیت سے پُرامن طور پر مکّہ میں داخل ہوں گے۔ اِس اصرار کا نتیجہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا یعنی صلح حدیبیہ کی صورت میں نمودار ہُوا جس کی رُو سے اگلے سال یعنی ۷ھ میں مکّہ جانے کی تیاریاں زور شور سے شروع ہوئیں اور حج مکّہ بالآخر بخیر و خوبی سرانجام ہُوا۔ یہی حج مکّہ اگلے سال یعنی ۸ھ کے ماہِ رمضان میں فتح مکّہ کے عظیم الشان واقعے کی صورت میں نمودار ہُوا جس نے بالآخر دینِ اسلام کو رسولِ خدا کی زندگی میں تمام عرب پر غالب کر دیا!! فتدبّر۔

سائنس دان کا مقام

حیرت ہے کہ انسان نے اپنے مکر و فریب سے عالم فطرت کو ہمیشہ سے وہ حیثیت دی ہے کہ وہ دنیا کی ہلاکت انگیز اور جہاں آشوب سیاست میں کسی شمار میں نہیں آتا۔ وہ سرمایہ دار کا ادنیٰ ملازم ہے۔ اپنی انقلاب انگیز اور جہاں آرا ایجادوں کو روز بروز پیدا کرنے کے باوجود اس کے سامنے دم بخود ہے اپنے معمل کے گوشوں میں عاجزوں اور یتیموں کی طرح بیٹھا ہے اور اپنے سیاسی سرمایہ دار کو اپنا رازق سمجھ کر اپنے افعال کو اس کی سیاست کے تابع سمجھتا ہے۔ ایٹم بم جیسی طاقتور شے کو اپنے زور دماغ سے ایجاد کر کے یتیموں کی طرح اس کو سیاسی درندوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ غلامی کے اس عجز پرور ماحول میں اس کو شعور نہیں رہا کہ دنیا اس کے بل پر قائم ہے اور اگر وہ نہ ہوتا تو دنیا کا ایک ایک گوشہ ظلمت اور جہالت میں پھنس جائے۔ احساس کمتری نے اس کا رتبہ مزدور کے برابر کر دیا ہے اور سرمایہ دار اس کو مزدور سے بہتر سمجھنے سے جھجکتا ہے اور گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کو وہ مرتبہ دیا جائے جس کا وہ صاف اور منطقی طور پر حقدار ہے۔

(حضرت علامہ المشرقیؒ)

(ماخوذ از: حدیث القرآن)

Marfat.com

(۱۵)

غزوۂ خندق کی فتح کے بعد سُورۂ الاحزاب (۳۳) میں

عظیمُ الشان مُصلح جماعت مُعاشری احکام:

رسُولؐ سے اُن کے گھر میں ازواجِ نبیؐ سے سلوک کے آداب، رسُولؐ سے ملاقات کے آداب، مسلمان عورتوں کو پردہ کے احکام

رسولؐ کے خانگی جھگڑوں کی اُلجھنیں اور ازواجِ رسُولؐ کو سخت تنبیہی احکام، زینب سے نکاح کی نئی اُلجھن:

فتح کے باوجود مسلمانوں کو منافقوں کے متعلق تنبیہیں مسلمانوں کو رسُولؐ کے اُسوہ پر چلنے کا حکم:

سورۃ الحشر (۵۹) کے بعد سورۃ الاحزاب (۳۳) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے لحاظ سے تیرھویں سُورت اور ترتیب نزول کے حساب سے ۱۰۳ ویں وحی ہے اور جس کا حجم ۱۷۰ سطریں ہیں۔ غزوۂ خندق کے بعد جو ذیقعد ۵ھ ہجری میں واقع تھا، یہ سورت نازل ہوئی۔ اِس کا مختصر جسب ذیل الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے:-

بیویوں سے اظہار کرنے کی ممانعت:

پہلے رکوع میں کہا۔ اے نبیؐ! خدا سے ڈرتے رہو (اور جو تجربہ تمہیں غزوۂ خندق میں یہود و نصاریٰ کی غداریوں اور دشمنیوں سے حاصل ہُوا ہے اس کو پیشِ نظر رکھ کر) ہرگز کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مانو کیونکہ خدا درحقیقت حالات کو بڑا جاننے والا اور بڑا مجوز و مدبر (حکیما) ہے اور جو کچھ تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کیا جا رہا ہے اُس کی پیروی کرتے چلے جاؤ، کیونکہ خدا جو کچھ تم کر رہے ہو اُس سے پورے طور پر باخبر ہے اور خدا پر بھروسہ رکھو کیونکہ وہ خدا ہی (تمہارے) وکیل کے طور پر کافی ہے (اور لوگو!) خدا نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے (کہ ایک دل سے تو وہ تمہارے دوست بنیں اور دوسرے دل سے تمہارے ساتھ دشمنی کریں، جیسا کہ یہ منافق لوگ کر رہے ہیں) اور اسی طرح خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے (تم غصے میں آکر اور اُن کو ماں کہہ کر) الگ ہو جاتے ہو (اور اظہار کرتے ہو) تمہاری مائیں فی الحقیقت نہیں بنا دیا، نہ تمہارے لے پالکوں کو (جن کی پرورش تم نے اُن کی صغیر سنی میں کی ہے) فی الحقیقت تمہارے بیٹے بنا دیا ہے، یہ صرف تمہارے مونہوں کی باتیں ہیں اور خدا صرف حق بات کہتا ہے اور وہی راہِ راست کی طرف لے جاتا ہے۔ تم اُن کو اُن کے (اصلی) باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو، یہی خدا کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اگر تم اُن کے باپوں کے نام نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی تو ہیں اور جو کچھ تم نے اِس بارے میں بھول چُوک کی ہے اُس کا تم پر کوئی

گناہ نہیں۔ گناہ وہ ہے جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے (جان بوجھ کر) کیا ہو، اور خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

رسولؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں:

(مسلمانو!) نبیؐ تم ایمان والوں کے نزدیک تمہاری اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے (کہ تم اس کا لحاظ اپنے دلوں میں بہرحالت رکھو اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں (ان کی طرف بدنظری سے نہ دیکھو) اور اس کے بعض قرابت دار خدا کے فیصلہ کے مطابق (فِي كِتٰبِ اللهِ) دوسروں سے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت مسلمانوں اور مہاجروں کے، الّا یہ کہ تم اپنے ان دوستوں سے (بھی) کوئی نیکی کرو (یعنی کرنا چاہو) یہ حکم (خدا کے قانون کی) الکتٰب میں لکھا رکھا ہے (كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا)۔ اور وہ وقت یاد کرو، جب ہم نے (اپنے بھیجے ہوئے) نبیوں سے (جن کی تمام زندگیاں قانونِ فطرت کی سوچ بچار اور خدا کے احکام دریافت کرنے میں گزری تھیں) اور تم سے، نوحؑ سے، ابراہیمؑ، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (اس امر کے متعلق کہ وہ بنی نوع انسان کو خدا کا سچا پیغام بلا کم و کاست دیں) ایک انتہائی پختہ اقرار لیا تھا: وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ (۳۳:۷) تاکہ اللہ اُن لوگوں سے جو اپنے خدا پر ایمان کی تصدیق عمل سے کرتے ہیں اُن کی تصدیق کے متعلق مواخذہ کرے (تو وہ وقت خدا کی اپنے بندوں پر انتہائی مہربانی کا وقت تھا ورنہ مخلوقِ خدا سخت گمراہ ہو جاتی) اور کافروں کے لئے تو خدا نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے: (لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝: (۳۳:۸)۔

غزوۂ خندق کے موقع پر چاروں طرف سے آفتوں کا ہجوم اور مسلمانوں کے ایمان کی انتہائی آزمائش کا ذکر:

دوسرے رکوع میں کہا۔ اے ایمان والو! خدا کے اپنے پر اس احسان کو یاد کرو جب کہ غزوۂ خندق میں چاروں سے کفارِ قریش، بنو غطفان، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے) لشکروں نے تم پر چڑھائی کی (اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا) پھر ہم نے (سخت سردی کی رات میں) اُن پر (سخت ترین) آندھی بھیجی اور اس کے علاوہ (ہماری مقرّر کردہ قوتوں (فرشتوں) کے لشکر بھیجے جن کو تم دیکھ نہ سکتے تھے (اور جنہوں نے خیموں کی میخیں اکھاڑ دیں، رسیاں کاٹ ڈالیں، چولہوں کی آگ بجھا دی، گھوڑے اِدھر اُدھر بھاگ گئے، حتیٰ کہ ابوسفیان نے جو اس لشکر کا افسرِ اعلیٰ تھا، تنگ آ کر فوج کو کوچ کا حکم دیا اور سخت ترین شکست کھائی) اور اللہ جو (بے پناہ تیاریاں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تم کر رہے تھے اُس کو بغور دیکھ رہا تھا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝: (۳۳:۹)۔ یہ وہ وقت تھا کہ کفار تم پر تمہارے اوپر سے آئے اور نیچے سے آدھمکے اور جب (اس ہجوم کو دیکھ کر) آنکھیں پھر گئی تھیں (اور تمہیں نہ سوجھتا تھا کہ کیا کریں) اور تمہارے دل

(اُچھل اُچھل کر) تمہارے حلقوں تک پہنچ گئے تھے اور تم (اِس ناگہاں آفت کو دیکھ دیکھ کر طرح طرح کی بدگمانیاں) خدا کے متعلق کر رہے تھے: (اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ : (۳۳/۲)) یہ وہ موقع تھا کہ ایمانداروں کی پوری آزمائش کی گئی تھی اور اُن (کے ایمان) کو سخت ترین زلزلہ یعنی ہلچل میں ڈال دیا گیا (هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ : (۳۳/۲)).

ایمانی کمزوریوں کے متعلق خدا کی تنبیہیں!

یہ وہ وقت تھا کہ منافقین (مثلاً معتب بن قشیر) اور وہ کچے ایمان والے جن کے دل بیمار تھے (اِس افراتفری میں مسلمانوں کو شکست دلانے کے لئے) یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے تو ہمیں (رُوم اور فارس فتح کرنے کا) نرا دھوکہ ہی دیا تھا۔ (اگر وہ سچا ہوتا تو یہ آفت کیوں آتی) یہ وُہ وقت تھا کہ اِن (بدکاروں) کے ایک گروہ نے (جو عبداللہ بن اُبیّ کا گروہ تھا) کہا کہ اے اہلِ مدینہ! تمہارے لئے یہاں کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہیں اِس لئے واپس چلے جاؤ، اور اُن میں کا ایک گروہ (بنو حارثہ) نبیؐ سے یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے، واپس جانے کی اجازت مانگ رہا تھا، تو یہ لوگ صرف بھاگنا چاہتے تھے: (وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ○ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○ : (۳۳/۲))۔ اور اگر دشمن کے لشکر اطرافِ مدینہ سے اندر گھس آتے اور پھر اِن سے فتنہ و فساد کے متعلق (یعنی دینِ خدا سے پھر جانے کے متعلق) کہا جاتا تو یہ لوگ ضرور مُرتد ہو جانا مان لیتے اور اِس میں ہرگز دیر نہ کرتے، حالانکہ انہوں نے اِس سے پہلے خدا سے (پکاّ) اقرار باندھا تھا کہ ہرگز پیٹھ نہ پھیریں گے اور (جانتے تھے کہ) اللہ سے اقرار کی بازپُرس ضرور ہوگی: (وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ○ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ○ : (۳۳/۲))۔ اے محمدؐ! کہہ دے اگر تم موت اور قتل سے بھاگتے تھے تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز کوئی نفع نہیں دے سکتا اور پھر اِس وقت تمہیں تھوڑا سا فائدہ ہی ہوتا۔ کہہ دے کہ اگر اللہ ارادہ کرلے کہ تمہارے ساتھ لڑائی کرے، تو کون تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے، یا اگر وہ رحمت کرے تو کون رحمت سے روک سکتا ہے اور یاد رکھو کہ خدا کے سوا اِن کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔ خدا تم میں سے روکنے والوں اور (میدانِ جنگ سے) اپنے بھائیوں کو اپنی طرف بلانے والوں کو خوب جانتا ہے اور یہ تو اِس قدر بزدل ہیں کہ لڑائی کی طرف آتے ہی نہیں: (قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ

Marfat.com

لِاِخْوَانِہِمْ ھَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ : (۳۳/۲)) - اس لئے کہ تم پر (فتح دلانے میں یہ لوگ) بخل کرتے ہیں، لیکن جب ان پر (دشمن کا خوف ناگہاں) آجاتا ہے تو (اے محمدؐ!) تو ان کو دیکھے گا کہ تمہاری طرف تکتے ہیں اس حالت میں کہ ان کی آنکھیں اس شخص کی آنکھوں کی طرح چکراتی ہیں جس پر موت طاری ہو۔ پھر خوف دُور ہو جاتا ہے (اور فتح تمہاری ہوتی ہے) تو مالِ غنیمت کی لالچ کی خاطر تیز تیز زبانوں سے تم پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ اب تو مال کا حصہ دو۔ یہ لوگ ایمان والے ہرگز نہیں۔ اللہ نے ان کے اعمال کو اکارت کر دیا ہے اور یہ خدا کے لئے آسان بات ہے: (اَشِحَّۃً عَلَیْکُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَہُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ تَدُوْرُ اَعْیُنُہُمْ کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَۃٍ حِدَادٍ اَشِحَّۃً عَلَی الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَہُمْ ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ۝ : (۳۳/۲)) - یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ابھی قریش، غطفان اور یہود کے لشکر واپس نہیں گئے اور اگر وہ لشکر واپس آجائیں تو یہ (اپنی بزدلی کی وجہ سے) تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہم دیہات میں باہر نکلے ہوئے ہوتے اور تمہاری خبریں وہاں ہی پوچھ لیا کرتے۔ اور اگر مدینہ میں وہ تمہارے ساتھ شریک بھی ہوتے تو ہرگز دشمن سے نہ لڑتے مگر صرف تھوڑی دیر تک: یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْھَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّہُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِکُمْ ؕ وَلَوْ کَانُوْا فِیْکُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا ۝ : (۳۳/۲)

مسلمانوں کو رسولؐ کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کا حکم

تیسرے رکوع میں کہا۔ اے مسلمانو! ان لوگوں کے لئے جو خدا سے (لازوال نعمتوں کی) اُمید رکھتے ہیں اور قوم کے آخری دن کی انتظار میں (لِمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ) ہیں (کہ اُن کو تمام رُوئے زمین پر غلبہ نصیب ہو) اور ان لوگوں کے لئے جو کثرت سے خدا کا ڈر دل میں رکھتے ہیں، رسولِ خدا (کی زندگی کا ہر عمل اور اُن کی پچھلے تیئس سال کی صحیح تجویز و تدبیر جس سے اس وقت تک دشمن پر غالب آ رہا ہے) بطور ایک عمدہ نمونہ کے ہے (اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ)(x): لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ

(x) پچھلے دو رکوعوں کا تمام موضوع مسلمانوں کو منافقین کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنا اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں جم کر لڑنے کی بار بار تاکیدیں کر کے ان کو فتح کی منزل تک پہنچانا ہے۔ اس بنا پر اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کا مفہوم صرف یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو دُنیا پر غالب کرنے کی جس دُھن میں رسولؐ دن رات لگا ہے اور جس طرح پر وہ اپنی جان کو تکلیف میں ڈال کر تم کو اپنی صحیح تجویز و تدبیر سے فتح و ظفر کی راہ پر لگا رہا ہے وہ عمدہ نمونہ ہے جو تمہارے لئے قابلِ تقلید ہے، نہ یہ کہ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کے معنی یہ لئے جائیں کہ رسولؐ جس طرح کا لباس پہنتے تھے اور جس طرح کی ڈاڑھی رکھتے تھے، اسی طرح مسلمان بھی کریں۔

Marfat.com

يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ : (۳۳/۲)

سچے ایمان والوں کا کیفِ ایمان :

پھر کہا کہ سچے ایمان والے تو وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہوں نے دشمنوں کے لشکر کے لشکر مدینہ پر چڑھائی کرتے دیکھے تو (اُن کی کفار کو شکست دینے کی نیّت اِس قدر مضبوط تھی کہ) کہنے لگے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اگر کوئی وعدہ ہم سے کیا تھا (تو انہی کفار کے لشکروں کو شکست دینے کا اقرار کیا تھا سو وہ آ گئے) خدا اور اُس کے رسولؐ نے یہ وعدہ سچ کر دکھایا (تو اُن لشکروں کے نمودار ہونے نے بجائے اس کے کہ یہ منظر اُن کو خوف زدہ کر دیتا جیسا کہ منافقین کو کیا تھا) اُن کے خدا پر ایمان و تسلیم کو زیادہ کر دیا : وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ : (۳۳/۲)

اور ایمانداروں میں سے وہ ہیں جنہوں نے جو کچھ خدا سے عہد کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ پھر کچھ ان میں سے ہیں جنہوں نے اپنا اقرار پُورا کر دیا اور کچھ اِس اقرار کو پُورا کرنے کے انتظار میں ہیں، لیکن انہوں نے اپنا ارادہ نہیں بدلا۔ یہ اس لئے کہ خدا سچ کر دکھانے والے مومنوں کو (بے اندازہ) انعام ان کی سچائی کی وجہ سے اور منافقین کو (بے پناہ) عذاب ان کی منافقت کی وجہ سے دے اور اگر مناسب سمجھے تو ان کو معاف بھی کر دے کیونکہ خدا درگزر کرنے والا اور رحیم بھی ہے : مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ : (۳۳/۲)

اور خدا نے (اِس غزوۂ خندق کے موقع پر) کفارِ مکّہ کو اِس غصّے میں کہ اُن کو کوئی فتح حاصل نہ ہوئی، تم سے دُور کر دیا (یعنی اُلٹے پاؤں واپس کر دیا) اور ایمانداروں کے لئے تو خدا نے قتال بالسّیف کو (اُن کی آئندہ حالت دُرست کرنے کے لئے) کافی کر دیا اور خدا بڑا قوّت والا اور غالب خدا ہے (اور مومن بھی اسی طرح پر قوی اور عزیز بننے کے درپے ہیں) : وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ : (۳۳/۲)، اور وہ خدا ہی تھا جس نے مدینہ کے یہود و نصاریٰ کو جنہوں نے کفارِ مکّہ کی مدد کی تھی، اُن کے قلعوں سے نکال باہر کیا اور اُن کے دِلوں میں مسلمانوں کا خوف بٹھا دیا۔ اب حالت یہ ہے کہ ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے کو گرفتار کر رہے ہو۔ اور (وہی ہے جس نے اَے مسلمانو!) تم کو اُن کی زمین، اُن کے گھروں اور مال و اسباب کا وارث بنایا اور اِس زمین کا بھی (جس کے وارث تم آگے چل کر ہو گے بلکہ ایسی زمین بھی ہو گی جس پر تم نے ابھی تک قدم نہیں رکھا اور خدا ہر شے پر قادر ہے : وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا

لَمْ تَطَئُوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ع : (۳۳/۳)

غلبۂ اسلام کے نازک موقع پر رسولؐ کی بیویوں کا جھگڑے فساد کرنا سخت نامناسب ہے!

چوتھے رکوع میں کہا کہ اے نبیؐ! تم اپنی بیویوں کو (جو اس نازک وقت میں کہ مسلمان روئے زمین پر غالب آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، تم سے لڑائی جھگڑا کر رہی ہیں(×)) کہہ دو کہ اے بیویو! اگر تم اس دنیا کی نفسانی خواہشات اور اس کی زینتوں کو چاہتی ہو (اور تمہیں اس مقصد سے جس کے حاصل کرنے میں رسولؐ مصروف کار ہے، کوئی دلچسپی نہیں) تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے کر عمدہ طور پر اور صلح صفائی سے رخصت کر دوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور آخرت کے عمدہ مقام (یعنی غلبۂ اسلام) کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکوکار اور حسنِ عمل کرنے والی عورتوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے: یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ : (۳۳/۴)

(×) غزوۂ خندق کا واقعہ اور اس میں کفارِ مکہ کی بیس ہزار فوج کی شکست باوجود اس کے کہ منافقینِ مدینہ اور یہود و نصاریٰ نے اس حملہ کو ناکام کرنے کی شرمناک کوششیں کیں، کوئی معمولی واقعہ نہ تھا جس کا نفسیاتی اثر رسولِ خدا کے خانگی اور نجی معاملات پر نہ پڑتا۔ رسولؐ کی بیویاں ایک مدت سے اس سختی اور دکھ کی زندگی سے جو رسولؐ نے مدینہ کی پانچ سال کی مدت میں اپنی نئی بیویوں پر لازم کر رکھی تھی (باوجود اس کے کہ خود رسولؐ اس دکھ اور سختی کی زندگی میں ہمہ تن شریک تھا) خاموش طور پر بیزار ہوتی جا رہی تھیں، وہ منتظر رہتی تھیں کہ رسولؐ کو کسی طرف سے کسی طرح کی کشائش ہو تو وہ اپنی آسائش کی کوئی تدبیر نکالیں۔ غزوۂ خندق کی فتح نے ان میں یہ تخیل قدرتی طور پر پیدا کر دیا کہ رسولؐ اب کفار پر غالب آ رہا ہے اور اس غلبے کے بعد بیویوں کو ہر طرح کی آسائش اور آرام کے سامان ملنے چاہئیں۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ فرمائشیں بیویوں کی طرف سے پے در پے ہوتی تھیں کہ رسولؐ کی بیویوں کو بادشاہوں اور فاتحوں کی بیویوں کی طرح جاہ و جلال سے رہنا چاہیئے۔ عورتیں چونکہ عموماً ناقص العقل ہوتی ہیں، ان کو رسولؐ کی تجویز و تدبیر کا علم نہ تھا، نہ اس امر کا احساس تھا کہ خدا کے بھیجے ہوئے رسولؐ کو کسی دنیاوی جاہ و جلال سے سروکار ہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ رسولؐ ان نامناسب فرمائشوں سے سخت برہم اور غمزدہ ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ کبھی کبھی اس پر بھی آ جاتے کہ ان سب بیویوں کو رخصت کر دیا جائے۔ ادھر بیویوں کی طرف سے ادنیٰ سی بے حجابی یا مسلمانوں سے جو رسولؐ سے ملنے آتے تھے، ادنیٰ آزادانہ گفتگو بھی رسولؐ کی عزت و ناموس کو برباد کرنے کے لئے کافی تھی۔ اس لئے وحی کے ذریعہ سخت تنبیہیں ملیں کہ تم کوئی معمولی عورتیں نہیں ہو کہ ایسی بیہودہ باتیں کرو۔ تمہاری سزا عام عورتوں سے دگنی ہے۔ فتدبر!

Marfat.com

نبیؐ کی بیویوں کی طرف سے ادنیٰ بے حیائی اور بھڑک کے دکھلانے کی سزا دُگنی ہے!

پھر کہا کہ اے نبیؐ کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کرے گی تو اُس کی سزا دُگنی کر دی جائے گی اور یہ خدا کے لئے آسان بات ہے اور جو تم میں سے خدا اور اُس کے رسولؐ کی فرماں برداری اور نیک عمل کرتی رہی تو اُس کو دُگنا اجر ملے گا اور اُس کے لئے ہم نے باعزت روزی تیار کر رکھی ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ط وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ○ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ ، وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا کَرِیْمًا ○ (۳۳:۴)

پھر کہا۔ اے نبیؐ کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح کوئی معمولی عورتیں نہیں ہو۔ اگر تمہیں خدا کا سچا ڈر ہو تو تم (کسی مرد سے) گفتگو کرتے وقت نرم لہجے میں بات نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کا دل بیمار ہے تمہاری خواہش کر بیٹھے اور جو کہو مشہور اور رہنے کی بات کہو (جس سے کوئی شک نہ کر بیٹھے کہ تم خفیہ بات یا اشارے کے طور پر کوئی بات کہہ رہی ہو) اور تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کی بھڑک ظاہر نہ کرو (کہ مردوں کو اپنی طرف کھینچتی رہو) اور نماز اور زکوٰۃ قائم کرتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکموں کی پوری تعمیل کرتی رہو۔ اے اہل بیت (اے نبیؐ کے گھر والو) خدا تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دُور کر دے اور تمہیں کامل طور پر پاکیزہ کر دے اور تم اپنے گھروں میں جو آیاتِ خدا اور حکمت تم کو سنائی جاتی ہے اُس پر سوچ بچار کرتی رہو، کیونکہ خدا بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ○ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ○ ع (۳۳:۴)۔

پانچویں رکوع میں کہا کہ مسلم مرد اور عورتیں، ایمان والے مرد اور عورتیں، فرمانبردار مرد اور عورتیں، عمل کے ذریعے سے سچ کر دکھانے والے مرد اور عورتیں، مستقل مزاج مرد اور عورتیں، گڑگڑانے والے مرد اور عورتیں، مال بطور صدقہ دینے مرد اور عورتیں، روزہ دار مرد اور عورتیں، اللہ کے حکموں کو یاد رکھنے والے مرد اور عورتیں، شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، خدا نے اِن سب کے لئے معافی کے علاوہ اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ (۳۳:۵)، پھر کہا کہ نہ ایماندار مرد اور نہ ایماندار عورت کے لئے کوئی گنجائش باقی ہے کہ خدا اور رسولؐ کسی معاملے کے

متعلق فیصلہ کرے اور پھر ان کو اختیار ہو کہ (وہ اس کو مانیں یا نہ مانیں) اور جس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح طور پر راہِ راست سے بھٹک گیا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○ (۳۳/۵)

زید بن حارثہ کے زینب کو طلاق دینے کے بعد رسولؐ سے نکاح(×) کے جواز کا اعلان!

پھر اسی پانچویں رکوع میں کہا کہ (ابھی کچھ مدت گزری کہ) تم اُس شخص کو جس پر خدا نے احسان کیا تھا اور تم نے بھی (اس کی پرورش کر کے) اُس پر احسان کیا تھا (یعنی زید بن حارثہ کو) کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنے گھر میں روکے رکھو (اور باہمی ناچاقی کے باعث اس کو طلاق نہ دو یا اس وجہ سے طلاق نہ دو کہ بیوی اپنی توہین سمجھتی ہے کہ وہ رسولؐ کی قریبی رشتہ دار ہے اور تم ایک غلام ہو) اور خدا سے ڈرتے رہو اور تُم اپنے جی میں (اس اپنے ارادہ کو کہ طلاق کے بعد خود اس سے نکاح کر لوں گا) چھپا رہے تھے جو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تُو (یہ بناوٹی بات اس لئے کرتا تھا کہ) لوگوں سے ڈرتا تھا، حالانکہ خدا اس کا زیادہ حق رکھتا تھا کہ تُو اس سے ڈرے۔ تو (خیر) جب زید اپنی حاجت اس عورت سے پوری کر چکا (اور اُس کو طلاق دے دی) تو ہم نے اُس کا نکاح تم سے اس لئے کر دیا کہ ایمانداروں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی عورتوں سے نکاح کرنے کے بارے میں کوئی تنگی محسوس نہ ہو جب کہ وہ بیٹے ان عورتوں سے اپنی حاجت پوری کر لینے کے بعد اُن کو طلاق دے دیں اور یہ خدا کا حکم پورا ہو کر رہنے والا تھا: وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشٰىهُ ۗ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۗ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○ (۳۳/۵)۔

پھر ساتھ ہی کہا کہ نبیؐ پر کوئی تنگی اس کے بارے میں نہیں جو خدا نے فیصلہ کر دیا۔ یہ قانونِ خدا تو پہلے لوگوں میں بھی تھا (کہ نبی کثرت سے بیویاں کیا کرتے تھے چنانچہ انجیل میں ہے کہ حضرت داؤدؑ کی ۹۹ بیویاں تھیں) اور خدا کا حکم تو نپا تُلا ہوتا ہے: مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۗ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ○ (۳۳/۵)۔

(×) انہی ایام میں ان اُلجھنوں کے باوجود جو اُوپر گزریں، زید بن حارثہ کی طلاق کردہ بیوی زینب سے رسولؐ کے نکاح کی نئی اُلجھن بھی حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ رسولؐ ان تمام خانگی جھگڑوں سے اس قدر بالاتر تھے کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی اُلجھنوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور کوئی شے دینِ اسلام کے قانون یا اس کے نظام کو مکمل کرنے کے لئے اُن کے راستے میں حائل نہ ہو سکتی تھی!

پھر کہا کہ انبیاء وہ لوگ ہیں جو خدا کے پیغام انسانوں تک پہنچاتے ہیں اور (صرف) اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ اُن سے پُورا حساب لینے کے لئے کافی ہے : اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ○ : (۳۳/۵)

محمدؐ خاتم النبیین ہے !

پھر کہا کہ محمدؐ تمہارے مَردوں میں سے کسی کا (حقیقی) باپ نہیں ہے (اِس لئے کیا گناہ ہے کہ وہ تمہاری بیویوں میں سے کسی کو جن کو تم طلاق دے دو نکاح کرلے) وہ تو اللہ کا رُسول ہے اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہے(x) اور خدا سب چیزوں کا پُورا حال جانتا ہے : مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○ع : (۳۳/۵)

خدا مُسلمانوں کو محکومی کی ظلمت سے غلبے کے نُور کی طرف نکال رہا ہے !

پھر چھٹے رکوع میں کہا اے ایمان والو ! خدا کا کھٹکا دل میں کثرت سے لگائے رکھو اور صبح و شام اُس کی حمد و ثنا کرتے رہو وہ وہ پاک ذات ہے کہ وہ اور اُس کی علمبردار کائناتی قوتیں (فرشتے) تم ایمان والوں کو (تمہارے کارناموں کے بدلے) شاباش دے کر اور تم پر تحسین و آفرین کے نعرے لگا لگا کر (یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ) تمہارے حوصلے بڑھا رہے ہیں (یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ) تاکہ تم کو (ذلّت اور مسکنت کے) اندھیروں سے نکال کر (غلبہ اور بادشاہت کے) نُور کی طرف نکال لائیں اور وہ خدا ایمان والوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے : هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ○ : (۳۳/۵)

پھر کہا کہ جس (فتح و غلبہ کے) دن ایماندار لوگ خدا سے ملاقات کریں گے تو (خدا کی طرف سے) اُن کی خوشی بدیدیں سلام سلام (کے نعرے) ہوں گے اور اللہ نے اُن کے لئے بڑا باعزّت انعام تیار کر رکھا ہے : تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ○ : (۳۳/۵)

رسُولؐ کا پچھلے ۱۸ برس کا کامیاب عمل اِس کی روشن شہادت ہے کہ وہ بشیر اور نذیر اور سراج منیر صحیح معنوں میں ہے !

پھر اِسی چھٹے رکوع میں اعلان کر دیا کہ اے نبیؐ ! (اِن تمام باتوں کو جو تُو نے پچھلے اٹھارہ برس میں مومنوں کو اپنے گرد

(x) مقصد یہ کہنا ہے کہ جس قدر رعایتیں انسان کو عورتوں سے نکاح کرنے یا کسی اور بارے میں ملنی چاہئیں اِس آخری نبی نے دے دی ہیں۔ اِس کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

Marfat.com

جمع کرکے کامیاب طور پر کی ہیں پیش نظر رکھ کر فیصلہ کر دیا ہے کہ) ہم نے درحقیقت تم کو لوگوں پر (خدا کے موجود ہونے کی زندہ) گواہی دینے والا (عزت اور غلبے کی سچی) خوشخبری دینے والا (اور ذلت اور شکست سے سچ مچ) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور خدا کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف کامیاب طور پر بلانے والا اور (ہدایت پانے کے لئے) روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور تو ایمانداروں کو خوشخبری دے دے کہ ان کو اللہ کی طرف سے بڑی فراخی ملنے والی ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ○ (۳۳)۔

پھر کہا کہ کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مان اور ان کی اذیتوں کی طرف جو وہ دے رہے ہیں توجہ نہ کر اور خدا پر بھروسہ رکھ، کیونکہ وہی وکیل مومنوں کے لئے کافی ہے: وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ○ (۳۳)۔

اس کے بعد کہا۔ اے ایمان والو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد بغیر ان سے مباشرت کرنے کے طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت کے ایام پورا کرنا لازم نہیں۔ پھر ان کو کچھ مال متاع دے کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دو۔ اے نبیؐ! بے شک ہم نے وہ تمام بیویاں تم پر حلال کر دی ہیں جن کے تم نے مہر ادا کر دیئے ہیں۔ نیز وہ قیدی عورتیں جن پر تمہارے داہنے ہاتھ نے میدان جنگ میں قبضہ کیا ہے۔ ان میں سے جو خدا نے تم کو مفت (بطور مال غنیمت کے) دے دیں اور (حلال کر دیں تم پر) تمہارے چچے کی بیٹیاں، پھوپھیوں کی، ماموں کی اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی، اور (یہ بھی حلال ہے تم پر) اگر کوئی مسلمان عورت اپنے بدن کو نبیؐ کے لئے بطور تحفہ دے دے بشرطیکہ نبیؐ اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہے۔ یہ رعایت خالصۃً صرف تمہارے لئے ہے عام مسلمانوں کے لئے نہیں۔ پھر اسی کے تسلسل میں کہا کہ ہمیں جو کچھ ہم نے ان پر بیویوں کے بارے میں فرض کیا ہے یا جو کچھ میدان جنگ کی قیدی عورتوں کے بارے میں فرض کر دیا ہے، سب کچھ معلوم ہے۔ یہ حلال کرنا اس لئے ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ○ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

Marfat.com

غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ : (۵۲/۶)-

پھر کہا کہ تو اِن میں سے جس بیوی کو چاہے چھوڑ دے اور جس کو مناسب سمجھے اپنے پاس رکھ لے اور جس سے عُزلت کرنے کے بعد پھر واپس لانے کی خواہش ہو تو کوئی گناہ نہیں اگر واپس لے لے۔ اِس حکم سے غالب نتیجہ یہ ہو گا کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور وہ غم نہ کریں گی، اور جو کچھ تم اُن کو دو گے اُس پر راضی ہو جائیں گی اور خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے دِلوں میں کیا ہے اور خدا خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے: تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ○ : (۵۳/۶)-

پھر کہا اِس کے بعد تم پر کوئی دُوسری عورت حلال نہیں اور نہ یہ کہ تُو تبدیل کرے ان سے دُوسری عورتیں (ایک کو طلاق دے کر دوسری اس کی جگہ کر لے) خواہ اُن کا حُسن تجھے کتنا ہی پسند ہو۔ ماسوا ان (دو) عورتوں (ماریہ قبطیہ اور ریحانہ کے) جن پر میدانِ جنگ نے یا تحفۃً تیرے داہنے ہاتھ نے قبضہ کیا ہو اور خدا ہر شئے کا پُورے طور پر نگران ہے: لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ○ ع : (۵۴/۶)-

رسولؐ کے گھر میں بیٹھے بیٹھے کر مجلس آرائی کرنا رسولؐ کو دُکھ دیتا ہے! (x)

جب کھانا تیار ہو جائے داخل ہو جاؤ اور اس کے بعد جلد اُٹھ جاؤ!

ساتویں رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! (تم جو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی رسولؐ کے گھر میں آ جاتے ہو اور کھانا کھا لینے کے بعد دیر تک باتیں کرنے کے لئے مجلس آرائی کرتے ہو) نبیؐ کے گھر میں داخل نہ ہو مگر اُس وقت کہ تم کو کھانے کے لئے گھر کے اندر آنے کی اجازت

(x) قرنِ اوّل کے مسلمانوں کی باتوں یا عادتوں سے جو اِس وقت تک بیان ہوئیں کم از کم یہ اخذ ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا کے وقت کے مسلمان جیسا کہ آج کل کے مسلمانوں نے مکاری سے فرض کر لیا ہے، آسمان سے آئے ہوئے مسلمان نہ تھے جو کہ تمام دنیا پر چند برسوں میں غالب آ گئے بلکہ وہ قریباً اسی طرح کے مسلمان تھے جیسے کہ آج کل کے زوال یافتہ مسلمان ہم میں ہیں چنانچہ وہ آج کل کے مسلمانوں کی طرح لوگوں کے گھروں میں جا کر گھنٹوں تک گپ شپ کرتے تھے اور صاحب خانہ کا وقت ضائع کرتے تھے، رسولؐ کی بیویوں تک کو بدنظری سے دیکھتے تھے۔ رسولؐ کو نماز پڑھاتے پڑھاتے چھوڑ جاتے تھے، بزدل بھی تھے۔ میدانِ جنگ میں اُن کے بھاگ جانے کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ بات تعجب خیز ہے کہ ایسے ہی کمزور اخلاق والے مسلمانوں کو رسولؐ نے چند برسوں میں تمام عرب پر غالب کر دیا۔ اِس سے جو حوصلہ افزا نتیجہ نکلتا ہے یہ ہے کہ آج کل کے مسلمان بھی غالب آ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ پھر قرآن کی تعلیم پر تندہی سے عامل ہو جائیں۔

Marfat.com

دی جائے، نہ یہ کہ تم انتظار کرتے رہو اس کی تیاری کا۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے تب داخل ہو جاؤ۔ پھر جب تم کھا چکو (جلدی) اُٹھ کر چلے جاؤ اور گپ شپ کی طرف رغبت نہ رکھو (کیونکہ رسولؐ اپنا وقت گپ شپ میں ضائع نہیں کرنا چاہتا)۔ تمہاری یہ بات بے شک اس کو تکلیف دیتی ہے لیکن وہ تمہیں کہنے سے شرماتا ہے اور خدا حق بات سے کبھی نہیں شرماتا اور جب تم رسولؐ کی بیویوں سے کوئی شئے مانگو تو (بے دھڑک اُن کے سامنے نہ آجاؤ بلکہ) پردہ کے پیچھے ہو کر مانگو۔ یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور یہ تمہیں جائز نہیں کہ تم رسولِ خدا کو دُکھ دو اور نہ ہی جائز ہے کہ تم کبھی اس کی بیویوں سے اس کے بعد نکاح کرو۔ تمہارا ایسا کرنا خدا کے نزدیک سخت ترین گناہ ہوگا۔ تم کوئی بات اعلانیہ کرو یا چھپ کر کرو، خدا ہر شے سے پُورے طور پر واقف ہے۔ رسولؐ کی عورتوں کو کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے باپوں، بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی عورتوں اور قیدی لونڈیوں سے (بغیر پردہ کے) بات کریں۔ اور تم عورتیں خدا سے ڈرتی رہو کیونکہ خدا ہر شے کو دیکھ رہا ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○ : (۳۳/۵۵)۔

پھر اسی رکوع میں کہا کہ (اے بنی نوعِ انسان!) (فاطرِ زمین و آسمان) خدا اور (اُس کی عظیم الشان علمبردار قوتیں یعنی) اس کے فرشتے نبیٔ عربی پر (ہزار در ہزار) تحسین و آفرین کے نعرے (اس کی عظیم الشان کامیابی پر جو اُس نے اِن اٹھارہ بیس برسوں میں حاصل کی ہے) لگا رہے ہیں (یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ)، تو اے ایمان والو! تم بھی اس نبیؐ پر تحسین و آفرین کے نعرے لگاؤ اور اس کو نبی تسلیم کرتے ہوئے اُس پر سلام بھیجو: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ : (۳۳/۵۶)۔

پھر کہا کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دُکھ دیتے ہیں، اللہ نے اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت بھیجی ہے اور اُن کے لئے رُسوا کن عذاب مقرر کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر اُن کے کسی قصور کے دُکھ دیتے ہیں تو وہ اپنے اُوپر (بہت بھاری) بہتان اور صریح گناہ لاد لیتے ہیں: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ : (۳۳/۵۸)۔

مسلمان عورتوں کو پردہ اور حیا کرنے کے احکام!

آٹھویں رکوع میں کہا۔ اے نبیؐ! تو اپنی بیویوں سے اور بیٹیوں سے اور مسلمان عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنے اُوپر اپنی چادریں ڈال لیا کریں اس طرح وہ پہچانی نہ جائیں گی اور تنگ نہ کی جائیں گی اور خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

Marfat.com

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ : (۳۳/۸)۔

منافقین کا دردناک انجام :

پھر کہا۔ اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے باز نہ آئے تو ہم تم کو اُن کے خلاف اُکسائیں گے۔ پھر وہ مدینہ میں صرف تھوڑی مدّت تک تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے لعنت کئے ہوئے ہوں گے اور بُری طرح قتل کئے جائیں گے۔ یہی خدا کا طریقہ پہلے لوگوں میں تھا جو ہو گزرے اور تو قانونِ خدا میں تبدیلی ہرگز نہ پائے گا : لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ○ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○ : (۳۳/۸)۔

پھر کہا کہ لوگ تم سے سزا کی اُس گھڑی کے متعلق جو آنے والی ہے (السَّاعَة) پوچھتے ہیں (کہ کب آئے گی)، اے محمدؐ! تم کہہ دو کہ اس کا علم صرف خدا کو ہے (تمہیں اس کے آنے کے وقت کے متعلق کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے، صرف اُس کے آنے کے متعلق یقین ہونا کافی ہے) اور تجھے کیا خبر کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی اور اُن کے لئے جہنّم کی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اُن کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا : يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ط وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ○ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ج لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ : (۳۳/۸)۔

قوموں کو اُن کے بڑے اور اُن کے سردار ہی گمراہ کرتے ہیں ؟

پھر کہا۔ جس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ اے کاش ! ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کا کہا مانتے (اور اس شکست اور ذلت کے دائمی عذاب میں نہ ہوتے) اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ! ہم تو درحقیقت اپنے سرداروں اور بڑے بڑے رہنماؤں کا (جو ہم میں چودھری بنے بیٹھے ہیں) کہا مانا تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ اے پروردگار ! ان ہمارے (خود ساختہ) چودھریوں کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی پھٹکار بھیج : يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○ : (۳۳/۸)۔

پھر نویں اور آخری رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو ! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے موسیٰ (پر زنا کی غلط تہمت ایک

Marfat.com

عورت کے ذریعہ سے لگا کر اس) کو کہہ دیا تھا۔ پھر خدا نے اس کو اس الزام سے بری کر دیا اور وہ موسٰی اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (ہمیشہ) سچی اور پختہ بات کہو۔ وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں سے درگزر کرے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں کی تعمیل کی وہ بہت بڑی کامیابی تک پہنچ گیا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۞ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۞ (۳۳/۹)۔

فہم و ادراک کی عظیم الشان امانت کو کائنات کی تمام مخلوقات نے لینے سے انکار کر دیا!

صرف انسان اس امانت کا حامل بنا لیکن وہ بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی جاہل تھا!

پھر آخر میں بنی نوع انسان کو اپنی عظیم الشان ذمہ داریوں کا جو ان پر بحیثیت ذی شعور انسان عائد ہیں احساس دلانے کے لئے کہا کہ خدا نے انسان کے ذمے عظیم الشان فرائض عائد کئے ہیں اور وہ اس قدر وزنی اور بھاری ہیں کہ دنیا کی تمام باقی غیر ذی شعور مخلوق ان ذمہ داریوں کو اٹھانے سے قاصر رہی اور صرف انسان نے ہی اس بار گراں کو اٹھانا منظور کیا اور وہ بڑا ہی ظالم اور جاہل تھا کہ اس نے عقل و دانش کی امانت قبول کر لی اور اب خدا کی سزا میں گرفتار ہے۔ قرآن عظیم کے یہ عظیم الشان الفاظ حسب ذیل ہیں اور ان کا حتی الوسع لفظی ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۞ (۳۳/۹)۔

(اے بنی نوع انسان!) ہم نے (فہم و ادراک کی) امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے پیش کیا (کہ وہ اس کو قبول کر کے مقصد پیدائش کائنات کو حاصل کریں) لیکن ان سب نے اس امانت کو (انتہائی طور پر عظیم الشان سمجھ کر یا اس لئے کہ وہ اس عظیم بوجھ کو اٹھانے اور سنبھالنے کا شعور ہی نہ رکھتے تھے) اٹھانے سے انکار کر دیا اور انسان نے (چونکہ اس کو اشیائے فطرت کے سمجھنے کا شعور دیا گیا تھا اور وہ سمع اور بصر اور ذہن کا مالک تھا) اس بوجھ کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے بارے میں بڑا ہی (اپنے آپ پر ظلم کرنے والا) اور بڑا ہی جاہل تھا (کہ قبول کرتے وقت اس ذمہ داری کی مشکلات کو نہ سمجھا)۔

بنی نوع انسان کے ظلوم و جہول ہونے کی وجوہات!

پھر اس آیت کے معاً بعد کہا کہ یہ سب عقل و شعور کی امانت انسان کے سپرد اس لئے کی گئی ہے کہ خدا دنیا میں بنی نوع انسان

Marfat.com

کی واحد اُمت میں نفاق ڈالنے والے مردوں اور عورتوں کو نیز خدا کے ساتھ دُوسرے حاکم شریک کرنے والے مُشرک مردوں اور عورتوں کو جو انسان کو (عاقل اور باشعور ہونے کے باعث ہی) ٹکڑے ٹکڑے کر گئے ہیں عذاب دینے کا حقدار ثابت ہو جائے اور خدا ایماندار مردوں اور عورتوں کو (جو خدا کا قانون اِس زمین پر رائج کرنے کے لئے مصیبتیں اُٹھا رہے ہیں ان سے درگزر کرے اور خدا بے شک بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے: لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۳۳/۹)۔

سُورۃ المُنافِقون میں

غزوۂ خندق کے موقع پر منافقین مدینہ کی مسلمانوں کے خلاف دردناک ریشہ دوانیوں کی مذمت

منافقوں کی بخشش ناممکن ہے!

اُن کی مسلمانوں کو ترغیب کہ قربانیٔ مال نہ کریں تاکہ مسلمان تتر بتر ہو جائیں

سورۃ الاحزاب (۳۳) کے بعد سورۃ المنافقون (۶۳) نازل ہوئی جو مدنی سُورتوں کے لحاظ سے چودھویں اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۴ ویں وحی ہے اور جس کا حجم تقریباً ۲۵ سطریں ہیں۔ غزوۂ خندق کے موقع پر منافقین کی یہود و نصاریٰ سے مل کر ریشہ دوانیوں اور غداریوں کے باعث حالات اس قدر مخدوش تھے کہ وحی کے ذریعہ مسلمانوں کو اُن کے متعلق بار بار خبردار کرنا لازم ہو گیا تھا۔ چنانچہ کہا:-

(اے محمدؐ!) جب منافق تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا رسولؐ ہے اور خدا بھی جانتا ہے کہ تو بلاشبہ اُس کا رسولؐ ہے لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق (اِس قول میں) صریح طور جھوٹے ہیں (کیونکہ وہ دل سے تمہیں رسولؐ نہیں مانتے) انہوں نے اپنی قسموں کو (لوگوں کی ملامت سے بچنے کے لئے) ڈھال بنا رکھا ہے اور اِس طرح وہ خدا کے رستے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور بے شک بہت برُا کام کر رہے ہیں۔ یہ اِس لئے کہ وہ ایمان لا کر منکر ہو گئے، پھر ان کے دلوں پر مُہر کر دی گئی اور وہ سمجھ سے عاری ہو چکے ہیں اور جب تو اُن کو دیکھتا ہے تو اُن کے ڈیل ڈول تجھے بھلے لگتے ہیں اور اگر وہ کچھ کہتے ہیں تو تو اُن کی بات سُن لیتا ہے۔ وہ تو دراصل اُن لکڑیوں کی مانند ہیں جو دیوار میں ٹھکی ہوئی ہیں (اور ادھر اُدھر ہل نہیں سکتیں)؛ وہ (اس قدر بزدل ہیں کہ) ہر چیخ کو (جو کہیں سے آئے) اپنے اُوپر (حملہ کی چیخ) شمار کرتے ہیں۔ یہی (دراصل) تمہارے دشمن ہیں اس لئے اُن سے ہوشیار رہو اور بچو۔ خدا ان کو غارت کرے کدھر کو بہکے جا رہے ہیں اور جب انہیں کہا جائے کہ آؤ رسولِ خدا تمہارے لئے مغفرت طلب کرے گا تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو دیکھے گا کہ وہ اکڑتے ہوئے رُک جاتے ہیں۔ تو خواہ اُن کی مغفرت طلب کرے یا نہ کرے خدا اُن کو کبھی معاف نہ کرے گا کیونکہ

خدا درحقیقت کسی بدکار قوم کو راہِ راست پر نہیں لاتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ رسولِ خدا کے پاس جو آدمی ہیں ان پر مال خرچ نہ کرو، حتیٰ کہ وہ تتر بتر ہو جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے (تمام) خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق اس بات کو نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینے واپس گئے تو ہم لوگ جو وہاں پر بہت بڑی عزت رکھتے ہیں ذلیل مسلمانوں کو وہاں سے نکال کر رہیں گے حالانکہ تمام عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کے ایماندار لوگوں کی ہے لیکن منافقین اس کا علم نہیں رکھتے:۔ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ : (۶۳/۱)۔

دوسرے رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور اولاد خدا (کے حکموں) کی یاد سے غافل نہ کر دیں تو جس نے ایسا کیا وہی قوم گھاٹے میں رہے گی۔ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ دبوچے خرچ کرو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اے میرے پروردگار! تو نے کیوں مجھے تھوڑی مدت تک مہلت نہ دی (کہ میں خرچ کر دیتا) اور اپنے ایمان کی عمل سے تصدیق کر دیتا اور نیک بندوں میں میرا شمار ہوتا۔ اور یاد رکھو کہ خدا کسی شخص کو جب اس کی موت آ جائے مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خدا واقف ہے۔

مدنی وحیوں میں سورۃ النور میں پہلی بار ایک انتہائی طور پر عظیم الشان علمی حقیقت کا اعلان، آیات بیّنات کا نزول!

سورۃ المنافقون (۶۳) کے بعد سورۃ النور (۲۴) نازل ہوئی جو مدنی سورتوں میں پندرھویں اور ترتیب وحی کے لحاظ سے ۱۰۵ ویں سورت ہے اور جس کا حجم تقریباً ۱۷۵ سطریں ہیں۔ اس سورت میں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علم طبقات الارض کی ایک انتہائی طور پر عظیم الشان علمی حقیقت کو جو آگے چل کر آ رہی ہے "آیات بیّنات" کا خصوصی خطاب دے کر سورت کے شروع میں ہی حسب ذیل الفاظ میں اس کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کی خصوصیت غالباً اس وجہ سے ہے کہ کئی سورتوں کو چھوڑ کر جن میں کثرت سے کسی کائناتی حقیقت یا

Marfat.com

یا علمی مسئلے یا عالم آرا سچائی کا اظہار بنی نوعِ انسان کی آئندہ سدرج بچار کے لئے کیا جاتا تھا، پچھلی چودہ سورتوں میں شاذونادر ہی کسی عالمی مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور چونکہ مدینہ پہنچ کر کامل چھ برس تک وحی کی توجہ بالعموم معاشری نظام کو قائم کرنے یا مدینہ کے منافقین اور یہود و نصاریٰ سے نپٹنے میں صرف ہوئی اور مسلمانوں کو کسی علمی مسئلے کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا، اس لئے اس سورت کے شروع میں ہی اعلان کر دیا گیا کہ اس سورت کو نہ صرف یہ کہ ہم نے اس کو نازل کیا اور اس کے احکام کو مسلمانوں پر فرض قرار دیا بلکہ اس میں ہم نے آیاتِ بیّنٰت اُتاریں تاکہ تم مسلمان ان پر غور و خوض کر کے اُن سے (طبقات الارض کی پیدائش کے متعلق) نصیحت پکڑیں: سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (۲۴):

زانی مرد اور زانیہ عورت کو سزائیں

اس کے بعد معاشری احکام حسب ذیل ہیں:۔ زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو ایک سو کوڑے لگاؤ (تاکہ مسلمانوں میں زنا کی لعنت ختم ہو جائے) اور دیکھنا ایسے شخصوں کے متعلق (سزا دیتے وقت) تمہارے دلوں میں نرمی کا خیال ہرگز نہ آئے اگر تم (صحیح معنوں میں) خدا اور سزا و جزا پر یقین رکھتے ہو۔ بلکہ سزا دیتے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ اس سزا کو دیکھنے کے لئے حاضر ہو (تاکہ دوسرے لوگ بھی عبرت پکڑیں)۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۙ وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا (x) طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (۲۴):

پھر کہا کہ زانی مرد نہیں نکاح کرتا مگر زانی یا مشرک عورت سے اور زانی عورت نہیں نکاح کرتی مگر زانی یا مشرک مرد سے اور یہ بات مومنوں پر حرام کر دی گئی ہے۔ پھر کہا کہ جو لوگ گھروں میں رہنے والی پاکیزہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگا کر ان کی عزت کو برباد کرنا چاہتے ہیں اور اس کی تصدیق میں چار گواہ پیش نہیں کرتے اُن کو اسی کوڑے لگاؤ (تاکہ آئندہ کے لئے عبرت پکڑیں) اور پھر ہمیشہ کے لئے اُن کی شہادت کو ناقابلِ اعتبار سمجھو، کیونکہ یہی لوگ بدکار ہیں۔ البتہ جن لوگوں نے توبہ کر لی اور درست ہو گئے تو خدا اُن کو معاف کر دیتا ہے، اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور سوائے اپنے آپ کے کوئی گواہ پیش نہیں کرتے تو وہ چار دفعہ خدا کی قسم کھا کر شہادت دیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں بار وہ اعلان کریں کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو خدا کی لعنت اُن پر ہو اور اس عورت سے جس پر زنا کی تہمت ہے سزا اس طرح ہٹ سکتی ہے کہ وہ عورت خدا کی قسم کھا کر چار بار اعلان کرے کہ اُس کا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار وہ عورت اعلان کرے

(x) "عذاب" کا مفہوم بالعموم مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ "آخرت" میں چل کر ہوگا، حالانکہ یہ غلط ہے۔ اس آیت میں صاف عذاب دُنیاوی سزا کو کہا گیا ہے۔

Marfat.com

کہ اگر اُس کا خاوند سچا ہے تو خدا کا غضب اُس پر (عورت پر) ہو۔ اور اَے مسلمانو! اگر خدا کا فضل تمہارے شاملِ حال نہ ہوتا (تو نہ جانے تم کس واہی تباہی میں ہوتے اِس لئے تم ایسی تہمتوں سے توبہ کرو کیونکہ) خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ پر المناک الزام اور واقعۂ افک کے متعلق قرآن کی صراحت!

واقعۂ افک کی تشہیر کے متعلق منافقینِ مدینہ کی المناک بے رحمی'

پھر دوسرے رکوع میں چونکہ اِس سورت کے نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ پر تہمت[×] لگ چکی تھی کہ وہ صفوان بن معطل کے ہمراہ مشکوک حالت میں پہنچیں، کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ غلط تہمت لگائی: (اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ) وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے تم اِس واقعہ کو اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے (کیونکہ اِن منافق مسلمانوں کی شرارت الم نشرح ہوگئی اور وہ رسوا ہوگئے) اِن منافقوں میں سے ہر ایک کو وُہی سزا (اسّی کوڑے) ملے گی جس گناہ (یعنی تہمت) کا وہ مرتکب ہُوا اور ان میں سے جس نے اِس تہمت کے بڑے حصے کی سربراہی کی (یعنی عبداللہ بن اُبی): (وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ) اس کو عذاب عظیم ملے گا (اَے مسلمانو!) جب تم نے اس بہتان کو سُنا تھا تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دِلوں میں نیک گمان نہ کیا اور نہ کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے (اور اس کی کوئی حقیقت نہیں): لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○: (۲۴). کیوں یہ منافق اِس پر چار گواہ نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو یہ لوگ خدا کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر اَے مسلمانو! تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو اس شور و شر کی وجہ سے جو تم نے اِس بہتان کے متعلق پیدا کیا، تم پر عذاب عظیم آتا۔ یاد کرو جب تم اِس بات کو (ایک دُوسرے سے ذکر کر کے) اپنی زبانوں سے اس کی تشہیر کر رہے تھے اور اپنے مونہوں سے بات کہہ رہے تھے جس کا تمہیں علم ہی نہ تھا اور اِس معاملے کو بالکل معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی:۔ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○: (۲۴). کیوں تم مسلمانوں نے جب یہ بات (شرانگیز منافقوں سے) سُنی تھی، نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ (آپس میں) اِس بات کے متعلق کلام کر کے (اِس کی تشہیر کریں)۔ اَے اللہ! تو پاک ہے اور یہ تو بہت بڑا بہتان ہے خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات ہرگز ہمیشہ کے لئے پھر نہ کرو اگر تم فی الحقیقت ایمان والے ہو۔ ... پھر کہا جو (منافق) لوگ اِس بات کو

(×) رسولِ خدا تو مدت تک حضرت عائشہ سے ناراض رہے، حتیٰ کہ اِس وحی نے اُن کے شک دُور کر دیئے۔ اِس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ رسولؐ کو سچ مُچ وحی آیا کرتی تھی!

Marfat.com

پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی باتیں دُور دُور تک مسلمانوں میں پھیلیں (تاکہ وہ دل برداشتہ ہو کر رسولؐ سے الگ ہو جائیں) ان کو دنیا و آخرت میں وردناک عذاب ہے اور خدا جانتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے (کہ حقیقت حال کیا تھی)۔

منافقین سے درگزر کا حکم!

تیسرے رکوع میں کہا۔ اے مسلمانو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تمہیں بے حیائی اور آپس میں ایک دُوسرے سے نفاق رکھنے (المنکر) کا حکم دیتا ہے... نہ تم لوگوں میں سے مال و دولت والے (مثلاً ابوبکرؓ) کسی قریبی عزیز یا مسکین یا مہاجر کو (اس جرم میں کہ اس نے واقعہ افک کے متعلق تشہیر کی تھی، یعنی مسطح مہاجر کو جو حضرت ابوبکرؓ کا قریبی عزیز بھی تھا) مالی مدد آئندہ نہ دینے کی قسم کھائیں، بلکہ اُن کو چاہیئے کہ اُن کے قصور معاف کر دیں اور اُن سے درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تمہیں معاف کر دیا کرے، وغیرہ وغیرہ۔

بلا اجازت گھروں میں داخل نہ ہو!

چوتھے رکوع میں کہا۔ اے محمدؐ! اپنے گھروں کے سوا کسی دوسرے گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کرو اور گھر والوں کو سلام کرو، یہ تمہارے لئے اچھا ہے اور اگر گھر میں کوئی شخص نہ ہو تو داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہی بات تمہارے لئے زیادہ عمدہ ہے۔ البتہ ان گھروں میں جن میں کوئی رہتا نہیں اور ان میں تمہارا سامان پڑا ہے، اگر تم بلا اجازت داخل ہو جاؤ تو کوئی گناہ نہیں۔

مومن عورتیں مردوں کے سامنے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، سینوں پر چادریں اوڑھے رکھیں! اپنی زینتیں غیر محرم مردوں پر ظاہر نہ کریں

پھر اسی رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (اور مردوں کے چہروں کو نہ دیکھا کریں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینتوں یعنی زیور وغیرہ کو ظاہر نہ کریں الّا وہ جو کھلی رہیں (مثلاً ہاتھ اور پیر جو مجبوراً باہر ہوتے ہیں) اور اپنے سینوں پر چادریں اوڑھے رکھیں اور اپنی زینتوں کو سوائے خاوندوں، باپوں یا خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا بھائیوں اور بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اُن قیدی عورتوں پر جو میدان جنگ سے لائی گئیں یا اُن مرد نوکروں کو جو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے (خواجہ سرا ہوں، یا بہت بوڑھے ہوں یا شادی شدہ ہوں) یا اُن بچوں کو جو عورتوں کی شرمگاہوں کے راز سے واقف نہیں، ظاہر نہ کریں۔ نہ اپنے پاؤں زمین پر زور سے ماریں تاکہ اپنی چھپی ہوئی زینتوں کو ظاہر کریں اور اے مومنو! اللہ کی جناب میں سب کے سب توبہ کرو (اس کے حکموں کی طرف لوٹ آؤ) تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ!

Marfat.com

زنا سے بچنے کے لئے مسلمان کو سہولتیں!

پھر کہا کہ اپنوں میں سے رانڈ مردوں اور عورتوں اور اپنی قیدی عورتوں اور مردوں کا جو صالح ہوں، نکاح کر دیا کرو۔ اگر وہ محتاج اور مفلس بھی ہوں تو خدا اُن کو دولت مند کر دے گا اور لازم ہے کہ وہ لوگ جنہیں فارغ البالی اور فراخیٔ مال ہونے تک بیوی نہیں ملتی (زنا سے) پرہیز کریں اور جو جنگ کے قیدی آزادی کی تحریر چاہتے ہیں، اُن کو اگر تم نے اِن میں کوئی بھلائی دیکھی ہے آزاد کر دو اور اُن کو اپنے مال سے بھی دے دو اور اپنی قیدی نوجوان عورتوں کو دنیاوی فائدہ اٹھانے کی خاطر بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکیزہ رہنے کا ارادہ کریں، لیکن اگر کوئی عورت ناخوشی سے یہ باتیں کرتی ہے تو خدا اُس کو معاف کرنے والا ہے:۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۳۳) اِن آیات کے بعد کہا کہ یہ **اٰیات مُبیّنات** ہیں جو ہم نے تم پر اتاری ہیں۔(x)

سورۃ النّور میں آیہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی یقین انگیز اور نتیجہ خیز تشریح جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی گئی!

پھر پانچویں رکوع میں حسب ذیل عظیم الشان حقیقت واضح کی:۔ خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے (اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) (جس نور کے باعث کائنات کے وجود کا پتہ لگتا ہے)۔ اُس کے نور کی مثال مانند ایک طاق کے ہے جس میں ایک

(x) اِن آیات کے مابعد ہے:۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (۳۴)، یعنی یہ وہ روشن آیات ہیں جو ہم نے تم مسلمانوں پر اتاری ہیں اور اُن کی مثالیں بھی جو تم سے پہلے ہو گزرے (اور بداعمالی کے باعث ہلاک کر دیئے گئے) تاکہ خدا سے ڈرنے والوں کے لئے باعث نصیحت ہوں۔

Marfat.com

چراغ ہے (مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ) [گویا خدا ایک بلند مقام سے اپنا نور سب کائنات پر پھیلا رہا ہے] اور وہ چراغ ایک شیشہ کے اندر ہو: (اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط) [یعنی وہ چراغ اپنی روشنی شیشے میں سے نکال کر پہنچاتا ہے، یعنی اُن علم والے انبیأ کے ذریعے سے پہنچاتا ہے جو پاکیزہ باطن ہیں] اور وہ شیشہ خود ایک چمکدار ستارے کی طرح چمکتا ہو: (اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ) [یعنی وہ انبیأ جن کے ذریعے سے خدا کا نور ملتا ہے خود اپنے علم و خبر کے باعث چمکتے ہوں]۔ جس کو زیتون کے برکت دینے والے درخت کے تیل سے جلایا گیا ہو: (یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ) [ان کے چمکدار ہونے کا باعث وہ اندرونی بصیرت ہے جو اُن کے کمالِ غور و فکر کی وجہ سے اُن کو اندرونی طور پر چمکدار کر رہی ہے]۔ وہ درخت نہ شرقی ہے نہ غربی: (لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ) [ان انبیاء کی بصیرت قطعی طور پر عمومی، بہ حیثیت مجموعی اور اجماعی بصیرت ہے، اس کو نہ شرقی بصیرت کہا جا سکتا ہے نہ غربی]، قریب ہے کہ اس (علم و خبر) کے درخت کا تیل خود بخود جل اُٹھے اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئی ہو: (یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط) [یعنی وہ صاحب علم لوگ دانش اور آگہی کے اس قدر مالک ہیں کہ کسی دوسرے محرک کے بغیر ظاہر ہو جاتے ہیں]۔ یہ (عظیم الشان منظر) نور پر نور (کے لپٹ جانے کا منظر) ہے: (نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط)۔ [یعنی خدا کا نور ان جلیل القدر لوگوں کے نورِ علم سے مل کر نکلتا ہے اور وہ نور دوبالا ہو جاتا ہے]، خدا جس کو مناسب سمجھتا ہے اپنے نور کی طرف لے جاتا ہے: (یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط) [یعنی خدا کی ہدایت صرف اُن لوگوں پر ظاہر ہوتی ہے جو اپنی ذاتی بصیرت کے باعث اس کے اہل سمجھے جاتے ہیں]، اور خدا انسانوں کو (نورِ علم دینے کے لئے) مثالیں دیتا ہے (تاکہ وہ سمجھ سکیں) (وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ)، اور وہ ہر شئے کا پورا علم رکھتا ہے: (وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ: (۲۴/۵))۔

کافروں کے اعمال قطعی طور پر بے نتیجہ ہیں

پھر اسی پانچویں رکوع میں کہا کہ منکرِ خدا یعنی کافر لوگوں کے اعمال ایک چٹیل میدان میں سراب کی طرح ہیں (جو دُور سے پانی ہی پانی نظر آتا ہے اور) پیاسا شخص اس کو پانی ہی سمجھتا ہے لیکن جب اُس کے پاس پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا البتہ وہاں اللہ کو (انتقام لینے کے لئے موجود) پاتا ہے اور وہ خدا (وہیں پر) اُس کا حساب پورا چکا دیتا ہے (کیونکہ) خدا جلد جلد حساب کرنے والا ہے: وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا وَّوَجَدَ اللّٰہَ عِنْدَہٗ فَوَفّٰىہُ حِسَابَہٗ ط وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝: (۲۴/۵)۔ یا کافروں کے اعمال کی مثال گہرے سمندر میں اندھیروں کی ہے جس کو اوپر سے ایک موج ڈھانپ لیتی ہے۔ پھر دوسری موج اور اُس کے اوپر بادلوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا (الغرض) اندھیرے ہی اندھیرے ہیں جو ایک کے اوپر دوسرے (اس قدر) ہیں (کہ) جب اپنا ہاتھ نکالے تو اُس کو بھی دیکھنے کے قریب نہ ہو سکے۔ تو جس کو خدا روشنی نہیں دیتا، اس کو روشنی (کہیں سے) نہیں ملتی۔

پچھلے رکوع میں کہا۔ اے مخاطب! کیا تو نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب فاطر زمین و آسمان ہی (کے حکموں) کی (مکمل اطاعت کرکے) اس کی تسبیح کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی یہی کر رہے ہیں سب مخلوق نے بالتحقیق اُس ذات پاک کی نماز اور تسبیح سیکھ لی ہے اور خدا جو کچھ یہ (کافر) کر رہے ہیں اُس کو خوب جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی مکمل سلطنت اُس کی ہے اور (ہر شے کا) رجوع (بالآخر) اُسی کی طرف ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا بادلوں (کے ٹکڑوں) کو ہانکتا ہے، پھر اُن کو جوڑتا ہے، پھر تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ پھر تو دیکھتا ہے کہ اُن کے اندر سے بارش نکلتی ہے۔ پھر آسمان سے (بادلوں کے) پہاڑوں میں سے اولے نکلتے ہیں۔ پھر اُن کو جس پر مناسب سمجھے دے مارتا ہے اور جس سے مناسب سمجھے ہٹا لیتا ہے، پھر ان بادلوں کی بجلی کی چمک قریب ہے کہ آنکھوں (کے نور) کو اُچک لے جائے۔ وہ خدا ہی ہے جو (اپنی بے مثال تجویز و تدبیر سے) دن اور رات (کی لمبائیوں) کو ادل بدل کرتا رہتا ہے۔ بے شک آنکھوں والوں کے لئے (ان تمام مناظر قدرت میں) ضرور ایک عبرت ہے۔

سورۃ النور میں زمین کی کروڑہا سالوں کی پیدا ہوئی ہوئی زندہ مخلوق کی مکمل تاریخی داستان کا اعلان!

زمین کی زندہ مخلوق کا ارتقا کیونکر اور کس تدریج سے ہوا؟

پھر اسی چھٹے رکوع میں کہا کہ (اے لوگو!) خدا نے تمام چلنے والے جانوروں کو ایک پانی سے پیدا کیا (خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ج) (یعنی اُن کا سلسلۂ توالد و تناسل ایک ہی پانی کے نطفے سے ہے) تو اُن چلنے والے جانداروں میں سے بعض ایسے ہیں، جو (کروڑوں برس پہلے جب کہ جاندار مخلوق کی ابتداء ہوئی تھی (القدیمة الاولیٰ کے زمانے میں) اپنے پیٹوں پر رینگتے تھے اور آج بھی (اسی طرح) اپنے پیٹوں پر رینگ رہے ہیں (فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ) اور ان میں سے بعض ایسے ہیں (جو رینگنے والے جانوروں سے لاکھوں اور کروڑوں برس میں آہستہ آہستہ ارتقاء کرکے الحیاۃ الوسطیٰ کے زمانے میں دو پاؤں پر چلنے والے پرندے بن گئے تھے اور آج بھی اسی طرح) اپنے دو پاؤں پر چل رہے ہیں (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ط) پھر انہی میں سے بعض ایسے ہیں (جو اپنے دو پاؤں والے پرندوں سے مزید لاکھوں اور کروڑوں برس میں آہستہ آہستہ ارتقاء کرکے موجودہ زمانے میں چار پاؤں پر چلنے والے چوپائے بن گئے اور آج بھی اسی طرح) اپنے چار پیروں پر چل رہے ہیں (جن میں انسان بھی شامل ہے) تو لوگو! خدا جو کچھ مناسب سمجھتا ہے پیدا کر دیتا ہے، کیونکہ وہ ہر شے کو پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے: يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (۲۴)۔

اس عظیم الشان انکشاف کے بعد جو علم طبقات الارض کا ایک درخشاں باب ہے اور جس کی رُو سے سطح زمین پر کے ہزارہا تہ بہ تہ سمندری طبقوں کی مٹی میں دبی ہوئی کروڑوں برس پہلے کی مخلوق کے ڈھانچوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے نیچے (یعنی سب سے

Marfat.com

پرانے) طبقوں کے زمانوں میں صرف رینگنے والے جانور موجود تھے، پھر ان سے اُوپر والے (یعنی نسبتہً کم پرانے) طبقوں میں آہستہ آہستہ رینگنے والے جانوروں کے ساتھ ساتھ ریڑھ کی ہڈی والی مچھلیاں پھر ان کے بعد ریڑھ کی ہڈی والے دو ٹانگوں پر چلنے والے پرندے نمودار ہوئے پھر ان سے اُوپر والے طبقوں میں چار ٹانگوں والے چوپائے اسی ایک پانی (یعنی نطفۂ منی) کے سلسلۂ توالد و تناسل کے ذریعے سے لاکھوں برس کے ارتقاء کے بعد پیدا ہوئے جن چار ٹانگوں والے چوپاؤں میں انسان بھی شامل ہے، قرآن عظیم نے اس کائناتی حقیقت کے اعلان کے بعد مزید تاکید کے طور پر کہا تاکہ اُوپر کی آیتوں کی اہمیت واضح ہو جائے:-

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (۴۶)

بے شک اور ضرور ہم نے (تم لوگوں پر) یہ روشن آیات نازل کی ہیں اور خدا جس کو مناسب سمجھتا ہے، سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔

یہ وہ عظیم الشان **آیات بینات** ہیں جن کی طرف اشارہ سورۃ النُّور کی ابتداء میں حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا تھا:
سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ کی وحیوں کی نوّے سورتوں کے بعد (جن کی تشریح اس تصنیف کی پہلی جلد میں کی گئی ہے) قرآن حکیم میں یہ پہلی علمی **حقیقت** ہے جو مدینہ کی وحیوں میں خدائے ذوالجلال نے انسان کی نصیحت اور عبرت کے لئے واضح کی۔ ان چند لفظوں میں روئے زمین کی تخلیق کی تمام تاریخ اس مکمل طور پر واضح کر دی گئی ہے کہ اس سے زیادہ مکمل اور واضح تاریخ انسان کے وہم و خیال میں آ نہیں سکتی (دیکھو "تذکرہ" اصل کتاب صفحہ ۳۰ تا ۳۲، تحت المتن)۔

اس حقیقت کے واضح کرنے کے بعد منافقین مدینہ اور کفار عرب کی طرف رجوع کیا ہے کہ یہ لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کا زبانی اقرار کر کے پھر ان میں کا ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور جب رسولؐ کو ان کے باہمی جھگڑوں کے طے کرنے کے لئے منصف بنانے کے سلسلے میں ان کو دعوت دی جاتی ہے تو پھر ایک گروہ بگڑ بیٹھتا ہے۔ کیا ان لوگوں کے دلوں میں بیماری لگی ہے یا ان کو شک کرنے کا مرض ہے یا یہ خوف ہے کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ اُن کے جھگڑے نبٹاتے وقت ان پر ظلم کرے گا۔ دراصل یہی لوگ ظالم ہیں۔ ان ملاحظات سے اخذ ہوتا ہے کہ رسولِ خدا ان ایام میں اس امر کے درپے تھے کہ یہود و نصاریٰ اپنے نجی معاملات میں رسولؐ کو اپنا **حَکَم** یعنی منصف تسلیم کر لیں تاکہ مسلمانوں کے خلاف ان کی شرارتیں کم ہو جائیں۔

مسلمانوں کی مخالفت کرنے کے متعلق منافقوں کے مکر و فریب:

ساتویں رکوع میں کہا کہ سچے مسلمان تو جس وقت ان کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ رسولِ خداؐ کو حکم بنائیں تو وہ سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں اور وہی بالآخر کامیاب ہوں گے اور جس شخص نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کی اور خدا سے ڈرتا رہا تو وہی قوم کامیاب اور فائز المرام قوم ہے اور یہ منافق بڑی بڑی پختہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم حکم دو تو ہم ضرور تمہارے ساتھ جہاد بالسیف کے لئے نکلیں گے، انہیں کہہ دو (بے فائدہ)

Marfat.com

قسمیں نہ کھاؤ۔ اطاعت تو ایک مشہور و معروف شے ہے (وہ قولوں اور قسموں سے نہیں بلکہ عمل سے ہُوا کرتی ہے) اور اللہ تمہاری کارستانیوں سے خوب باخبر ہے: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ : (۲۴/۵۳)۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ (بدبختو! سیدھی طرح) اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم پھر گئے تو رسولؐ پر تو اسی شے کا بوجھ ہے جو اُس پر ڈالا گیا اور تم ذمّہ دار اس کے ہو جو تم پر لاد دیا گیا اور اگر تم اطاعت کرو گے تو (تمکّن فی الارض اور استحکام) کے راہِ راست پر آجاؤ گے۔ اور (اگر نہ آؤ گے تو) رسولؐ کے ذمّے تو صرف یہ ہے کہ کھلے طور پر تمہیں پیغام پہنچا دے (اور سبکدوش ہو جائے): قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ : (۲۴/۵۴)۔

استخلاف فی الارض کا قرنِ اوّل کے مسلمانوں سے خدائی اقرار

اس کے بعد استخلاف فی الارض کا حسبِ ذیل اقرار مسلمانوں سے حسبِ ذیل شاندار الفاظ میں کیا:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ : (۲۴/۵۵-۵۶)۔

تم میں سے جن لوگوں کا ایمان (خدا اور اُس کے رسولؐ کے احکام کی اطاعت پر) سچّے دل سے قائم رہا اور جنہوں نے (اس کے علاوہ مذہبی سے) اعمالِ صالح بھی کئے، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں (حکمران بنا کر) بقا عطا فرمائے گا، جس طرح اُن لوگوں کو قیام عطا فرمایا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور اس دین (راہِ عمل) کو جو خدا نے اُن کے لئے پسند کیا ہے چلا کر رہے گا اور ضرور اس خوف کو (بھی جو مومنوں کو دشمنوں سے لاحق ہے) اُن سے بدل دے گا (اُن کا مسلکِ عمل یہ ہے کہ) میرے عبد (یعنی ملازم اور غلام) بن کر میرے حکموں پر چلتے رہیں (یعبدوننی) اور اطاعت گزاری میں کسی دوسرے حاکم کو میرے ہم مقام نہ کریں (لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا) اور جنہوں نے اس تمکّن اور قیام کے بعد (اطاعتِ احکام سے) انحراف کیا (کَفَرَ) یا اپنی بداعمالیوں کے باعث استخلاف فی الارض کی نعمتِ عظمیٰ کی بے قدری کی (کَفَرَ) تو وہی فاسق ہیں (اور فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ : (۴۶/۳۵) کی رُو سے ہلاکت کے اہل۔ اور مسلمانو! الصلوٰۃ کو قائم کرو اور الزکوٰۃ کو دیتے رہو اور (رسولؐ کی عین حیات میں) رسولؐ کے حکموں کی (بے چون و چرا) اطاعت کرتے رہو (اس کے بعد اپنے امیر کی اطاعت کرو) تاکہ تم پر رحمتِ الٰہی قائم رہے۔

Marfat.com

گھریلو زندگی کو پاکیزہ بنانے کے لئے دینِ خدا نے کیا احکام دیئے !

پھر آٹھویں رکوع میں مسلمان گھروں میں پُرحیا اور پاکیزہ زندگی کو مروّج کرنے کی غرض سے کہا کہ اے ایمان والو ! اسلامی حیا کا تقاضا یہ ہے کہ میدانِ جنگ کے قیدیوں میں سے لوگ تمہارے قبضے میں اور جو نابالغ قیدی لڑکے تمہارے پاس ہیں وہ صبح کی نماز سے پہلے (جب کہ تم ابھی نیند سے اُٹھے ہو) (مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ) اور ظہر کے وقت جب تم دن کا کام کرنے کے بعد تھک کر اپنے کپڑے اُتار دیتے ہو (تاکہ آرام کرو) (وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ) اور نمازِ عشاء کے بعد (جب کہ تم سونے کی تیاری کرتے ہو) : (وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ) گھروں میں اجازت لے کر داخل ہوں، کیونکہ یہی تین وقت تمہارے تخلیے اور پردے کے وقت ہیں (ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ) (اور مناسب نہیں کہ یہ لوگ تمہارے خلوت کے وقت میں بے دھڑک آجایا کریں اور تمہاری خانگی آزادی میں حارج ہوں) ۔ ان وقتوں کے بعد نہ تم پر نہ اُن پر کوئی گناہ ہے کہ آ ہی جائیں ۔ (یہ اس لئے کہ) یہ لوگ (تمہارے اِن سے عمدہ سلوک کے باعث) گھروں میں بے دھڑک آنے جانے کی اُودھم مچائے رکھتے ہیں (اور بے آرامی کا باعث بنتے ہیں) : (طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ) ۔ ۔ ۔ ۔ پھر کہا کہ جب تمہارے اپنے لڑکے سنِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی گھروں میں بے اجازت داخل نہ ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ پھر کہا کہ گھر میں بیٹھنے والی (بوڑھی) عورتیں جنہیں شادی کرنے کی کوئی تمنا یا خواہش باقی نہ رہی ہو اُن پر کوئی گناہ نہیں (کہ عرب کی سرزمین کی اس شدید گرمی میں) اپنے کپڑے یا اوڑھنیاں اتار دیا کریں، بشرطیکہ ان کپڑوں کے اتارنے سے اُن کا مقصد اپنی زینت اور حُسن کو (بد اخلاقی کی نیت سے) ظاہر کرنا نہ ہو اور اگر ایسی عورتیں بھی (شرم و حیا رکھیں اور) اپنا لباس یا اوڑھنیاں اتارنے سے پرہیز کریں تو اُن کے لئے اچھا ہے (کیونکہ بوڑھی عورتوں کے بے حیا بن جانے سے جوان لڑکیاں بھی اُن کی تقلید کرتی ہیں اور بے شرم بن جاتی ہیں) ۔

زمانۂ حال کی خانگی زندگیاں کن خرابیوں کی حامل ہیں !

ان آیتوں کے مطالعہ کے بعد حیرت ہوتی ہے کہ دینِ اسلام نے گھریلو زندگی کو انتہائی طور پر پاک صاف رکھنے کے لئے کیا کیا واضح احکام مسلمانوں کو قرنِ اوّل میں دیے تھے اور آج اگر بالعموم مسلمان ملکوں کی خانگی زندگی میں بے انتہا خرابیاں اور بے حیائیاں پھیلی ہوئی ہیں تو اسی وجہ سے ہیں کہ ان ملکوں کے دینی رہنماؤں نے اپنے پیروؤں کی خانگی زندگی کو پاک و صاف رکھنے کے لئے اس طرح کے احکام (جو ظاہرا طور پر غیر ضروری اور جزوی معلوم ہوتے ہیں) نافذ نہیں کئے تھے ۔ مصنّف کا اپنا مشاہدہ ہے کہ مغربی قوموں میں گھروں کی زندگیاں گھر والوں کے آپس کے ناجائز تعلقات کے باعث اس قدر بے حیائی سے گزرتی ہیں کہ کسی عورت کی پاکدامنی کے متعلق پورا یقین نہیں ہو سکتا ، بلکہ اکثر اوقات کنواری لڑکیاں بیاہ سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہیں ۔ خود ہندوؤں میں جو ایک مشرقی قوم ہے گھروں کی زندگیاں ناپاک ہوتی ہیں ، بلکہ یہ اب اُن میں عام طور پر رواج ہو گیا ہے کہ اگر کنواری لڑکی کسی گھر میں کسی خرابی میں مبتلا ہو جائے تو ہندو اس معاملے کو اندر ہی اندر رفع دفع کر دیتے ہیں اور اس کے متعلق بالعموم کوئی شور و شر نہیں مچاتے ۔ دینِ اسلام گھریلو زندگی کو قطعی طور پر پاک رکھنے کے درپے

Marfat.com

تھا۔ اِس لئے اُس نے غلاموں اور کنیزوں تک کے متعلق احکام وضاحت سے دے دیئے تا کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اور اسی "نیک" ہونے کی خوبی کے باعث مسلمان دنیا میں ناقابلِ شکست ہو جائے۔!! تدبّر۔

اسی آٹھویں رکوع میں اِس سے بھی زیادہ باہمی اخوت اور موانست کو مسلمانوں میں رائج کرنے کے لئے حکم دے دیا کہ اندھے یا لنگڑے یا کسی اور طرح کے مریض مسلمان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے گھر سے کھانا کھائے، یا اپنے باپ، ماں، بھائیوں، بہنوں، چچوں، پھپھیوں ماموؤں، خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کے تم سرپرست ہو کھانا کھائے، بلکہ کوئی گناہ نہیں اگر تم سب کے سب ایک دسترخوان پر مل کر یا علیحدہ علیحدہ کھانا کھاؤ اور جب گھروں میں داخل ہو تو سلامتیٔ حیات کی پاکیزہ اور برکت والی دعا کرتے ہوئے داخل ہوا کرو تاکہ باہمی اخوت اور میل جول زیادہ بڑھے۔ خدا تم پر یہ آیات واضح اس لئے کرتا ہے کہ تم (معاشری زندگی کو مضبوط اور ناقابلِ شکست بنانے کے بارے میں) سمجھدار بن جاؤ۔

رسولؐ سے ملاقات کے آداب!

پھر کہا کہ مومن تو وہ ہیں جو کسی ضروری اور اہم امر کے بارے میں رسولؐ کے پاس ہوتے ہیں، تو جب تک اجازت نہ ملے وہ (اس معاملہ کی تجویز و تدبیریں لگے رہتے ہیں اور) تم سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ بے شک وہی لوگ سچے ایمان والے ہیں جو تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے کسی کام کے لئے تم سے اجازت طلب کریں تو جس کو مناسب سمجھو اُس کو جانے کی اجازت دے دیا کرو اور (اُن کی اِس بے توجہی پر جو وہ قوم کو مضبوط اور ناقابلِ شکست بنانے کے اہم اُمور کے متعلق ظاہر کرتے ہیں اور اپنے ذاتی کاموں کو ترجیح دیتے ہیں، خدا سے) اُن کے لئے معافی مانگا کرو، کیونکہ خدا بلاشبہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، (وہ انہی ناقص لوگوں کے ذریعے سے ملک عرب کو تمام دنیا پر غالب کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ لگے رہیں۔ تم ان پر سختی کر کے ان کو اپنے سے علیحدہ نہ کرو، بالآخر یہی لوگ آہستہ آہستہ درست ہو جائیں گے)۔

قرنِ اول کے مسلمان کس اخلاق کے مالک تھے؟
جن کی اِصلاح کر کے اُن کو غالب کرنا رسولؐ کے پیشِ نظر تھا!

اور ان چھوٹے چھوٹے حکموں سے جو بظاہر بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں اور جن کو بذریعہ وحی دینے سے ان حکموں کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے، یہ اخذ ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ جن سے رسولِ خدا کا واسطہ پڑتا تھا، عجیب وغریب اخلاق کے مالک تھے۔ وہ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا: (9/12) کی رُو سے کفر اور نفاق میں شدید تھے۔ وہ کافروں سے اپنا رشتہ توڑنے میں بہت لیت ولعل کرتے تھے۔ یہود اور نصاریٰ سے باوجود اسلام لانے کے خفیہ دوستیاں اور سرگوشیاں

Marfat.com

کرتے تھے۔ وہ دشمنوں کو اپنا اور اپنی جماعت کا راز بتاتے تھے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی خفیہ سازشوں کا شکار بنتے تھے۔ معمولی سے تماشے کا سُن کر یا کسی تجارتی قافلے کے مدینہ میں وارد ہونے کی خبر پاکر رسولؐ کو عین وسطِ نماز میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے۔ وہ عین جنگ کے دَوران میں تھوڑے سے مالِ غنیمت کی خاطر رسولؐ کے قطعی احکام کے باوجود مورچہ کو چھوڑ جاتے۔ وہ جیسا کہ آگے چل کر واضح ہوگا، رسولؐ کے سامنے بے دھڑک باتیں کرتے، اُن کی نصیحتیں نہ سُنتے اور بے حد شور مچاتے۔ اُن کی عورتیں بازاروں میں زیور پہن کر یا اپنی زینتیں دکھلا کر مَردوں کو ورغلایا کرتی تھیں۔ اُن میں غلام عورتوں سے بدکاری کروانے کا رُواج بھی ضرور تھا۔ ان میں بے پردگی اور تبرّج کافی حد تک تھا۔ اُن کے غلام اور جوان نوکر گھر میں بے دھڑک آیا جایا کرتے تھے اور گھر کی عورتوں سے چُہل کیا کرتے تھے۔ وہ پاک عورتوں پر زنا کی تہمتیں لگاتے، حتیٰ کہ اپنی بیویوں کو بھی اِس الزام سے باز نہ رکھتے وہ لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت کے داخل ہو جاتے۔

قرنِ اوّل کے مسلمان اِس کمزور اخلاق کے حامل تھے کہ پندرہ برس تک وحی کو شراب اور جُوئے کو حرام کرنے میں تامّل رہا!

اُن کے ہاں ایک دُوسرے کو سلام کرنے کا کوئی رواج نہ تھا۔ رسولؐ جب اُن کو کسی اہم کام کے متعلق صلاح مشورہ کے لئے بلاتے تھے تو وہ الکسائے ہوئے اور بددل ہو کر اُن کی تجویزوں اور نصیحتوں کو سُنا کرتے تھے۔ بار بار گھر جانے کی اجازت مانگتے تھے۔ رسولؐ کو اُن کے اجازت مانگنے پر رنج بھی ہوا کرتا تھا کہ یہ کس قماش کے لوگ ہیں جو قومی امور پر توجّہ ہی نہیں دیتے شراب اور جوا اُن میں اِس کثرت سے تھا کہ قرآن کو بھی اعلانِ نبوّت کے بعد پندرہ سال تک ان کے حرام کرنے میں تامّل رہا۔ حتیٰ کہ حکم نکالنا پڑا کہ اے مومنو! شراب پی کر نماز نہ پڑھا کرو، وغیرہ وغیرہ۔ الغرض یہ حال احوال تھے جن کے ماتحت دنیا کے اس بے نظیر انسان محمد نے ان لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا، اور جب لفظی اور زبانی نصیحتوں سے یہ لوگ درست نہ ہوئے تو خدا کی تجویز یہ ہُوئی کہ وحی کے ذریعہ سے اُن کو جہنّم کا عذاب دکھلا کر اور خوفناک دھمکیاں اور تنبیہیں دے دے کر ان کو درست کیا جائے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے نقصوں کو دور کرنے کی غرض سے آسمان اور مَلاءِ اعلیٰ سے جبریل کو پیغام دے کر روانہ کیا جائے تاکہ عرب کے وہمی اور ظن و گمان میں گھرے ہوئے لوگ اسی ترکیب سے خدا سے ڈر کر درست ہوتے جائیں اور یہ ہرزہ کار اُمّت جن کے ملک کو قیصر و روم فتح کر کے اُن کو اپنا غلام بنانے کی تجویزیں سوچ رہا تھا، کسی امن اور سلامتی کی منزل تک پہنچ سکے۔ انہی خرابیوں کے باعث ایک وحی میں یہ الفاظ بھی نازل ہوئے کہ اے محمدؐ! تُو تو اِس فکر میں کہ یہ لوگ کیوں مومن نہیں ہوتے، اپنی جان تک بھی ہلاک کر دے

Marfat.com

گا : لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ : (۲۶/۱ ، ۱۸/۱ (x)) - الغرض سورۃ النور میں اِن چھوٹے چھوٹے حکموں کے ہوتے ہوئے یقین ہو جاتا ہے کہ رسولؐ کو کیا کیا مشکلات درپیش تھیں - حتیٰ کہ اِس سُورت کی آخری دو آیتیں اِس ضمن میں خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں :-

رسولِ خدا کی دعوت پر مسلمانوں کو ہر وقت حاضر ہو جانے کی تنبیہ !

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ : (۲۴/۹) -

اے مسلمانو ! رسولؐ جب تم لوگوں کو (کسی غرض و مطلب کے لئے) بلایا کرتا ہے (اور حکم دیتا ہے کہ سب کے سب فلاں جگہ اور فلاں وقت اکٹھے ہو جاؤ) تو اِس دعوت کو اپنے میں سے کسی ایک شخص کی دعوت نہ کرو (کہ چلو ہماری مرضی ہوئی تو جائیں گے اور جب مرضی ہوئی وہاں سے اُٹھ آئیں گے) اللہ اُن لوگوں کو خوب پہچانتا ہے جو تم میں سے چُپکے سے کِھسک آتے ہیں تو لازم ہے ان لوگوں پر کہ وہ اِس سخت ترین سزا سے ڈر جائیں یا اِس دردناک عذاب سے خوف زدہ ہو جائیں جو ان کو (خدا کی طرف سے) رسولؐ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے پہنچ سکتا ہے - خبردار ہو جاؤ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مالک خدا ہے (اس لئے اندازہ کر لو کہ ایسے خدا کی طاقت کس قدر زبردست ہوگی) وہ خدا ضرور بالضرور تمہاری کارستانیوں سے پُورے طور پر واقف ہے : (قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ) اور جس دن تم (مرنے کے بعد) خدا کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے تو تم کو آگاہ کر دے گا کہ تم کن بدکاریوں میں مبتلا تھے (اور کیوں تمہیں اب جہنم کا عذاب دیا جا رہا ہے) یاد رکھو کہ خدا ہر شئے سے پُورے طور پر باخبر ہے : (وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) -

کیا سُورۃ النور اور پہلی سُورتوں کے اِن چھوٹے چھوٹے اور بظاہر غیر اہم احکام کی اِس تشریح کے بعد آج کے مسلمان کے ذہن میں نہیں آتا کہ دینِ اسلام اگر دنیا میں چند برسوں کے اندر اندر غالب آ گیا تھا تو اِس کی وجہ صرف خدا (کے قانون) کا سچّا ڈر، رسولؐ کے زبانی حکموں

(x) ۱۸/۱ میں ہے :- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ جو اِنہی معنوں میں ہے -

Marfat.com

کی بے چون و چرا تعمیل (اطاعتِ امیر) اور قرنِ اوّل کے مسلمانوں میں وحدتِ اخوت اور نیک بننے کے جذبے تھے، جنہوں نے بالآخر پوری اُمّت کو ناقابلِ شکست بنا کر چھوڑا!! نہ تدبّر نہیں، بلکہ کیا یہ ذہن میں نہیں آتا کہ جب قرنِ اوّل کے اِن کمزور اخلاق والے مسلمان خدا کے ڈر کو دِل میں لاکر چند برسوں کے اندر اندر غالب آ گئے تھے، تو کیا ہم آج کل کے مسلمان جو کئی باتوں میں اُن سے بہتر بھی ہیں، تھوڑی سی ہمّت اور ارادہ کر کے دُنیا پر غالب نہیں آ سکتے؟؟

پرخطر ماحول

رعیت کا شکار

دنیا کی مکر کی تاریخ میں سیاست صرف اپنے نقطہ نظر سے "کامیاب حکومت" کا نام ہے سیاست کے سب چالباز اپنے حریف کی چال کو کم و بیش صاف طور پر دیکھتے ہیں لیکن چونکہ سب چور ہوتے ہیں اور سب کا منشاء بے بس اور بے خبر رعیت کا کامیاب شکار کرنا ہوتا ہے اس لئے ہر چور اپنے حریف کی چال کو روائتی احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور سیاست کی تمام کھیل کو ایک سرمکتوم (یعنی چھپا ہوا راز) بنا دینا اپنی "سیاسی شرافت" سمجھتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے راعی کی رعایا کے خلاف ہمیشہ سے ایک "سازش" رہی ہے جس کا پورا انکشاف اس لئے نہیں ہو سکا کہ راعیوں کی ٹولی دنیا میں ایک مستقل گروہ رہا ہے جس کی "سیاسی شرافت اور آداب جماعت" اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ "چوروں کی منڈلی" کے راز فری میسنوں کی جماعت کی طرح فاش کرکے رکھ دے۔ میں نہ چور ہوں نہ فری میسن مجھے کیونکر عار ہو سکتا ہے۔ کہ میں دنیا میں ہر جھوٹ کے پرخچے نہ اڑاؤں اور ہر ٹیڑھی عمارت کو تہ و بالا نہ کر دوں۔ سیاست کی شیطانی چالوں کے مقابل کی چال صرف اپنے ایمان، اپنے عزم اور اپنے استقلال کو اور زیادہ مضبوط کرتے جانا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چال اس شیطانی دنیا میں کارگر نہیں ہو سکتی۔ 1946ء

حضرت علامہ مشرقیؒ

Marfat.com

(۱۶)

سورۂ المجادلہ (۵۸) میں مسلمانانِ مدینہ کی اخلاقی کمزوریوں اور بزدلیوں کے متعلق

مزید سخت تنبیہیں!

سورۃ الحج (۲۲) میں معرفتِ خدا کے متعلق قطعی ہدایتیں، مسجدِ حرام کو مرکزِ اُمّت بنانے کی حکمت! براہیمی ملّت کی خصوصیتیں اور اتحادِ عالم کے لئے پیہم جہادِ بالسّیف!

سورۃ النّور (۲۴) کے بعد سورۃ المجادلہ (۵۸) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے حساب سے سولھویں اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۶ ویں وحی ہے اور جس کا حجم تقریباً ۶۰ سطریں ہیں۔ اس سورت میں پھر پہلے رکوع میں معاشرتی احکام اور باقی دو رکوعوں میں مسلمانانِ مدینہ کی اخلاقی کمزوریوں کی جو وہ جہاد بالسیف کی مصیبتوں کے متعلق کفارِ مدینہ یا یہود ونصاریٰ سے مل کر سرگوشیاں کرنے میں ظاہر کرتے تھے، اصلاح کے لئے خدا کے عذاب کی دھمکیاں زیادہ تر ہیں۔ سورت کا مختصر حسب ذیل ہے:۔

غصّہ میں آکر بیویوں کو طلاق نہ دیا کرو!

پہلے رکوع میں کہا۔ اے محمدؐ! خدا نے اس عورت (خولہ بنت ثعلب) کی بات سُن لی ہے جو تم سے اپنے خاوند (اوس بن جامت) کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی اور شکایت خدا سے کر رہی تھی کہ اس کے خاوند نے غصّے میں آکر اس کو طلاق دے دی ہے۔ تو تم میں سے جو لوگ غصّے میں اپنی بیویوں کو ماں کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں تو وہ مائیں نہیں ہو جاتیں۔ اُن کی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے اُن کو جنا۔ یہ بہت بُری اور جھوٹی بات ہے۔ تو جو لوگ اس طرح اپنی بیویوں سے "ظہار" کر کے پھر اُن کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اُن کو چھُونے سے قبل ایک غلام آزاد کریں۔ جو ایسا نہ کر سکے وہ دو مہینے کے متواتر روزے رکھے اور جو اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ خدا کی حدیں ہیں جو تم پر مقرر ہیں (نیز سنو کہ) جو لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو پہلی قوموں کی طرح ذلیل کیا جائے گا اور کافروں کے لئے رُسوا کن عذاب ہے۔ ۔ ۔ ۔

مسلمان بُرے کاموں کی سرگوشیوں سے اجتناب کریں!

دوسرے رکوع میں کہا۔ اے مخاطب! تو نے نہیں دیکھا کہ خدا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کا پُورا علم رکھتا ہے (اس بنا پر) اگر تین شخص آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں تو وہ بطور چوتھے کے اس سرگوشی میں شریک ہے اور اگر پانچ ہوں تو چھٹا خدا ہوتا

Marfat.com

ہے، اور پانچ سے زیادہ ہوں تو بھی جہاں کہیں ہوں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر روزِ جزا و سزا کو اُن کی کارستانیوں کے متعلق پوری خبر دے کر (سزا دے گا)۔ اَے محمدؐ! کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی کرنے سے روکا گیا تھا مگر وہ باز نہ آئے اور (دشمنوں سے) گناہ اور سرکشی اور رسولؐ کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور پھر (اس بدکرداری کے بعد) وہ آ کر اِس انداز سے تمہیں سلام کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے سلام نہیں کیا۔ پھر دلوں میں کہتے ہیں کہ خدا ہمیں اِن بدکاریوں کے عوض میں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ ان کو جہنّم کافی ہے جس میں ان کو جھونک دیا جائے گا.... اَے ایمان والو! اگر تم آپس میں سرگوشیاں کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسولؐ کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور خدا سے خوف زدہ ہونے کی سرگوشیاں کرو۔ آپس میں بیٹھ کر کانا پھوسی کرنا تو شیطان کا کام ہے تاکہ ایمان والوں کو غمزدہ کرے اور وہ بھی حکمِ خدا کے سوا غمزدہ نہیں ہو سکتے۔

مجلس میں نظام سے بیٹھیں!

اَے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ (رسولِ خدا کی) مجلسوں میں کھُل کر بیٹھا کرو (تاکہ بہت پاس بیٹھنے سے گڑبڑ پیدا نہ ہو) تو کھُل کر بیٹھا کرو اور جب کہا جائے اُٹھ جاؤ، اُٹھ جایا کرو۔ (اس طرح کا نظام پیدا کرنے سے) خدا تم کو (غیر کی نظروں میں) بلند کر دے گا اور (تم میں سے) علم والوں کو تو اور بھی بلند درجے ملیں گے... اَے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے کوئی راز کی بات کہنے کے لئے آؤ تو اس تخلیئے سے پہلے کوئی شئے بطورِ تحفہ[*] (صدقہ) رسولؐ کے سامنے پیش کرو (تاکہ تمہاری ضرورت کی تصدیق ہو جائے) یہ وطیرہ اچھا اور زیادہ مناسب ہے۔ ویسے اگر نہ ہو سکے تو مضائقہ نہیں۔ کیا تم رسولؐ کے اِس حکم سے ڈر گئے تھے؟ تو خیر اگر یہ تمہارے لئے مشکل ہے تو خدا نے بھی معاف کر دیا۔ پس نماز اور زکوٰۃ پر قائم رہو اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو، یہی کافی ہے۔

مسلمان یہود اور نصاریٰ سے یارانہ نہ گانٹھیں اور نہ جھوٹی قسمیں کھائیں!

اَے محمدؐ! کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جنہوں نے ان لوگوں سے جن پر خدا کا غضب نازل ہُوا، یعنی یہود و نصاریٰ سے یارانہ گانٹھا ہے۔ حالانکہ نہ ایمان والے ان میں سے ہیں اور نہ وہ ایمان والوں میں سے ہیں اور وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (کہ ہماری کوئی دوستی ان سے نہیں)۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے بہت سخت عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ بہت بُرا کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو (ملامت سے بچنے کی خاطر) ڈھال بنا لیا ہے۔ وہ خدا کی راہ قائم کرنے میں رکاوٹ ہیں اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ اُن کے مال اور اولاد کسی کام نہ آئیں گے۔ ایسے لوگ جہنمی ہیں اور خدا عذاب کے دن جب اُن کو اکٹھا کرے گا تو وہ پھر اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھیں گے کہ کچھ فائدہ میں ہیں۔ مگر وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے گھیرا ڈال لیا ہے اور اُن کو خدا نے بھلا دیا ہے۔ وہ شیطانی

---

[*] معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرب لوگ بلاوجہ اور بے معنی طور پر رسولؐ سے الگ ہو کر باتیں کرنا چاہتے تھے، اُن پر حد لگا دی۔

Marfat.com

گروہ ہے اور خبردار رہو کہ شیطانی گروہ ہی (بالآخر) گھاٹے میں ہے۔ ذلیل ترین وہ لوگ ہیں جو خدا اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں، حالانکہ خدا نے فیصلہ کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے۔ ایمان والے لوگ ہرگز ہرگز خدا اور اُس کے رسولؐ کے مخالفوں سے دوستی نہیں کرتے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے، بھائی ہوں یا کنبے والے۔ یہی ہیں جن کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا ہے اور خدا نے اپنی رُوح سے ان کی مدد کی ہے۔ ایسے لوگوں کو خدا سرسبز باغوں کی بادشاہت دے گا، جن کے میدانوں میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے۔ وہ خدا کی جزا سے اِس لئے راضی ہوں گے کہ انہوں نے اپنے عمل سے خدا کو راضی کر لیا ہے۔ یہی لوگ حزبِ خدا (یعنی اللہ کا گروہ) ہیں اور خبردار رہو کہ اللہ کا گروہ ہی بالآخر کامیاب گروہ ہے۔

سُورۃ الحجّ میں علمِ فطرت کے بغیر معرفتِ خدا کے متعلق بحث میں پڑنے کے امتناعی احکام! مسجدِ حرام کو مقامِ حج مقرر کرنے کی عظیم الشان براھیمی حکمت اُمتِ انسانی کو متحد کرنا تھا!

سورۃ المجادلہ (۵۸) کے بعد سورۃ الحج (۲۲) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے حساب سے سترھویں وحی اور ترتیب نزُول کے اعتبار سے ۱۰۷ ویں وحی ہے اور جس کا حجم ۱۸۶ سطریں ہیں۔ اِس سُورت میں جو نکات خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں، سلسلہ وار درج کئے جاتے ہیں:

علم صحیفۂ فطرت کے بغیر معرفتِ خدا محال ہے!

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ (۲۲/۳)۔ یعنی لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو خدا (کی ماہیت اور منشا) کے متعلق بغیر (اس علم کے جو صحیفۂ فطرت کے مشاہدے سے سمع و بصر اور ذہن کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے) اُس میں بحث کرتے رہتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کا اِتباع کرتے ہیں۔ اس سے اخذ ہوتا ہے کہ خدا کے منشا کو صحیح طور پر دریافت کرنے اور راہِ راست پر ہونے کے لئے صحیفۂ فطرت کا علم از بس ضروری ہے۔ یہ اِس لئے کہ صحیفۂ فطرت خدا کا کارنامہ ہے اور خدا کی مشیت اُس کے کارنامے کے بغور مطالعے سے ہی اخذ ہو سکتی ہے۔

(۲) وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (۲۲/۵-۶) اور اے مخاطب! تُو دیکھتا ہے کہ زمین مُردہ پڑی ہے۔ پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہیں وہ حرکت میں آتی ہے اور ابھرتی ہے اور اس میں سے ہر طرح کے خوشنما پودے اُگتے ہیں۔ یہ اِس لئے کہ خدا برحق ہے اور وہی بے شک مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر شئے پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ اِس سے اخذ ہوتا ہے کہ انسانی قوموں کے مُردہ دلوں پر جب راہِ راست پر چلنے کی ہدایت کا ترشح ہوتا

Marfat.com

ہے تو وہ دل ہیجان میں آتے ہیں۔ وہ جاگ اُٹھتے ہیں اور ان میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے تاکہ وہ اس قوم کو غالب کردیں!

علم کے بدون معرفتِ خدا گمراہی ہے!

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (۲۲/۸)۔ گویا زیادہ تشریح سے کہا کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو خدا (کی ماہیت اور مشیت کے متعلق) بغیر علم کے، بغیر ہدایت کے (جو پیغمبروں یا قانونِ خدا کے راز دانوں کے ذریعے سے ملتی ہے) اور بغیر (اس) روشن کتاب (کے مطالعے کے جو انسان کی آنکھوں کے سامنے کھلی ہے یعنی صحیفۂ فطرت) کے آپس میں بحث و جدال کرتے رہتے ہیں۔ ایسا شخص (بے معنی بحث کے باعث) اپنا پہلو موڑ لیتا ہے (اور خدا کے متعلق اٹکل پچو باتیں فرض کرکے) خدا کے رستے سے گمراہ کر دیتا ہے۔ اس کو دنیا میں رسوائی ملے گی اور آخرت میں اس کو جلتی ہوئی آگ کا مزا چکھایا جائے گا۔

(۴) پھر دوسرے رکوع میں کہا کہ خدا روزِ قیامت کو ایمانداروں، یہودیوں، صابئین، نصاریٰ، آتش پرستوں اور مشرکوں کے مابین فیصلہ کرے گا (کہ وہ کیوں خدا کا پیغام آنے کے باوجود الگ الگ گروہ بن گئے)۔

حج بیت الحرام کی عظیم الشان براہیمی حکمت!

(۵) چوتھے رکوع میں کہا کہ وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کے لئے ایک جگہ یعنی مسجد الحرام مقرر کر دی اور کہا کہ اس گھر کو طواف کرنے والوں اور خدا کے آگے جھکنے والوں کے لئے وقف کرکے لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ تو لوگ دور دراز راستوں سے مکہ میں جمع ہو جائیں گے تاکہ تجارت کے فائدوں کے علاوہ خدا کی یاد بھی کریں اور مویشیوں کو ذبح کرکے محتاجوں کو بھی کھلائیں۔ پھر صاف ستھرے ہو کر اس قدیم گھر کا طواف کریں (تاکہ بنی نوع انسان کے لئے ایک مرکز پر جمع ہو جانے کی صورت پیدا ہو)۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ کی مقرر کی ہوئی احترام والی چیزوں کی جو لوگ تعظیم کرتے ہیں وہ اُن کی بھلائی کے لئے ہوتی ہے۔

پھر پانچویں رکوع میں کہا کہ ہر اُمت کے لئے ہم نے کوئی نہ کوئی منسک مقرر کر دیا ہے تاکہ وہ قوم اپنے مویشیوں پر خدا کا نام پڑھ کر متحد ہو جائے اور صرف ایک خدا کے قانون کو تسلیم کرے اور یہ لوگ وہ ہیں کہ جب خدا کا نام اُن کے سامنے لیا جاتا ہے تو ان کے دل ہل جاتے ہیں اور اپنی مصیبتیں صبر و استقلال سے برداشت کرتے ہیں، الصلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں اور قربانی مال کرتے ہیں۔

(۶) پھر اسی پانچویں رکوع میں کہا کہ حج کے موقع پر قربانیوں کے گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتے۔ جو چیز خدا کے نزدیک قابلِ توجہ ہے وہ تمہارا خدا سے متفقہ طور پر ڈرنا ہے۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (۲۲/۳۷)۔

(۷) چھٹے رکوع میں کہا کہ دشمنانِ خدا سے جہاد بالسیف کا حکم ان لوگوں کو دیا گیا ہے جن پر ظلم کیا گیا جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے

Marfat.com

گئے، محض اس جرم پر کہ انہوں نے خدا کو اپنا پروردگار تسلیم کیا تھا اور اگر خدا اس طرح پر لوگوں کو دوسرے لوگوں کے تشدد سے باز نہ رکھتا تو دنیا میں وہ سب جگہیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے برباد ہو جاتیں۔

(۸) ساتویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! بنی نوعِ انسان کو کہہ دو کہ میں تو صرف کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں تو جو ایمان لے آئے ان کو باعزت روزی اور خوشحالی کا وعدہ ہے . . . اور اسی طرح جو رسول تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن میں کوئی رسول بھی ایسا نہ تھا کہ جب وہ اپنی کامیابی کی آرزو کرتا تو شیطان اُس کی آرزوؤں میں وسوسے ڈال کر اس کو بددل کرنا چاہتا لیکن خدا ان وسوسوں کو دُور کر کے اپنے احکام کو نبی کے دل میں مضبوط کر دیتا ہے لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہو گئے ہیں، شیطانی وسوسوں کے باعث سخت انتشار میں پڑ جاتے ہیں۔

(۹) آٹھویں رکوع میں کہا کہ جن لوگوں نے سبیلِ خدا قائم کرنے کی غرض سے ہجرتِ وطن اختیار کی اُن کو آئندہ چل کر بڑی ہی باعزت روزی دی جائے گی۔

(۱۰) نویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! جب قرآن کافروں کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو اُن کے چہروں پر ناخوشی کا اظہار اِس قدر ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے وہ پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے۔ ان کو کہہ دو کہ تمہارے لئے جہنم کا وعدہ ہے۔

جو خالق نہیں، معبود نہیں ہو سکتا

(۱۱) دسویں رکوع میں حسبِ ذیل کہا۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ○ (۲۲:۷۳-۷۴)۔ اے بنی نوعِ انسان! تمہیں مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن لوگوں کے پیچھے تم خدا چھوڑ کر لگے ہو وہ (تو اس قدر کمزور اور بے حقیقت ہیں کہ) ایک مکھی پیدا نہ کر سکیں گے خواہ وہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں۔ حتیٰ کہ اگر مکھی اُن سے کوئی شے چھین لے تو (یہ اس قدر کمزور اور بے بس ہیں کہ) اس مکھی سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے تو دیکھ لو طالب اور مطلوب کس قدر کمزور ہیں (اس حالت میں تمہارا انسانوں کے پیچھے کس قدر لغو ہے)۔

براہیمی ملت کی خصوصیتیں خدا کی پیہم لازمت، پیہم جہاد بالسیف، پیہم عمل سے خدا کے ہونے کی شہادت اور اعتصام باللّٰہ ہیں

(۱۲) دسویں رکوع میں کہا۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱرْكَعُوا۟ وَٱسْجُدُوا۟ وَٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمْ وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَجَٰهِدُوا۟ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ ۚ هُوَ ٱجْتَبَىٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلْمُسْلِمِينَ ۥ مِن قَبْلُ وَفِى هَٰذَا لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِٱللَّهِ هُوَ مَوْلَىٰكُمْ ۖ فَنِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ

النَّصِيْرُ ○: (۲۲:۷۸) یعنی اے ایمان والو! اپنے پروردگار کے آگے جھک جاؤ (ارْکَعُوْا)، اور اُس کے احکام کے آگے سرِ تسلیم خم کرو (وَاسْجُدُوْا) اور چوبیس گھنٹے اسی کی ملازمت ایک غلام کی طرح اختیار کرو (وَاعْبُدُوْا) اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم (اس زمین پر) کامیاب ہو جاؤ (اور اِس کامیاب ہونے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ) اللہ کی راہ کو قائم کرنے کے لئے جہاد (بالسیف) اِس تندہی سے کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ خدا ہی نے تم کو (سب انسانی امتوں میں سے اِس کام کے لئے) منتخب کر لیا ہے اور تم ہی وہ اُمت ہو کہ دین کے قائم کرنے کے بارے میں (بڑی سے بڑی) کوئی تنگی (یا سختی) تم (لوگوں کے چہروں) پر (شکن) نہیں ڈالتی (وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ) تمہاری مِلت وُہی ہے جو تمہارے باپ ابراہیم کی تھی اور خدا نے تمہی کو صحیح معنوں میں "تسلیم کرنے والوں" کا نام دیا ہے۔ یہی نام تمہارا پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے تاکہ رسولؐ تمہارے انتہائی سعی و عمل کو سامنے رکھ کر تمہارا گواہ (خدا کے سامنے) ہو اور تم (اپنے بے مثال سعی و عمل سے) بنی نوعِ انسان پر (خدا کے سچے) گواہ بن جاؤ۔ تو ایماندارو! (اِن حالات میں) الصَّلٰوۃ کو (مضبوط طور پر) قائم کرو اور الزکوٰۃ (برابر) دیتے رہو اور خدا کو خنگل مار کر پکڑ لو۔ وہی تمہارا آقا ہے اور کیا ہی بہترین آقا اور بہترین پروردگار ہے۔ اِن الفاظ پر یہ مشہور سُورت ختم ہوتی ہے۔ فتدبّر!

قیام جماعت کا اسلامی حکم!!

اگر غور سے دیکھا جائے تو مذہب اسلام روپیہ میں سے چودہ آنے خالص اس امر کی تعلیم دیتا ہے کہ تم جماعت قائم کرو۔ ایک گروہ بن کر رہو۔ جتھا بن جاؤ۔ اپنے امیر کی فرمانبرداری کرو۔ ہر وقت اور ہر حال میں منظم رہو۔ اگر کسی جنگل میں صرف تین آدمی ہوں تو اس کو وہاں رہنا حلال نہیں مگر اس حال میں کہ اس میں سے ایک کو اپنے پر امیر مقرر کرے (حدیث نبویؐ) سفر اور حضر، شہر اور جنگل، امیری اور غریبی، الغرض ہر حالت میں منظم ہو کر کام کرنے، ایک میزان میں رہنے، تابع فرمان ہونے کا فرض مسلمانی سے کسی حالت میں ٹل نہیں سکتا۔

حضرت علامہ مشرقیؒ

Marfat.com

(١٧)

مدینہ کی پنجسالہ زندگی میں

رسولِ خدا کے بے مثال کارنامے

اور بے پناہ طور پر صحیح تجویز و تدبیر

غزوۂ خندق کی بے مثال فتح کے بعد فتح مکّہ کی نیت سے حج مکّہ کا پہلا عزم!

صُلح حُدیبیہ کا عہدنامہ بظاہر کمزور ہونے کے باوجود کفارِ مکّہ کی شکستِ فاش کا پیش خیمہ تھا!

رسولِ خدا کے حیران کُن کارنامے

غزوۂ خندق ٨ر ذلیقعدہ ۵ھ ہجری کو شروع ہوا تھا۔ اس ہنگامے میں ذلیقعدہ اور ذوالحجہ کے دو مہینے لگے اور ٦ھ کا محرّم شروع ہُوا۔ غزوۂ خندق کی فتح اس قدر عظیم الشان تھی کہ ایک نقطۂ نظر سے اُس کو غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عظیم الشان سیاسی فتح سمجھا جاسکتا ہے بلکہ اٹھارہ برس کی اس عظیم الشان کشمکش کی تاریخ کو مجموعی اور گہری نظر سے دیکھنے والے شخص پر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ رسولِ خدا محمّد ایک حیرت انگیز طور پر سیاسی مدبّر اور مٹّی کو سونا بنانے والا کیمیاگر تھا جس نے اپنے کمال تدبّر اور تفہّم سے اوّل اوّل صرف چالیس مرد اور ١۵ عورتوں کے ذریعے سے جو اُس کے پیروکار تھے، مکّہ میں ہی اپنی تحریک کا آوازہ دور دور حبشہ کے ملک تک پھیلایا۔ پھر آٹھ برس بعد کمال جرأت اور تدبّر سے اپنے پچاس ساٹھ پیروؤں کو مکّہ سے نکال کر مدینہ لے آیا۔ پھر کمال دانشمندی سے مدینہ میں جہاں دنیا کے ضرب المثل طور پر منافق اور کسی قوم سے مِل کر نہ کام کرنے والے یہودی اور بنو خزرج کا ایک اٹل منافق عبداللہ بن اُبی[x] رہتے تھے۔ اس نے بنو اوس اور بنی خزرج کے قبیلوں کو جن کی آپس میں لڑائیاں پچھلے ایک سو بیس برس سے چلی آرہی تھیں، متحد اور متفق کر دیا۔ پھر اپنی انتہائی معاملہ فہمی اور مصلحت شناسی سے عبداللہ بن اُبی کے ساتھ کوئی خاص سختی بھی باوجود اس کے کہ رسولؐ چند لمحوں میں اس کو فنا کر سکتا تھا، روا نہ رکھی۔ پھر مدینہ پہنچتے ہی حیرت انگیز جرأت سے باہر جا کر چھوٹی چھوٹی مہمیں سَر کرنے کے بہانے سے دو سال تک

(x) یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اُبی کے معنی عربی میں بڑا انکار کرنے والا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص کم پیدا ہُوا ہوگا جس نے اپنا نام بھی خود ہی ایسا رکھا جو بالآخر فی الحقیقت بن گیا۔

Marfat.com

اپنے چند درجن (یا ایک ڈیڑھ سو سہی) مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں آزماتا رہا تاکہ کسی موقع پر وہ دھوکہ نہ کھا جائے۔ پھر بے پناہ سیاسی قابلیت سے جب کہ ابوسفیان کا قافلہ جنگِ بدر سے پہلے بچ کر نکل چکا تھا اور ابھی مدینہ کے انصار کے ساتھ مکّہ کے مہاجروں کے تعلقات کچھ کچّے ہی تھے اور یقین نہ تھا کہ مدینہ کے انصار مدینہ سے باہر لڑنا پسند کریں گے یا نہ کریں گے۔ رسولؐ باصرار اُن کو اِس بات پر لے آیا کہ مسلمان صرف تین سو تیرہ کی تعداد میں ہو کر بجائے اِس کے کہ ابوسفیان کے مختصر سے قافلے کو لوٹیں، ایک ہزار مکّے والوں سے کھُلے میدان میں دست بدست جنگ کریں یہ دنیا کے اسی عظیم الشان ماہرِ نفسیات کا کرشمہ تھا کہ اُس نے دو برس کے اندر اندر مسلمانوں میں تہوّر اور شجاعت کا وہ معجزہ پیدا کر دیا کہ بدر کے موقع پر مسلمانوں میں صرف چودہ صحابی (یعنی چھ مہاجر اور آٹھ انصار) قتل ہوئے اور ایک بھی مکّہ والوں کے ہاتھ گرفتار نہ ہُوا۔ لیکن ابوجہل کی فوج کے ستر آزمودہ سپاہی جنہوں نے اپنی عمریں جنگ و جدال میں گزاری تھیں اور جن ستر میں سے بمعہ ابوجہل چوبیس سردارانِ مکّہ تھے اپنی لاشیں میدانِ بدر میں چھوڑ گئے اور اِس کے علاوہ اور ستر مغرور اور طرّہ دار کافر جو تین سو میل سے مدینہ کو فتح کرنے آئے تھے غریب اور بےکس مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے! نہیں، واقعاتِ عالم کی تاریخ میں یہ ایک زندہ معجزہ ہے جس کے برابر کا معجزہ کسی بڑے سے بڑے سیاسی جادوگر نے آج تک نہیں دکھایا کہ تین ہزار انسانوں کی فوج جن کے پاس دو سو گھوڑے، چھ سو اونٹ اور چھ سو زرہیں ہوں اور ہر شخص مسلح ہو، سات سو انسانوں کی فوج کے مقابلے میں جن کے پاس صرف دو گھوڑے، پچاس اونٹ، دس زرہیں اور چیتھڑوں کے پرتلوں میں حمائل کی ہوئی ٹوٹی پھوٹی تلواریں ہوں، شکست کے خوف سے جان بچا کر نکل جائے۔ یا ہاں کوئی عنوان ایسا ہو سکتا ہے جس عنوان کے ماتحت وہ حملہ آور فوج فریقِ مخالف کے سردار کو زخمی اور اُس کی فوج کو منتشر چھوڑ کر خود چپ چاپ واپس چلی جائے؟ مؤرخ محو حیرت ہے کہ ایسے واقعات تختۂ زمین پر کسی اور جگہ نہیں ہوئے، محوِ استعجاب ہے کہ غزوۂ اُحد میں رسولؐ کو قتل کرنے اور اُس کی تمام تحریک کو فنا کرنے میں کیا کسر باقی رہ گئی تھی؟ لیکن صحیفۂ فطرت کے اِس غیر معمولی انسان کے ذہن میں مستقبل کا کیا صحیح حسابی اندازہ، کیا انسان کے دل کی ساخت کا منطقی طور پر علم، کیا انسانی اخلاق کی یافت کو صحیح طور پر سمجھنے کی مہارت تھی کہ اوّل صحابہ کو کہا کہ میری رائے میں بہتر یہی ہے کہ ابوسفیان کے تین ہزار سپاہیوں سے مقابلہ مدینہ میں بیٹھ کر کیا جائے، پھر لوگوں کے اصرار پر کہ مقابلہ باہر چل کر کیا جائے خود تیار ہو کر نکل آئے اور جب اپنی منحوس خواب کو سُنا کر صحابہ کو پھر اپنی رائے پر تیار کیا کہ مدینہ سے باہر نہ جائیں تو اِس مردِ آہن نے برملا کہا کہ نبی کی شان نہیں کہ وہ ایک دفعہ میدانی لڑائی کے لئے تیار ہو کر آئے اور پھر پیچھے ہٹے۔" میرے خیال میں یورپ، امریکہ اور روس کا بڑے سے بڑا سائنسی عالم بھی اپنی بنائی ہوئی مشین کے پرزوں کے عمل کے متعلق اتنا قطعی اور یقینی علم نہیں رکھتا، جتنا کہ عرب کے ریگستان کا یہ اعجوبۂ روزگار شخص اپنی مٹھی بھر مسلمانوں کی بیچارہ اور بے سروسامان جماعت کو بالآخر سب پر غالب کر دینے کا علم رکھتا تھا!

رُوئے زمین کے تختہ پر محمدؐ عربی جیسا عظیم ترین انسان پیدا نہیں ہُوا

میرا حسابی اور علمی یقین ہے کہ رُوئے زمین کے تختے پر اتنا عظیم ترین انسان پیدا نہیں ہُوا جس نے اس تھوڑی سی تعداد،

Marfat.com

اتنے تھوڑے سے سامان اور اس قلیل سرمائے سے جو اُس کے پاس اُسکی نبوّت کے تئیس برس کے دوران میں رہا۔ اتنے عظیم الشان اتنے قطعی اور حتمی، اتنے یقینی اور پُراز ممکنات نتائج پیدا کئے ہوں۔

زمانۂ حال کے مسلمانوں کا نبیؐ کے متعلّق بے ہُودہ تخیّل!

بے علم اور بے بصر مولوی تو ضرور اس عظیم الشان شخص کے نام کو انگلیوں پر چُوم کر یا اُس کو کالی کملی والا رسولؐ کہہ کر اس کی نبوّت کا حق اپنے زعم میں ادا کر دیتا ہے، لیکن جو بات از روئے تاریخ اور از روئے علم دیکھنے والی ہے یہ ہے کہ کیا مکّہ کا یہ تاجر، کیا آمنہ کا لونڈیوں کے دودھ پر پلا ہُوا یہ یتیم، کیا ابوسفیان اور ابوجہل کے ہاتھوں مکّہ کا یہ قیدی اور قریش کا یہ راندہ درماندہ بے کس جس نے چند درجن یا چند صد انسانوں میں اپنی تعلیم سے وہ جسمانی زور بھر دیا کہ عرب کے تمام کافروں اور قبیلوں کے سربراہوں کے منہ پھیر دیئے، فی الحقیقت ایک "اَن پڑھ" اور جاہل شخص تھا جس کی اپنی تجویز اور تدبیر کچھ نہ تھی، جس کو جبریل کی طرف سے وحی آتی تھی کہ پڑھ (اِقْرَء) اور وہ پڑھ بھی نہ سکتا تھا۔ جو کمبل میں لپٹے ہوئے رہتا تھا اور اس کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی، جس کے سب کام خود خدا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ خدا کا "محبوب" اور "معشوق" تھا! وغیرہ وغیرہ۔ اُوپر کے کامیاب مظاہروں سے جو رسولؐ نے مدینہ کے صرف پہلے پانچ برسوں میں خالص اپنی تجویز و تدبیر سے ڈنکے کی چوٹ دکھلائے اور جن کا تعلق کلام وحی سے صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ وہ وحی ایک انتہائی طور پر بدکار قوم کے چند افراد تک پہنچی اور اس کی تعلیم کو انہوں نے برحق طور پر قبول کیا، کوئی سلیم الذہن اور متناسب العقل انسان یہ یقین نہیں کر سکتا کہ ان کارناموں میں کسی مجوز اور مدبّر انسان کو کچھ دخل نہ تھا۔ حق یہ ہے کہ نبیؐ کی عظمت کی مٹّی پلید اگر کسی نے کی تو خود مسلمانوں نے نبیؐ کو غلط طور پر سمجھ کر کی۔

غزوۂ خندق کا حیرت انگیز کارنامہ تاریخ میں تجویز و تدبیر کی واحد مثال ہے؟

غزوۂ اُحد کو چھوڑ کر پھر اگر غزوۂ خندق کی طرف دیکھا جائے تو اس بے سروسامان شخص نے اپنی تجویز و تدبیر سے جو غضب یہاں پر ڈھایا اور تیس دن کے اندر اندر چوبیس ہزار بپھرے ہوئے کفّار کو جو دو سو ستّر میل چل کر مدینے پر حملہ آور ہوئے تھے، صرف چھ سپاہیوں کی جانیں قربان کر کے پچھاڑا، سب سے زیادہ حیران کُن ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی تک خالد بن ولید کفّار کے زمرے میں تھا جس کے کارنامے اور خوبیاں بعد میں صرف اسلام نے روشن کیں۔ ابھی تک ابوسفیان اِن اسلام کے بے پناہ دشمنوں کا سربراہ تھا اور آگے چل کر بڑا کامیاب جرنیل ثابت ہُوا۔ ابھی تک پُورا مکّہ کفّار کے قبضے میں تھا۔ ابھی تک تمام عرب رسولؐ کا دشمن تھا۔ ابھی تک مدینہ کے اندر ہزاروں منافق اور گھر کے بھیدی جو لنکا ڈھانے کے درپے تھے موجود تھے۔ ابھی تک رسولؐ کی طاقت کا سرمایہ اور اُس کی کُل کائنات عورتوں اور بچوں سمیت چند صد یا غایت چند ہزار نفر سے زیادہ نہ تھی۔ ابھی تک ایک دو سو اُونٹ یا پچاس سو زرہوں سے زیادہ یہ اولوالعزم شخص کسی بڑے سے بڑے معرکے کے لئے جمع نہ کر سکتا تھا۔ ابھی تک اس کے بڑے بہادر اور بڑے قتل کرنے والے صرف

انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور کوئی ظاہری ٹھاٹھ باٹھ یا شان و شوکت بھی اُس کے پاس نہ تھی جو دشمن کو دُور سے مرعوب کر سکتی لیکن یہ ذہن کو حیران اور مبہوت کر دینے والا شخص اِس کمال تدبیر، کمال احتیاط، کمال صحت اندازہ، کمال تفقہ اور علم کا مالک تھا کہ اسی غزوۂ خندق میں بھی چوبیس ہزار خونخواروں کو صرف ڈیڑھ ہزار انسانوں کی صحیح ترتیب اور مناسب تقسیم کے حسن سے، اپنی بُردباری کے بے پناہ ہتھیار سے، اپنی تمام صورتِ حال کو صحیح طور پر سمجھنے سے، اپنی بروقت تجویز و تدبیر سے، اپنے کمال اطمینانِ قلب سے، اپنے ذہن کی کمال سلامت رَوی، الغرض اپنے علم کے کمال سے اِس طرح بنٹ گیا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا نقاد اس کی اس عجیب کاری پر انگشت بدنداں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محمدؐ، اُمّی یا مزمل یا مدثر یا تہمد پوش فقیر نہ تھا۔ وہ اگر معاذاللہ خدا نہ تھا تو ضرور اُس خدا کا نورِ علم اس میں تھا جو بارہا بے کس اور بے بس انسانوں کو پروان چڑھا گیا ہے!! یہ نورِ علم اُس کو کسی زمینی اُستاد نے دیا نہ تھا، بلکہ تمام عمر کے مسلسل غور و فکر سے اُس نے اپنے سمع و بصر اور قلبِ سلیم سے حاصل کیا تھا!

وحی نے کسی مہم میں رسولؐ کو کامیاب کرنے میں مدد نہیں دی!

مختصر یہ ہے کہ جو کامیابیاں مکہ سے مدینہ آ کر پہلے پانچ سال میں نہیں نہیں، جو کامیابیاں مکہ کی مسلسل تیرہ برس کی بظاہر ناکامیوں اور بے عزتیوں، دُکھوں اور بیکسیوں میں رسولِ خدا کو اپنی تمام بے سروسامانیوں کے ہوتے ہوئے حاصل ہوئیں اس کی اپنی فکر و تجویز کا نتیجہ تھیں۔ وحی کی ہدایت یہ کبھی نہ تھی کہ فلاں مہم میں فوج کو اِس طرح ترتیب دے کر فتح حاصل کر سکتے ہو یا فلاں فتنہ کو دبانے کے لئے یہ ترکیب کرو۔ فلاں معاملے کو اس طرح شروع کر کے اس طرح ختم کرو، فلاں طریقے سے منافقوں اور شر انگیزوں کو بے اثر کر دو، وغیرہ وغیرہ وحی تو آج بھی مکمل اور بین الدفتین موجود ہے۔ لیکن قرآن کی چلائی ہوئی گاڑی چودہ سو برس تک چل چل کر اس لئے تھم گئی ہے کہ محمدؐ کے پائے کا کوئی مفکر اور مجوز اُس کے بعد پیدا نہیں ہوا یا جو پیدا ہوئے وہ دین کو چلانے والے نہ تھے یا اگر دیتے تھے تو رسولؐ کو تہمد پوش ملا سمجھ کر ملا اور تہمد پوش ہی بنے رہے اور روح کی آسماں شگاف حکمتوں کی تعلیم کو ملاؤں والا لباس پہنا دیا۔

غزوۂ خندق کے فوراً بعد ۶ھ میں رسولِ خدا کی پے در پے مہمیں!

صرف دو سو سواروں سے بنو بکر کو شکستِ فاش، دینِ اسلام کی گرد و نواح میں عام شہرت!

سال کے اخیر میں حج کی تیاریاں

سریہ خیبر

غزوۂ خندق کے نتائج پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں جیسا کہ گزر چکا ہے ۵ھ کے پورے آخری دو مہینے لگے۔ چھٹے سال کے شروع ہوتے ہی رسولؐ کی بے چین طبیعت نے اجازت نہ دی کہ وقت ضائع کیا جائے۔ چنانچہ بنو قریظہ کے استیصال کے بعد

Marfat.com

رسول صلعم نے خیبر کے یہودیوں کی طرف توجہ کی۔ یہ یہودی بڑے مالدار اور قوی تھے اور بنو قریظہ کے واقعہ کے بعد اُن کی سرکشی اور بڑھ گئی۔ انہوں نے اپنے ہمسائے بنو بکر کو روپے کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ رسولِ خدا کو اطلاع ملی کہ بنو بکر فدک پر جمع ہو رہے ہیں تو آپ نے حضرت علی کو دو سو سواروں کا سردار بنا کر فدک بھیجا۔ بنو بکر کثیر تعداد میں تھے لیکن منظم نہ تھے۔ حضرت علی اپنے مختصر سے دستے کے ساتھ وہاں پہنچے تو شروع شروع میں بنو بکر نے جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر جلد ہمت ہار گئے اور فدک سے اُلٹے پاؤں بھاگے۔ حضرت علی کے ساتھ واپسی پر دو ہزار بکریاں، پانچ سو اونٹ، بہت سے ہتھیار اور غلہ مالِ غنیمت کے طور پر تھا۔ بنو بکر بھاگتے ہوئے اپنے ساتھ کوئی چیز نہ لے جا سکے۔ رسولِ خدا نے زیادہ دُور تک تعاقب مناسب نہ سمجھا اور حضرت علی کو واپسی کا حکم دے دیا۔

سریہ نجد

اسی سال کے شروع میں رسولِ خدا نے صحابیوں کے ایک گروہ کو نجد کی طرف اشاعتِ اسلام کی خاطر روانہ کیا۔ نجد والوں میں سے بہت سے لوگوں نے دینِ اسلام بصدقِ دل قبول کر لیا اور اپنی زندگیاں بدل دینے کا اقرار کیا۔ چند صحابی وہاں تعلیم و تربیت کے لئے چھوڑ دیئے گئے اور یہ دستہ چند دنوں کے بعد واپس آ گیا۔

سریہ بنو لحیان

فدک کی طرف حضرت علی کو روانہ کرنے کے فوراً بعد رسولِ خدا خود بنو لحیان کی طرف روانہ ہوئے تاکہ ۴ ھ کے محرم میں قبیلہ خزیمہ کے یہودیوں کے دو قبیلوں عضل اور قارہ نے رسولِ خدا کے پاس بھیج کر دس صحابہ کو اُن کے ساتھ تبلیغ کے لئے روانہ کرنے کی جو درخواست کی تھی اور بعد میں بنو لحیان نے ان صحابیوں کو قتل کر دیا تھا اس کا انتقام لیا جائے۔ یہ مقتول دستہ حضرت عاصم بن ثابت کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا اور سب کے سب قتل کر دیئے گئے تھے۔ جب آپ بنو لحیان پہنچے تو مقابلہ ہوا جس میں بنو لحیان کے کئی آدمی قتل ہوئے۔ امان مانگنے پر کچھ آدمی اسلام لے آئے اور باقی فرار ہو گئے۔

ذی قردہ، غمر اور ریتہ کی مہمیں!

ان واقعات کے بعد ۶ ھ کے وسط تک مختلف چھوٹی چھوٹی مہمیں جاری رہیں جن میں ذی قردہ، غمر اور ریتہ کی مہمیں زیادہ مشہور رہیں۔ ذی قردہ کے مقام پر رسولِ خدا مضبوط دستے کو لے کر خود گئے اور اطاعت کا اقرار طلب کیا۔ کچھ لوگ اسلام لے آئے، بقایا نے جزیہ دینا قبول کیا۔ غمر اور ریتہ کی مہمیں بھی مظفر و منصور ہو کر واپس آئیں اور کافی دُور دُور تک اسلام کا آوازہ بلند ہوا۔ اب ۵ ھ کے آخری مہینے تھے اور قریباً ایک سال کی جدوجہد سے مدینہ کے نظم و نسق میں کافی استحکام پیدا ہو گیا تھا۔

Marfat.com

حج کی تیاریاں

مدینہ کے مہاجر جو چھ برس سے اپنے وطن مکہ سے دُور تھے اور کافی انتظار کے بعد بھی انہیں کوئی عنوان واپس جانے کے نظر نہ آتے تھے، اِس انتظار میں تھے کہ حج کے مہینے نزدیک آ رہے ہیں اور وہ حج کے بہانے ہی مکہ کو جا سکیں کہ وحی کے ذریعہ سے حج کے احکام جو اِس سے پہلے ۲ھ میں اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ کے الفاظ میں سورۃ البقرہ میں نازل ہوئے تھے، دوبارہ سورۃ حج میں تفصیل سے نازل ہوئے۔ اس تاکید مزید سے تمام مدینہ میں اس سال کے اخیر پر مکہ پہنچنے کی تیاریوں کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہر شخص اس بارے میں رسولِ خدا کا عندیہ دریافت کرنے میں منہمک ہو گیا۔

۶ھ کے اخیر میں حج کی تیاریاں عظیم الشان منصوبوں کا پیش خیمہ تھیں!

کفارِ مکہ کو جتلانا تھا کہ مسلمانوں کا مکہ پر حق براہیمی دین کی تجدید کی وجہ سے ہے؛

حج مکہ دراصل فتح مکہ کی تمہید تھی!!

رسولِ خدا کو خود مکہ پر کسی نہ کسی طرح اقتدار حاصل کر کے اسلام کو غالب کرنے کی دن رات دُھن تھی۔ انہوں نے صحابہ کے مکہ جانے کے شوق کو نظرِ استحسان سے دیکھ کر اُن کی حوصلہ افزائی شروع کر دی۔ اِسی اثنا میں انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ مسلمان حرم مکہ میں داخل ہو رہے ہیں تو آپ نے عمرہ کے ارادے سے مکہ کی طرف کوچ کا اعلان کر دیا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ اگر کفار کی ان پے درپے شکستوں کے بعد جو اُن کو چھ سال میں مدینہ پر قبضہ کرنے اور اسلام کو فتح کرنے کے سلسلے میں مل رہی ہیں، مسلمان ایک دفعہ بھی (خواہ وہ حج کے سلسلہ میں ہی ہو) مکہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو مکہ کفار کے ہاتھ میں نہیں رہ سکے گا اور کعبہ کو قبلہ مان کر کعبہ پر قبضہ نہ کرنا دینِ اسلام کی تکمیل کا باعث نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کے نازل ہونے کے وقت سولہ سترہ ماہ کی تعویق کے بعد قبلہ کا بیت المقدس سے مکہ کی طرف بدلا جانا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جس کا مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی خواہشوں اور تمناؤں کی آماجگاہ اب مکہ ہے اور دینِ ابراہیم کا احیا بھی مکہ کو قبلہ گاہ بنا کر ہی ہو سکتا ہے۔ اُدھر یہ نکتہ بھی انتہائی طور پر قابلِ غور بلکہ باعثِ تعجب ہے کہ مدینہ پہنچتے ہی چند ماہ کے اندر اندر مسلمانوں کو حج اور عمرہ کرنے کا حکم مل جانا اس امر کا آئینہ دار تھا کہ کفارِ مکہ کو تنبیہہ شروع سے ہی اس امر کی ہو جائے کہ مسلمانوں کو مکہ جا کر حج اور عمرہ کرنے کے احکام مل چکے ہیں اور کفار کا یہ زعم کہ صرف بت پرست ہی مکہ کے محافظ ہیں اور رسولؐ کے پیروؤں کو کعبہ کی حدود کے اندر عبادت کرنے کا حق نہیں، قطعاً غلط اور ناقابلِ برداشت ہے۔ عام حالات میں رسولِ خدا سے حج اور عمرہ کے متعلق وحی کے احکام نازل ہونے کے بعد یہی توقع ہو سکتی تھی کہ رسولِ خدا وحی کے نازل ہونے کے فوراً بعد مسلمانوں میں اسی سال حج اور عمرہ کرنے کا اعلان کر دیتے۔ لیکن انتہائی حیرت و استعجاب ہے کہ رسولِ خدا نے اس حکم کی چھ برس تک تعمیل نہ کی۔ جس سے یہ نتیجہ یقینی طور پر اخذ ہوتا ہے کہ سورۃ البقرہ کے

Marfat.com

حج کے احکام تھے لیکن خدائے برتر و توانا نے وحی کے قطعی اور ناقابل بدل احکام کے بارے میں رسولِ خدا کی انتہائی دانش مندی اور مکمل مصلحت شناسی اور قوتِ غور و فکر کو پیشِ نظر رکھ کر ان کو رعایت دے دی تھی کہ وہ مناسب وقت پر ان احکام کی تعمیل کرے اور کیا عجب ہے کہ سورۂ البقرہ کے پہلے احکام خدا کی طرف سے بھی اس لئے نازل ہوئے تھے کہ ان کا مقصد فوری تعمیل نہ تھا بلکہ دینِ اسلام کے علمبرداروں میں مکہ کی لگن روزِ اوّل سے قائم رکھنا اور کفارِ مکہ کو بھی روزِ اوّل سے اس امر کی تنبیہہ کر دینا تھا کہ مسلمانوں کے مکہ سے مدینہ منتقل ہو جانے سے دینِ ابراہیم کی تجدید کا نصب العین ختم ہی نہیں ہوا بلکہ از سرِ نو زندہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ مصلحتیں ہیں جن کے باعث رسولِ خدا کو مصلحین بنی نوع انسان میں سب سے بڑے مفکرِ اعظم ماننے پر ہر شخص مجبور ہو جاتا ہے اور ان کی تجویز و تدبیر کے یہی کرشمے ہیں جن کے باعث رسولِ خدا اتنی قلیل مدت میں اس بے سروسامانی کے باوجود جو عرب میں ان کو لاحق تھی، وہ کفار کے ایک جمِ غفیر پر فتح پا گئے۔

الغرض رسولِ خدا نے اس سال مکہ کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جنگِ خندق کے بعد اُن کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ چند صد افراد کے ذریعے سے جو مدینہ میں تھے چوبیس ہزار کی دندناتی ہوئی فوج کو اپنی حکمتِ عملی سے بھگا کر پارہ پارہ کر سکتے ہیں۔ ان کو یقین ہو گیا کہ غزوۂ اُحد بھی مسلمانوں کی شکست نہ تھی بلکہ وہ بھی ایک قسم کی ٹھوس فتح تھی جو سطح بین نظروں میں اس کے برعکس دکھائی دیتی تھی۔ اُن کو دُھن تھی کہ اب مکمل طور پر غالب ہونے اور تمام عرب پر حاوی ہونے کا پہلا قدم یہی ہے کہ کسی نہ کسی عنوان سے مسلمان ایک دفعہ مکہ پہنچ جائیں اور مکہ میں ان کا قدم رکھنا ہی، جس سے وہ کمزوری کے زمانے میں اس درگت سے نکالے گئے تو بہر حال بھی، مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ کی سیاسی فتح ہے چنانچہ اس دُھن میں اُنہوں نے حقیقی طور پر اپنی قوم یعنی مہاجر اور انصار دونوں کو انتہائی طور پر سرگرم پایا اور ان کے اشارے سے تمام مدینہ میں گرم گرم تیاریاں ہونے لگیں۔ رسولِ خدا نفسیاتِ انسانی کے اس قدر ماہر تھے کہ انہیں مکہ جانے کا خواب حقیقت نظر آنے لگا، اور جس طرح کہ اُن کا معمول تھا اور وہ ہر غزوہ اور سریے میں معاملات کی پوری باگ اپنے ہاتھ میں رکھتے اور صحابہ کرام کے انتہائی علم و عمل کے باوجود اہم معاملات میں اُن کی نامناسب رائے کو رد کر دیتے اور وہ اس عزم پر بھی مضبوطی سے جمے رہے کہ کسی نہ کسی عنوان سے مکہ تک پہنچنا ہے اور غلبۂ اسلام کا یہ پہلا مرحلہ طے کرنا ہے۔ صحابہ اس معاملے میں اتنے گہرے نہ جا سکتے تھے کیونکہ وہ اب تک صرف سپاہی اور مجاہد یا زیادہ سے زیادہ دینِ اسلام کے احکام کے پابند تھے۔ قرآن حکیم کا حکم جو لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا: (۲۰/۱۱۴)۔ (یعنی اے دیکھو! اے نبیؐ، قرآن وہ پُر راز حکمت کتاب ہے کہ تو اس کے لفظوں کے سمجھنے میں جلدی نہ کر جب تک کہ تمام وحی تجھ پر پوری نہ اُتر جائے اور کہتا جا کہ اے رب! میرا علم زیادہ کر) کے الفاظ یا یہ حکم جو وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا: (۷۳/۴) یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ' کے الفاظ میں کئی جگہ دیا گیا تھا، اسی مقصد کے لئے تھا کہ وحی کے احکام کا ایک باطنی پہلو بھی ہے جس کا مقصد کم سے کم مدت کے اندر ان ناموافق حالات کے ہوتے ہوئے بھی غالب کرنا ہے جو رسولؐ کو پیش آ رہے ہیں۔ اس لئے اکثر احکام کا ایک دُور کا مقصد بھی ہے، جو سوچ بچار کے بعد ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ ادھر کفارِ مکہ کے لئے ان پے در پے ہزیمتوں کے بعد جو ان کو پچھلے چھ برس میں مدینہ کے مٹھی بھر

Marfat.com

مسلمانوں سے حاصل ہوئی تھیں، ایک بڑی ہزیمت یہ بھی تھی کہ مکہ سے نکال دیئے جانے کے بعد بھی مسلمانوں کی نگاہیں مکہ کی طرف نہ صرف سیاسی طور پر بلکہ عقیدتاً بھی تھیں اور کفار کسی عنوان سے عقیدے کے رستے میں رکاوٹ پیدا نہ کر سکتے تھے، خواہ سیاسی طور پر مدینہ کو مکہ سے الگ رکھنے میں وہ کامیاب بھی ہو جائیں۔ رسولِ خدا کے سامنے یہی عقیدہ کا طاقت در ہتھیار مکہ پر بالآخر قبضہ کرنے کا سیاسی ہتھیار بھی تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر مکہ والوں نے مدینہ والوں کے مکہ پر مذہبی عقیدے کو کسی عنوان سے بھی مان لیا تو مسلمانوں کی فتح ہے اور اس میں ان کو جلدی یا غیر معمولی جوش دکھلانا نہیں چاہیئے۔

۱۴۰۰ مسلمان چشم زدن میں حج کے لئے تیار ہو کر حدیبیہ پہنچ گئے!

الغرض چشم زدن میں ایک ہزار چار سو مسلمان حج کے لئے تیار ہو گئے۔ ستر اونٹ قربانی کے لئے اُن کے ساتھ تھے۔ اس خیال کو عوام میں ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ پُرامن طور پر مکہ کی طرف چلے ہیں اور کسی جنگ کرنے کی نیت نہیں رکھتے۔ وہ وادیٔ ذوالحلیفہ میں اُترے اور اونٹوں کی گردنوں میں لوہے کے نعل لٹکا دیئے تاکہ معلوم ہو کہ یہ اونٹ قربانی کے لئے ہیں۔ مسلمانوں نے اِکّا دُکّا ہتھیار بھی جو اتفاقاً ساتھ لے آئے تھے، ذوالحلیفہ میں چھوڑ دیئے اور اپنی سب تلواریں نیاموں کے اندر کر دیں۔ قریش کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو انہوں نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ خالد بن ولید اور قریش کے دو ایک اور سردار گھوڑوں کے ایک مضبوط دستے کے ساتھ ہراول کے طور پر آگے بڑھے۔ غمیم پہنچ کر جو مکہ سے دو منزل کے فاصلے پر تھا، اُن کو مسلمانوں کی فوج کی گرد اڑتی ہوئی نظر آئی تو مکہ میں قاصد بھیج کر شور مچا دیا کہ مسلمان آرہے ہیں ان کو روکنے کی زبردست تیاری کی جائے اور خود رسولِ خدا کے رستے میں بطور روک ڈٹے رہے۔ رسولِ خدا نے عام رستہ چھوڑ کر ایک پہاڑی اور مشکل رستہ جو وادیوں کے بیچوں بیچ جاتا تھا اختیار کیا اور خالد سے بچ کر مکہ سے ایک منزل دور حدیبیہ کے مقام پر آکر فروکش ہو گئے جو مقامِ مکہ کے مقدس حدود کے اندر تھا۔ یہ وہ مقام تھا جہاں ایک روایت کے مطابق اُن کی مشہور اونٹنی خود بخود دو زانو ہو کر بیٹھ گئی اور باوجود کوشش کرنے کے آگے نہ بڑھی۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے قریش کو اپنے پُرامن ارادوں کا یقین دلایا اور حج کے حقوق اور رعایات کا اُن سے مطالبہ کیا۔

کفارِ مکہ میں افراتفری اور سفیروں کے ذریعہ سے رسولؐ سے گفت گو ئیں؟

قریش کی طرف سے بھی قاصد اور پیغامبر فوراً پہنچ گئے۔ سب سے پہلے ایک قاصد بُدیل بن ورقا پہنچا۔ رسولؐ نے اس کو اپنے ارادوں سے مطلع کیا۔ قریش نے ذرہ بھر اِن ارادوں کی پرواہ نہ کی اور کہا کہ ہم کسی شرط پر مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی قریش سے اجازت لے کر رسولؐ کے پاس پہنچا۔ یہ قاصد حیران ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں رسولِ خدا کا احترام کس قدر ہے، وہ کس قدر اس کے حکم کے اطاعت گزار ہیں اور جہاں اس کا پسینہ گرے اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ عروہ کو قریش نے تاکید سے سمجھا دیا کہ کسی معقول معاہدہ کی حامی نہ بھرنا۔ عروہ نے رسولؐ کے ساتھ اکڑ سے بات کرنی شروع کی اور دھمکی دی کہ اگر آپ نے ہماری شرائط قبول نہ کیں

تو ہم آپ کا مزاج درست کر دیں گے۔ اس حیث بیث میں عروہ کا ہاتھ رسولؐ کی ڈاڑھی کو لگ گیا یا اُس نے گستاخی سے لگایا۔ یا جیسا کہ بعض کا خیال تھا کہ وہ رسولؐ کے قتل کے لئے آگے بڑھ رہا ہے تو حضرت ابوبکر اور دوسرے مسلمان تمتما اُٹھے اور عروہ کو سختی سے کہا کہ حدّ ادب کے اندر رہو ورنہ معاملہ تمہارے حق میں خراب ہوگا۔ اُدھر نماز کے لئے رسولؐ وضو کر رہے تھے تو کچھ صحابہ نے اُن کے وضو کے پانی کو تبرک یا نمائش کے طور پر اپنے جسم پر مل لیا۔ اس سے عروہ سخت حیران ہؤا اور جا کر قریش سے کہا کہ بھئی لوگو! میری رائے نہیں کہ ایسے شخص سے جس کا احترام شاہانِ قسطنطنیہ اور ایران سے زیادہ ہو رہا ہو، دشمنی مول لی جائے۔ وہ پُر امن طور پر حج کا ارادہ رکھتا ہے اور ان کے پاس ہتھیار بھی نہیں۔ وہ حج کر کے فوراً واپس چلے جائیں گے، اس لئے اُن کو اجازت دے دینے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد تیسرا قاصد حلیس آیا۔ اُس نے بھی واپس آ کر قریش کو یہی رائے دی مگر قریش مکّہ میں داخل ہونے کی رائے کو مانتے ہی نہ تھے۔ اس پر حلیس بگڑ بیٹھا۔ اور کہا کہ میں اپنے قبیلے کے ہتھیار محمدؐ کے سپرد کرتا ہوں کہ تم سے لڑے۔ ابھی وہ چلنے ہی لگا تھا کہ رسولؐ کی طرف سے فراش بن امیہ قریش کے پاس پہنچے۔ انہوں نے فراش کا سامان اور کپڑے چھین لئے اور اُن کا اونٹ مار دیا اور وہ بمشکل واپس پہنچے۔ قریش نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بعد میں ایک دستہ بھیجا، اُن کو قید کر لیا گیا، لیکن بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ آپ نے اس کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کو روانہ کیا۔ قریش نے اُن کو قید کر لیا اور کئی دن گزر گئے کہ واپس نہ آئے۔ حدیبیہ میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان کو قتل کر دیا گیا۔ آپؐ نے انتہائی رنج میں دس آدمیوں کا وفد بھیجا جس میں ربیعہ بن ہشام، عبداللہ بن اُمیہ، کرز بن جابر، حُمیر بن وہب، عبداللہ بن سہیل، عباس بن ربیعہ، حاطب ابن ابی بلتعہ، عبداللہ بن عمیر، ابوالروم بن عمیر اور حاطب بن عمر تھے۔ قریش نے ان کو بھی قید کر لیا۔ مجبوراً رسولؐ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور صحابہ بشمولیت مستورات کے جن کی تعداد سولہ سترہ سو تھی، سے جاں نثاری کی مشہور بیعت لی جس کا نام بیعت الرضوان ہے اور جس کا ذکر قرآن میں لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (سورۃ الفتح) کے الفاظ میں ہے۔ قریش نے یہ خبر سُنی تو ان کے دلوں میں بہت سا خوف پیدا ہؤا۔ انہوں نے فوراً قاصد روانہ کیا اور کہا کہ حضرت عثمان کو شہید نہیں کیا گیا بلکہ زندہ ہیں۔ اسی رات قریش نے پچاس چیدہ چیدہ بہادر، مسلمانوں کی منزل پر شبخون مارنے کے لئے بھیجے، لیکن وہ مسلمان جاسوسوں کی زد سے نہ بچ سکے اور سب گرفتار کر لئے گئے۔ جب یہ لوگ واپس نہ آئے تو قریش نے سہیل بن عمرو کو تلاش کے لئے بھیجا۔ اس کو معلوم ہو گیا کہ وہ پکڑے گئے ہیں تو رسولؐ سے درخواست کی کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ رسولؐ نے مضبوطی سے کہا کہ جب تک ہمارے آدمی سب کے سب ادھر نہ پہنچیں گے تمہارے قیدی رہا نہ ہوں گے۔ بالآخر حضرت عثمان اور باقی رفقاء کے پہنچنے سے عام اطمینان پیدا ہو گیا اور ابھی قدم اٹھانے کے درپے ہی تھے کہ قریش کی طرف سے قاصد پر قاصد آنے لگے۔

صلح حدیبیہ کا تحریری عہد نامہ اور اس کی شرطیں

بالآخر خالد بن ولید اور سہیل بن عمرو کی شرکت سے عہد نامہ تیار ہؤا جو دس سال کے لئے تھا۔ اس عہد نامہ کی رُو سے مسلمانوں کو حج کرنے کی

Marfat.com

ایامِ حج میں کھُلی اجازت ہوگی۔ وہ تین دن تک مکہ میں رہیں گے۔ شرطیں یہ تھیں کہ مسلمان اس سال نہیں آئندہ سال آئیں، کوئی ہتھیار سوائے نیام شدہ تلوار کے نہ لائیں۔ جو مسلمان مکہ میں اس وقت ہیں اُن کو واپس نہ لے جائیں۔ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رُک جانا چاہے اُس کو چھوڑ جائیں، وہ پھر واپس نہ ہوگا۔ جو مکہ کا مسلمان مدینہ پہنچ جائے اُس کو واپس کر دیں۔ فریقین قبیلوں میں سے جس کو چاہیں حلیف بنائیں کوئی پابندی نہ ہوگی۔ معاہدہ کو لکھنے کے لئے حضرت علی مقرر ہوئے تو انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے الفاظ لکھے۔ سہیل نے اعتراض کیا کہ صرف بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو۔ رسولِ خدا مان گئے۔ پھر مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ لکھے۔ اس پر اعتراض کیا کہ اگر آپ رسول اللہ ہیں تو جھگڑا ہی کیا تھا۔ حضرت علی نے گوارا نہ کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھے[*] اور یہ تصفیہ طے ہوا۔ اسی سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل کی وجہ سے جو مسلمان ہو گئے تھے اور اس وقت رسولِ خدا کے پاس مکہ سے بھاگ کر آئے تھے، یہ شرط لکھی گئی کہ مکہ کا مسلمان اگر رسولؐ کے پاس ہو تو اُس کو واپس کر دیا جائے۔ رسولؐ نے بہتیرا کہا کہ ابوجندل اس معاہدے سے پہلے کا پہنچا ہُوا ہے، مگر سہیل نہ مانا اور معاہدہ کو فسخ کرنے لگا۔ بالآخر رسولؐ یہ شرط بھی مان گئے اور ابوجندل کو بصد اکراہ واپس کر دیا۔

عہدنامہ حدیبیہ سے صحابہ میں مایوسی کے آثار!

مدینہ والوں پر یہ معاہدہ جس میں مسلمانوں کی بہت کچھ سُبکی نظر آتی تھی بہت شاق گزرا۔ وہ بار بار اس کی ایک ایک شرط اور محمد بن عبداللہ اور بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ کے الفاظ کو دیکھ کر اپنے دانت پیستے اور اُس کو رسولِ خدا کی کمزوری پر محمول کرتے۔ ابوجندل کے دردناک واقعے نے اس زخم پر اور نمک چھڑکا اور صحابہ نے رسولِ خدا سے شکایت کی کہ ایسی صلح ہمارے لئے باعثِ شرم ہے۔ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی تلواریں ننگی کریں۔ کم نگاہ عقیدت مند اور اسلام کی آن پر مرمٹنے والے صحابہ اس خیال میں مگن تھے اور اُدھر رسولؐ اور اُن کے خدا کسی دوسرے خیال میں تھے۔ رسولؐ نے صحابہ کو سمجھایا کہ اسی میں بہتری ہے کہ اب کی دفعہ حج نہ کیا جائے۔ یہ سب شرطیں جو کی گئی ہیں عارضی ہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ آئندہ سال سے ہم حج کے لئے آجا سکیں گے۔ مگر صحابہ کے دل تسلی نہ پاتے تھے۔

وحی کے ذریعے سے مسلمانوں کو تسلی!

بالآخر فوراً اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے الفاظ میں وحی نازل ہوئی۔ یعنی یہ کہ حدیبیہ کا عہدنامہ کیا ہے، اے نبیؐ! یہ تو تیرے واسطے ایک عظیم الشان اور روشن فتح ہے! ان الفاظ سے مسلمانوں کو اطمینان ہوا اور کچھ دیر کے بعد جب وہ حالات پر غور کرنے لگے ہوں گے تو ان کو ضرور ظاہر ہو گیا ہوگا کہ حدیبیہ میں آ کر مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ کی کھُلی اجازت قریش سے لے لینا ایک بڑی عظیم الشان فتح ہے جس کی منظوری اس کم نگاہ قوم نے بے سوچے سمجھے دے دی اور جو اُن کی آئندہ بربادی کا یقیناً پیش خیمہ ثابت ہو کر رہے گی۔

---

[*] اپنے ہاتھ سے لکھنے کے اس واقعہ سے ہی ثابت ہے کہ رسولِ خدا "اَن پڑھ" نہ تھے۔

Marfat.com

عہد نامہ کے بعد رسولِ خدا نے یہیں احرام اُتار کر قربانی کی اور سر کے بال کٹوا دیئے حالانکہ حج کے موقع پر یہ رسمیں ادا ہونی تھیں۔ صحابہ نے بھی اگرچہ آپ کی تقلید کی مگر دلوں میں پھر بے اطمینانی پیدا ہوئی اور رسولؐ سے پوچھا کہ آپ کی خواب کے مطابق یہاں مکہ میں داخل ہونا تھا۔ رسولؐ نے پھر اطمینان دلایا کہ یہ وہاں جاکر سر منڈانا یقیناً اگلے سال ہوگا۔ آپ مطمئن رہیں کہ یہ خواب پورا ہو کر رہے گا۔ چنانچہ جب اس کے متعلق وحی بھی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ : (۴۸) کے الفاظ میں، یعنی بے شک خدا نے رسولؐ کے خواب کی تصدیق کر دی کہ تم ضرور مسجدِ حرام میں اگر خدا نے چاہا داخل ہوگے، نازل ہوئی تو صحابہ کو پورا اطمینان ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی مکہ کے ایک مسلمان ابوبصیر بھاگ کر مدینہ پہنچے۔ ان کو کفارِ مکہ بہت تکلیفیں دیتے تھے۔ قریش نے دو آدمی ان کو لینے کے لئے بھیجے۔ رسولِ خدا نے اُن کو حوالے کر دیا۔ واپسی مکہ پر ابوبصیر نے ایک محافظ کو قتل کر دیا۔ دوسرا محافظ بھاگ کر مدینہ آیا اور رسولِ خدا سے شکایت کی۔ ابوبصیر نے رسولِ خدا سے کہا کہ آپ پر اب کوئی ذمہ داری نہیں، میں جہاں چاہوں گا رہوں گا۔ وہ مقام عیص میں جاکر رہنے لگا اور قریش کے شام جانے والے قافلوں پر حملے شروع کر دیئے۔ ان کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی عیص آکر جن میں ابوجندل بھی شامل تھے، ابوبصیر سے مل گئے اور قریش کے لئے ان مسلمانوں نے نئی مصیبت کھڑی کر دی۔ بالآخر چند ماہ کے اندر اندر قریش نے رسولِ خدا سے درخواست کی کہ کیا مکہ والی شرط کو منسوخ کر دیا جائے، کیونکہ مسلمانوں نے ہمارے قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے وہ آپ کی نگرانی میں رہیں گے تو ہم محفوظ رہیں گے۔ انہوں نے منظوری دے دی۔ اس طرح سب مسلمان مدینہ آگئے اور صلحنامہ کی یہ شرط بھی ختم ہوگئی۔

دنیا کے انجام پر ایک نظر!

وہ وقت قریب آ رہا ہے جب ریشمی لباسوں کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہو گا۔ لوگوں کے پاس بڑا مال ہو گا۔ عزت و تکریم مالداری کی وجہ سے ہو گی۔ بے حیائی خوب پھیلے گی۔ کم عمروں اور نا سمجھوں کو حکمرانی کی مسندوں پر بٹھایا جائے گا۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو جائے گی۔ حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں دھوکابازی اور ڈنڈی مارنی عام ہو گی۔ ایک شخص کو اپنی اولاد پالنا بوجھ محسوس ہو گا لیکن کتے کے بچے کو وہ شوق سے پالے گا۔ نہ بڑوں کی عزت رہے گی نہ چھوٹوں سے شفقت۔ زنا کی اولاد کثرت سے ہو گی۔ بدکاری اتنی بڑھ جائے گی کہ چوراہوں اور پبلک مقامات پر مرد عورت سے ملوث ہو رہا ہو گا۔ اس دور میں جب کوئی اس روش کا ذکر کرے گا تو سننے والا کہے گا کہ تو خود ہی کیوں اس راہ سے ہٹ کر نہ چلا جہاں کھلے عام زنا ہو رہا تھا۔ مدانیت کرنے اور سب کچھ دیکھ کر چپ رہنے والوں کی مثال یہ ہو گی گویا بھیڑیوں نے بھیڑوں کی کھال پہن لی ہے"۔ (حدیث نبویؐ)

Marfat.com

(۱۸)

سورۃ الفتح (۴۸) میں

صلح حدیبیہ کی حکمت کا حوصلہ افزا انکشاف!

عرب بدوؤں کو حج کے لئے لے جانے کی حکمتِ عملی، مالِ غنیمت کی ترغیب!

کفار کا شکست کھا جانا قانونِ خدا ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے!!

غلبۂ اسلام کا آخری منظر!

سورۃ النجم (۲۲) کے بعد سورۃ الفتح (۴۸) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے شمار کے حساب سے اٹھارھویں سورت اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۸ ویں وحی ہے اور جس کا حجم ۸۴ سطریں ہیں۔ یہ سورت ۶ھ کے آخری ماہ ذی الحجہ میں جب کہ رسولِ خدا ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ عمرہ کے ارادے سے مدینہ سے کوچ کر کے مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں مقیم تھے اور وہاں پر کفارِ مکہ سے طے ہوا کہ وہ اس سال واپس چلے جائیں، لیکن اگلے سال حج کریں، حدیبیہ سے مدینہ کی طرف واپسی پر نازل ہوئی۔ جیسا کہ گزر چکا ہے چونکہ صلح حدیبیہ کا واقعہ مسلمانوں میں عام طور پر کمزوری کا صلح نامہ سمجھا گیا تھا اور رسولؐ اپنے کمالِ تدبر کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ کفارِ مکہ کا مسلمانوں کو حج کی اجازت دے دینا (خواہ وہ اگلے سال ہی ہو) اُن کی کھلی شکست ہے۔ اس لئے لازم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کی بے چینی کو وحی کے ذریعہ سے دور کر کے اُن کے حوصلوں کو بلند رکھا جائے چنانچہ اسی تقریب سے پہلے رکوع میں کہا:-

رسولِ خدا کے "پہلے" اور "پچھلے" گناہوں کی نوعیت کیا تھی؟ اُن کی تشریح!

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ

Marfat.com

اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ○ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ○ : (۱-۹) اے محمدؐ! درحقیقت ہم نے (حدیبیہ صلح نامہ کرا کے) تم کو (کفار مکہ پر) کھلی فتح دی (اور یہ فتح ہی نہیں بلکہ ایک رُو سے اس کا پیش خیمہ ہے کہ کفار مکہ سے پہلی بار تمہاری جماعت کی طاقت منوا کر) خدا تمہاری (جماعت کی) پچھلی (اُنیس سال کی) واماندگیوں بلکہ آگے آنیوالی کمزوریوں سے بھی درگزر کرے (لِيَغْفِرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ)[*] اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنے کی ابتدا کر) دیتے اور تجھے (غلبے اور تمکن فی الارض کے) راہِ راست پر (ابھی سے) چلا دے اور عظیم الشان مدد دے۔ وہی خدا ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں (اس صلح کے بارے میں) اطمینان ڈال دیا تاکہ ان کا (تمہاری فراست پر) ایمان پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے اور خدا کے قبضہ میں تو آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر ہیں (وہ کمزور سے کمزور جماعت کی اگر مناسب سمجھے مدد کر سکتا ہے) اور وہی بڑا علم اور حکمت والا خدا ہے (یہ صلح نامہ اس امر کا پیش خیمہ ہے) تاکہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ان سرسبز باغوں کی بادشاہت ہمیشہ کے لئے عطا کرے جن کے میدانوں میں دریا بہہ رہے ہیں اور ان کی اجتماعی بدحالیاں دُور کرے اور یہ خدا کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ نیز یہ کہ منافق مردوں اور عورتوں اور مُشرک مردوں اور عورتوں کو جو اللہ کے (جزا دینے کے) متعلق بدگمان ہیں اور خود برائی کے چکر میں پڑے ہیں (ذلیل اور رسوا کرے) خدا نے ان پر غضب نازل کیا ہے اور لعنت بھیجی ہے اور اُن کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے . . . . پھر کہا۔ اے محمدؐ! ہم نے فی الحقیقت تم کو (خدا کی خدائی کا زندہ) گواہ (کھلے طور پر تمکن فی الارض اور سلامتی کی) خوشخبری دینے والا اور (ہلاکت کے جہنم سے) ڈرانے والا بنا بھیجا ہے تاکہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور اُس کے رسول پر، اور اُس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تحمید و تقدیس کرو۔

پھر کہا کہ جو لوگ (اس خبر کے آنے کے بعد کہ کفارِ مکہ نے عثمان بن عفان سفیرِ رسولؐ نے صلح کی گفتگو کے لئے بھیجا تھا، قتل کر دیا ہے) تجھ سے (مرنے مارنے کی) بیعت کر رہے ہیں وہ دراصل خدا سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ (دراصل) اُن کے ہاتھوں پر ہے (صرف تمہارا ہی نہیں) پھر جو اس عہد و پیمان کو توڑ دے گا اُس کا وبال اپنی جان پر ہوگا اور جس نے اس کو پورا کیا تو خدا اُس کو عنقریب اجرِ عظیم دے گا۔

دوسرے رکوع میں کہا۔ (اے محمدؐ، بدوؤں میں سے) وہ لوگ جو (تمہاری مکہ کی طرف چلنے کی عام دعوت کے باوجود تمہارے ساتھ نہ گئے اور قریش مکہ سے ڈر کر) پیچھے رہ گئے وہ تمہیں کہیں گے کہ ہم کو مال اور اولاد کی مشغولیت نے تمہارے ساتھ چلنے نہ دیا، اس لئے اب ہمارے گناہوں کی خدا سے معافی مانگ۔ وہ دراصل زبانوں سے وہ بات کہہ رہے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ ان کو کہہ دو (بہانہ بازو!) اگر خدا تمہیں کوئی نقصان یا فائدہ پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اس کو تم سے ہٹا رکھنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یُوں تو خدا تمہارے عمل سے

(*) قرآن حکیم کے ان الفاظ نے مسلمانوں میں جو فتنہ پیدا کیا ہے ان کا صحیح مفہوم میں نے بتا دیا ہے۔

Marfat.com

پورے طور پر واقف ہے۔ تم نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ (اگر رسولؐ مکّہ کی طرف حج کرنے کی نیت سے گیا تو) نہ وہ نہ اُس کے ساتھی مسلمان کبھی واپس اپنے گھروں کو لوٹیں گے (بلکہ کفارِ مکّہ اُن کو وہیں کھیت کر دیں گے) اور تمہارا یہ گمان تمہارے دلوں کو اچھا لگتا رہا۔ حالانکہ تم نے انتہائی بدگمانی کی تھی اور تم وہ قوم ہوگئے جس کی سزا ہلاکت ہے . . . ہم نے ایسے کافروں کے لئے جہنّم تیار کر رکھا ہے . . . . (یہ بدّو لوگ تو وہ بدقماش لوگ ہیں کہ) اگر کسی آئندہ موقع پر مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے لئے تم چل پڑو تو یہ (فوراً) کہہ دیں گے کہ چھوڑو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ (ان کے خلاف) اللہ کا فیصلہ کسی نہ کسی بہانے سے بدل دیں۔ (اے محمدؐ!) انہیں کہہ دو کہ تم (اُس وقت) ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلوگے (یعنی ہم تمہیں مالِ غنیمت لینے کے وقت ہرگز ساتھ نہ لے جائیں گے) یہی خدا کا قول اِس سے پہلے (لوگوں کے لئے) تھا، تو پھر یہ لوگ کہیں گے کہ تم لوگ تو ہم سے حسد کرتے ہو کہ مالِ غنیمت میں حصّہ نہیں دیتے اُن کو کہو کہ) تمہاری سمجھ بہت ہی ناقص ہے۔ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ○ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ○ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○ (۴۸)۔

پھر چونکہ رسولِ خدا خاص طور پر چاہتے تھے کہ بدّوؤں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ ملالیں تاکہ نہ صرف یہ کہ حج کرنے والوں کی تعداد اگلے سال زیادہ ہو جائے بلکہ کفارِ مکّہ کے حوصلے پست ہوں کہ محمدؐ نے بدّوؤں کو بھی دینِ اسلام میں شامل کر لیا ہے اور اس کے پیروؤں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، اِس لئے پھر تیسری بار ان کو خطاب کیا کہ (اے محمدؐ!) ان پیچھے رہ جانے والے بدّوؤں کو کہہ دو کہ (تم جو لوٹی پھوٹی مسلمانی کا دعوئے رسولؐ سے کرتے ہو اور وقت پر قریشِ مکّہ کے ڈر سے پیچھے رہ جاتے ہو اور رسولؐ کو چھوڑ دیتے ہو) عنقریب تم کو ایک خوفناک طور پر طاقتور قوم سے مقابلے کے لئے بلایا جائے گا تاکہ اُن سے اُس وقت تک قتال بالسیف کرو کہ مسلمان ہو جائیں، تو اگر تم حکم مان لوگے خدا تم کو اُس کا عُمدہ اجر دے گا اور اگر رُوگردانی کروگے جیسا کہ تم نے پہلے کی تو تمہیں دردناک عذاب دے گا، ہاں البتہ اندھے، لنگڑے اور بیمار لوگ اِس حکم سے مستثنیٰ ہیں، جس نے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی، اُن کو سرسبز اور سیراب ملکوں کی بادشاہت عطا فرمائے گا۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ
فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ٥ لَيْسَ
عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ٥ : (۴۸)۔

تیسرے رکوع میں کہا کہ بے شک خدا ان ایمانداروں سے راضی ہوگیا جو درخت کے نیچے (حدیبیہ کے میدان میں) تم سے (مارنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے ۔ وہ ان کی بے اطمینانی کو جو اُن کے دلوں میں تھی جان چکا تھا۔ پھر اُس نے اُن کو اطمینان دیا اور فتح بھی جلد ہی دے دی اور اس کے علاوہ کثرت سے مال غنیمت جو وہ (عنقریب) لے لیں گے اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا خدا ہے۔ خدا نے تم سے کثیر مال غنیمت کا وعدہ کر لیا ہے جس کو تم عنقریب لے لوگے تو جلد ہی اُس نے تمہیں سردست یہ (قریبی) فتح (صلح حدیبیہ کی صورت میں) دے دی اور دشمن کے ہاتھ تم سے روکے رکھے اور یہ اس لئے بھی کہ ایمانداروں کے لئے یہ (چھوٹی سی فتح خدا کی تائید کی) نشانی بن جائے اور تاکہ وہ تمہیں راہِ راست کی طرف لے جائے اور دوسری فتح (فتح مکہ) جس پر تم ابھی قادر نہیں ہوئے، وہ بھی خدا کے حیطۂ اقتدار میں ہے (وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا) اور اللہ تو ہر شئے پر قادر ہے : لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا
قَرِيْبًا ٥ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ٥ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ٥ۙ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ٥ : (۴۸)۔ **فَتْحًا قَرِيْبًا** کے الفاظ سے بعض مفسرین فتح خیبر مراد لیتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ آگے چل کر (صفحہ ۲۱۱) یہی الفاظ صلح حدیبیہ کے متعلق استعمال ہوتے ہیں۔ اِن اطمینان دہیوں کے بعد کہا :۔

کفار کا ایمان والوں کے ہاتھوں شکست کھانا قانونِ خدا ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے!

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ٥ سُنَّةَ
اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ٥ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ
عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ٥ : (۴۸)۔

اور (اے محمدؐ! خوب سمجھ رکھو کہ) اگر یہ کافر تم سے جنگ کریں گے تو یقین ہے کہ وہ ہی پیٹھ پھیریں گے اور پھر اُن کا کوئی والی اور مددگار نہ ہوگا۔ یہ وہ قانونِ الٰہی ہے جو (ہزاروں برس) پہلے سے (ایک ہی) آرہا ہے اور تو ہرگز قانونِ خدا میں کبھی تبدیلی نہ پائے گا۔ خدا وہی

Marfat.com

ہے کہ جس نے وادیٔ مکّہ میں (جب کہ تم ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں عمرہ کرنے کی نیّت سے رسولؐ کے ساتھ گئے تھے) اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روکے اور ہٹائے رکھے (اور فریقین میں لڑائی نہ ہونے دی) بعد اس کے کہ (صلح حدیبیہ کے عہدنامہ کے ذریعہ سے ہی) اس نے تم کو کفارِ مکّہ پر غالب کر دیا تھا اور اللہ تمہارے اعمال کو انتہائی غور سے دیکھ رہا ہے۔

پھر اسی تیسرے رکوع میں کہا کہ یہ کافر ہی تو ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے میدان میں تم کو مسجدِ حرام (کی زیارت) سے روکے رکھا، اور قربانی کے اونٹوں کو (جو رسولِ خدا ساتھ لے گئے تھے) اپنی قربان گاہ تک جانے سے روک دیا اور اگر مکّہ کی سرزمین میں کئی کمزور اور بے بس مسلمان مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم نہ جانتے تھے کہ کفار سے جنگ ہو جانے کی صورت میں تم ان کو کفارِ مکّہ کے ظلم کے ذریعہ سے نادانستہ پامال کر دیتے اور پھر اُن کے کچلے جانے کی وجہ سے تم کو سخت خرابی لاحق ہوتی (تو تم ضرور کفارِ مکّہ سے حدیبیہ کے میدان میں ہی دست بدست جنگ کر کے اُن کو بھگا دیتے اور تم کو لڑائی سے رُک جانے کا حکم نہ دیا جاتا) (تمہیں لڑائی سے اس لئے روکا گیا) تاکہ خدا اپنی رحمت میں جس کو مناسب سمجھے، داخل کر لے: (هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اور اگر کفارِ مکّہ ان (بے کس اور بے بس مسلمانوں) سے (جو مکّہ میں رہتے تھے) الگ ہو جاتے (لَوْ تَزَيَّلُوْا) تو ہم (تمہاری جنگ اُن سے کرا کر) اُن کو دردناک عذاب دیتے۔ یہ وہ وقت تھا کہ کفارِ مکّہ نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد ٹھان لی تھی کہ ہم کسی صورت میں مسلمانوں کو مکّہ میں داخل نہ ہونے دیں گے (اور وہ تم سے بہرصورت جنگ کرنے کو تیار تھے کہ دل کی بھڑاس نکالیں) پھر اللہ نے مومنوں اور رسولؐ پر اطمینان نازل کر دیا اور ان پر (ضدی دشمن سے) بچ کر نکل جانے کی بات لازمی کر دی (وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى) کیونکہ وہ اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور اس کے اہل بھی تھے: اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ : (۴۸/۳)۔

چوتھے رکوع میں پھر دھڑلے سے کہا کہ اے مسلمانو! (اس صلح حدیبیہ کے عمدہ طور پر سرانجام ہونے سے اور کفارِ مکّہ کے اس شرط کو مان جانے سے کہ مسلمان اگلے سال حج کریں) اللہ نے رسولؐ کا وہ خواب سچ کر دکھایا کہ ہم ضرور اگر اللہ نے چاہا (اب کے سال نہ سہی اگلے سال) مسجدِ حرام میں پُرامن طور پر اپنے سر مُنڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف و خطر داخل ہوں گے، تو خدا وہ کچھ جانتا ہے جو تم نہ جانتے تھے، اس لئے خدا نے اسی سال تم کو (سیاسی) فتح دے دی:-

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا ○ : (۲۷/۴۸)۔

غلبۂ اسلام کا آخری منظر کفار کے لئے موت افزا ہے!

پھر اخیر میں مسلمانانِ مدینہ کو قطعی طور پر کفارِ مکہ پر مکمل فتح حاصل کرنے اور ان کے بالآخر تہس نہس ہو جانے کی یقینی امید دلانے کی غرض سے حسب ذیل شاندار، بے مثال اور لازوال الفاظ میں مسلمانوں کے گن گائے تاکہ مدینے کے چند ہزار مسلمانوں کے حوصلے اس قدر بلند ہو جائیں کہ وہ تمام عرب بلکہ تمام روئے زمین پر چند برسوں کے اندر اندر غالب ہو سکیں۔ اور ان الفاظ پر سورۃ الفتح ختم کر دی:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ○ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ : (۲۹/۴۸)۔

(لوگو! تمہارا پروردگار) وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو (خاص اپنی طرف سے) خاص الخاص ہدایت اور (صحیفۂ فطرت کا) برحق دین دے کر صرف اس غرض و غایت کے لئے بھیجا کہ وہ دین باقی سب دینوں پر (اسی طرح) غالب آ جائے (جس طرح کہ ہر باطل پر سچائی غالب آ جاتی ہے) اور اس امر کے لئے (کہ یہ خدا کا دین کیونکر باطل پر غالب آ جائے گا) خدا کا گواہ ہونا کافی ہے (لوگو! یاد رکھو کہ) محمدؐ خدائے عالمیان کی طرف سے بھیجا ہوا شخص ہے اور جو لوگ (اس کے دین کو صحیح معنوں میں ترقی کے ملک الاملاک تک لے جانے والا دین سمجھ کر) اس کے ساتھ ہو چکے ہیں (وہ اس عظیم الشان عزم اور استقلال کے مالک ہیں کہ) ان لوگوں پر جو خدا کے (قانون اور صحیفۂ فطرت کے) منکر ہیں انتہائی طور پر سخت ہیں (اور ان کو مٹا کر رہیں گے) (اور اسی طرح) وہ آپس میں انتہائی طور پر رحم والے (کیونکہ ان سب کا منتہائے نظر ایک ہے) تو اُن کو دیکھ رہا ہے کہ وہ (خدا کے ہر حکم پر) تن بہ تسلیم اور سر بسجود رہیں۔ وہ (خدا سے ایک ایسی چیز کی) تجسس اور تلاش میں ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے (قوم پر) دنیاوی انعامات کی بارش اور پھر (فضلِ خدا کی وجہ سے) اللہ کی خوشنودی ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں سے ہی تسلیم کے آثار عیاں ہیں[۲]۔ یہی ان کی وہ تصویر تھی جو توراۃ میں بیان کر دی گئی تھی اور یہی اُن کی شان انجیل میں

(۲) تحت المتن اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

واضح ہے (یہ وہ عظیم الشان لوگ ہیں جو) مثل ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے) اپنی (چھوٹی سی) کونپل نکالی۔ پھر اس کو طاقت ور کر دیا، پھر وہ موٹی ہوتی گئی، پھر اپنی ڈنڈی پر خوب قائم ہو گئی، اور کسانوں کو (جنہوں نے بیج بویا تھا) خوش کرنے لگی تاکہ منکر لوگ اس کو دیکھ کر سخت ترین غصے میں آجائیں (یاد رکھو کہ) اللہ ان میں سے ایمان والی قوم سے جنہوں نے (خدا کے منتہا کو سامنے رکھ کر) مناسب اعمال کیے اُن کی درماندگیوں پر پردہ پوشی کا وعدہ کر رکھا ہے اور (اس کے علاوہ) ایک بہت بڑے عظیم الشان اجر کا وعدہ (جو بادشاہت زمین کی صورت میں ہو گا) (تورات اور انجیل کے ذکر سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں ایمان اور عمل صالح کے یہی اوصاف تھے)۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (الانبیاء)

"اور جس قوم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا اُس کا پھر اُبھرنا محال ہے"

تذکرہ

ہرگز نہیں یہ تو ایک عبرت ہے سو جو چاہے اِس سے عبرت پکڑ لے

جس میں مسلمانانِ عالم کو اُن کی اجتماعی موت و حیات کے متعلق پیغامِ اخیر دیا گیا ہے۔

حضرت علامہ مشرقی

---

(۲) ماتھوں کو رگڑ رگڑ کر گٹے ڈال لینا مراد نہیں، بلکہ ان کی نشانی یہ ہے کہ اُن کے چہروں پر اطاعت کے آثار نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۹)

صلح حدیبیہ کے متعلق سورۃ الفتح (۴۸) کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں میں

عزم و عمل کی عظیم الشان لہر

صرف ایک ماہ بعد غزوۂ خیبر کی عظیم الشان اور کثیر مال غنیمت کا حصول!

سورۃ التحریم (۶۶) میں پھر رسولؐ کی خانگی اُلجھنوں کا ظہور!

سورۃ الممتحنہ (۶۰) میں پھر کفار سے الگ تھلگ رہنے کے احکام!

صلح حدیبیہ کے بعد سورۃ الفتح (۴۸) کا نازل ہونا (جو ۶ھ کے آخری ماہ ذی الحجہ میں تھا) مسلمانوں کے لئے ایک عجیب و غریب اطمینان کی صورت اس لئے بھی تھی کہ اس سورت میں نہ صرف یہ کہ صلح کو فَتْحًا مُّبِيْنًا (عظیم الشان اور روشن فتح) کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا بلکہ واضح الفاظ میں کہا گیا کہ اگر کفار تم مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے تو خدائے زمین و آسمان کا پُرانا قاعدہ جو ہزاروں برس سے چلا آیا ہے یہ ہے کہ وہ یقیناً پیٹھ پھیریں گے (لَوَلَّوُا الْاَدْبَار) اور شکست کھائیں گے۔ اس وحی نے مسلمانانِ مدینہ کے حوصلوں کو صدہا گنا زیادہ کر دیا اور وہ کفار کو یقینی شکست دینے کے لئے کئی گنا زیادہ آمادۂ کار ہو گئے۔ آج کل کے مسلمان ہوتے تو وہ خدا کے اس وعدہ کو سُن کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے اور چھپر پھاڑ کر خدا کی دین کے منتظر رہتے! اس اعلان کے ساتھ اسی سورۃ الفتح میں خدائے بزرگ و توانا نے مسلمانوں کے ساتھ کثرت سے مال غنیمت دینے کا وعدہ کیا (وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً) اور اس وعدے نے غریب اور بے بس مسلمانوں کے حوصلوں میں نئی جان ڈال دی کہ دینِ اسلام کو انیس برس تک دنیاوی گھاٹے میں اختیار کر کے اب نفع کے دن آ رہے ہیں اور غلبۂ اسلام کی اُمیدیں پُوری ہو کر رہیں گی۔ اِن وعدوں کے ساتھ ساتھ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں یہ کہہ کر کہ تم مسلمان انشاء اللہ العزیز (اس سال نہ سہی تو اگلے سال ۷ھ کے ماہ ذی الحجہ میں) پُرامن طور پر اور پرانی رسم کے مطابق سر مُنڈا کر اور بال کترواتے ہوئے مسجدِ حرام میں داخل ہوں گے۔ یہ معنی خیز اشارہ کر دیا کہ خدا کی رسولؐ کو بھیجنے کی واحد غرض یہ ہے کہ وہ دینِ اسلام کو رُوئے زمین کے تمام دینوں پر غالب کر کے رہے اور اس منزل تک پہنچنے کے لئے یہ عظیم الشان مستقبل بیان کیا کہ تم مسلمان اس وجہ سے ہے کہ تمہارے چہروں پر خدا کے حکموں کی تعمیل کا نشان نظر آ رہا

ہے[1]۔ اس طرح سے اور اسی قدر جلد جلد بڑھتے جاؤ گے جس طرح کہ چند دنوں کے اندر اندر ایک پودے کی کونپل نکلتی ہے، پھر مضبوط ہو کر موٹی ہوتی جاتی ہے۔ پھر اپنی ڈنڈی پر خوب قائم ہو جاتی ہے تو اس پودے کو لگانے والے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کفارِ مکہ اس کو دیکھ کر غصے میں اپنی انگلیاں کاٹیں گے اور بے بس ہو کر رہ جائیں گے۔

اس عظیم الشان مستقبل نے مسلمانانِ مدینہ میں تیاری کی ایک نئی لہر دوڑا دی اور یہ لہر اس شدت کی تھی کہ اس کا نتیجہ حیرت انگیز طور پر غزوۂ خیبر میں مسلمانوں کے عظیم الشان اور بے مثال کارناموں کی صورت میں ظاہر ہوا جو ۷ھ کے پہلے محرم کے مہینے یعنی صلح حدیبیہ کے عہدنامے کے اگلے مہینے میں ہی واقع ہوا! غزوۂ خیبر کے شاندار تفصیلی حالات آگے چل کر آ رہے ہیں[2]، لیکن جو شے لائقِ غور و خوض ہے یہ ہے کہ اسی ۷ھ کی ابتدا میں ہی (بلکہ ۶ھ کے اخیر سے ہی) مدینہ کے مٹھی بھر مسلمان نہ صرف عرب بلکہ روئے زمین پر اپنے دل کو غالب کرنے کی نیت میں اس قدر مضبوط ہو گئے تھے کہ رسولِ خدا نے انہی ایام میں روئے زمین کے پندرہ بڑے بڑے حاکموں اور بادشاہوں کی طرف دعوت نامے[3] بھیجے کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں! ان دعوتوں سے جو انتہائی درجے کی حوصلہ افزائی مسلمانوں کی ہوئی ہوگی اور جو خوف و ہراس کفار میں پیدا ہوا ہوگا، بلکہ جو نشر و تبلیغ اور رعب و وقار عرب اور عجم کے ملکوں اور حکمرانوں میں دینِ اسلام کے نمودار ہونے کے متعلق قائم ہوا ہوگا وہ رسولِ خدا کی تجویز و تدبیر کے کرشموں کی داستان ہے۔ یہ سب واقعات بالتفصیل آگے چل کر آ رہے ہیں[4]۔

حجِ مکہ غلبۂ اسلام کی تاریخ کی پہلی سیاسی فتح تھی!

دیکھنا یہ ہے کہ صلح حدیبیہ اور سورۃ الفتح کے نزول کے واقعے رسولِ خدا کی مدنی زندگی میں بڑے واقعے ہیں۔ انہی کی وجہ سے اور سورۃ التحریم (۶۶) اور سورۃ الممتحنہ (۶۰) کی وجہ سے) جو ۷ھ کے شروع میں نازل ہوئیں۔ ۷ھ کے ماہِ شوال سے ہی مدینہ کے مسلمانوں میں مکہ جانے کی تیاریاں تین ماہ پہلے زور شور سے شروع ہوئیں۔ سال کے اخیر میں حجِ مکہ باقاعدہ طور پر کیا گیا اور یہی وہ غلبۂ اسلام کی تاریخ کی پہلی سیاسی فتح تھی کہ ۸ھ کے جمادی الاوّل میں ایک لاکھ دشمنانِ دین کے مقابلے میں صرف دو ہزار مسلمانوں کو غزوۂ موتہ کی عظیم الشان فتح اور بے اندازہ مالِ غنیمت نصیب ہوئے اور اسی سال کے ماہِ رمضان میں فتحِ مکہ ہوا جس نے کفارِ مکہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

---

(۱) گویا طاقت اس وجہ سے حاصل کرو گے کہ تم خدا کے حکموں کی پوری تعمیل پوری تندہی سے کرتے ہو (نہ ہاتھوں پر مسجدوں کے گٹے ڈال کر، جیسا کہ آج کل کے مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں)۔

(۲) دیکھو صفحہ ۲۲۰ (۳) دیکھو صفحہ ۲۲۰ تا ۲۳۳ (۴) دیکھو صفحہ ۲۲۰ تا ۲۳۳۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کی فتح کے بعد رسولِ خدا کی بیویوں میں پھر خانگی اُلجھنوں کا ظہور:

الغرض سورۃ الفتح (۴۸) کے بعد ۶ھ کے شروع میں سورۃ التحریم (۶۶) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں میں ۹ اویں سورت اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۹ اویں وحی ہے اور جس کا حجم تقریباً ۴۰ سطریں ہیں۔ اس سورت کے نزول کے ایام میں معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا خانگی معاملات میں جو ان کی بیویوں کی رقابت کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے، پھر اُلجھ گئے تھے(*) اور اُن کو سلجھانے کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ خدا کی طرف سے بیویوں کو تنبیہیں ملیں، چنانچہ پہلے رکوع میں ہے:۔

اُے نبیؐ! تو کیوں (خواہ مخواہ) اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے اپنے اُوپر وہ شے حرام کر دیتا ہے جس کو خدا نے تیرے لئے حلال کیا ہے۔ مسلمانو! خدا نے ایسی (ناجائز) قسموں کا کفارہ دے کر توڑ دینا تم پر فرض کر دیا ہے (کیونکہ ان باتوں کے کرنے سے دین میں فساد کی صورت پیدا ہو جاتی ہے) اور وہ خدا تم سب کا آقا ہے اور بڑا صاحبِ علم و حکمت ہے: يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ تَبْتَغِى مَرْضَاتَ أَزْوَٰجِكَ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ ٱللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَٰنِكُمْ ۚ وَٱللَّهُ مَوْلَىٰكُمْ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ۝ (۶۶/۱)۔ (اس واقعہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ) رسولؐ نے کوئی بات اپنی ایک بیوی کو خفیہ طور پر کہی اور وہ بات اس نے (ناحق) دوسری بیوی پر ظاہر کر دی، اور جب خدا نے نبیؐ کو اس کا علم دیا تو اس نے بھی اس بات کے کچھ حصے کو تسلیم کیا اور کچھ حصے کو بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر جب رسولؐ نے اس بیوی سے راز فاش کرنے کی شکایت کی، تو اس نے پوچھا کہ اُے رسولؐ! تم کو کس نے اس بات کی خبر دی (کہ میں نے تمہارا راز فاش کر دیا ہے) تو رسولؐ نے کہا کہ مجھ کو خدائے علیم و خبیر نے بتلایا تھا۔ (رسولؐ کو ان اُلجھنوں میں ڈال کر ان کو رنج دینا کسی طور پر درست نہ تھا، اس لئے اُے بیویو!) اگر تم دونوں خدا سے توبہ کرو (تو تمہارے لئے لازم ہے کیونکہ) تم دونوں کے دلوں نے کجروی کی ہے اور اگر تم دونوں نبیؐ کے خلاف ہونے میں ایک دوسرے سے تعاون کرو گی (تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ) خدا درحقیقت رسولؐ کا مولا ہے اور اس کے علاوہ جبریل اور ایماندار لوگ اور فرشتے بھی اس کے ساتھی ہیں (جو اس کی مدد کریں گے اور تمہاری کارستانیوں کو مات کر دیں گے) خدا سے کچھ بعید نہیں کہ اگر رسولؐ نے تم سب بیویوں کو طلاق دے دی کہ وہ تمہاری جگہ تم سے بہتر، فرماں بردار، ایمان والی، صبر کرنے والی، توبہ کرنے والی، خدا کی ملازمت اختیار کرنے والی اور راہِ خدا میں سفر کرنے والی بیوہ اور کنواری دونوں قسم کی عورتیں مہیا کر دے: وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِۦ وَأَظْهَرَهُ ٱللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُۥ وَأَعْرَضَ عَنۢ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِۦ قَالَتْ مَنْ أَنۢبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِىَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْخَبِيرُ ۝ إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ مَوْلَىٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَٰلِحُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝

Marfat.com

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ : (۲۸/۶۶)

پھر اسی رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! عمدہ عمل کر کر کے اپنی جانوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن خود وہ لوگ ہیں جو بدکاریاں کرتے ہیں، بلکہ وہ قسی القلب انسان ہیں جو پتھروں کی طرح سخت ہیں۔ اِس جہنم کی آگ پر بڑے بڑے سخت اور قوی ہیکل فرشتے مقرر ہیں (جو مجرموں کو آگ کا عذاب پوری طرح سے دیتے ہیں)۔ خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے وہ (فی الفور) بجالاتے ہیں۔ اے منکرینِ دین! (تمہارے لئے عذاب کا وقت آپہنچا ہے اِس لئے) آج بہانے نہ بناؤ، کیونکہ تم کو اُسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔

پھر دوسرے رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! خدا کی طرف لوٹ آؤ، اِس طرح کا لوٹنا جو بڑا نصیحت دینے والا لوٹنا ہے (تَوْبَةً نَّصُوْحًا) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا پروردگار اجتماعی بدحالیاں دُور کر کے تم کو ایسے سرسبز اور شاداب باغوں میں داخل کر دے جن کے نیچے بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے اور یہ وہ دن ہوگا کہ خدا اپنے نبیؐ کو اور اُس کے ایمان والے ساتھیوں کو رسوا نہ کرے گا، بلکہ اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور اُن کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا اور وہ (بزبانِ حال) پکاریں گے کہ اے پروردگار! تو اِس نور کو ہم پر پورا کر دے اور ہماری واماندگیوں سے درگزر کر کیونکہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ گویا بے گماں الفاظ میں کہہ دیا کہ فتح مکہ قریب ہے بشرطیکہ تمہارا خدا کی طرف آجانا دل و جان سے ہو (x)۔

پھر کہا کہ اے نبیؐ! تو کفار اور منافقین سے جہاد بالسیف کر اور ان پر سخت ہو جا۔ ان کا ٹھکانا تو جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ پھر کہا کہ اللہ نہیں کافر اور منکر لوگوں کی مثال نوح اور لوط کی بیویوں کی دیتا ہے جو ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے ماتحت تھیں۔ اِن دونوں نے اپنے خاوندوں سے خیانت کی تو دونوں خدا کے بارے میں اپنے خاوندوں کے کچھ کام نہ آئیں۔ بالآخر ہم نے دونوں کو حکم دیا کہ (اور جہنم والوں کے ساتھ) آگ میں داخل ہو جاؤ۔ (اسی طرح) خدا تمہیں ایماندار لوگوں کی مثال فرعون کی بیوی (آسیہ) کی دیتا ہے جب کہ (خدا پر ایمان لے آنے کی وجہ سے فرعون نے اُس کو طرح طرح کے عذاب دیئے اور) اُس نے کہا کہ اے میرے پروردگار

(x) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ : (۲۸/۶۶)

Marfat.com

تو میرے لئے اپنے پاس جنّت میں ایک گھر بنا دے (تاکہ میں اس میں آرام سے رہوں) اور مجھ کو (میرے خاوند) فرعون (کے مظالم) اور اُس کی بدکرداریوں سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے (خدا اسی طرح نیک لوگوں کی مثال) مریم بنت عمران (کی دیتا ہے) جس نے تمام عمر اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا۔ پھر (آخر) ہم نے اس کی شرمگاہ میں اپنی رُوح پھونک دی (تاکہ حضرت عیسٰی بن باپ پیدا ہوں) اور (وہ عظیم الشان عورت اِس قدر نکوکردار تھی کہ) اس نے ربّ ذوالجلال کے کلمات کو عمل کے ذریعہ سچ کر دکھایا تھا اور خدا کی کتابوں کو عملی طور پر مصدّق تھی اور خدا کے (انتہائی طور پر) فرماں بردار بندوں میں سے تھی۔

سُورۃ المُمتحنہ میں پھر مُسلمانوں کو کفّار اور منافقین سے الگ تھلگ رہنے کی تلقین اور سخت احکام!

سورۃ التحریم (۶۶) کے بعد سورۃ الممتحنہ (۶۰) نازل ہوئی، جو مدنی سُورتوں کے لحاظ سے بیسویں وحی اور ترتیب نزول کے لحاظ سے ۱۱۰ویں سورت ہے اور جس کا حجم ۴۸ سطریں ہیں۔ اِس سُورت میں پھر مسلمانوں کو کفار سے دوستی اور موالات نہ کرنے کی تنبیہیں اور ملّت کی اجتماعی طاقت کو مضبوط کرنے کی راہیں بتائی ہیں تاکہ مُسلمان جلد سے جلد تمام ملک پر غالب آجائیں۔ چنانچہ پہلے رکوع میں کہا:-

کفار کو دوست نہ بناؤ، یہ تمہیں مدینے سے باہر نکالنے کے درپے ہیں!

اے ایماندار لوگو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو (جو کہ کفار ہیں) ہرگز ہرگز اپنے دوست نہ بناؤ۔ تم کفارِ مکّہ پر (جیسا کہ حاطب ابن ابی بلتعہ نے ایک لونڈی کے ذریعے ایک خط قریش کو لکھ کر اُن کو اطلاع دی ہے کہ رسولؐ عنقریب مکّہ پر حملہ کرنے والا ہے، اور اِس خط کو حضرت علی اور بعض صحابہ نے رستہ میں ہی پکڑ لیا ہے) محبت (کی پینگیں) ڈالتے ہو، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اِس برحق پیغام سے جو تمہارے پاس آیا ہے انکار کر دیا ہے۔ وہ اِس کے درپے ہیں کہ رسولؐ کو اور خود تمہیں (مدینہ سے) نکال باہر کریں۔ اِس لئے کہ تم اپنے پروردگار خدا پر ایمان لے آئے۔ (یہ بتلاؤ کہ) اگر تم فی الحقیقت میری راہ میں جہاد بالسیف کرنے اور میری رضا جوئی کے لئے نکلے ہو، (تو پوشیدہ طور پر) کیوں اُن سے دوستی کا نامہ و پیام کرتے ہو۔ میں تو جو کچھ تم چھپ چھپا کر یا علانیہ کرتے ہو اُس کو خُوب جانتا ہوں، اور جو تم میں سے ایسی باتیں کر رہا ہے وہ تو سیدھے راستے سے ضرور بھٹک گیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۙ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ○ (۶۰:۱)۔

Marfat.com

(ان کفار کی تو یہ حالت ہے کہ) اگر وہ کسی طرح تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے (صریح) دشمن ہوں گے اور بُری نیت سے تم پر اپنے ہاتھ اور زبانیں دراز کریں گے اور اِس بات کو پسند کریں گے کہ تم کافر ہو جاؤ۔ یاد رکھو، تمہیں تمہارے رشتے ناطے اور بال بچے روزِ قیامت کو ہرگز ہرگز نفع نہ دیں گے۔ وہ اسی دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور خدا نہایت غور سے تمہارے ان بے ہودہ عملوں کو دیکھ رہا ہے:

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ : (۶۰/۱)۔

براہیمی اُسوہ سب سے صلح پیدا کرنے کا اُسوہ تھا!

پھر کہا کہ ایمان والو! تمہارے لئے تو بہترین طریقہ اور نمونہ ابراہیمؑ اور اُس کے ساتھیوں کا تھا، جب اُنہوں نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ ہم تو تم سے اور جن کے تم خدا کو چھوڑ کر ملازم بنے ہوئے ہو بیزار ہو چکے ہیں، ہم نے تم کو رد کر دیا ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور مخالفت ہمیشہ کے لئے ظاہر ہو چکی ہے جب تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ البتہ ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے یہ قول کہ میں تیرے لیے خدا سے معافی مانگوں گا، اگرچہ خدا کی طرف سے مجھے کوئی اختیار نہیں ملا (ایک پسندیدہ قول تھا تاکہ اپنے باپ کو راہِ راست پر لے آئے)۔ (ابراہیمؑ دعا مانگتا رہتا تھا کہ) اے ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کر لیا ہے اور ہم تیری طرف ہی رجوع کر رہے ہیں اور بالآخر تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہم کو کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہماری واماندگیوں سے درگزر کر، کیونکہ تو درحقیقت بڑا غالب اور حکمت والا خدا ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ۝ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ : (۶۰/۱)۔

مسلمانو! تمہارے لئے انہی لوگوں کا طریقہ قابلِ ذکر ہے (جن کا ذکر ہوا) اور ان لوگوں کے لئے جو خدا سے اُمید رکھ کر نیک انجام کی دُھن میں لگے ہیں۔ اور جو اِس سے پھر گیا تو جان لو کہ فی الحقیقت بے نیاز اور قابلِ صد حمد ہے۔

کیا عجب کہ کفار آگے چل کر تمہارے دوست ہی ہو جائیں!
اصلی دشمن وہ کفار ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے قتال کیا

دوسرے رکوع میں کہا۔ کیا بعید ہے کہ خدا تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان جن سے تم عداوت کرتے ہو دوستی ہی پیدا

کر دے کیونکہ خدا بڑی قدرت والا اور بڑا عفو و درگزر کرنے والا رحیم خدا ہے۔ خدا تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے تلوار سے لڑائی نہیں کی یا جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا (یہ بھی نہیں کہتا کہ تم ان سے نیک سلوک نہ کرو یا ان کے ساتھ انصاف سے نہ چلو کیونکہ خدا اعتدال سے رہنے والوں کو پسند کرتا ہے[*] ، وہ تو صرف اُن لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے تلوار سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تم کو بلا وطن کرنے میں مدد کی اور جو ایسے لوگوں سے دوستی کرے گا، وہ ظالم ہے: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ :(۶۰)۔

مکہ کی اسلام لانے والی عورتوں کی جانچ پڑتال ضروری ہے!

پھر کہا اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں (مکہ سے) ہجرت کر کے آئیں تو اُن کی خوب جانچ پڑتال کر کے (ان کو قبول کرو، ایسا نہ ہو کہ تم ان کے بارے میں دھوکہ کھا جاؤ) یوں تو خدا ہی ان کے ایمان کے متعلق پورا علم رکھتا ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے ایمان کا پورا علم ہو جائے تو ان کو کفار مکہ کی طرف مت واپس کرو، کیونکہ نہ وہ کفار کے لئے حلال ہیں، نہ کفار ان کے لئے حلال ہیں اور کفار کو جو کچھ انہوں نے ان عورتوں پر خرچ کیا ہے وہ خرچ دے دو اور کوئی گناہ نہیں اگر تم ان کے مہر ادا کرنے کے بعد اپنے نکاح میں لے لو اور کافر عورتیں کی عصمتیں بھی روک نہ رکھو اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا تھا وہ کافروں سے وصول کر لو اور ان کافروں کو بھی چاہیئے کہ وہ جو کچھ انہوں نے ان پر خرچ کیا تم سے مانگ لیں۔ یہ خدا کا حکم ہے۔ وہی تمہارے مابین انصاف کرنے والا اور علیم و حکیم ہے اور اگر تمہارے ہاتھ سے کوئی تمہاری بیوی کافروں کی طرف نکل گئی ہو اور تم اُس کی پیروی کرتے ہو تو وہ لوگ جن کی بیویاں چلی گئی ہوں، اُن کو جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ادا کر دیں اور اُس خدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرتے رہو: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْــَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ

(*) اِن حکموں سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ نبیؐ کو کفارِ مدینہ اور اہلِ کتاب سے نبٹنے کے بارے میں کیا کیا مشکلیں پیش آئیں۔

فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ : (۲۸/۲)

پھر کہا کہ اے نبیؐ! اگر تمہارے پاس مومن عورتیں اس نیت سے بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، نہ چوری کریں گی نہ زنا، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ کسی پر کوئی جھوٹی تہمت لگائیں گی، نہ کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی کریں گی، نہ کسی پر جھوٹی تہمت لگائیں گی، نہ کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لیا کرو اور اُن کے گناہوں کی بخشش طلب کیا کرو کیونکہ خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! ہرگز ہرگز ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور وہ اپنے نیک انجام سے اسی طرح مایوس ہو گئے ہیں جیسا کہ کافر اُن قوموں سے مایوس ہو چکے ہیں جن کے ہلاک ہونے کے بعد قبروں کی صورت میں اُن کے نشان باقی رہ گئے ہیں"۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ : (۲۸/۲)

غزوۂ خیبر کی عظیم الشان مہم کی وجوہات!

صلح حدیبیہ کے بعد جتنے لوگ اسلام لائے پچھلے کئی سال کے مسلمانوں کے برابر تھے۔ اب ۷ھ ہجری کا محرم تھا اور رسولِ خدا ایک اور عظیم الشان فتح حاصل کر کے مدینہ میں آ گئے تھے اور مستقبل یہ تھا کہ اس سال کے اختتام پر مکہ جانے کی تیاری ہوگی اور مسلمانوں کا پہلا حج پوری شان سے ہوگا۔

اُدھر مدینہ میں رسولؐ کی واپسی کی اطلاع ملی کہ خیبر کے یہودی اور بنو غطفان آپس میں مل کر مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے ہیں خیبر کے یہود دس ہزار اور غطفان کے چار ہزار تھے۔ رسولِ خدا ڈیڑھ ہزار صحابہ کو لے کر چل پڑے اور پیشتر اس کے کہ یہ دونوں قبیلے آپس میں رابطہ قائم کر سکیں، بنو غطفان کے قریب ایک مقام رجیع پر چھاؤنی ڈال دی۔ خیبر کا مقام مدینہ کے شمال مشرق کی طرف دو سو میل دُور پانچ دن کی منزل پر واقع تھا۔ یہود تجارت اور زراعت کی وجہ سے مالا مال ہو گئے تھے اور انہوں نے کئی قلعے وہاں پر تعمیر کئے تھے۔ مشہور مؤرخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بحیرہ احمر کے پار کرنے کے بعد کئی سو برس پہلے ایک فوج یثرب کے اصلی عربوں اور خیبر کے مضبوط شہر کے باشندوں کی طرف روانہ کی تھی۔ اس موقع پر بنو نضیر کے سردار جن کو رسولِ خدا نے ۴ھ میں جلاوطن

Marfat.com

کر دیا تھا، برابر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر بھی اُن کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ انہوں نے غطفان کے قبائل سے مُعاہدہ کیا کہ وہ خیبر کی پیداوار کی نصف آمدنی اُن کو دیں گے۔ ۶ھ کے محرم میں انہوں نے علانیہ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ ذی قرد کی چراگاہ پر غطفان کے چند لوگوں نے حملہ کیا، مسلمانوں کے اونٹ پکڑ کر لے گئے اور حضرت ابوذر غفاری کے لڑکے کو جو ان کا محافظ تھا، قتل کر دیا۔ سلمہ بن اکوع نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اونٹ چھڑا لائے۔

"مشہور مورخ طبری کا بیان ہے کہ خیبر کے یہودی مال و دولت اور طاقت و رسوخ کے اعتبار سے سارے عرب میں ممتاز تھے۔ اُنہیں خیال تھا کہ اِس وقت کوئی طاقت اِن قلعوں کو سر نہیں کر سکتی اس لئے وہ انتہائی مغرور اور سرکش تھے۔ رسولِ خدا کی بڑھتی ہوئی طاقت سے ان کو خوف پیدا ہُوا اور انہوں نے بنو غطفان اور بنو قریظہ کے جلاوطن سرداروں سے مل کر مدینہ پر چڑھائی کی تجویزیں ابتدائی طور پر کیں۔

خیبر پر حملہ اور یہودیوں کا ابتدا میں سخت مقابلہ

رسولِ خدا کی ڈیڑھ ہزار سے کچھ زیادہ فوج میں دو سَو سوار تھے۔ رجیع کا مقام خیبر اور قبائلِ غطفان کے مقام کے درمیان واقع ہے۔ حضرات ابوبکر، عمر، علی اور دوسرے صحابہ ساتھ تھے۔ دو جھنڈے ساتھ تھے۔ ایک جس پر سُورج کی تصویر اور دوسرا جس پر سیاہ رنگ کا عقاب تھا اور جو بعد میں حضرت خالد کے جھنڈے سے مَوسُوم ہُوا۔ خیبر میں یہودیوں کے دس قلعے تھے جن میں سے چھ کافی مضبوط تھے۔ رسولِ خدا نے اسلامی فوج کو کئی حصّوں میں بانٹ دیا اور ہر حصّے کو الگ الگ کر کے ایک ایک قلعہ کے محاصرہ کی ہدایت کی۔ قلعہ ناعم پر جو مضبوط قلعوں میں سے تھا۔ محمد بن مسلمہ کی سرکردگی میں حملہ ہُوا، مگر متواتر پانچ دن کی کوشش کے باوجود اُسے سَر نہ کیا جا سکا۔ محمد بن مسلمہ کو بالآخر ایک یہودی نے دھوکے سے قتل کر دیا اور لڑائی بظاہر رُک گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے دُوسری دفعہ زور سے عام حملہ کیا اور قلعہ ناعم جلد فتح ہو گیا۔ دوسری طرف ایک اور دستہ نے جو حضرت خبّاب کی سرکردگی میں تھا، قلعہ صعب کو فتح کر لیا۔ قلعہ صعب سے کھانے پینے کا کافی سامان ملا اور مسلمانوں کو رسد کی کئی آسانیاں ہو گئیں۔ اسی قلعے سے منجنیقیں بھی ملیں جو دوسرے قلعوں کی فتح میں بہت کار آمد ثابت ہوئیں۔ صعب کے بعد نطاۃ، زبیر اور حصین اُبّی کے قلعے فتح ہوئے۔ بعض قلعوں نے بغیر مقابلے کے ہتھیار ڈال دیے اور اُن کا مالِ غنیمت رسولِ خدا کے اپنے تصرّف میں آیا کہ وہ جس طرح چاہیں غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کریں۔۔۔۔ ان چھوٹے قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد رسولِ خدا نے خیبر کے شہر کی طرف رجوع کیا جس کا بڑا قلعہ قموص ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا اور جو ایک نہایت ڈھلوان پہاڑی پر تھا۔ یہود کے بادشاہ کنانہ ابن الربیع (ابن ابی الحقیق) نے اپنے خزانے اس قلعہ میں جمع کر رکھے تھے اور اس کا حاکم یہود کا مشہور بہادر مرحب تھا۔ یہود کی فوج اس قلعہ میں سب سے زیادہ تھی۔ بیس روز تک اس قلعہ کا محاصرہ رہا۔ روزانہ مختلف صحابیوں کو عَلَم دیا جاتا تھا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ رسولِ خدا روزانہ ایک پہاڑی منزل پر خیمہ لگائے فوج کی تنظیم اور تجویز و تدبیر کے بعد مصروفِ دُعا رہتے

Marfat.com

اور خدا سے فتح کی طلب گاری میں گڑگڑا کر سجدے کرتے۔ اس پہاڑی پر بعد میں ایک مسجد بھی بنا دی گئی جو بڑی دیر تک اس مہم کی یادگار رہی۔ مسلمانوں کے لئے اس طرح کے قلعہ بند مقاموں پر حملہ کر کے اُن کو لینا اُن کا پہلا تجربہ تھا۔ رسد کی کمی نے بھی اُن کو پریشان کیا ہُوا تھا۔ کیونکہ عرب اکثر ایسی مہموں پر کوئی بڑا ساز و سامانِ رسد ساتھ نہ لے جایا کرتے تھے اور اکثر مقامی طور پر رسد حاصل کرتے تھے۔ یہودیوں نے ان کے آنے پر میدانی علاقے کو ویران کر دیا تھا اور اپنے مرکزی مقام کے گرداگرد کے سب کھجوروں کے درختوں کو برباد کر دیا تھا۔

قلعہ قموص پر رسولِ خدا کا بذاتِ خود اقدام اور بالآخر علی کے ہاتھوں دشمن کو شکستِ فاش!

رسولِ خدا نے قلعہ قموص پر بذاتِ خود اقدام کیا اور فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ محاصرہ کرنے والے مسلمانوں نے خندقیں کھود لیں اور قلعہ کی دیواروں پر بڑی بڑی پتھر پھینکنے والی منجنیقیں نصب کیں۔ بڑی مشکل سے دیوارِ قلعہ میں ایک شگاف پیدا ہُوا، لیکن کئی دن تک اس شگاف تک پہنچنے کی ہر کوشش کو ناکام کر دیا گیا۔ ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر نے لوائے نبیؐ پکڑ کر قلعہ پر حملہ کیا، لیکن انتہائی بے دردی سے لڑنے کے باوجود ابوبکر پسپا ہوئے۔ اگلا حملہ حضرت عمر بن الخطاب نے کیا جو پُورا دن شام تک بے جگری سے لڑتے رہے لیکن کچھ نہ بنا۔ بالآخر رسولِ خدا نے عَلَم حضرت علی کے ہاتھ میں دیا اور اپنی تلوار ذوالفقار اُن کو عطا کر کے کہا کہ آج خدا کے لطف و کرم سے ضرور فتح ہوگی۔ علی وہ بہادر ہے جو خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے، اُس نے آج تک کسی سے خوف نہیں کھایا، نہ کسی دشمن کے مقابلے میں پیٹھ موڑی ہے۔"

حضرت علی میانہ قد کے ایک نہایت دبنگ اور مضبوط انسان تھے اور غیر معمولی طور پر طاقت ور جسم کے تھے۔ اُن کی ڈاڑھی کافی گھنی تھی۔ ان کا چہرہ ہمیشہ بشاش رہتا تھا اور مزاج نہایت شگفتہ اور پسندیدہ تھا۔ دانائی اور مذہبی حمیت اُن کے چہرہ پر سے عیاں ہوتی تھی اور اُن کی غیر معمولی بہادری کی وجہ سے شیرِ خدا کا لقب اُن کو عطا ہُوا تھا۔ عرب مؤرخین نے اس موقع پر حضرت علی کی تعریف میں اُن کے خیبر کے کارناموں کے متعلق صفحوں کے صفحے سیاہ کئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس دن علی کے جسم پر سُرخ رنگ کی چمکتی ہوئی صدری تھی جس پر تسمہ سے ایک فولادی خنجر بندھا تھا۔ وہ اس شگاف کے سامنے کے پتھروں اور کوڑے کرکٹ کے پُورے انبار پر سے جو قلعہ کی دیوار کے سامنے تھا، اپنے سپاہیوں کی مدد سے رینگتے رینگتے اس انبار کی چوٹی پر پہنچ گئے اور وہاں پر اس ارادے سے جھنڈا گاڑ دیا کہ کسی حالت میں یہاں سے نہ ہٹنا ہوگا جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہو جائے۔ یہودی حملہ آوروں کو اس انبار سے نیچے دھکیلنے کے لئے چل پڑے۔ اس مقابلہ میں جو دست بدست تھا، علی، حاکمِ قلعہ مرحب کے مقرر کردہ شخص (الحارث) کے مقابلے میں آئے اور لمحوں میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مرحب کا بھائی یاسر اس قتل کا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھا۔ وہ ایک گرانڈیل نوجوان تھا جس کے جسم پر دو خنجر اور خود کے اوپر دوہرا عمامہ لپٹا ہُوا تھا جس کی پیشانی پر ایک بڑا ہیرا چمک رہا تھا۔ دونوں بازوؤں کی طرف تلواریں لٹک رہی تھیں اور تین

Marfat.com

نوکوں والی برچھی ترسول کی طرح اس کے ہاتھ میں تھی۔ دونوں بہادروں نے ایک دوسرے کو تاکا۔ مرحب نے کہا کہ "خبردار! میں مرحب ہوں جو جسم کی ہر جگہ پر مسلح ہوں اور لڑائی میں خطرناک ہوں"۔ علی نے کہا "ہوشیار ہو جا! میں علی ہوں جس کی ماں نے پیدائش کے وقت ہی مجھے حیدر یعنی خوف ناک شیر کا خطاب دیا تھا۔" مسلمان مورخین اس موقع پر یہودی بہادر کا مختصر سا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مرحب نے اپنی ترسول علی کے جسم میں چبھونے کے لئے وار کیا جس کو علی نے نہایت پھرتی سے ڈھال پر لیا اور پیشتر اس کے کہ وہ اس وار کے بعد کسی اور حرکت پر قادر ہو، حضرت علی نے ذوالفقار تلوار کا ایسا وار اکر مرحب کی ڈھال کو چیرتا ہوا اس کی خود، دوسرے عمامے اور سخت کھوپری سے ہو کر اس کے دانتوں تک گزر گیا اور فوراً اس یہودی کا ہیبت ناک جسم لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔

حضرت علی کے حیرت انگیز جنگی کارناموں کی وجہ سے

مسلمانوں میں "فضیلتِ صحابہؓ" کی بنا پر فرقہ بندی اسلامی تاریخ کا شرمناک واقعہ ہے!

حضرت علی کے ان کارناموں کے باعث جنہوں نے مسلمانوں کی تاریخ کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ مسلمانوں کی ایک تعداد آگے چل کر بالآخر حضرات ابوبکر اور عمر کے مقابلے میں آئی اور اس کے پیچھے لگ کر فرقہ بند بن گئی۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کارناموں کے دہرانے سے شیعہ فرقہ کو مزید جرأت نہ ہو لیکن رسولِ خدا کی تحریک کے اس ماحول میں جو بیان کر رہا ہوں حضرت علی کو کوئی فضیلت ماسوائے اس کے نہ تھی کہ کم عمر اور قوی الجسم ہونے کی وجہ سے وہ خدا کی راہ میں اور دین اسلام کی تحریک کو غالب کرنے میں ایک بے پناہ بہادر تھا۔ اتحادِ انسانی کی اس تحریک میں جو آگے چل کر عالم آرا ہوئی حضرت علی کا مقابلہ حضرات ابوبکر اور عمر سے کر کے اس کی فضیلت جتلانا یا اس کو ان بے مثال خوبیوں کی وجہ سے رسولِ خدا کی خلافت کا زیادہ یا کم حقدار ثابت کرنا بے معنی دور دراز کار اور سیاسی بلکہ تاریخی بددیانتی ہے۔ اگر منشائے نبیؐ یا مرضیٔ خدا یہ ہوتی تو اسی وقت صحابہ میں دو فرقے بن جاتے۔ لیکن انسانی ذہن کی مجموعی بے شعوری نے شخص پرستی کا ہمیشہ سے تتبع کیا اور حضرت علی تو خیر، انسان نے انبیاء کو بھی جو سب کے سب ایک خدا کی طرف سے ایک بنی نوع انسان کی طرف آئے تھے اور لامحالہ ایک پیغام کے حامل تھے، شخص پرستی کی لعنت میں گھسیٹ کر اپنے آپ کو فرقہ بند کر دیا، ورنہ آج تک تمام نسل انسانی میں اتحاد کبھی کا قائم ہو جاتا!

علیؓ کی ناقابلِ یقین شجاعت نے یہود کو فیصلہ کن شکست دی!

الغرض مرحب کے قتل کے بعد یہودی قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے عام حملہ ہوا۔ اسی ہماہمی میں حضرت علی کی ڈھال اُن کے بازو سے نکل کر گم ہو گئی۔ حضرت علی نے قلعہ کے ایک چھوٹے سے دروازے کو قبضوں سے اکھاڑ کر جنگ کے اخیر تک استعمال کیا۔ اس واقعہ کا عینی گواہ رسولِ خدا کا ایک خادم ابو رافع تھا اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات آدمیوں کو لے کر اس دروازے کا معائنہ

اور ہم آٹھ آدمی مل کر بھی اس کو آسانی سے ڈھال نہ بنا سکتے تھے۔ اس عجیب و غریب واقعہ کا مورخ ابوالفدا ہے جو بالعموم غلط واقعات بیان کرنے سے گریز کرتا ہے۔ مغربی مورخ گبن نے اس کہانی پر یقین نہ کیا اور پوچھا کہ ابورافع کا گواہ کون تھا۔ لیکن ایک اور مغربی مورخ ارونگ لکھتا ہے کہ "اگر عینی شہادت پر بھی شہادت کی ضرورت باقی ہے تو پھر تاریخ کا وجود کچھ باقی نہیں رہتا۔"

قلعہ کو مسخر کرنے کے بعد کونے کونے کی تلاش کی گئی تاکہ کنانہ کا خزانہ ہاتھ لگے۔ رسولِ خدا نے کنانہ سے خزانہ کی طلبی کی تو اس نے کہا کہ یہ سب خزانہ فوج پر خرچ ہو چکا۔ ایک یہودی نے رسول صلعم کو خزانے کی جگہ بتلائی تو وہاں کچھ حصہ ملا۔ جب وہ باقی حصہ بتلانے سے قاصر رہا تو رسولؐ نے کنانہ کو ایک صحابی کے سپرد کر دیا جس کے بھائی کو کنانہ نے دھوکے سے اس کے سر پر چکی کا پتھر دیوار سے گرا کر چکنا چور کر دیا تھا۔ اس صحابی نے کنانہ کو فی الفور قتل کر دیا۔ خیبر کی ان لڑائیوں میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور صرف پندرہ مسلمان قتل ہوئے۔ تمام قلعوں پر قبضہ ہو گیا تو یہود نے درخواست کی کہ یہاں کی زمین ہمارے قبضہ میں ہی رہنے دی جائے، ہم ہر سال نصف پیداوار دیتے رہیں گے اور زمین پر قبضہ مسلمان کا ہو گا۔ گویا یہود وہاں صرف بطور مزارع رہیں گے۔ رسولؐ نے اس کو منظور کر لیا۔ ہر سال ایک صحابی خیبر آ جاتا اور نصف حصہ لے جاتا۔

حاکمِ قلعہ مرحب کی بھتیجی زینب کے ہاتھوں رسولِ خدا زہر کھانے سے بال بال بچ گئے!

ابھی رسولؐ قلعہ کے اندر ہی تھے کہ رسولؐ نے کھانے کے لئے کچھ طلب کیا اور ایک بھونا ہوا بکرا اُن کے سامنے لایا گیا۔ پہلا لقمہ منہ میں رکھنے کے بعد انہوں نے اس کے ذائقہ میں کچھ چیز محسوس کی تو اس کو فوراً تھوک دیا، لیکن فوراً ہی ان کو معدہ میں درد محسوس ہوا ان کا ایک ساتھی بشر ابن البرا جس نے کافی گوشت کھایا تھا، اسی وقت تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اس واقعہ سے کہرام مچ گیا اور معلوم ہوا کہ گوشت کو مرحب کی بھتیجی زینب نے جو قیدی تھی، پکایا تھا۔ زینب نے فوراً جرم کا اقرار کیا اور کہا۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ اگر تو فی الواقعہ نبی ہے تو تجھے ضرور اس کا علم ہو جائے گا اور اگر تو معمولی حملہ آور ہے تو جس قدر جلد ایسے ظالم سے نجات ہو گی، اچھا ہو گا۔ مورخ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا نے اس کو معاف کر دیا تاہم اس زہر کا اثر رسولِ خدا کی زندگی بھر میں رہا۔

خیبر سے واپسی پر فدک کے یہودیوں پر حملہ اور اُن کو شکست!

خیبر سے واپسی پر رسولؐ وادی القریٰ میں پہنچے تو فدک کے یہودیوں نے مسلمانوں پر پتھر برسائے۔ تھوڑے سے مقابلے کے بعد انہوں نے صلح کی درخواست کی اور خیبر کی شرائط کے مطابق اُن سے قبضۂ زمین اور نصف پیداوار لینے کی پیش کش قبول کر لی۔ یہاں بہت سا مالِ غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ فدک کی زمین چونکہ لڑے بغیر ہاتھ آئی تھی، ایسی زمین پر صرف خدا اور رسولؐ کا حق ہوتا تھا۔

اس لئے یہ زمین رسولؐ نے اپنے تصرّف میں لے لی۔ اس زمین کی آمدنی کو رسولؐ نے اُن غریبوں کے لئے وقف رکھا جن کی پرورش اُنہوں نے اپنے ذمّے لے رکھی تھی۔

یہود کی انتہائی خبثِ باطنی کے باوجود صفیہؓ سے رسولؐ کا نکاح!

بنو قریظہ کے مقتول سردار حیّ بن اخطب کی بیٹی صفیہؓ اسی کنانہ بن ابی الحقیق کی (جس کے قتل کا ذکر اُوپر ہُوا) بیوی تھی اور وہ بھی قیدیوں میں تھی۔ صفیہ کا پہلا خاوند سلام بن مشکم تھا۔ یہ وہی بنو قریظہ ہیں جن کے سات سو آدمیوں کے قتل کا فتویٰ بشمولیت حیّ بن اخطب کے غزوۂ بنو نضیر کے موقع پر سعد بن معاذ نے دیا تھا۔ صفیہ اِس وجہ سے ضرور رسولِ خدا سے عداوت کا جذبہ رکھتی ہوگی۔ اس کے پہلے بھی دو خاوند ہو چکے تھے۔ دحیہ کلبی نے قلعہ خیبر کے اندر ہی رسولؐ سے ایک لونڈی کی درخواست کی تو رسولؐ نے کہا کہ صفیہ کو دحیہ کلبی کے سپرد کر دیا جائے۔ اسی واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا کو کوئی خاص رغبت صفیہؓ کی طرف نہ تھی، اور زینب کے اُوپر کے زہر کے واقعہ نے بھی یہودیوں کی دھوکہ دہی اور خبثِ باطنی کے متعلق عمدہ اثر کسی کے دل میں پیدا نہ کیا تھا۔ ادھر صفیہؓ کو اسی غزوۂ خیبر کے ضمن میں ایک خواب آئی جس میں اس کو یہ دکھلایا گیا کہ سُورج آسمان سے نیچے اُترا ہے اور اُس کی چھاتی میں جا کر داخل ہو گیا ہے۔ صفیہؓ نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ کو بتائی تو اُس نے اُس کے منہ پر تھپّڑ مار کر کہا کہ تُو بھی اس عرب کے سردار کی طرح خبطی بن گئی ہے جس نے ہمارے ملک پر حملہ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ صفیہؓ کے دل پر اس خواب نے اثر کیا ہو اور اس کی رغبت اُس کو فی الحقیقت سورج سمجھ کر رسولؐ سے ہو گئی ہو، لیکن یہ امر متحقق ہے کہ صفیہ کو دحیہ کلبی کے سپرد کر دینے کی تجویز کے بعد بعض صحابہ نے رسولِ خدا سے کہا کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی یہ رئیسہ جو کل تک خیبر کی مالکہ تھی، صرف رسولؐ کے مناسبِ حال ہو سکتی ہے۔ دحیہ کلبی سے اُس کی تسلّی کیونکر ہوگی۔ رسولِ خدا نے تاوان دے کر اُس کو آزاد کر دیا اور خیبر چھوڑنے سے پہلے پہلے اس سے نکاح کر لیا۔ شادی کی مراسم باقاعدہ طور پر مدینہ کی طرف واپسی کے دوران میں الصہبہ کے مقام پر ہوئیں جہاں فوج نے تین دن مقام کیا۔ ابو ایوب انصاری جو رسولِ خدا کے محافظِ حرم تھے شادی کی تمام رات پہرہ دیتے رہے۔ صفیہؓ کی عمر اُس وقت سترہ برس کی تھی اور ساٹھ برس کی عمر میں ۵۰ھ ہجری میں انہوں نے انتقال کیا اور جنّت البقیع میں دفن ہوئیں۔

انہی ایّام میں اُمّ حبیبہ بنت ابُوسفیان سے رسولِ خداؐ کا نکاح اور ابُوسفیان کا اسلام لانا!

اسی ۷ھ میں کم و بیش اُوپر کے واقعہ کے بعد یا پہلے رسولِ خدا نے رملہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان سے نکاح کیا۔ اس نکاح کی تفصیل اس تصنیف کے شروع میں آ چکی ہے۔ ان کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش تھے جو اپنی بیوی کے ساتھ حبش کی طرف ہجرت ۵ھ میں کر گئے تھے اور اسلام لانے والوں میں سے اوّلین میں سے تھے۔ اس وقت چونکہ شراب حرام نہ ہوئی تھی عبیداللہ بن جحش حبشہ میں بہت شراب پیتے تھے اور ۶ھ

Marfat.com

میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اُمّ حبیبہ نے اُن سے تعلقات منقطع کر لئے تھے اور رسولِ خدا کو اُن کے متعلق اطلاع دی۔ رسول صلعم نے کچھ مدت بعد عمرو بن امیہ کو نجاشی فرمانروائے حبشہ کے پاس بھیجا کہ رسولؐ کا نکاح اُمّ حبیبہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس وقت اُن کی عمر ۳۶ برس کی تھی اور یہ نکاح حبشہ میں پڑھا گیا۔ ابوسفیان پہلے ہی اپنی بیٹی رملہ اور اُس کے خاوند کے اسلام لانے پر برہم تھا لیکن جب رسولؐ سے نکاح کا سُنا تو چیخ اُٹھا کہ "لات و عزیٰ کی قسم! محمدؐ کا یہ اونٹ اس قدر شہ زور ہے کہ کوئی تھوتھنی قبول نہیں کرتا"۔ رسولِ خدا نے یہ نکاح نہ صرف اس خیال سے کیا تھا کہ رملہ اُن اوّلین میں سے تھیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور عبیداللہ کے ارتداد کے بعد وہ بیکس رہ گئی تھیں، بلکہ اس لئے کہ ابوسفیان جو اب رسولِ خدا کا واحد خاندانی دشمن باقی رہ گیا تھا، ذرا نرم پڑ جائے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اس بنا پر یہ شادی سیاسی تھی اور اُس کا نتیجہ بھی یہی ہوا کہ ابوسفیان اگلے سال مسلمان ہو گئے!

یہود کے قدیم ترین مسکن یعنی خیبر کا سر ہو جانا رسولؐ کا عظیم الشان کارنامہ، صفیہؓ کی وفاداری!

غزوۂ خیبر کا کارنامہ حضرت رسول صلعم کا ایک بہت بڑا کارنامہ اس لئے تھا کہ قلعہ بندی کی جنگ میں مسلمانوں نے اب تک حصہ نہ لیا تھا اور وہ اس جنگ کو کامیاب منزل تک اپنی کند اور بوسیدہ ہتھیاروں سے اور اس چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ جو اُن کے پاس تھی، پہنچا سکے۔ یہ امر کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ بیس پچیس دن کے محاصرہ میں جو اس جگہ ہوا وہ اپنے مرکز سے دو سو میل دور تھے اور وہ دقتیں جو ابوسفیان کو غزوۂ خندق میں رسد کے بارے میں پیدا ہوئی تھیں، یہاں پیدا نہ ہوئیں۔ خیبر یہود کا مستقل وطن حضرت موسیٰ کے وقت سے تھا، اور حیرت در حیرت ہے کہ یہود اس وطن میں ایک مہینہ کے اندر شکست کھا گئے اور ان میں اپنے دین اور وطن کو بچانے کی کوئی ایمانی طاقت نہ رہی۔ حضرت صفیہ کا یہودی ہونے کے باوجود رسولِ خدا سے باقی تمام عمر عمدہ سلوک بھی ایک حیران کن واقعہ ہے جس کی بظاہر کوئی توجیہ نظر نہیں آتی درانحالیکہ یہودی قوم عام طور پر دھوکہ باز، نفس پرست اور زر پرست قوم خیال کی جاتی تھی۔ یہ حیرت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جب مورخ یہ لکھتا ہے کہ حضرت صفیہ حضرت عائشہ کے بعد رسول کی نہایت محبوب بیویوں میں سے تھیں۔

فتح خیبر کے عظیم الشان نتائج!

فتح خیبر سے جہاں یہود کی شرارتیں ختم ہو گئیں وہاں یہ بھی ہوا کہ اس فتح سے گرد و نواح کے قبائل بھی دب گئے اور ایک مدت تک کوئی فتنہ نہ اُٹھا۔ اُدھر خیبر کے مالِ غنیمت اور شرائطِ صلح سے مدینہ کے مہاجر مسلمانوں کی غربت دور ہو گئی۔ یہاں سے نقد روپیہ اور سامان کے علاوہ زراعت کے قابل زمینیں بھی ملیں جو زیادہ تر مہاجر صحابہ میں تقسیم کر دی گئیں۔ ان ملاحظات سے جو بیان کئے گئے، یہ اندازہ نہ کر لیا جائے کہ مدینہ کے مہاجر اب دینِ اسلام کی تحریک کو چھوڑ کر ان زمینوں پر آباد ہو گئے اور اسلام کا قصہ ختم ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ دینِ اسلام کی تحریک اس طرح کی حرکت نہ تھی کہ اس کا اختتام زمینوں یا دولتِ دُنیا کے مل جانے

Marfat.com

پر ہوتا۔ زمینوں کا ملنا اسی حد تک ہُوا کہ ان کی آمدنی مہاجرین کو ملتی تھی اور اُن کے مزارع بدستور وہی پہلے لوگ رہے۔ حضرت عمرؓ نے آگے چل کر اپنے زمانۂ خلافت میں جب مسلمانوں کا دنیا کی طرف رُجحان دیکھا تو حکم دے دیا کہ کوئی مُسلمان زمینوں پر آباد نہ ہو اور کسی دنیوی علائق میں نہ پھنسے۔

صحابہ میں سے کسی کی "فضیلت" کا سوال منافقینِ مدینہ تک میں سے بھی کسی نے نہ اُٹھایا!

غزوۂ خیبر سے ایک اور عظیم الشان سبق جو مسلمانوں کو آج اس انتہائی فرقہ بندی اور انتشارِ قوت کے زمانے میں حاصل ہو سکتا ہے، یہ ہے کہ اس مُہم میں باوجود اس کے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سب کے سب رسولِ خدا کے ساتھ تھے، اور قلعہ قموص کے فتح کرنے میں حضرت علیؓ نے غیر معمولی بہادری جتلائی، لیکن اس طرح کا کوئی فتنہ جیسا کہ تھوڑی مدت بعد جیسا کہ حضرت علیؓ کے حقِ خلافت کے متعلق اٹھا، غزوۂ خیبر کے وقت قطعاً موجود نہ تھا۔ غزوۂ خیبر میں یا اس کے بعد چار سال تک کہ رسول صلعم بقیدِ حیات رہے۔ مدینہ کے مہاجرین و انصار، حتیٰ کہ عبداللہ بن اُبی منافق کی ٹولی میں کوئی ادنیٰ سی بات ایسی نہ اُٹھی جس سے یہ معلوم ہو کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ میں سے کون افضل ہے، کون زیادہ بہادر ہے، کس کی زیادہ محبت رسولؐ سے ہے، کس کو رسولؐ زیادہ پسند کرتا ہے، کون رسولؐ کے بعد خلافت کا حقدار ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ ایک روشن بات ہے کہ منافقینِ مدینہ جو ہر وقت کسی نہ کسی فتنے کو اٹھانے کے لئے پابرکاب رہتے تھے، اس فتنہ کو اٹھا سکتے تھے اور مدینہ کے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان فساد پیدا کر سکتے تھے۔ چونکہ دشمنوں کو بھی یہ فساد انگیزی نہیں سُوجھی۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ بعد کے مسلمانوں میں شیعہ سُنّی کا فساد درحقیقت علیؓ کے فرضی اور خاندانی حامیوں کا ایک شیطانی فساد تھا جس کا خواب وخیال بھی مدینہ میں کسی دوست یا دشمن کو نہیں ہُوا اور اس وجہ سے نہیں ہُوا کہ اس فساد کی بنیاد ہی کوئی نہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی لڑکی رسولؐ کی بیوی تھی۔ اس لئے وہ ان کے خسر ٹھہرے۔ حضرت عمرؓ کی لڑکی بھی رسولؐ کی بیوی تھیں، اس لئے وہ بھی اُن کے خسر ٹھہرے۔ حضرت عثمانؓ نے ایک چھوڑ دو لڑکیاں رسولؐ کی اپنے عقد میں لی تھیں اس لئے وہ ان کے دوہرے داماد ٹھہرے حضرت علیؓ نے رسولؐ کی لڑکی فاطمہؓ کو بیاہا تھا اس لئے وہ بھی ان کے داماد ٹھہرے۔ ان رشتوں کے ہوتے ہوئے ان چاروں میں سے کسی ایک کی دوسرے پر فضیلت یا حقِ خلافت میں برتری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر انسان کے ادنیٰ حیوانی جذبات کو بھڑکا کر کوئی شخص آج چودہ سو برس کے بعد بھی ان چاروں شخصوں کو سامنے رکھ کر "فضیلت" کے سوال کو کھڑا کرنا چاہتا ہے تو دنیا کا بڑے سے بڑا شیطان بھی اس بات کو تسلیم کرے گا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں رسولِ خدا کے بمنزلہ باپ کے تھے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں بمنزلہ بیٹوں کے تھے اور بیٹوں کو باپوں پر کیونکر "فضیلت" ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رسولِ خدا کے بہت پُرانے اور آزمودہ کار رفیق اور صاحب علم اور صاحب رسوخ ہونے کے بعد کافی تجربہ کار انسان تھے جو رسولؐ کی جانشینی بطورِ احسن ان کے انتقال کے بعد کر سکتے تھے۔ اس بنا پر

Marfat.com

قدرتی طور پر وہی مقرر یا منتخب ہو گئے۔ حضرت علی ان کے مقابلے میں ابھی طفلِ مکتب بھی نہ تھے۔ حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر قدرتی طور پر زیادہ مستحق اوروں سے تھے جیسا کہ ان کی خلافت میں ثابت ہو گیا کہ انہوں نے سب سے زیادہ عروج اسلام کو دیا۔ حضرت عثمان کی خلافت میں اتنے کارہائے نمایاں نہیں ہوئے لیکن اگر حضرت علی کی فضیلت رسولؐ کے داماد ہونے کی وجہ سے یا حضرت فاطمہ کے خاوند ہونے کی وجہ سے ہے تو حضرت عثمان کی فضیلت کیوں نہ دوہری تسلیم کی جائے کیونکہ اُن کے گھر میں رسولؐ کی دو فاطمہ سے بڑی بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم آئیں۔ ادھر تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی کی خلافت کوئی شاندار خلافت بھی نہ تھی جس کی بنا پر مسلمان حضرت علی کے حق میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہوں اور کچھ عجب نہیں کہ ابوبکر، عمر اور عثمان کے مقابلے میں حضرت علی کو خلافت مل جاتی تو وہ خلافت کا بیڑہ شروع میں ہی ڈبو دیتے۔

رسولؐ کے بعد شیعہ سنی تفریق شیطانی عمل تھا جو مسلمانوں سے سرزد ہوا!

ان بناؤں پر شیعہ اور سنی کا سوال پیدا کرنا صرف شیطان کا کھڑا کیا ہوا اسی طرح کا تماشا ہے جس طرح کہ بعد میں بنو عباس اور بنو امیہ نے اسلام میں پیدا کیا یا اور فتنے بدبخت غرض مندوں نے محض اپنے نفس کی خاطر پیدا کئے۔ ان سب نتائج سے ایک ہی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ رسولِ عربی محمدؐ جس کے لگ کا انسان دنیا کی تاریخ میں آج تک نمودار نہیں ہوا اور جس کے لائے ہوئے قرآن عظیم نے دنیا کو وہ روشنی دی کہ نسلِ انسانی اس روشنی پر ابدالآباد تک محوِ حیرت ہوتی رہے گی۔ وہ بلند خیال اور بے پناہ طور پر عالمی اور کائناتی انسان تھا جو کسی عنوان سے "گرفتارِ ابوبکر و علی" ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ وہ بنو ہاشم اور بنو عبدشمس کے جھگڑوں سے کروڑوں میل بالا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے کروڑوں اور اربوں ستاروں کے لامتناہی خدا کی زندہ آواز تھا جس آواز کو مردہ اور بے حس کرنے کے لئے شرمناک طور پر مسلمان علی اور عمر کے جھگڑوں میں لگے ہوئے ہیں اور اتنی سیدھی بات نہیں سمجھتے کہ "چار یاروں" میں سے "دو باپ" کی بجائے تھے اور دو "بیٹوں" کی بجائے۔ پھر کون ان میں سے اچھا ہے اور کس کو برا کہا جائے!!

قربِ ربِ باری

دنیا کے عالمو آؤ قرآن پناہ تمہاری!
معراج ہے محمدؐ کا بشر کی راہداری!
یہ وہ اک بشر ہے جس نے تمہیں راہ ہے دکھا دی
کہ ہے آسمان پہ چڑھنے سے ہی قربِ ربِ باری
(حضرت علامہ المشرقیؒ)

(۲۰)

غزوۂ خیبر کے بعد اور پہلے ۶ھ میں رسولؐ کے پندرہ ملکوں کے

بادشاہوں کے نام دعوت نامے!

براہیمی دین کی تجدید کا دھڑلے سے اعلان، بنی نوع انسان ایک امت ہیں!

سات والیانِ ملک دائرہ اسلام میں داخل اور چار والیان کی ہمدردی کے حیرت انگیز نتائج،

خیبر کی فتح کے بعد رسولؐ خدا نے محرم ۷ھ یعنی سال کے شروع سے باقی دس گیارہ مہینے جن مصروفیتوں میں گزرے وہ فرمانروایانِ دنیا کے نام تبلیغی خط تھے لیکن ان میں بعض خطوط ایسے بھی تھے جو ۶ھ میں روانہ کئے گئے تھے اور جن کی تفصیل آگے آرہی ہے — قبائلِ عرب کی طرف تبلیغی دستے جو بھیجے گئے یا چھوٹی چھوٹی جنگی مہمیں جو بقایا سال میں سَر کی گئیں یا اس سال کے اور قابلِ ذکر واقعات حسب ذیل ہیں:-

قبیلہ بنی سلیم کا ایک مالدار تاجر حجاج بن علاطہ رسولؐ کی خیبر سے واپسی پر برضائے خود مسلمان ہوا۔ وہ اپنا بہت سا روپیہ مکہ لینے جا رہا تھا، اس لئے اُس نے وہاں جا کر اپنے اسلام کو چھپایا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مکہ کے مسلمان سخت ہراساں ہیں کہ رسولؐ کو غزوۂ خیبر میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے خفیہ طور پر اس غلط فہمی کو دُور کیا اور رسولؐ کی عظیم الشان فتح کی خوشخبری دی۔ الغرض یہ فتنہ رفع ہوا۔ حضرت عباس نے اس خوشی میں دو غلام آزاد کئے۔

اسی سال ابوبکرؓ، عمرؓ، اسامہ بن زید، غالب بن عبداللہ، اسلمی، مُعلم وغیرہ کی سیادت میں چھوٹے چھوٹے کم و بیش تیس مجاہدوں کے فوجی دستے اطراف مدینہ میں تبلیغ کے خیال سے روانہ کئے گئے تھے اور مقصد یہ بھی تھا کہ اگر کہیں گرد و نواح میں مخالف عنصر ہے تو اس کو ترغیب و ترہیب سے موافق کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس ترکیب سے گرد و نواح کے سرکش علاقے بہت تیزی سے مطیع ہو گئے اور کفار قبائل سے مسلمانوں کے براہِ راست رابطے نے اسلام کی آئندہ توسیع کے لئے عمدہ فضا پیدا کر دی۔ چونکہ ان دستوں کے قائد جنگی اغراض کے لئے نہیں گئے تھے بلکہ تشدد صرف امر مجبوری کی حالت میں اختیار کر سکتے تھے اس لئے ان قائدین کو سزا دی گئی، جنہوں نے اس مقصد کی خلاف ورزی کی تھی۔ مُعلم کے خلاف شکایت تھی کہ اُس نے ایک شخص عامر کو قتل کیا جس نے اسلامی طریقے پر سلام کیا تھا معلم سے جب پرسش ہوئی تو اس نے جواب دیا کہ وہ اپنی دولت اور جان بچانا چاہتا تھا اس لئے اُس نے مسلمانوں کی طرح سلام کیا۔ رسولِ خدا

Marfat.com

نے عامر کے ورثا کو اس ناحق قتل کا خوں بہا پچاس اونٹ دیئے۔

دعوت ناموں کی تفصیل اور مختلف ملکوں میں عربی نبیؐ کی آمد کے متعلق تاثرات!

صلح حدیبیہ یعنی ۶ھ ذیقعدہ اور غزوہ خیبر یعنی محرم ۷ھ کے فوراً بعد رسولِ خدا نے دنیا کے مختلف اکابر اور بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ سے اسلام کی دعوت دی۔ ان سب کے مضمون قریب قریب یکساں تھے، اِلّا یہ کہ عیسائی بادشاہوں کی طرف جو خطوط تھے ان سب کے شروع میں یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۳/۶۴) (یعنی اے اہلِ کتاب! اس قول کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی (دوسرے حاکم) کی ملازمت اختیار نہ کریں گے اور نہ کسی شے کو اس کے ساتھ شریک (برابر) کریں گے اور نہ ہم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو چھوڑ کر اپنا رب اور پروردگار پکڑے گا)۔ ان الفاظ کے لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ عیسائی بادشاہوں پر واضح ہو جائے کہ عرب کا یہ نیا نبی محمد، حضرت عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا۔ رسولِ خدا نے یہ خطوط اپنی مہر لگا کر بھیجے اور اس مطلب کے لئے خاص اہتمام سے مہر بنوائی گئی۔ ان بادشاہوں کے نام اور جن قاصدوں کے ہاتھ خط بھیجے گئے اور جو نتائج برآمد ہوئے حسبِ ذیل الفاظ میں مختصر طور پر بیان کر دیئے جاتے ہیں:-

(۱) **نجاشی شاہ حبش** کے نام جو خط لکھا اُسے عمرو بن امیہ الضمری لے کر گئے۔ نجاشی پہلے ہی اسلام کی طرف عمدہ خیال رکھتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو حبش میں پناہ دی تھی۔ خط ملنے پر خفیہ طور پر اسلام لے آیا اور جواب میں خط لکھا کہ میں اپنے بیٹے ارحٰ کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ میرا عندیہ آپ کو بیان کر دے گا کہ کھلے طور پر اسلام لے آنے میں کیا مشکلات ہیں، لیکن اگر آپ حکم دیں تو تاج و تخت چھوڑ کر آپ کے پاس آ سکتا ہوں۔ حبش کے مسلمانوں کو جیسا کہ آپ نے لکھا ہے عنقریب واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب اس وقت حبش میں تھے اور نجاشی ان کے ہاتھ پر ایمان لایا۔

(۲) **خسرو پرویز شاہِ ایران** کے پاس عبداللہ بن حذافہ خط لے کر پہنچے۔ جب مترجم نے بتایا کہ خط میں رسولِ خدا کا نام پہلے اور شاہ کا نام پیچھے ہے تو سخت برہم ہوا اور خط کو مترجم سے لے کر فوراً پھاڑ ڈالا۔ رومیوں اور ایرانیوں کی جنگیں آپس میں صدیوں سے چلی آ رہی تھیں اور ہرقل شاہِ روم اور خسرو پرویز شاہِ ایران نے کچھ مدت سے ان جنگوں کی تجدید کی تھی اور ان جنگوں میں بڑے بڑے علاقے ایک دوسرے کی حکمرانی میں آتے جاتے تھے۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ خسرو پرویز نے تین فوجوں کے ذریعے سے جن میں سے ایک کا نام پنجاہ ہزار زرین شمشیر تھا، بادشاہ روم سے فلسطین، آرمینیہ، شام اور کئی صوبے چھین لئے تھے، بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا اور مقدس صلیب کو وہاں کو وہاں سے اُٹھا کر ایران لے گیا تھا۔ اس کے بعد اسی خسرو نے افریقہ پر حملہ کیا اور طرابلس اور مصر پر قبضہ کر کے کارتھیج تک جا پہنچا تھا۔

اسی قسم کے فاتحانہ اقدام کے وقت عبداللہ بن حذافہ قاصدِ رسولؐ پرویز کے پاس پہنچا۔ اُس نے خط پھاڑنے کے بعد باذان والئی یمن کو جو بعض کے نزدیک اُس کا برادر زادہ تھا، حکماً یہ بھیجا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں قریش قوم کا ایک پاگل ہے جو نبوّت کا دعوٰے کر رہا ہے اس کو ہوش میں لاؤ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اُس کو قتل کر کے اُس کا سر میرے پاس بھیج دو۔" جب رسولِ خدا کو اس سلوک کا علم ہوا جو خسرو نے اُن کے خط کے ساتھ کیا تو کہا کہ خدا اُس کی سلطنت کو بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے رہے گا۔"

(۳) ہرقل قیصرِ رُوم کے پاس رسولِ خدا کا خط دحیہ بن خلیفہ الکلبی لے کر گئے۔ وہ ان دنوں ایرانیوں کے ساتھ جنگوں کی پریشانیوں میں مبتلا تھا اور دمشق میں تھا۔ رسولِ خدا کے خط کے نیچے رسولؐ کے دستخط روپہلی حرفوں میں تھے۔ اس میں ہرقل کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر دینِ اسلام اختیار کرلے۔ ہرقل نے نہایت تعظیم کے ساتھ خط کو اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا۔ دحیہ الکلبی کو نہایت عزت سے مہمان کے طور پر رکھا اور حکم دیا کہ اگر کوئی قافلہ عرب سے اِدھر آیا ہو تو اس کو ہمارے پاس لاؤ۔ اِتفاق سے اس وقت ابوسفیان اور اس کا قافلہ شام میں تھا۔ ابوسفیان سے ہرقل نے رسولِ خدا کے بارے میں بہت سے سوال کئے۔ پھر کہا: تم کہتے ہو کہ محمدؐ نسب کے شریف ہیں۔ محمدؐ سے پہلے کسی نے نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔ محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اس کے باپ دادا میں کسی نے بادشاہت نہیں کی، اُس کے ماننے والے اکثر لوگ غریب ہیں، اس کے پیروؤں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، محمدؐ ایک خدا کی عبادت کی تلقین کرتا ہے، کہتا ہے کہ بُت پرستی چھوڑ دو، وغیرہ وغیرہ۔ ان میں کوئی بات ایسی نہیں جو معیوب سمجھی جائے۔ ہرقل نے ابوسفیان کو رخصت کیا اور دحیہ کلبی سے کہا کہ میری طرف سے یہ تحفے اپنے رسولؐ کی خدمت میں لے جاؤ، میں اُن کے مراسلے پر فرصت میں غور کروں گا۔ چنانچہ دحیہ کلبی اِن تحائف کو جو نہایت شاندار تھے، لے کر واپس ہوئے۔

(۴) باذان حاکم یمن کے پاس خسرو کا حکم پہنچا کہ رسولؐ کو پکڑ کر لاؤ تو باذان نے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ رسولِ خدا نے ان کو کہا کہ تم مجھے پکڑنے کی بجائے اپنے بادشاہ کی فکر کرو، کیونکہ وہ قتل ہو چکا ہے۔ وہ واپس آئے تو باذان کے پاس خبر آئی کہ خسرو کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا۔ باذان کو رسولؐ کے اور حالات بھی سنائے جن سے وہ بہت متاثر ہوا اور اسلام لے آیا۔ ان کے اثر سے اور بھی یمن کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

(۵) منذر بن ساوی شاہ بحرین کے پاس علاءؓ بن حضرمی خط لے کر گئے۔ شاہ بحرین نے نہ صرف خود اسلام قبول کیا بلکہ اس کی رعایا میں سے کافی لوگ اسلام لے آئے۔ خط کا جواب بھی عقیدت مندانہ دیا اور ان کے بارے میں پوچھا جو اسلام نہیں لائے تھے۔ رسولؐ نے لکھ بھیجا کہ اُن سے جزیہ لے کر ان کی جان کی حفاظت کی جائے اور اُن کو رعایا کے تمام حقوق دیئے جائیں۔

(۶) جیفر شاہِ عمان کی طرف عمرو بن العاص بھیجے گئے۔ اُس نے عمرو بن العاص کو کئی دن روکے رکھا۔ ان کے بھائی عبد بھی جیفر کے ساتھ اسلام کی تعلیم لیتے رہے۔ بالآخر دونوں اسلام لائے اور رعایا کے بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا۔

(۷) ہوذہ ابن علی الحنفی شاہ یمامہ کے پاس سلیط بن عامر خط لے کر گئے، اس نے گستاخی سے جواب ۔۔۔ دیا کہ اگر محمدؐ اپنی آدھی سلطنت میرے حصے میں دے دے تو اسلام لا سکتا ہوں۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ ہلاک ہوگیا۔

(۸) مقوقش شاہ مصر و اسکندریہ کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ خط لے کر پہنچا۔ اس حاکم کو ہرقل قیصر روم نے دراصل خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن رومیوں اور ایرانیوں کی لڑائیوں کے دوران میں جو ان دنوں ہو رہی تھیں، اس نے قریباً اپنے آپ کو خود مختار بادشاہ بنا لیا تھا۔ مقوقش نے سفیر کی بہت عزت کی، لیکن اسلام لانے کے بارے میں کوئی قطعی رائے نہ دی اور کہا کہ یہ معاملہ بہت غور طلب ہے اور اس قدر جلد اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ نامہ برکو اس نے اپنے ہاں مہمان کے طور پر رکھا اور رخصت کے وقت بہت سے تحفہ تحائف دیئے۔ ان تحائف میں قیمتی جواہرات، مصری عمل کی پوشاکیں، عمدہ شہد اور مکھن، ایک سفید گدھی جس کا نام یا فور تھا۔ ایک خچر دُلدُل اور ایک نہایت تیز گھوڑا الزلوس تھے۔ تحائف کے علاوہ ماریہ قبطیہ ایک لونڈی بھی تھی جس سے بعد میں رسول صلعم نے نکاح کیا اور اس کے بطن سے ایک بیٹا ابراہیم پیدا ہوا۔ ماریہ قبطیہ کیساتھ اُن کی بہن سیرین بھی مقوقش نے مدینہ بھیج دی، کیونکہ حاطب کی تبلیغ و تعلیم سے یہ دونوں بہنیں اسلام لے آئی تھیں۔

(۹) ایک اور والئی شام فروہ بن عمر خزاعی خط کو پا کر مسلمان ہوگیا اور علانیہ اقرار کیا۔ قیصر کے دربار میں اس کے اسلام لانے کی شکایت پہنچی۔ قیصر کے تمام درباری اس کے خلاف تھے اور حکم دیا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ فروہ قتل کر دیئے گئے، لیکن اسلام سے منحرف نہ ہوئے۔

(۱۰) ذوالکلاع قبیلہ حمیر کا سردار تھا۔ وہ بڑا سرکش اور بے دین تھا۔ یہ بھی اسلام لے آیا۔

(۱۱) ثمامہ حاکم نجد کے پاس جب خط پہنچا تو وہ ایمان لے آیا۔

(۱۲) ۸ھ ہجری کے اخیر میں حج سے واپس آکر اور جبلہ بن الایہم کے خط کے بعد رسولؐ خدا نے فروتہ بن عمر حاکم علاقہ عمان کو جو خلیج فارس اور خلیج عمان کے مغربی کنارے پر واقع ہے اور جس کا دارالخلافہ آج کل مسقط ہے، دعوت اسلام کا خط بھیجا۔ فروتہ شاہ روم کی طرف سے عمان کا عامل مقرر تھا۔ اس نے خط کو دیکھ کر دین اسلام اختیار کیا۔ اس نے قاصد کے ہاتھ جواب روانہ کیا جس میں بذاتِ خود حاضر نہ ہو سکنے کی مجبوری ظاہر کی اور تحائف روانہ کئے۔ کچھ دن بعد احکام اسلام حاصل کرنے کی غرض سے اپنا قاصد بھیجا، جس کو رسولؐ خدا نے احترام سے اچھی جگہ اتارا اور احکام قاصد کو دے دیئے۔

(۱۳) ۸ھ کے شروع میں جب کہ بنی خزاعہ کی طرف فوج بھیجی جانی تھی۔ رسولؐ خدا نے حارث بن عمیر کو قاصد بنا کر دعوت اسلام کا ایک خط حاکم بصریٰ کے نام بھیجا۔ جب حارث بصریٰ کے قریب پہنچا تو شرجیل بن عمرو غسانی نے جو شاہ روم کی طرف سے رئیس حدود شام مقرر تھا اور کسی کام کی غرض سے بصریٰ آیا ہوا تھا اور واپس جا رہا تھا، پوچھ گچھ کرنے کے بعد حارث کو قتل کر دیا۔ جنگِ موتہ کا باعث یہی قتل تھا۔

Marfat.com

(۱۴) منذر بن حارث حاکم بصری والئ شام کا خط لے کر گئے۔ اس نے اسلام تو قبول نہ کیا پہلے پہل گستاخانہ طور پر پیش آیا پھر سفیر کو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ والی شاہِ روم کے ماتحت تھا اور خود کچھ نہ کر سکتا تھا۔

(۱۵) ۸ھ کے اخیر میں حج سے واپس آکر رسولؐ خدا نے جبلہ ابن الیم شاہ غسان کو دعوتِ اسلام کا خط بھیجا، جب خط ملا تو اس نے نہایت عزت و تکریم سے لیا۔ دینِ اسلام قبول کیا اور ایک تسلی بخش خط جواب میں بھیجا۔ بہت سے تحائف رسولؐ کے پاس روانہ کئے۔

رسولؐ کی پیمبری شان کے اعجاز نما کرشمے!

رسولؐ خدا کے یہ پندرہ دعوت نامے ۶ھ کے آخری دو مہینوں سے لے کر ۸ھ کے محرم تک یعنی قریباً پندرہ ماہ میں گرداگرد کی تمام سلطنتوں کے بادشاہوں اور والیوں کو روانہ کئے گئے تھے۔ صلح حدیبیہ کے ایام میں یا اس سے ذرا پہلے اس سلسلہ کو رسولؐ کی تجویز نے ایسے حالات میں خود شروع کیا جب کہ دینِ اسلام کے قطعی غلبہ کی کوئی ایسی صورت نمایاں نہ ہوئی تھی کہ اس کا آوازہ دُور دُور کے ملکوں تک پہنچے لیکن یہ امر کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ رسولؐ نے اس سلسلہ کو پورے استقلال اور جرأت سے خود قائم کیا درانحالیکہ اس کے متعلق وحی نے بھی کوئی فوری ہدایت صراحتہً نہ دی تھی[x]۔ رسولؐ خوب سمجھ رہا تھا کہ چوبیس ہزار کفارِ عرب کا حملہ اس کے اپنے مسکن مدینہ پر ہو چکا ہے اور کافر بُری طرح پچھڑ چکے ہیں۔ صلح حدیبیہ کا عہدنامہ اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ مکہ کے کافر مکہ کی سرزمین پر اپنا پورا حق چھوڑ چکے ہیں اور اب کوئی دن جاتا ہے کہ مسلمانوں کا قبضہ مکہ پر ہو کر رہے گا۔ ان حالات میں بہترین تدبیر یہ ہے کہ دینِ اسلام کو باقی دینِ اسلام سے روشناس کرنے بلکہ دینِ اسلام سے دنیا کے ہر ملک کو دھمکی سے باخبر کرنے کی ابھی سے تیاری کی جائے۔ چنانچہ مدینہ کے مشرق کی طرف کے ممالک یعنی ایران، بحرین، بصری اور

(x) اس میں شک نہیں کہ سورۂ اعراف (۷) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا: (۷/۲) (یعنی اے محمدؐ! کہہ دے کہ اے بنی نوعِ انسان! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں) اور سورۂ النسا (۳۴) میں وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا: (۳۴/۳) یعنی (اور اے محمدؐ!) ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام بنی نوعِ انسان کے لئے قیام و امن کی خوشخبری دینے والا اور ہلاکتِ نسل سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا) کے اشارے اس سے آٹھ نو برس پہلے ان کی وحیوں میں ہو چکے تھے، اور ممکن ہے کہ رسولؐ نے ان دونوں الہاموں کے پیشِ نظر ان کی تعمیل کا وقت (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ کی وحی کے مطابق جس کا ذکر بار بار (۶/۵)، (۴۴/۳)، (۲/۱)، (۴۶/۲)، میں ہوا ہے یا وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ (۱۱/۱) کے حکم کے مطابق (یعنی اے پیغمبرؐ! جو کچھ تمہیں وحی کیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو) یہی غزوۂ خندق اور صلح حدیبیہ کی عظیم الشان فتحوں کے بعد سوچا ہو اور سمجھا ہو کہ وقت آگیا ہے کہ دینِ اسلام کی تشہیر اس وقت کی معلوم دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہونی لازمی ہے۔ رسولؐ خدا کی تجویز و تدبیر کا کرشمہ یہ تھا کہ کمزوری کی حالت میں بھی اُن کی خط و کتابت کامیاب رہی۔

Marfat.com

عمان، مغرب کی طرف کے مصر اور حبش، شمال کی طرف کے شام اور رُوم اور جنوب کی طرف کے یمن، غسان، یمامہ، حمیر، نجد وغیرہ وغیرہ، الغرض گرداگرد تمام ملکوں کو اپنی مُہر لگا کر ابلاغِ اخیر (یعنی الٹی میٹم) روانہ کر دیا کہ اے بڑے اور چھوٹے انسانی حکمرانو! برائی ملت کا نئے سِرے سے علمبردار محمدؐ تم کو خبردار کر رہا ہے کہ انسانی اُمت ایک اُمت ہے، اس میں تفریق پیدا نہ کرو بلکہ ایک خدا کے ملازم بن کر ایک ہو جاؤ۔ مختلف خداؤں کے ساتھ لگے رہنے نے تم کو منتشر کر رکھا ہے، اب آجاؤ ورنہ خُدا کے مُلازم تم سب کو پچھاڑ کر رہیں گے اور صلح و مفاہمت سے تم یک جا نہ ہوئے تو شمشیر کی نوک تم کو ایک لڑی میں پرو کر رہے گی!! رسولؐ کی اس پیغامبری کا اثر حیرت انگیز طور پر کامیاب ہُوا، پندرہ میں سے سات مُلکوں یعنی حبش، بحرین، (شاہ) عمان، غسان، شام، حمیر (والی) عمان کے والی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ قیصر روم، شاہِ مصر، حاکم نجد، حاکم بُصریٰ نے قاصدوں کی خاطر تواضع کی اور تحائف روانہ کئے۔ چار ملکوں کے والیوں یعنی خسرو پرویز شاہِ ایران، باذان حاکم یمن (جو شاہِ ایران کا ماتحت تھا)، شاہ یمامہ اور ایک حاکم بُصریٰ نے قطعی مخالفت کی اور رسولؐ کے غیظ و غضب کو بھڑکا کر بالآخر اپنی شامتِ اعمال کے لئے تیار ہو گئے۔

اِن پیغامات کے سلسلے کے ختم ہونے کے صرف چار ماہ بعد ۸ھ ہجری کے جمادی الاوّل میں غزوۂ موتہ کی نئی عظیم الشان فتح رسولؐ کو حاصل ہوئی اور مزید چار ماہ بعد فتح مکہ کا فیصلہ کُن واقعہ نمودار ہُوا جو بالآخر چند سالوں کے اندر روئے زمین کے ان تمام ملکوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا پیش خیمہ بنا اور ایک بار پھر لَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ کی سنت خدا قائم ہوئی کہ جب پیٹھ پھیرتے ہیں کافر ہی پھیرا کرتے ہیں، خدا کے بندے کبھی نہیں ہارا کرتے! فتدبر۔

Marfat.com

(۲۱)

۸ھ کے آخیر میں

حج کی عظیم الشان مہم!

انتہائی پُرامن طریقے سے طے ہو گئی

۸ھ کے جمادی الاوّل میں غزوۂ موتہ میں ۳ ہزار مسلمانانِ مدینہ کا شاہِ روم کی ایک لاکھ فوج سے پہلا ٹکراؤ اور عبداللہ بن رواحہ کی المناک شہادتیں! خالد بن ولید کی بمثال قیادت کے باعث رُومی فوج کا فرار، بے شمار مالِ غنیمت اور جعفر کی لاش کا مدینہ میں غم انگیز وُرود

اِن دعوت ناموں کے مختلف ملکوں کو روانہ ہوتے ہوئے ۷ھ کا شوال قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور اب صلح حدیبیہ کی رُو سے مکہ جانے کی تیاری تھی۔ دو ہزار صحابہ تیار ہو گئے۔ یہ قافلہ عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ کی طرف بڑھا۔ مکہ کے حدُود میں داخل ہونے پر نیام کردہ تلوار کے سوا تمام ہتھیار اتار دیئے۔ ۷۰ اُونٹ قربانی کے اب کی دفعہ بھی ساتھ تھے۔ رسولِ خدا کے مخالفین نے اِس منظر کو کچھ ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھا۔ اِن میں سے اکثر گرداگرد کی پہاڑیوں پر چلے گئے۔ مکہ میں داخل ہونے پر صحابہ کا ولولہ بے اندازہ تھا کیونکہ انہیں اپنے وطن کی زیارت کئی سالوں کے بعد نصیب ہوئی تھی۔ رسولِ خدا نے طوافِ کعبہ شروع ہونے سے پہلے حکم دے دیا تھا کہ احرام کی چادروں کو اِس طرح پہنا جائے کہ کندھے دکھائی دیں تاکہ کفار پر مسلمانوں کی جسمانی قوت کا رُعب بیٹھے۔ لوگ اِس منظر کو خوف سے دیکھتے تھے اور مسلمانوں کی انتہائی طور پر متحد اور منظم جمعیت کو دیکھ کر ہراساں زدہ تھے۔ رسولِ خدا نے کفارِ مکہ کے عین سامنے حج کے تمام مراسم اِس ولولے اور قلبی جوش سے ادا کئے کہ ناظرین پر شدید اثر ہوا اور ان میں سے کئی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے کی یہ ہیبت مخالفینِ رسولؐ میں تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ سامنے آنے کا حوصلہ نہ کر سکتے تھے بلکہ وہ اپنی قیمتی چیزیں اور ساز و سامان بلا حفاظت مکہ میں چھوڑ گئے تھے تاکہ ٹکراؤ کی کہیں صورت پیدا نہ ہو جائے۔ تین دن رہنے کی مہلت کوئی بڑی مہلت نہ تھی جس میں مسلمان اپنے چھوٹے ہوئے عزیزوں، مکہ میں رہنے والے درپردہ مسلمانوں یا اپنے عزیز چھوڑے ہوئے گھروں کی زیارت کر کے اپنے دِلوں کو تسلی دے سکتے تھے لیکن صلح حدیبیہ کی بظاہر کمزور صلح کی اندرونی حکمت کو مدینہ کے مسلمان ایک سال کی سوچ بچار اور باہمی تبادلۂ خیالات سے سمجھ سکتے تھے اور ان کو رسولِ خدا کی تجویز و تدبیر پر کامل اعتبار تھا، اِس لئے کسی قسم کی بے اطمینانی ان تین دنوں کی مہلت کے متعلق پیدا نہ ہوئی، اِس بڑی جمعیت نے

جو تین دن تک مکہ کے شہر کا گشت لگاتی رہی، کسی طرح کی بے قاعدگی کی۔ بڑی تسلی یہ بھی تھی کہ وحی نے فتح مکہ کا منظر سورۃ الفتح کے اندر ہی پیش کر دیا تھا۔

حج سے واپسی پر میمونہ بنت حارث سے رسول خدا کا نکاح خالد بن ولید کے اسلام لانے کا باعث ہوا!

مکہ سے واپسی پر رسول خدا نے مکہ کی حدود سے باہر دو فرسنگ کے فاصلہ پر اسرف کے مقام پر قیام کیا اور نہایت ولولے اور روحانی مسرت سے میمونہ بنت حارث سے جن کی عمر ۵۱ برس تھی، نکاح کی رسم ادا کی۔ میمونہ کا پہلا خاوند مسعود بن عمر ثقفی تھا اور دوسرا ابورہم۔ ۷ھ میں یہ بیوہ تھیں۔ رسول کی پانچویں بیوی حضرت زینب بنت خزیمہ (جن کا رسول سے نکاح ۳ھ میں ہوا تھا اور جن کے پہلے خاوند عبیداللہ بن جحش غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے) ماں کی طرف سے حضرت میمونہ بنت حارث کی بہن لگتی تھیں۔ رسول خدا کے چچا حضرت عباسؓ میمونہ کی بیوگی سے بہت غمزدہ رہتے تھے۔ انہوں نے رسول خدا سے تحریک کی تھی کہ میمونہ کی تسلی کی خاطر رسول ان کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رسول خدا سے نکاح کے صرف تین ماہ بعد انتقال کر گئی تھیں اور ان کو اُن کی ناگہانی موت کا بڑا رنج تھا۔ اس نقطۂ نظر سے بھی اُن کی بہن میمونہ سے نکاح کرنا رسول صلعم کو پسند تھا۔ میمونہ سے منگنی مکہ کے تین دن کے قیام میں ہی ہو گئی تھی لیکن نکاح کی رسم اسرف کے مقام پر ادا ہوئی۔ میمونہ رسول خدا کی سب سے آخری بیوی تھیں اور انہوں نے ۹۵ برس کی عمر میں سب بیویوں سے پیچھے ۵۱ھ میں انتقال کیا اور اسرف میں ہی جہاں اُن کا نکاح ہوا تھا، دفن ہوئیں۔

اس شادی سے جس کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی، عظیم الشان نتائج دین اسلام کے حق میں مترتب ہوئے۔ میمونہ کی وجہ سے ہی خالد بن ولید جو اُن کے سگے بھتیجے تھے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۸ھ میں خالد خود بخود چند رفقاء کے ساتھ جن میں ان کا عزیز دوست عمرو بن العاص بھی تھا، رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اقرار کیا۔ یہ وہی خالد بن ولید ہیں جنہوں نے غزوۂ اُحد میں عقب سے حملہ کر کے رسول خدا کو قریباً شکست دے دی تھی اور جو بعد میں اسلام میں داخل ہو کر دنیا کا سب سے بڑا جرنیل ثابت ہوا۔ عمرو بن العاص جو خالد بن ولید کے عزیز دوست تھے وہ عمرو بن العاص ہیں جن کی ہجو گوئی اور رسول خدا کے خلاف شاعری نے مکہ میں رسول خدا کو بے حد تنگ کیا تھا اور جو کئی دفعہ رسول خدا کے قتل کی سازش میں شریک ہوا۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد عمرو بن العاص نے وہ عظیم الشان تاریخی کارنامے کئے کہ اُن کی مثال تاریخ آج تک پیدا نہ کر سکی۔ سندھ پر پہلی چڑھائی عمرو بن العاص نے ہی کی تھی۔

۷ھ میں فدک کی کامیاب مہم اور ۱۴ سال کے بعد مہاجرین حبشہ کی واپسی!

۷ھ ہجری کے شروع کے مہینوں میں جب کہ رسول خدا غزوۂ خیبر کی تیاریوں میں مصروف تھے، انہوں نے محیصہ بن مسعود کی سرکردگی

Marfat.com

میں ایک مختصر سی فوج فدک کی طرف کر کر روانہ کی تاکہ اُن کو دعوتِ اسلام دی جائے۔ جب یہ گروہ فدک پہنچا تو کفار بدمزگی سے پیش آئے اور کہا کہ ہم یہود کے سردار دس ہزار کا بے پناہ لشکر خیبر والوں کی مدد کے لئے لے کر گئے ہوئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ محمدؐ کو شکست ہوگی اس لئے ہم آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔ یہ لوگ ایک مدت سے اسلام کے خلاف سازباز میں لگے ہوئے تھے۔ اس لئے محیصہ نے اُن کا محاصرہ کرلیا۔ چند دنوں کے بعد یاسر، حارث اور عامر کے جو فدک والوں کے سردار تھے خیبر میں قتل ہونے کی خبر پہنچی اور معلوم ہُوا کہ رسولِ خداؐ مکمل طور پر فتحیاب ہوئے ہیں تو فدک والوں نے صلح کرلی اور جزیہ دینا منظور کرلیا۔

سنہ ۷ھ ہجری میں ہی وہ مہاجر جنہوں نے سنہ ۵ نبوی میں یعنی چودہ برس پہلے مکہ سے حبش کی طرف ہجرت کی تھی، مدینہ میں پہنچ گئے۔

سنہ ۷ھ ہجری کے اوائل میں جب کہ رسولِ خداؐ خیبر سے فتح مند ہوکر واپس آرہے تھے تو وادیٔ القریٰ میں پہنچے۔ یہاں یہود نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا۔ رسولؐ نے ہرچند مصالحت چاہی مگر یہود اڑے رہے اور مقابلہ ہُوا۔ تھوڑے سے مقابلے کے بعد یہود نے راہِ فرار اختیار کیا اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کو ملا۔

سریّہ بنی خزاعہ یا ذات السلاسل

سنہ ۸ھ کے شروع میں ہی کہ ابھی ابھی خالد بن ولید اور عمرو بن العاص اسلام لائے تھے، بنی خزاعہ کی طرف سے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جنگ کا پیغام پہنچا۔ رسول صلعم نے عمرو بن العاص کو تین ہزار آدمیوں کی جمعیت دے کر بنی خزاعہ کی طرف بھیجا۔ جب عمرو نے دشمن کی طاقت کا اندازہ کیا تو انہوں نے رسولِ خداؐ کو خط لکھا کہ اِمداد کی سخت ضرورت ہے۔ رسولؐ نے عبیدہ کو کچھ سپاہ دے کر رخصت کیا بالآخر ذات السلاسل کے مقام پر وادیٔ القریٰ کے نزدیک جو خیبر کے راستے پر ہے، دشمن سے مقابلہ ہُوا۔ بنی خزاعہ کو کامل شکست ہوئی اور سب مسلمان خوش بخوش مدینہ کو واپس آئے۔

غزوۂ موتہ کی مہم میں اسلامؓ کے نامور قائدین کی شرکت اور خالد بن ولیدؓ کی رضاکارانہ پیش کش؟ شاہِ رُوم کی فوجوں سے پہلا ٹکراؤ

انہی دنوں میں کہ سنہ ۸ھ ہجری کا آغاز تھا اور رسولِ خداؐ حج سے فارغ ہوئے تھے، خبر پہنچی کہ شرجیل بن عمرو غسانی حاکم موتہ نے حارث بن عمرو کو جو رسولِ خداؐ کا خط حاکم بصریٰ کے پاس لے کر گئے تھے ناحق اور بلاوجہ قتل کر دیا ہے، حالانکہ رسولؐ کا خط اس کے نام بھی نہ تھا۔ شام کا علاقہ جس میں بصریٰ اور موتہ واقع تھے، پچھلے کئی برسوں سے کبھی رومیوں اور کبھی ایرانیوں کے قبضہ میں آجاتا تھا، لیکن

Marfat.com

اس وقت رومیوں کے قبضہ میں تھا اور غالباً ملوک گردی کے چکر میں تھا۔ موتہ کا قصبہ بیت المقدس کے مشرق میں تین منزل کے فاصلے پر تھا۔ رسولِ خدا نے سفارتی قتل کی پیدا کی ہوئی اِس کھُلی توہین کو ناقابلِ برداشت سمجھ کر اور شکست خوردہ رومیوں کے اوسان ٹھیک کرنے کے لئے اپنے محبوب متبنّیٰ اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کی سرکردگی میں تین ہزار مسلمانوں کا لشکرِ جرّار بھیجنے کی تیاری کی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ مدینہ کا ٹکراؤ شاہِ روم کی فوجوں سے ہونے لگا۔

زید بن حارثہ کے ساتھ مسلمانوں کے نہایت منتخب اور بہادر ترین افراد اس لشکر میں تھے۔ رسولِ خدا کا چچیرا بھائی اور حضرت علی کا سگا بھائی جعفر ابن ابی طالب اِس وقت عین جوانی میں تھا اور اس کی بہادری کا شہرہ دور دور تک پہنچا ہوا تھا۔ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص بھی جو ابھی اسلام لائے تھے اس فوج میں شریک تھے۔ خالد بن ولید نے خود اپنے آپ کو اِس جنگ کے لئے بطورِ رضاکار رسولؐ کے سامنے پیش کیا تھا تاکہ اسلام سے اپنی وفاداری کا روشن ثبوت دے۔ عبداللہ بن رواحہ ایک اور مشہور صحابی جو زمانہ جاہلیت کے عمدہ شاعر تھے اور جنہوں نے میدانِ جنگ میں بھی غیر معمولی کارنامے دکھلائے تھے اِس میں شامل تھے۔ زید کو حکم تھا کہ کوچ نہایت تیزی سے ہو اور موتہ کے مقام پر ناگہاں پہنچا جائے۔

رسولؐ کی بے پناہ دور اندیشی کے باعث کئی سرداروں کی تقرری!

رسولؐ نے ہدایت دی کہ سب سے پہلے آبادی کو دینِ اسلام کی طرف آنے کی دعوت دی جائے اور اُن کے ساتھ نرمی اختیار کی جائے۔ عورتوں، بچوں، پادریوں، راہبوں اور اندھوں کی بہرحال حفاظت کی جائے۔ کوئی گھر نہ گرائے جائیں، درخت نہ کاٹے جائیں، قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ یہ (بالخصوص درخت نہ کاٹنے کی) ہدائتیں پہلی دفعہ رسولؐ نے فوج کو دی تھیں۔ اِس سے پہلے غزووں میں مثلاً بنو نضیر کے غزوہ میں رسولِ خدا نے یہودیوں کے تمام درخت کٹوا دیئے تاکہ ان کو رسد نہ پہنچ سکے۔ چلتے وقت دنیا کے اِس سب سے بڑے دانائے حقیقت کی ہدایت بلکہ حکم کہ اگر زید بن حارثہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب کمان لیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ، ورنہ خالد بن ولید۔ اور اگر خالد بن ولید بھی قتل ہو جائیں تو ان کے بعد عمرو بن العاص۔ سوچو کہ اِس ماہرِ مستقبل نے کیا دیکھا ہوگا جو یہ ہدائتیں دیں۔

یہ مختصر سی فوج پورے بھروسے سے روانہ ہوئی کہ ہم دشمن کو ناگہاں دبوچ لیں گے لیکن کوچ کے کچھ دیر بعد ہی جب کہ فوج ابھی معان کے مقام پر پہنچی تھی کہ علم ہو گیا کہ رومیوں (یونانیوں اور عرب) کی ایک نہایت عظیم فوج اُن سے مقابلے کے لئے بڑھ رہی ہے، چنانچہ جنگی شوریٰ بلائی گئی۔ بعض نے رائے دی کہ ٹھہرا جائے اور رسولؐ کے مزید احکام کا انتظار کیا جائے لیکن عبداللہ بن رواحہ اس کے حق میں تھے کہ تعداد کی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر آگے بڑھا جائے۔ شعر کی نافعیت اگر کہیں ظاہر ہوتی ہے تو میدانِ جنگ میں۔ اس شاعر نے نعرہ مارا کہ "ہم ایمان کے لئے لڑ رہے ہیں، اگر شہید ہو گئے تو جنت ہے، تو چلو تخت یا تختہ دونوں عمدہ سودے ہیں"۔ سب کے دلوں میں آگ

Marfat.com

لگ گئی۔ زید بن حارثہ نے رسولؐ کے عطا کیے ہوئے علم کو فضا میں لہرایا، نیزہ تانا اور چل پڑے۔

ایک لاکھ دشمن کا تین ہزار مسلمانوں سے بے پناہ مقابلہ

دشمن سے موتہ کے مقام پر آمنا سامنا ہوا لیکن ابھی رومیوں کی مدد پورے طور پر نہ پہنچی تھی۔ مسلمانوں نے جاتے ہی کفار کی ہراول فوج کو مار کھپایا اور شرجیل کو قلعہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ اس وقت شاہِ روم کے پاس (جو قریب ہی تھا اور ایرانیوں کی دی ہوئی شکستوں سے پژمردہ ہو رہا تھا) قاصد دوڑائے کہ دشمن آ پہنچا ہے اور ابھی کمک باوجود وعدے کے کئی میل دور ہے۔ الغرض کمک بھی آ پہنچی اور ایک طرف ایک لاکھ اور دوسری طرف تین ہزار صف آراستہ ہو گئے۔ رومی قوانینِ جنگ میں عرب کی طرح انفرادی مقابلوں سے لڑائی شروع نہیں ہوتی۔ دونوں فریق ایک دم ایک دوسرے پر پل پڑے۔ مسلمانوں کی طرف سے تندی کا پڑا بھاری تھا۔ انفرادی بہادری دکھانے کے امکانات کم تھے۔ رسولِ خدا نے چونکہ تین چار سرداروں کی بہ یک وقت تقرری کر دی تھی۔ اس سے سرداروں میں اطمینان زیادہ تھا اور فوج کے ایک سردار کی شہادت کے بعد بد دل اور منتشر ہو جانے کے امکان کم ہو گئے تھے۔

زید بن حارثہ کی عظیم الشان شہادت!

یہ اطمینان تھا یا شوقِ شہادت کہ دو دن کی متواتر لڑائی کے بعد زید بن حارثہ لڑتے لڑتے اپنی صفوں سے بہت آگے نکل آئے۔ انہوں نے دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیں۔ بالآخر دشمنوں کی جس کثیر تعداد سے گھرے ہوئے تھے اس نے جسم کو تیروں سے چھلنی کر دیا اور دنیا کا یہ بطلِ عظیم زمین پر گر پڑا۔ اسی وقت جعفر ابن ابی طالب نے ان کے ہاتھ سے علم پکڑ لیا۔

نوّے زخموں کے بعد جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی پے درپے شہادتیں!

اب تمام لڑائی کا گھمسان حضرت جعفر کے گرداگرد تھا اور جھنڈے پر قبضہ کرنا دشمن کا ایک مقصد تھا۔ جعفر نے جھنڈے کی حفاظت جان توڑ کر کی پہلے جس ہاتھ میں علم تھا وہ کٹ گیا، اس نے دوسرے ہاتھ سے پکڑا۔ وہ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر انہوں نے خون سے لتھڑے ہوئے دونوں بازوؤں سے چھاتی کے ساتھ لگایا۔ پھر تلوار کی زد سے کھوپڑی دو ٹکڑے ہو گئی اور جعفر زمین پر گر پڑے تو بدن پر نوّے زخم تھے اور جھنڈا اسی طرح پکڑے ہوئے تھے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور تکبیر کے نعروں سے زمین ہلا دی، لیکن وہ بھی اسی طرح تھوڑی دیر کے بعد قتل ہو گئے!

بالآخر خالد بن ولید کی قیادت میں لڑائی ختم ہو گئی!

خالد بن ولید نے یہ منظر دیکھ کر جھنڈا پکڑا اور ثابت بن اقدام انصاری کے ہاتھوں میں تلواریں پکڑ کر دشمن کی صفوں میں گھس کر تہلکہ مچا دیا وہ جدھر جاتے، کفار ان کے وار سے بچنے کے لیے بھاگتے، لیکن پھر گاجر مولی کی طرح کٹتے۔ ان کی اس بے پناہ طور پر مردانہ کارگزاری سے مسلمانوں کی صفیں انتہائی طور پر مضبوط ہو گئیں۔ خالد سمجھ گئے تھے کہ دشمن کی تیزی ختم ہو چکی ہے۔ خوف و ہراس کے ہوتے نے نامردی اور بزدلی ان کے جگروں میں داخل کر دی ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں لاشوں کے انبار دیکھ کر ان کے دل چل گئے ہیں اور اب وہ صورت کثرتِ قلت کو

Marfat.com

ختم کر دے، باقی نہیں رہی۔ حضرت خالد کا اپنا بیان ہے کہ نو تلواریں پے در پے صرف میرے ہاتھ سے ٹوٹیں !!

دُشمن کی اگلے دن شرمناک پسپائی اور فرار !

رات نے فریقین کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ اب دن کی کارگذاری کے متعلق کفار کے سپاہیوں کی آپس کی گفتگو نے بزدلوں اور بے ایمانوں کے رہے سہے حوصلے توڑ دیئے۔ خالد نے اسی رات تھوڑی دیر کے بعد ہی مختلف طریقوں سے فوج کے دستوں کا مارچ کرا کر اور انہی دستوں کو مختلف راستوں سے پھروا پھروا کر دشمن کو وہ چکمہ دیا کہ وہ سمجھے کہ خالد کو مختلف سمتوں سے کمکیں پہنچ رہی ہیں اور صبح کے وقت تک نہ جانے کتنی فوج جمع ہو جائے گی۔ دور دور تک آگ کے شعلے ہر طرف نکل رہے تھے۔ فکر و خیال کا یہ وہ منظر تھا جس سے سپاہیوں کے حوصلے اکھڑ گئے اور صبح کو پہلے ہی وار میں دشمن بے پناہ طور پر بھاگا۔ اگر کل کی لڑائی میں سینکڑوں کھیت ہوئے تھے تو آج صبح کے پہلے حملے میں کئی ہزار اپنی تلواریں چلائے بغیر کٹ گئے۔ بالآخر دشمن یک لخت اور بہ حیثیتِ مجموعی پسپا ہونے لگا۔ پسپائی میں جب خالد نے بے پناہ تعاقب کا حکم دیا تو عام بھاگڑ ایسی مچی کہ کسی کو کسی کا علم نہ رہا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ اس تعاقب میں سچ مچ ہزاروں کٹ گئے۔ لمحوں کے اندر رُومی فوج کی تمام چھاؤنی خالی ہو گئی۔ خالد نے مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے لئے دستے الگ کر رکھے تھے۔ انہوں نے بھاگتی ہوئی فوج کے بدنوں سے پائی پائی وصول کی۔ جعفر ابن ابی طالب کی لاش اتفاق سے میدانِ جنگ میں مل گئی۔ دیکھا تو نوے زخم تمام کے تمام بدن کے سامنے حصے پر تھے، پیٹھ پر ایک بھی نہ تھا۔ خالد نے ان کی شجاعت کا احترام کرتے ہوئے اور رسولؐ خدا سے قربت کو مدِنظر رکھتے ہوئے حکم دیا کہ ان کی لاش کو میدانِ جنگ میں دفن نہ کیا جائے بلکہ مدینہ لے جا کر دفنایا جائے۔ اس مہم عظیم میں صرف بارہ صحابی شہید ہوئے۔

بیشمار مالِ غنیمت اور جعفر ابن ابی طالبؓ کی لاش کا مدینہ میں غم انگیز وُرود !

دینِ اسلام کی یہ بے مثال بہادر فوج مدینہ واپس ہوئی تو مالِ غنیمت جو ہزاروں اونٹوں پر لدا ہوا تھا، ایک بہت بڑے ہنگامے کا منظر پیدا کر رہا تھا جو آنکھ نے اس سے پہلے دیکھا نہ تھا۔ لیکن اس شان و شوکت کے باوجود مدینہ کے دل تین عظیم الشان سرداروں کی شہادت پر غمگین تھے۔ دلوں سے جزاک اللہ اور مرحبا کے نعرے رُک رُک کر نکلتے تھے۔ سب سے زیادہ غم جعفرؓ کا تھا جو اس لئے زہرگداز اور اندوہ افزا تھا کہ فوج کے ساتھ اس کی نعش چلی آ رہی تھی۔ جعفرؓ اپنے پیچھے نہایت خوبصورت بیوی اور گود کا بچہ چھوڑ گیا تھا۔ رسولِ خدا کا دل پہلے ہی گداز تھا، بچہ کو گود میں لیا تو آنسوؤں کی برسات لگا دی، لیکن سب سے زیادہ غم سے نڈھال اس وقت ہوئے جب آپؐ کے انتہائی طور پر وفادار منہ بولے بیٹے زیدؓ کی چھوٹی لڑکی رسولؐ کے پاس آئی۔ آپ اُس کی گردن پر اُلٹے لیٹ گئے اور زار زار روتے رہے۔ ایک چلتے شہری نے جو کافر تھا، رسولؐ سے کہا کہ جب وہ جنت میں داخل ہو گئے تو آپ جی ہار کر کیوں آنسو نکالتے ہیں؟ رسولؐ نے کہا۔ ہاں بھئی یہ تو ایک

دوست کی جدائی کے آنسو ہیں اُن کی موت کے آنسو نہیں۔ خالد بن ولید کو رسولِ خدا نے "سیف اللہ" کے الفاظ سے یاد کرکے اِس کا اعلان کردیا۔ یہ خطاب تمام تاریخ میں ابدالآباد تک اُن کے نام کے ساتھ لگا رہے گا!

رومیوں کی فوج کو کیا ہُوا؟ شاہ ہرقل پر کیا گزری جس کو ابھی چند ماہ گزرے رسولِ خدا کا اسلام لانے کے متعلق دعوتی خط ملا تھا۔ نیا شاہ ایران شیرویہ جس نے اپنے باپ خسرو ثانی کو چند ماہ پہلے قتل کیا تھا، کیا سوچتا ہوگا کہ میرے باپ نے رسولؐ کا خط پھاڑ کر اپنی جان پر بلا مول لی اور اب رسولؐ کی بد دعا کہ خدا ایران کی سلطنت کو بھی اِسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے رہے گا، کہیں باپ کے قاتل کی طرف تو نہیں آرہی کہ ہرقل کی فوجیں بھاگ آکر واپس آرہی ہیں۔ ان سب امُور کے متعلق مغرب کے مؤرخ خاموش ہیں اور محمدؐ کے کارناموں کو زبان دانتوں میں لے کر پڑے پڑے دیکھ رہے ہیں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۸۶: ۱۳-۱۴)

یہ فی الحقیقت ایک قطعی اور فیصلہ کن قول ہے، ہنسی مخول درسرسری بات نہیں

قولِ فیصل

یعنی

قوموں کا زوال اور اُس کا علاج

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ

ناشر
التذکرہ پبلیکیشنز المشرقی ہاؤس ۴۴ ہرزیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

Marfat.com

(۲۲)

۸ھ کے حج مکہ میں رخنہ ڈالنے کے لئے

اہلِ مکّہ کی نئی شرارتیں!

مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ پر بنو بکر کا جارحانہ حملہ

ابو سفیان کی ناکام صلح کی مہم!

رمضان ۸ھ میں دس ہزار مسلمانوں کا مکہ کی طرف کوچ اور فتح مکّہ کا بے مثال کارنامہ!

غزوۂ موتہ کی عظیم الشان مہم ۸ھ کے جمادی الاوّل کے مہینے کے اندر اندر سر ہو گئی۔ ابھی اس واقعہ پر دو ماہ نہیں گزرے تھے اور مسلمان اس دور دراز کی مہم سے تھوڑے بہت بھی ستائے نہ تھے کہ مکّہ میں ایک اور فتنہ اٹھا جو اس امر کا پیش خیمہ نظر آتا تھا کہ پچھلے ذیقعدہ کے حج کے بعد پھر اہل مکّہ اپنی شرارتوں کو شروع کرنے کے درپے ہوتے جاتے ہیں اور اس سال کے حج میں رخنہ ڈالنے کے لئے نئی تجویزیں تیار کر رہے ہیں۔ صلح حدیبیہ کی شرطوں میں سے ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ عرب قبائل میں سے جو قبیلہ بھی چاہے فریقین میں سے کسی ایک کا حلیف بن سکتا ہے اور ایسے حلیف پر دوسرا فریق تعرض نہ کرے گا اور معاہدہ کی سب شرائط دونوں قبیلوں پر بھی عائد ہوں گی اور دونوں قبیلوں کو حق نہ ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھائیں۔ پچھلے حج میں بنو خزاعہ کے قبیلے نے مسلمانوں سے اتحاد قائم کیا تھا اور اسی سلسلے میں بنو بکر قریش کے حلیف ہو گئے تھے ایک مدت سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان چپقلش لگی رہتی تھی، لیکن بنو خزاعہ کے مسلمانوں کے حلیف بننے سے یہ چپقلش تیز ہو گئی اور کفارِ مکّہ چونکہ موتہ کی مہم کی بے پناہ کامیابی سے جل اُٹھے تھے، انہوں نے بنو بکر کو شہ دی کہ اس چپقلش کو تیز کر دیں۔ موتہ کی مہم کے چند دنوں بعد ہی جمادی الثانی میں بنو بکر نے قریش کی شہ پر بنو خزاعہ پر اس وقت حملہ کر دیا جب کہ وہ اپنے گھروں میں سو رہے تھے۔

ابوسفیان کا مدینہ میں ناکام وُرود!

اس واقعہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ بنی ذیل کے قریش نے جو بنی بکر سے تعلق رکھتے تھے رسولؐ اور دینِ اسلام کے خلاف ایک ہجو لکھی جس کو وہ حرمِ مکہ میں پڑھ رہے تھے۔ بنی خزاعہ کے چند مسلمانوں نے بنو ذیل کو اس حرکت سے روکا اور صلح حدیبیہ کا عہد نامہ یاد دلایا۔ قریش نے ان مسلمانوں کو کعبہ میں قتل کر دیا۔ بنو خزاعہ نے اپنا وفد احتجاج کے طور پر قریش کے پاس بھیجا تو انہوں

Marfat.com

نے قاصد کو بھی قتل کر دیا اور رات کو صفوان بن اُمیہ نے ستر آدمی لے کر بنو خزاعہ پر شبخون مارا اور کئی آدمی ہلاک کر دیئے(x) (اس جگہ اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ والی آیات سورۂ توبہ کی نازل ہوئیں)۔ اس واقعہ کے بعد رجب کے مہینے میں بنی خزاعہ کے عمرو بن سالم چند اشخاص کو لے کر رسولِ خدا کے پاس آئے اور تمام واقعہ کی تفصیل سنائی۔ آپ نے سب مسلمانوں کو پیغام بھیجدیئے کہ کم رمضان تک مسلح ہو کر مدینہ میں جمع ہو جاؤ۔ ادھر ابوسفیان اور اہلِ مکہ موتہ کی عظیم الشان کامیابی سے خوف و ہراس میں تھے۔ وہ جمع ہوئے اور طے پایا کہ ابوسفیان مدینہ جائے اور اپنی لڑکی امّ حبیبہ کے ذریعے سے جو رسولؐ کی بیوی تھیں یا اور طرح سے اِس معاملہ کو ختم کر دے۔ ابوسفیان مدینہ پہنچا تو رسولِ خدا نے اُس کی طرف توجہ نہ کی۔ وہ غصہ کی حالت میں ابوبکر، عمر اور علی کی سفارش کا طالب ہُوا تو انہوں نے بھی اُس کو جھڑک دیا۔ پھر حضرت فاطمہ سے ان کے چھ سالہ بچے حسنؑ کا واسطہ دے کر طالب سفارش ہُوا۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ میرا بچہ تو ابھی معصوم ہے وہ رسولِ خدا کی مرضی کے خلاف آپ کا سفارشی کس طرح ہو سکتا ہے۔ وہ بالآخر اپنی لڑکی امّ حبیبہ کے پاس گیا اور جب اس کے بستر پر بیٹھنے لگا تو امّ حبیبہ نے جھٹ پٹ بستر کو تہہ کر کے کہا کہ جس بستر پر رسولِ خدا بیٹھتا ہے وہ اِس قدر مقدس ہے کہ اس پر ایک بت پرست شخص نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان اپنی لڑکی کے اِس انتہائی گستاخانہ ملاحظے پر غصے سے تن گیا اور اب علی کی طرف راجع ہُوا۔ حضرت علی نے کہا۔ میں اِس وقت کوئی رائے نہیں دے سکتا، سوائے اُس کے کہ قریش کے سربراہ کی حیثیت میں آپ معاہدۂ حدیبیہ کی حفاظت کا اِعلان کر دیں۔ ابوسفیان نے کہا اُس سے تو مطلب حل نہ ہُوا، تو حضرت علی نے کہا کہ میں اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ابوسفیان نے مسجد میں جا کر اِعلان کر دیا اور سخت شرمندہ اور سراندا ختہ ہو کر واپس نامراد گیا۔ قریش نے اس کی ناکام واپسی پر اس کو سخت شرمندہ کیا اور کہا کہ جب تک محمدؐ متفق نہ ہو تمہارے اِعلان کے کچھ معنی ہی نہ تھے۔

الغرض رمضان ۸ھ کی ۱۰ تاریخ تک ۱۰ ہزار مسلمان مدینہ میں جمع ہو گئے۔ یہ اجتماع اِس انتظام و اہتمام سے کیا گیا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہُوئی کہ اِس کا مقصد کیا ہے۔ گرد و گرد کے قبائل دھڑا دھڑ جمع ہو رہے تھے اور مکہ کی تمام سڑکوں پر قدغن لگا دیا گیا کہ کوئی خبر مکہ تک نہ پہنچنے پائے۔ رسولِ خدا نے مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کسی پر ظاہر نہ کیا تھا مگر لوگ اندر ہی اندر سمجھ رہے تھے کہ کیا ہو رہا ہے ایک صحابی حاطب کو جس کے بال بچے مکہ میں تھے۔ اس کو فکر ہُوئی کہ اگر مکہ پر چڑھائی ہوئی تو اُس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی اور اس

(x) سورۂ توبہ میں ہے ؛ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ (۹:۱۲)۔ ترجمہ:- اور اگر کفار اپنی قسمیں عہد کر لینے کے بعد توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعنہ زنی کریں تو اِن کفر کے پیشواؤں کو (بے دریغ) قتل کر دو، کیونکہ درحقیقت ان کی قسمیں کوئی قسمیں نہیں، تا کہ وہ باز آ جائیں۔

Marfat.com

کا تمام کنبہ تباہ ہو جائے گا۔ اُس نے ایک خط بنو ہاشم کی ایک لونڈی سارہ کو جو مغنیہ تھی دیا کہ اُس کے گھر والوں کو پہنچا دے۔ وہ ابھی سفر میں ہی تھی کہ رسولِ خداؐ کو اُس کی غداری کی اطلاع ملی۔ پانچ سوار حضرت علیؓ کے ساتھ بھیجے گئے تاکہ اس عورت کو پکڑ کر لائیں۔ انہوں نے فوراً اُس کی تلاشی لی۔ مگر اُس کے بدن سے کچھ نہ نکلا۔ بالآخر حضرت علیؓ نے تلوار نکال کر اُس کو دھمکی دی کہ حاطب کا خط پیدا کرے ورنہ قتل کر دی جائے گی۔ عورت نے فوراً اپنے سر کے بالوں سے خط نکال کر دے دیا۔ حاطب کی غداری پر حضرت عمرؓ اُس کو قتل کرنے لگے لیکن رسولِ خداؐ نے حاطب کی بدر کے موقع پر انتہائی بہادری سے لڑنے کو بہ نظر رکھ کر اُس کے عذروں کو سنا اور اُس کو معاف کر دیا۔

حضرت عمرؓ کی سربراہی میں دس ہزار کا مکہ کی طرف کوچ!

۱۰ رمضان کو رسولؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے کوچ کا حکم دے دیا۔ حضرت عمرؓ اِس کوچ کے سربراہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے قیام کی جگہیں مقرر کر دیں اور پہاڑیوں کی غیر آباد اور تنہا وادیوں سے گزرنے کی تجویز بنا کر حکم دے دیا کہ رستہ میں کسی قسم کا شور شر یا ڈھول بجانے کی آواز نہ آئے۔ اِس کوچ کے دوران میں راستہ میں ہی حضرت عباسؓ آملے جو اپنے گھر بار سمیت رسولؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو جانے کی نیت سے مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ رسولِ خداؐ اپنے چچا سے بہت شگفتہ اخلاق سے ملے اور اُن کی دیر آمدگی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "میں تو آخری نبی تھا ہی لیکن تم بھی آخری مسلمان ثابت ہوئے۔" حضرت عباسؓ نے اپنے بال بچے مدینہ روانہ کر دیئے اور خود رسولؐ کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ مرّ الظہران کے مقام تک جو مکہ کے قریب ہی تھا فوج امن امان سے پہنچ گئی اور کسی کو علم نہ ہوا۔ انہوں کے وقت خاموشی سے خیمے گاڑ دیئے اور اب حضرت عمرؓ نے حکم دے دیا کہ فوج کے گرداگرد آگ جلائی جائے۔

ابوسفیان کی سنسنی خیز گرفتاری!

حضرت عباسؓ کو خطرہ تھا کہ اگر مکہ والوں نے اس خطرناک فوج کا مقابلہ کیا تو مکہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی اور قریش کی پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔ وہ رات کی خاموشی میں رسولِ خداؐ کی ایک سفید خچر فدّہ پر سوار ہو کر ملاحظہ کے لئے باہر نکلے۔ جاسوسوں کا ایک دستہ دو قیدیوں کو پکڑے آ رہا تھا جو شہر مکہ کے نزدیک سے گرفتار ہوتے تھے۔ ان قیدیوں میں ایک ابوسفیان اور دوسرا اُس کا نائب تھا۔ وہ ان کو حضرت عمرؓ کے پاس لے آئے۔ عمرؓ، ابوسفیان کو دیکھ کر بول اُٹھے۔ الحمد للہ کہ میرے ہاتھ میں اتنا بڑا دشمن آ گیا ہے اور بلا شرط آیا ہے۔ وہ ابوسفیان پر تلوار کا وار کر کے اُس کو ختم کرنے والے ہی تھے کہ حضرت عباسؓ درمیان میں آگئے اور عمرؓ کو روکا کہ کم از کم رسولِ خداؐ کی مرضی کا انتظار کیا جائے۔ حضرت عمرؓ بھاگے بھاگے رسول صلعم کے پاس گئے اور ابوسفیان کے قتل کی اجازت طلب کی۔ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے پیچھے خچر پر بٹھا کر پہلے پہنچ گئے اور عمرؓ ابوسفیان کے قتل کے متعلق شور مچاتے ہوئے پیچھے پہنچے۔ رسولِ خداؐ نے ابوسفیان کو اس حالت میں دیکھا تو اس کے پچھلے اکیس برس کے مظالم اور بے پناہ مخاصمت کا تمام نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ پھر یہ مخاصمت اس قدر گہری اور یہ مظالم اس قدر ہیبت ناک تھے کہ کوئی معمولی شخص ان کو معاف نہ کر سکتا تھا۔ اس واحد شخص نے اکیس برس تک ایک ایک گھر میں

Marfat.com

بے دریغ ظلم کر کے صف ماتم بچھا رکھی تھی۔ لیکن رسولِ خدا کے سامنے ایک رعایت ضرور تھی جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُن کی نگاہ کو اپنی نگاہ سے ملانے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ رعایت یہ تھی کہ ابوسفیان اُم حبیبہ کا باپ ہے اور اس تقریب سے رسولؐ کا باپ بھی ہے۔ رسولؐ نے فیصلہ کیا کہ سردست اس معاملے کو ایک رات کے لئے ملتوی کر دیا جائے، اور حضرت عباس کی حفاظت میں ابوسفیان کو دے دیا کہ دونوں رات بھر اکٹھے رہیں۔

نیم رضامندی کے اِقرار توحید و رسالتؐ کے بعد ابُوسفیان کی مکّہ والوں کو رسُولؐ کا مقابلہ نہ کرنے کی ترغیبؐ دہی!

جب ابوسفیان کو حضرت رسول صلعم کے سامنے اگلے دن لایا گیا تو رسولؐ نے پوچھا "اے ابوسفیان! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو کہہ دے کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے"۔ ابوسفیان نے کہا۔ یہ تو میں اب بھی سمجھتا ہوں۔ رسولؐ نے کہا "خوب! اور کیا اب بھی کوئی عذر ہے کہ تو مجھے خدا کا رسولؐ نہ مانے"۔ ابوسفیان نے کہا کہ "تو مجھے ماں اور باپ سے زیادہ عزیز ہے، لیکن میں ابھی تک اس پر تیار نہیں کہ تجھے نبی مانوں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ خدا تجھے ذلیل کرے، فوراً اقرار کر، ورنہ تیرا جسم تیرے سر سے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ کی ان دھمکیوں کے ساتھ ساتھ حضرت عباس کی منتیں اور نصیحتیں بھی تھیں۔ الغرض ابوسفیان نے رسالتؐ کا بھی اقرار کیا اور اس کی وجہ زیادہ تر یہ بھی کہ رسولؐ خدا اُن کے نزدیک خلاف اُمید نہایت نرم پڑ گئے تھے۔ ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد رسولؐ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص مکے میں ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا وہ امن میں ہوگا۔ اس طرح اور رعایت دی گئی کہ عبداللہ بن رواحہ اور حکیم کے گھروں میں بھی پناہ دی جائے گی۔ حضرت عباس نے اس کے بعد ابوسفیان کو تمام نشیب و فراز سمجھائے اور بتایا کہ مقابلہ عبث ہے۔ وہ دونوں پہاڑی کے ایک ایسے تنگ گذرگاہ پر مقام کئے ہوئے تھے، جہاں سے تمام فوج کا معائنہ اور اُن کے کوچ کا نظارہ ہو سکتا تھا۔ جوں جوں مختلف قبائل کی فوجوں کے دستے اپنے جھنڈے لئے ہوئے اور مختلف ہتھیاروں سے مسلح ان کے سامنے سے گزرتے، حضرت عباس ان کے نام اور مقام بتاتے جاتے۔ ابوسفیان اس عظیم الشان مظاہرے کو دیکھ کر مبہوت ہو گیا اور جب اس مظاہرے میں رسولؐ خدا اپنے منتخب حفاظتی دستے کے ساتھ جو سر سے پاؤں تک چمکتے ہوئے ہتھیاروں سے لیس تھا، گزرنے تو ابوسفیان بول اُٹھا کہ خدا کی قسم! تیرے بھتیجے نے بے پناہ طاقت حاصل کر لی ہے۔ حضرت عباس نے کہا کہ اگر یہ صورت ہے تو مکّہ جا اور مکّہ والوں کو کہہ کہ رسولؐ خدا کے مقابلے میں نہ آئیں۔

ابوسفیان فوراً مکہ گیا، اُن کو بتایا کہ رسولؐ کے پاس کتنی بڑی طاقت ہے، اگر مکّہ والے اطاعت اختیار کریں تو انہیں کیا رعائتیں مل سکتی ہیں، نیز یہ کہ ایسی طاقت سے مقابلہ لاحاصل ہے۔ ابوسفیان کے کہنے پر اہل مکہ مان گئے اور اقرار کیا کہ رسولؐ خدا کے داخلہ پر کوئی مقابلہ یا مزاحمت نہیں ہوگی۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ چیختی رہی کہ میرے خاوند کو قید کر لو، یہ پاگل ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ جلد ہی محمدؐ کی

کی رسالت پر ایمان لے آؤ ورنہ ابھی تم کو ختم کرتا ہوں۔ وہ بیچاری چُپ کر کے ایک کونے میں بیٹھ گئی۔

کسی بڑے جدال کے بغیر رسولِ خدا کی مکّہ پر قبضہ کی بے پناہ تجویز و تدبیر!

رسولِ خدا نے باایں ہمہ مکہ میں داخل ہونے کی پوری تیاری کی تھی۔ فوج کے بڑے حصے کو اگرچہ براہِ راست کَدے میں داخل ہونے کا حکم تھا، لیکن بڑے بڑے مضبوط دستے گرداگرد کی پہاڑیوں پر متعین تھے۔ حضرت علی کو جن کے پاس رسالہ کی کمان تھی، مقدس عَلَم سپرد کر دیا گیا کہ وہ کوہِ حاجون پر اُس وقت تک نصب رکھیں، جب تک کہ رسولؐ اپنی فوج کے ساتھ ان کو آ کر نہ مل جائیں۔ فوج کے سب سرداروں کو سخت ترین احکام دیئے گئے کہ کسی طرح سختی نہ کی جائے اور کسی حالت میں حملہ کرنے میں پہل نہ کریں۔ قتل انہی کو کیا جائے جو مخالفت یا مقابلہ کریں، لیکن اُنہیں جو اطاعت کریں، کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ رسولِ خدا نے فوج کے ایک سردار سعد بن عبادہ کی زبان سے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سُن کر کہ لڑائی میں کوئی جگہ مقدس نہیں، آج نہ تمہیں اور نہ کسی اور کو امن ملے گا، حکم دیا کہ عَلَم سعد سے لے لیا جائے اور اس کے بیٹے قیس کے سپرد کر دیا جائے۔

خالد بن ولید کے پہلے ٹکراؤ میں ہی اہلِ مکّہ کے پاؤں اُکھڑ گئے!

کوہِ حاجون پر جہاں کہ حضرت علی نے مقدس عَلَم نصب کیا ہوا تھا ایک خیمہ رسول صلعم کے لئے لگایا گیا۔ فوج کا بڑا حصہ یعنی قلب اُس وقت مکہ میں داخل ہو رہا تھا۔ رسولِ خدا قصوٰی پر سوار سُرخ صدری پہنے ہوئے فوج کے عقب میں تھے۔ بے پناہ ہجوم کے باعث جو رسولؐ کے گرداگرد تھا فوج کی رفتار دھیمی ہو رہی تھی۔ کوہِ حاجون پر پہنچتے ہی رسولؐ نے سُرخ صدری اُتار کر سیاہ عمامہ اور احرام باندھا۔ اسی پہاڑی سے خالد بن ولید کو جو میسرہ کا سردار تھا، حکم دیا کہ فوج کو مکہ کے بالائی حصے سے اندر لاؤ۔ بالائی حصہ میں وہ لوگ آباد تھے جنہوں نے بنوخزاعہ کے خون سے ہاتھ رنگے تھے اور رسولؐ کا مقصد معلوم کرنا تھا کہ بنوبکر کا کیا رویہ ہے۔ ان لوگوں اور ان کے حلیف قریش نے جو اس حصے میں رہتے تھے اسلامی فوج کو بڑھتے دیکھ کر ان پر تیروں کی بارش کی۔ ان میں سے چیدہ اشخاص صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابوجہل اور بنوحارث کے چند افراد تھے۔ خالد لڑنا نہیں چاہتے تھے مگر اس زیادتی کو برداشت نہ کر سکے۔ خالد فوراً ان کی بھیڑ کے گھنے سے گھنے حصے میں دستہ لے کر پہنچ گیا اور تلواروں اور نیزوں سے کئی ایک کفار کا صفایا کر دیا۔ تیرہ کفار اور دو صحابی اِس معرکے میں قتل ہوئے۔ دشمن فی الفور بھاگ گیا اور خالد کا میسرہ مکہ کے بازاروں میں گھبراہٹ کی حالت میں پہنچا۔ خالد کے ساتھ ٹکراؤ کی اطلاع پا کر رسولؐ نے لڑائی بند کرنے کا فوری حکم بھیجا ورنہ قریب تھا کہ تمام مکہ میں قتلِ عام ہو جاتا۔

اس وقت تک رسولؐ فوج کے قلب کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازے تک پہنچ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر اُن کے دائیں طرف اور اسامہ بن زید اُن کے پیچھے تھا۔ جس وقت رسولِ خدا مکہ کے پہلے دروازے میں داخل ہوئے سورج اُس وقت عین طلوع ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت صدق اللہ الرؤیا والی آیات پڑھ رہے تھے جو سورۂ الفتح کی ہیں اور جو اُس وقت وحی ہوئی تھیں۔

Marfat.com

سُورۂ الفتح کی عظیم الشان پیشگوئی کی تکمیل!

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ : (۴۸)۔

بے شک خدا نے اپنے رسولؐ کو خواب حقیقتاً سچ کر دکھایا تھا کہ تم اگر خدا نے مناسب سمجھا ضرور مسجد حرام میں امن دیتے ہوئے اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترتے ہوئے بے خوف و خطر داخل ہو گے تو خدا کو وہ بات معلوم تھی جو تمہیں معلوم نہ تھی (اور وہ یہ کہ تم صلح حدیبیہ کے وقت نہیں بلکہ اس سے اگلے سال حج کیا کرو گے اور پھر اس سے اگلے سال فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہو گے) تو خدا نے (تمہاری تسکین خاطر کے لئے) اس واقعہ سے پہلے ہی ایک (دوسری) فتح (فتح خیبر) جلد ہی تمہیں دے دی۔ خدا وہ (پاک ذات) ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین الحق کے ساتھ اس (واحد) غرض کے ساتھ بھیجا کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان عالم پر غالب کر کے رہے اور اس (امر کے بارے میں) یہ واقعہ یقینی طور پر ہو کر رہے گا) خدا کی گواہی کافی ہے۔

خانہ کعبہ میں رسولؐ کا داخلہ

اُونٹنی سے اُترنے کے بغیر رسولِ خدا نے کعبہ کا سات دفعہ طواف کیا اور ہر طواف کے بعد حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ وہ کعبہ کی عمارت کے اندر داخل ہونے والے تھے لیکن عثمان بن طلحہ نے جو قدیم زمانے سے محافظ تھے، تالا لگا دیا تھا۔ حضرت علی نے عثمان سے چابیاں چھین لیں لیکن رسولِ خدا نے واپس کرا دیں اور نرم سلوک سے عثمان کو یہاں تک اپنی طرف کر لیا کہ اُس نے فوراً کعبہ کے دروازے چوپٹ کھول دیئے بلکہ بعد میں اسلام بھی لے آیا!

داخل ہوتے ہی رسولِ خدا نے ۳۶۰ بُتوں کو پیوندِ زمین کر کے کُفر کے مدفن پر آخری مُہر لگا دی؟

رسولِ خدا دروازے کھلنے کے بعد فوراً تین سو ساٹھ بتوں کی طرف متوجہ ہوئے جو کعبہ میں نصب تھے۔ رسولِ خدا اپنے عصا کی نوک سے ایک ایک بُت کو گراتے جاتے اور صحابی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے۔ الغرض تمام کے تمام بُتوں کو یک قلم گرا کر چکنا چور کر دیا گیا۔ جو بُت بلندی پر نصب تھے، رسولؐ حضرت علی کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر اُتر واتے۔ حضرت عمر اور ابوبکر تصویروں کو مٹاتے جاتے۔ سب سے زیادہ مشہور بُت **ھبل** تھا جو شام کے شہر بلقہ سے لایا گیا تھا اور اس کے متعلق مشہور تھا کہ بارش عطا کرتا ہے۔ صحرا کے رہنے والے عرب کو اس کی خاص ضرورت تھی۔ اسی کعبہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے بُت تھے جن کے ہاتھوں میں جوئے بازی

Marfat.com

ازلام کے تیر تھے۔ رسولِ خدا اُن کو دیکھ کر چونک اُٹھے کہ اُن پر یہ خاص تہمت ہے کیونکہ انہوں نے اس شیطانی عمل کو کبھی نہیں کیا تھا۔ ان بتوں کو بھی ختم کیا گیا۔ خوبصورت عورتوں کی شکل میں فرشتوں کی تصویریں لگی تھیں۔ رسولِ خدا نے یہ کہہ کر کہ فرشتوں کی کوئی جنس نہیں، اُن کو مٹوا دیا۔ ایک فاختہ کو جو لکڑی کو تراش کر کے بنائی گئی تھی خود اپنے ہاتھ سے توڑا اور کہا کہ یہ بھی بُت پرستی ہے۔ کعبہ میں یہ نجاست ختم کر کے رسولؐ چاہِ زمزم کی طرف گئے۔ ان کی نگاہوں میں یہ مقدس مقام اس لئے تھا کہ فرشتے نے انتہائی مصیبت کی حالت میں اس کا پتہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو دیا تھا۔ اس کنوئیں سے پانی پینے کی رسم کو اسلام میں جاری رکھا گیا۔ حضرت عباس نے اس جگہ رسولؐ کو پانی کا ایک پیالہ پینے اور وضو کرنے کے لئے دیا۔ اس واقعہ کی یادگار کے طور پر رسولؐ نے حضرت عباس کو محافظِ چاہِ زمزم مقرر کیا۔ اس کے بعد رسولؐ نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں خاص طور پر حسبِ ذیل باتیں کہیں:-

بُتوں کو واصل بہ جہنم کرنے کے بعد

رسولِ خدا کا خانہ کعبہ کے دروازہ پر تاریخی خطاب اور خلافِ توقع اہلِ مکہ کو عام معافی کا اعلان!

”لوگو! خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کا وعدہ سچا نکلا کہ اس نے اپنے ایک بندے کی مدد کی اور سب گروہ شکست کھا گئے۔ مسلمان پر مکہ میں خونریزی حرام ہے۔ نہ درختوں کو کاٹنا روا ہے۔ خبردار رہو! جاہلیت کی تمام رسمیں اور عادتیں آج سے ختم کر دی گئی ہیں۔ جاہلیت کے زمانے کے تمام خون بہا معاف کر دیئے گئے۔ میں نے اپنی طرف سے اپنے خاندان کا خون بہا معاف کیا، البتہ زمزم اور تولیت کعبہ کی رسم باقی رہے گی۔ خبردار! اللہ نے تم کو جاہلیت کے غرور اور تکبر اور نسب پر فخر کرنے سے روکا ہے۔ یاد رکھو تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا ہے!“

رسولؐ جس وقت یہ تقریر خانہ کعبہ کے دروازے پر (جو دس بارہ فٹ بلند ہے) کر رہے تھے، قریش اور ان کے سردار مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔ ۳۶۰ بُتوں کے یک دم چکنا چور کر دینے کا منظر انہوں نے دیکھ لیا تھا اور کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ اُف تک کر سکتا۔ انسان کے تمام سوانح حیات میں یہ وہ تاریخی دن تھا کہ اکیس برس کی مسلسل اور زہرہ گداز مخالفت کے بعد جو انہوں نے بُتوں کی حمایت میں کی تھی، اُن کے بُت ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر پڑے تھے۔ ان کی کم از کم ایک ہزار برس کی محبوب روایتیں جن پر ان کی زندگی کا دارومدار تھا، حرفِ غلط کی طرح مٹائی جا رہی تھیں۔ بتوں کے پرستاروں کے سب سردار ان ایک ایک کر کے شکست کھا چکے تھے یا دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے؛ اور تمام قریش کی قوم اس وقت ایک بے حس لاش تھی جس میں نئی زندگی پھونکنا درکار تھی۔ اس ماحول میں رسولِ خدا نے جس کی دینی شان و شوکت کو اہلِ مکہ صبح سے دیکھ کر خوف و ہراس میں تھے کہ اب ان بُتوں کو توڑنے کے بعد کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیچے کھڑے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں قریش اور اہلِ مکہ سے پوچھا۔ ”تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟“ لوگ لرز اُٹھے۔ کچھ

Marfat.com

دیر منتظر رہے کہ کوئی جواب دے۔ پھر یک دم کئی بول اُٹھے۔ "آپ ہمارے مہربان بھائی اور بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ سے یہی توقع کی جا سکتی ہے جو بھائی اور بھائی کے بیٹے سے ہو۔" رسولؐ نے جواب دیا:۔

"لَا تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ میں نے تم سب کو معاف کر دیا۔ تم پر کوئی سختی آج نہ کی جائے گی۔"

اِس اعلان سے تمام خانہ کعبہ تحسین و آفرین کے خاموش جذبے سے گونج اٹھا اور ہر شخص حیران اور مبہوت تھا۔ لیکن یہ سب جتن مردہ قوم میں صدیوں کے بعد پھر ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے لئے کیا گیا، اور اِس ایک چھوٹے سے جتن نے تمام مکہ کو لمحوں میں رسولؐ کا ہمنوا کر دیا!

خانہ کعبہ میں پہلی اذان!

دوپہر کے وقت رسولؐ نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت سے اذان دی جائے۔ نماز کے بعد ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس میں دین اسلام کے اصول بیان کئے اور غلبۂ اسلام کا اعلان کر کے کہا کہ آج خدا نے وہ وعدہ پورا کیا جو اُس نے دین اسلام کے متعلق کیا تھا۔ حاضرین کی طرف سے جو لاتعداد تھے اللہ اکبر کے آسمان شگاف نعرے انسانی تاریخ میں پہلی دفعہ خانہ کعبہ سے بلند ہوئے۔

مجرموں کو معافیاں!

اِس نمازِ ظہر کے بعد ہزاروں وہ تھے جو ایمان کی دولت سے مشرف ہو چکے تھے، لیکن رسولؐ نے آزمائش کے طور پر بیعت لی۔ بیعت مردوں کی تھی جس میں سینکڑوں اور ہزاروں لپک لپک کر پہنچے۔ پھر عورتوں کی بیعت اِشاروں سے لی۔ ان مردوں اور عورتوں میں وحشیؔ بھی تھا جس نے حمزہ کو شہید کیا تھا اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی تھی جس نے حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ رسولؐ نے نہ صرف ہندؔہ کی خطا معاف کر دی بلکہ اُس سے انتہائی طور پر مہربانی سے پیش آئے۔ اس روز صرف دو مرد اور ایک عورت قتل کئے گئے۔ ان میں عبداللہ بن خطل اسلام لے آیا تھا مگر اپنے مسلمان خادم کو قتل کرنے کے بعد مُرتد ہو گیا تھا۔ دوسرا مرد مقیس بن حبابہ تھا جس کا بھائی مدینہ میں ایک انصاری کے ہاتھ سے مارا ڈالا گیا تھا۔ رسولؐ نے اس کے بھائی کا خون بہا ادا کیا تو مقیس اسلام لے آیا، لیکن دیت ادا کرنے کے باوجود اُس نے اِس انصاری کو قتل کیا اور مُرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔ عورت جو قتل کی گئی قریبہ تھی جو عبداللہ بن خطل کی باندی تھی وہ بھی قتل کی مجرم تھی۔

رسولؐ کا انتہائی عفو و درگزر اور اُس کی وجہ سے اکثر معاندین و اکابر مکہ کا اسلام میں داخلہ

مفرورین میں سے عکرمہ بن ابوجہل، خالد سے مڈھ بھیڑ کے بعد اسی روز سمندر کی طرف چلا گیا اور کشتی میں بیٹھ کر راہ یمن اختیار کیا۔ اُس کی بیوی اُمِ حکیم جو اسلام لے آئی تھیں، رسولؐ سے اس کے متعلق معافی نامہ لے کر گئیں تو وہ کشتی سے اُتر گئے اور آکر

Marfat.com

اسلام اختیار کیا۔ صفوان بن اُمیّہ جمحی بھاگ گئے تھا اور جدہ تک پہنچا تھا، مگر اُس کے ایک دوست عمرو عمیر بن وہب جمحی نے رسولؐ سے معافی نامہ لے لیا۔ رسولؐ نے عمامہ عطا کیا اور چار ماہ بعد غزوۂ حنین کے وقت وہ مُسلمان ہوگیا۔ ھبار بن اسود ایک مدّت تک مکّہ سے باہر آوارہ پھرتا رہا، آخر مدینہ میں آکر مسلمان ہُوا۔ عبداللہ بن زبعری شاعر سخت ہجو گو تھا اور قرآن پر اعتراض کرتا تھا نجران کی طرف بھاگ گیا، لیکن عفوِ عام کا سُن کر واپس آیا اور مسلمان ہوگیا۔ عبدالعزیٰ بن خنظلہ بن ابوسفیان پہلے مسلمان ہوگیا تھا مگر غصّے میں آکر کسی مُسلمان کو قتل کرنے پر مُرتد ہوگیا۔ ابوبردہ اسلمی نے مدینہ میں اس کا تعاقب کرکے اُس کو قتل کیا۔ وحشی قاتلِ حمزہ پہلے ہی دن مکّے سے بھاگ گیا تھا لیکن جنگِ طائف کے وقت مُسلمان ہُوا مگر پہچانا نہ گیا تھا۔ جب پہچانا گیا تو رسولؐ نے معاف کر دیا، لیکن ساتھ ہی کہا کہ اس کے بعد میرے سامنے نہ آنا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہا، لیکن شراب پینے کی وجہ سے کئی دفعہ سزا کھائی۔ عبداللہ سعد یہ حضرت عثمان کا رشتہ کا بھائی تھا۔ اس کو معافی نامہ حضرت عثمان نے دلایا اور مُسلمان ہوگیا۔ مدینہ میں یہ شروع میں کاتبِ وحی مقرر کیا گیا، لیکن کتابت میں بددیانتیاں جان کر کرتا رہا۔ معتوب ہُوا اور فرار ہوکر پھر مُرتد ہوگیا۔ پھر حضرت عثمان کی منت سماجت سے اس کو معافی دی گئی۔

مقیس بن حبابہ کو نمیلہ بن عبداللہ نے تعاقب کرکے قتل کیا۔ حویرث بن نقید کو حضرت علی نے تعاقب کرکے قتل کیا۔ کعب بن زبیر فرار ہونے کے بعد اسی دن مسلمان ہوگیا۔ چھ عورتیں مفرورین میں سے تھیں: ہندہ زوجہ ابوسفیان جو مسلمان ہوگئیں قریبہ بنت خنظلہ یہ بھی مُسلمان ہوگئیں۔ قریبہ بنت خنظلہ ابن سفیان، سارہ اُمّ سعد اور کنیزک ابن خنظلہ فرار ہونے کی وجہ سے مقتول ہُوئیں۔

مکّہ کے گرد و نواح میں بُت پرستی کا استیصال

ان تمام واقعات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ رسول صلعم نے فتح مکّہ کے موقع پر انتہائی عفو و درگزر سے کام لیا، جو بعض موقعوں پر حیران کُن معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ انسانی خاصیت بھی اس عظیم الشان انسان کے ماہرِ نفسیات ہونے کی وجہ سے تھی، جس نے آگے چل کر ان کی سیاسی کامیابی کو چار چاند لگا دیئے۔ جونہی کہ وہ مکّہ سے فارغ ہوئے ان کی پہلی مصروفیت یہ تھی کہ مکّہ کے اردگرد کے قبائل اور بستیوں سے بُت پرستی کا قلع قمع کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے خالد بن ولید کو سب سے نمایاں طور پر مقرر کیا۔

خالد سب سے پہلے نخلہ پہنچے کہ قریش یہاں عزّیٰ کی پرستش کے لئے جایا کرتے تھے۔ خالد نے اس مندر کو قطعی طور پر برباد کرکے عزّیٰ کا بُت توڑا۔ اس کے بعد ساڑھے تین سو سپاہی لے کر تہامہ کی طرف بڑھا۔ تہامہ سے دو منزلیں ادھر بنو جامۂ کے

علاقہ سے گزرا جہاں کے اکثر لوگ مسلمان ہو چکے تھے، لیکن کچھ عائین باقی رہ گئے تھے۔ خالد کا چچیرا بھائی عبدالرحمٰن اس مہم میں ساتھ تھا چونکہ عبدالرحمٰن کے والد کو بنو جاثمہ نے اس سے پہلے قتل کر دیا تھا، اور اُن کو خوف تھا کہ خالد انتقام لینے کے لئے آرہا ہے، وہ مقابلہ میں آئے۔ خالد نے باوجود اس کے کہ انہوں نے اعتراف کیا تھا اُن پر حملہ کیا اور تمام علاقہ کو ویران کر کے بہتوں کو قتل کیا۔ رسولِ خدا اس واقعہ سے سخت ناراض ہوئے اور حضرت علی کو روانہ کیا کہ اُن کے تمام نقصانات کی تلافی کرے۔ علی نے نہایت عمدہ طور پر ہر شخص کے نقصان کا معاوضہ دیا اور یہ ناگوار قضیہ اس طرح ختم ہوا۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۱۲:۴۵

اے لوگو! خدائے لایزال نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تمہارے لیے مسخر کیا ہے۔ بیشک اس پیغام میں سوچنے والی قوم کے لیے ضروری ہدایات موجود ہیں۔

انسانی مسئلہ

یعنی

دنیا کے تقریباً بیس ہزار مشہور سائنسدانوں کے نام قرآن حکیم کی تعلیم سے اخذ کیا ہوا مراسلہ جو جولائی ۱۹۵۱ء سے بھیجنا شروع کیا گیا اور نومبر ۱۹۵۵ء تک امریکہ، یورپ اور روس کے مقتدر سائنسدانوں کو بھیجا گیا جس میں ان کی توجہ اس طرف منعطف کی گئی کہ مقصدِ پیدائشِ کائنات صرف انسان کا صحیفۂ فطرت کو مکمل طور پر مسخر کرنا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں چنانچہ اُس وقت عالمانِ فطرت کا تسخیرِ کائنات کی طرف متوجہ ہونا اسی مراسلے کی وجہ سے ہے۔

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
التذکرہ پبلیکیشنز
المشرقی ہاؤس ۳۴ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

Marfat.com

(۲۳)

فتح مکہ کے عظیم الشان واقعہ کے بعد رسولِ خدا کو

عرب بدو قوم کو مہذب اور متمدن بنانے کی فکر!

سورۃ النصر میں نبی کو اُس کی واماندگیوں پر پردہ پوشی کی تعلیم کے بعد!

سورۃ الحجرات میں تنظیم ملت کے عظیم الشان سبق!

امیر کا ادب، اس کے مقام کا پورا احترام، آپس میں مومنوں کا کامل اتحاد، ایمان کا بلند مقام!
باہمی بدگمانی، غیبت، تمسخر اور قبائلی تفاخر سے کلی اجتناب کے احکام!

سورۃ الممتحنہ (۶۰) کے بعد سورۃ النصر فتح مکہ کے فوراً بعد نازل ہوئی جو مدنی سورتوں کے اعتبار سے اکیسویں وحی اور ترتیب نزول کے لحاظ سے ۱۱۱ ویں سورت ہے۔ اس سورت کا حجم صرف حسب ذیل سطریں ہیں:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ٥ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ٥ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ٥ (۱/۱۱۰)

(اے محمد! اکیس سال کی بے مثال تگ و دو کے بعد آج تم فتح و ظفر کی آخری منزل تک پہنچ چکے ہو، تم کو یہ فتح و نصرت مبارک ہو، کیونکہ تم نے کفارِ مکہ پر مکمل طور پر فتح حاصل کر لی ہے اس لئے) جب اللہ کی مدد اور فتح آ ئے تو دیکھ لو کہ بے شمار انسان فوج در فوج اللہ کے دین میں شامل ہو رہے ہیں تو اس وقت تو اپنے پروردگار کی حمد و تقدیس میں اُس کے آگے جھک جا اور اُس سے اپنی واماندگیوں کی بخشش طلب کر، کیونکہ وہ خدائے بے مثال توبہ کو بڑا قبول کرنے والا خدا ہے!!

فتح مکہ کے بعد کی دو وحیوں یعنی سورۃ النصر اور سورۃ الحجرات

کے متعلق یقین انگیز ملاحظات!

یہاں سورۃ النصر کے بغور مطالعہ کے بعد ایک عجیب و غریب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مکہ کی عظیم الشان فتح کے بعد جب کہ کفارِ مکہ اپنی اس قطعی اور فیصلہ کن شکست کو دیکھ کر جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور خدا کی طرف سے رسولؐ کو

Marfat.com

اس کی تجویز و تدبیر کے کامیاب ہونے پر شاباش دینے اور اس پر ہزارہا تحسین و آفرین بھیجنے کا موقع تھا، بلکہ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بتوں کی ناپاک انجمن کو اس بیدردی اور بے عزتی سے یکسر بکھیر کر کفر کو جڑ سے اکھیڑ دینے کی جزا میں آسمانی وحی کو رسولؐ پر ہزاروں سلام بھیجنے چاہئیں تھے، وحی اپنی بے نیازی کی شان میں نہایت بے نیازی اور بے دردی سے کہتی ہے کہ اے محمدؐ! یہ وقت تمہارے خوش بہ خوش اور مغرور ہو جانے کا نہیں، بلکہ یہ اولاً تمہارے خدا کی حمد کرنے کا وقت ہے کہ اس نے اس بے سروسامانی میں جو تمہیں مدینہ میں لاحق تھی بغیر کسی لمبی چوڑی جنگ کے ایسے اسباب (مثلاً ابوسفیان کی اچانک گرفتاری جس سے مرعوب ہو کر وہ اسلام لے آیا اور اس نے مکہ جا کر مکہ والوں کو ترغیب دی کہ بلا مقابلہ ہتھیار ڈال دیں، یا مثلاً خالد بن ولید کا مکہ میں چند کفار سے کامیاب ٹکراؤ جس سے وہ مرعوب ہو گئے) پیدا کر دیئے کہ مکہ والے فوراً ہی ہار گئے۔ یہ سب کچھ جو ہوا خدا کی مدد سے تھا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ تمہاری اپنی کارستانی اس فتح میں کچھ نہیں۔ ثانیاً یہ کہ ابھی فتح مکہ کے بعد یہ سمجھنا کہ دین اسلام غالب آگیا اور اللہ کا کام مکمل ہو گیا۔ ۲۶۰ بتوں کے ٹوٹنے سے کفر ٹوٹ گیا سب کچھ پیش از وقت ہے۔ یہ اس لئے کہ ابھی اس ردّ عمل کا مقابلہ کامیابی سے کرنا باقی ہے جو تمام عرب کے کفار میں فتح مکہ سے پیدا ہوگا۔ نہ معلوم وہ ردّ عمل جو آنے والا ہے کس نوعیت اور کس شدت کا ہو۔ ابھی تو یہ ہزار دو ہزار اُجڈ بدّو لوگ جو اسلام اور ایمان کی ٹانگ بھی نہیں جانتے اور تمہاری جماعت میں بے تحاشا داخل ہو رہے ہیں، ہاں ابھی تو انہی کو منظم اور پابند قانونِ خدا بنانا ہے۔ یہ لوگ تمہارے سامنے آکر بڑھ بڑھ کر بولتے ہیں، تم پر اسلام کا احسان جتلا کر آوازے کستے ہیں، تمہارے حجروں کے پاس آ آکر تمہیں آوازیں دے کر اس طرح بلاتے ہیں کہ گویا تمہارے یارِ غار ہیں۔ اُن کو کسی نظام کے ماتحت لا کر جماعت کو آئندہ مقابلے کے لئے مضبوط کرنا ہی بڑا کام ہے۔ اس بات کو پورا کرنے میں خدا جانے تم سے کیا کیا کوتاہیاں سرزد ہوں گی اور نہ معلوم وہ کیا درماندگیاں ہوں گی جن میں تمہاری جماعت گرفتار ہوگی۔ اس لئے تم خدا سے ان کوتاہیوں اور درماندگیوں کی بخشش طلب کرو! (وَاسْتَغْفِرْہُ) کیونکہ اگر تم صحیح معنوں میں اپنی جماعت کی تنظیم و تنسیق میں پورے طور پر کامیاب ہو گئے تو خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے: (اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝)۔

ان ملاحظات کے بعد سورۃ النصر کی رُوکھی پھیکی وحی سے لازماً اخذ ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا کو اپنی بڑھتی ہوئی جماعت کو ہر عنوان سے مستحکم اور منظم کرنے کی خاص فکر تھی۔ مدینہ کے مسلمانوں کے کمزور اخلاق اور کردار کے متعلق تنبیہیں پہلی وحیوں میں بارہا آچکی تھیں جن سے مستنبط ہوتا تھا کہ سورۃ الفتح میں جو صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی لیغفرلک ماتقدم من ذنبک وماتاخر کا اشارہ بھی مسلمانوں کی اسی قسم کی درماندگیوں کی طرف تھا جو قوم کو فتح سے ہٹا کر شکست کی طرف لے جاتی ہیں، لیکن فتح مکہ کے بعد ہزارہا مسلمانوں کا علی الحساب بغیر کسی تعلیم و تلقین یا میدانِ جنگ میں امتحان کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جانا رسولؐ کے لئے نئی الجھنوں کا پیش خیمہ بن گیا۔ یہ لوگ صرف رسماً یا جبراً مسلمان ہوئے تھے، وہ خدا کے منکر رہے تھے اور خدا کے رسولؐ سے تھوڑی دیر پہلے

برسرِ جنگ تھے، ان سے توقع رکھنا کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے فوراً بعد رسولِ خدا سے رسول ہونے کے باعث مرعوب ہوتے یا عقیدۃً اس کے مقام کا احترام کرتے، دُور از کار تھا۔ چنانچہ وہ رسولؐ کے سامنے بڑھ بڑھ کر آتے، نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند کر کے غُل مچاتے۔ اُن کے حُجروں کے پاس آ آ کر رسولؐ کو ایک یار غار کی طرح آواز دے کر بلاتے۔ اپنے اسلام لانے کا احسان بار بار یاد دلا کر اُس کو زیر کرنے کی کوشش کرتے، وغیرہ وغیرہ۔ ادھر محکوم اور مقہور قوموں کے اخلاق کی پستی اُن میں اس حد تک تھی کہ وہ گروہ در گروہ بن کر آپس چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں کرتے۔ ایک دُوسرے سے بدظنیاں کرنا اور ایک دُوسرے کی غیبت کرنا اُن کا روزمرہ کا شیوہ تھا۔ مرد بلکہ عورتیں ایک دوسرے سے بات بات پر مخول اور ٹھٹھا کرتیں۔ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارتیں۔ قبائلی تفاخر اور شیخیاں بگھارنا اُن کا معمول ہو گیا تھا، وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات میں ایسی بے لگام بھیڑ کو دینِ اسلام کے مطلب کا بنانا بڑا مشکل مسئلہ تھا(*) اور یہ کام مدینہ کے چند ہزار مسلمانوں کے بس میں بھی نہ تھا بلکہ خطرہ تھا کہ اگر اس اخلاق اور کردار کی رَو بہہ گئی تو **مدینہ کے مسلمان بھی اسی رَو میں بہہ جائیں گے اور مسلمانوں کا تمام آوے کا آوا ہی خراب ہو جائے گا۔** الغرض فتح مکہ کے فوراً بعد سورۂ الحجرات (۴۹) نازل ہوئی جو مدنی سُورتوں کے شمار میں بائیسویں وحی اور ترتیب نزُول کے اعتبار سے ۱۱۲ ویں سُورت ہے اور جس کا حجم کُل بیش ۵۲ سطریں ہیں۔ اس سورت میں ان تمام اخلاقی نقائص کے متعلق وحی کے سخت احکام ہیں اور مسلمانوں کو عام طور پر منع کر دیا گیا ہے کہ وہ ان سے بچیں انہیں بالصراحت سمجھایا گیا کہ دینِ اسلام لفظاً کہہ دینا کافی نہیں کہ میں اسلام لے آیا بلکہ عمل سے ثابت کرنا ہے کہ مجھ میں وہ بلند اخلاق موجود ہے جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ ایمان ایک بالکل الگ چیز ہے اور اس کا سب سے بڑا لازمہ یہ ہے کہ **مومن اپنی جان اور اپنے مال سے پُورا جہاد کرے** اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لا کر پھر **اس کے متعلق ادنیٰ شکوک اپنے دل میں پیدا نہ کرے۔**

یہ سُورت حسبِ ذیل ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (۱)۔

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسولؐ کے سامنے بڑھ بڑھ کر نہ لپکا کرو (بلکہ آداب ملحوظ رکھ کر آؤ) اور خدا سے ڈرتے رہو، کیونکہ خدا بے شک بڑا سمجھنے والا اور جاننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ

(*) غور کے لائق اور رونے کی بات یہ ہے کہ آج مسلمانوں میں یہی پستیٔ اخلاق اور بدکرداری کس شدت سے گھر گھر میں موجود ہے۔

Marfat.com

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۚ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ : (۴۹)۔

اے ایمان والو! (جب مجلس میں آکر بیٹھو تو) نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند (کر کے نہ) نہ کرو، اور اس کے سامنے اس طرح زور سے نہ بولو جس طرح کہ ایک دوسرے کے سامنے چیخ کر بولتے ہو کہ تمہارا کرایا ضائع نہ ہو جائے اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔ بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں رسولؐ کے سامنے دھیمی کر لیتے ہیں وہ ہی ہیں جن کے دلوں کا امتحان رسولؐ کے ادب کے بارے میں خدا نے لیا ہے (امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى) انہی کو خدا درگزر کرے گا اور بڑا اجر عطا کرے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ : (۴۹)۔

اے محمدؐ! وہ لوگ جو تمہارے حجروں کی طرف آتے آتے باہر ہی سے تمہارا نام آوازیں دے دے کر بلاتے ہیں اُن میں سے اکثر بے شعور ہیں (جو اپنے امیر کا کما حقہ ادب نہیں کرتے) اور اگر تمہارے گھر سے نکلنے تک اطمینان سے کھڑے رہتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا اور خدا ان سے درگزر کر کے ان پر رحم کرتا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا ۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ : (۴۹)۔

اے ایمان والو! جب کوئی بدکار شخص تمہارے پاس کوئی خبر (اس نیت سے) لے کر آئے (کہ وہ خبر تمہیں پریشان کر دے) تو (سب سے پہلے) اُس کی تصدیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم بے خبری میں ہی کسی گروہ پر پل پڑو (اور اس کو کوسو) اور لبعد میں جب خبر جھوٹی ثابت ہو تو اپنے کئے پر نادم ہو جاؤ۔ اور جان لو کہ اگر وہ رسولؐ اکثر باتوں میں (اپنی نیک نفسی کے باعث) تمہارا کہا مانتا ہے۔ تو تم (غلط بات بولنے سے) تکلیف اٹھاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اس ایمان کو تمہارے ذہنوں میں اچھا کر دکھایا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی کے افعال کی نفرت پیدا کر دی ہے تو ایسے ہی لوگ ہدایت پانیوالے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کے باعث ہے اور اللہ تو خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ ۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ : (۴۹)۔

Marfat.com

اور مسلمانو! اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑائی کرو جب تک کہ وہ گروہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان گروہوں کے درمیان انصاف سے صلح کرا دو اور اعتدال پر رہو، کیونکہ خدا اعتدال پر رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (۴۹)۔

(یاد رکھو کہ) ایمان والے تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں تو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو اور خدا سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (۴۹)۔

اے ایمان والو! تمہارا کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ سے ہنسی ٹھٹھول نہ کرے۔ کیا عجب ہے کہ ایک گروہ دوسرے سے اچھا ہی ہو اور عورتیں بھی عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں، کچھ دور نہیں کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے اچھا ہی ہو اور نہ ایک دوسرے کو طعنے دو، نہ آپس میں ایک دوسرے کو برے نام دو، کیونکہ ایمان لانے کے بعد گندا ذہن ہونا برا ہے اور جو باز نہ آیا تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝ (۴۹)۔

اے ایمان والو! اکثر تم کے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بے شک بعض گمان تو (صریحاً) گناہ ہیں اور کسی کا کھوج نہ لگایا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی برائی پیٹھ پیچھے نہ بیان کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تو تم ضرور اس کو ناپسند کرتے ہو۔ اس لئے اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (۴۹)۔

اے بنی نوع انسان! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے اس لئے بنائے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ درحقیقت تم میں سے خدا کے نزدیک وہی سب سے زیادہ عزت والا ہے جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے....

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (۴۹)۔

بدو لوگ تم کو (بے سوچے سمجھے) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ ان کو کہہ دو کہ (ابھی تم) ایمان (کی شرطوں) سے ناواقف ہو (اس لئے بہتر یہ

Marfat.com

ہے کہ) کہو ہم نے مان لیا۔ حالانکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوا اور اگر تم خدا اور اُس کے رسولؐ کے حکموں کی (بے چون و چرا) اطاعت کروگے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔۔۔۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○ (۱۵/۴۹)۔

اصل میں تو ایمان والے صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاکر بعد میں شک نہ کیا اور انہوں نے خدا کے رستے کو قائم کرنے کی خاطر اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور یہی سچے طور سے اپنے ایمان کی تصدیق کرنے والے لوگ ہیں۔

قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ (۱۷/۴۹)۔

اے محمدؐ! کہدے کہ کیا تم خدا کو اپنے دین کے متعلق سبق پڑھاتے ہو۔ حالانکہ اللہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ جانتا ہے۔ یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ اسلام لے آئے۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ، بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ تمہاری رہنمائی ایمان کی طرف کردی، اگر تم سچے ہو۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ (۱۸/۴۹)۔

خدا تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کے اندر جو کچھ آئندہ ہونیوالا ہے اور جو ہو رہا ہے اُس کا پورا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کو غور سے دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

(۲۴)

فتح مکّہ کے صرف ایک ماہ بعد ۸ھ کے شوال میں

غزوۂ حنین کی عظیم الشان مہم!

بارہ ہزار مسلمانوں کا حنین کی طرف کوچ!

ابو عامر کی شہادت کے بعد ابو موسیٰ کی قیادت میں غزوۂ اوطاس اور کثیر مالِ غنیمت کا حصول!

رسولؐ کی طائف کی طرف پیش قدمی، ۲۰ دن تک طائف کا محاصرہ اور واپسی

سردار طائف مالک بن عوف کا بالآخر اسلام لانا اور طائف پر مکمل قبضہ

مالک بن عوف کی قیادت میں بنو ثقیفہ اور بنو ہوازن وغیرہ کا رسولؐ کے خلاف اتحاد!

فتح مکّہ ۸ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ دس ہزار کا صحابہ کا لشکر ۱۰ رمضان کو مدینے سے چلا تھا اور چند دنوں کے اندر اندر مکّہ میں داخل ہو گیا۔ ابھی رمضان کا مہینہ گزرنے نہ پایا تھا اور مدینہ کی طرف واپسی بھی نہ ہوئی تھی کہ اس عظیم الشان فتح کی خبر گرد و نواح کے دُور دُور کے علاقوں میں پہنچی اور مخالف قبائل میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ مشہور مخالف علاقہ طائف کے بنو ثقیفہ جہاں رسولؐ خدا نے نبوّت کے دسویں سال مکّہ سے جا کر دردناک اذیتیں سہی تھیں اور بنو ہوازن کا طاقتور قبیلہ جو طائف کے نواح میں تھا، اس خبر سے انتہائی طور پر غضبناک ہوئے اور انہوں نے آپس میں عہد باندھا کہ رسولؐ کی طاقت کا اسی ابتدائی دَور میں قلع قمع کر دیا جائے تاکہ یہ شرارت آگے نہ بڑھنے پائے۔ انہوں نے بنو جشم، بنو سعد اور قبائل نصر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ بنو سعد وہی قوم تھی جس میں سے رسولؐ خدا کی پیدائش کے وقت بی بی حلیمہ نے اُن کو دُودھ پلایا تھا۔ بنو ثقیفہ ان میں سے سب سے طاقتور قبیلہ تھا اور طائف ان کا علاقہ تھا، جہاں لات کی پرستش کا عظیم الشان مندر واقع تھا جو دور دور تک مشہور تھا۔ مالک بن عوف ان کا سردار تھا اُس نے اوطاس کے مقام کو جو حنین اور طائف کے درمیان تھا، مرکزی چھاؤنی کی حیثیت قرار دے کر تمام قبائل کو یہاں جمع کرنا شروع کر دیا۔

اوطاس کی چھاؤنی میں قبائل کا عورتوں اور بچوں سمیت ہجوم

حنین کا مقام مکّہ اور طائف کے درمیان واقع تھا اور اوطاس کی چھاؤنی حنین سے آگے بڑھ کر تھی۔ مالک بن عوف نے یہ خیال

کرکے کہ عرب قبائل میں جنگ کے موقع پر ادنیٰ سے عذر پر میدانِ جنگ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس جانے کی حرکت پیدا ہوجاتی ہے، حکم دیا کہ قبائل اپنے ساتھ اپنے بال بچے اور سامان بھی لائیں - وہ چار ہزار کی تعداد میں جمع ہوئے لیکن چھاؤنی بال بچوں اور مویشیوں کے گلوں سے بھری ہوئی تھی - درید بن صمہ نے جو بنو جشم کے قبیلہ کا ایک معمر سو برس سے زیادہ عمر کا بزرگ اور تقریباً اندھا تھا، مالک بن عوف کو مضبوطی سے رائے دی کہ عورتوں اور بچوں کو فوراً واپس بھیج دیا جائے اور چھاؤنی میں یہ غیر ضروری بوجھ ہلکا کر دیا جائے تاکہ سپاہی اطمینان سے جنگ لڑ سکیں - درید اگرچہ خود معذور تھا اور مشکل سے پالکی میں ڈال کر اُس کو اونٹ کی کمر پر بٹھایا جاتا تھا، لیکن جنگی تجربہ کی وجہ سے اُس کی رائے کو وزنی سمجھا جاتا تھا - اُس کی رائے کو وقعت نہ دی گئی اور اوطاس کی چھاؤنی میدانِ جنگ ہونے کی بجائے کسی میلے کا ہجوم نظر آتی تھی!

دس ہزار صحابہ اور دو ہزار نومسلمین مکہ، حنین کی حدود پر!

رسولؐ خدا کو اس اجتماع کی خبر ماہِ رمضان کے آخری ایام میں ہی پہنچ گئی تھی، انہوں نے ایک جاسوس صحیح حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تو اُس نے نہ صرف خبر کی تصدیق کی بلکہ بتایا کہ اگر فوراً پیش قدمی نہ کی گئی تو تمام قبائل یک جا ہوجائیں گے اور پھر اُن سے لڑنا مشکل ہوجائے گا - رسولؐ نے فوراً روانہ ہونے کا قصد کیا اور تیاریاں شروع ہوگئیں - صفوان بن اُمیہ مکے کے بڑے رئیس تھے - انہوں نے ایک سو زرہیں عاریتہً دیں، عبداللہ بن ربیعہ نے تیس ہزار درہم قرض دیئے - دس ہزار صحابہ تو مدینے سے آئے ہی تھے اُن کے ساتھ دو ہزار مکے کے نئے مسلمان جن میں بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام کا اقرار بھی نہ کیا تھا اور جو رسولؐ کے ہمدرد تھے شوقیہ جنگ میں شامل ہوگئے - رمضان کے اگلے مہینے شوال ۸ھ ہجری میں یہ کوچ شروع ہوا -

مالک بن عوف کا تنگ پہاڑی میں مسلمانوں کی فوج پر ناگہاں حملہ اور فوج میں خطرناک انتشار!

مسلمانوں کی فوج جو ضرور کچھ نہ کچھ فتح مکہ کے سرور میں مست تھی، اپنی بارہ ہزار کی کثرت کے نشے میں ڈھیلی ڈھیلی پہاڑیوں کی طرف بڑھ رہی تھی اور اوطاس کی چھاؤنی تک پہنچنے کے لیے حنین کی حدود میں ایک تنگ و تاریک وادی میں داخل ہوئے - اس پتھریلے درّے سے گزرنے کے لیے فوج کے سپاہیوں نے بغیر کسی ترتیب و تنظیم کے بڑھنا شروع کیا اور ہر سپاہی نے اپنا اپنا رستہ پسند کیا - ناگہاں تیروں کی بوچھاڑ نے ان پر حملہ کیا اور رسولؐ خدا کے عین سامنے دو یا تین سپاہی لڑکھڑا کر گر پڑے اور کئی دوسرے زخمی ہوئے - دراصل مالک بن عوف خود اپنے بہترین سپاہیوں کو لے کر اس تنگ درّے کی چوٹیوں پر جو ایک غار کی طرح معلوم دیتا تھا، فوج کی کمان کر رہا تھا اور سب پہاڑیوں اور غاروں پر تیر انداز اور غلیل بردار سپاہی متعین تھے جو مسلمانوں کی فوج پر ٹوٹ پڑے اور دست بدست لڑائی ہونے لگی -

اس ناگہاں آفت میں جو مسلمانوں کی اپنی لاپرواہی، ان کے کبر و غرور اور غیر منظم ہوجانے کے باعث ان پر آئی تھی، مسلمان واپس ہونے اور بھاگنے لگے - رسولؐ خدا بے سود اُن کو للکار للکار کر بلاتے رہے اور یہ رجز دہراتے رہے :-

Marfat.com

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب۔ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِب۔

مَیں نبی ہُوں جھُوٹا نہیں ہوُں ۔ مَیں عبدالمطلب کا بیٹا ہوُں۔

لیکن نومسلموں کی ناتجربہ کاری، غیرمسلموں کی بے ترتیبی اور کمزوریٔ ایمان کی وجہ سے افراتفری اور انتشار اس قدر تھا کہ آزمودہ کار اور پختہ کار ایمان والے مسلمانوں سے بھی اس ناگہاں بھاگڑ میں کچھ نہ بن سکا، کیونکہ ہر شخص اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح اس ہولناک وادی سے راہِ فرار اختیار کرے۔ کچھ دیر تک تو یہی نظر آتا تھا کہ سب معاملہ ختم ہے اور کئی نومسلم یا بہ جبر ہوتے ہوئے مسلم یا غیرمسلم آپس میں مذاق اڑا رہے تھے کہ محمد کا بنایا ہوا ڈھونگ ختم ہو رہا ہے۔ خود ابوسفیان بھاگتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر پکار اُٹھا "خدا کی قسم اب کوئی شے ان کو سمندر تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی"۔ ایک کافر انتقام کے جوش میں کیونکہ مسلمانوں نے اُس کے باپ کو غزوۂ اُحد میں قتل کیا تھا، دندناکر آگے بڑھا اور اس ہڑبونگ میں رسولِ خدا تک لپکا لیکن رسولؐ کے گرداگرد اُس کے شیدائیوں کا مضبوط پہرہ تھا اور وہ پہنچ نہ سکا۔ رسولِ خدا اپنی سفید خچر دُلدُل پر سوار تھے اور اپنی صَیقل کی ہوئی تلوار اور خود پہنے ہوئے خود آگے بڑھے، لیکن حضرت عباس نے باگیں پکڑ کر اُن کو روک دیا کہ اس طرف جانے میں تو یقینی موت ہے۔

حضرت عباس کی مدد سے بالآخر مُسلمان پھر جم گئے :

عباس نے جو بہت بلند بانگ مشہور تھے، زور زور سے نعرے لگاکر لوگوں کو بُلانا شروع کر دیا اور ان کی یہی آواز اس نازک لمحے میں راہِ نجات ثابت ہوئی۔ مسلمان اُن کی آواز پہچان کر اکھٹے ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ کوئی تعاقب نہیں ہو رہا، جنگ کے لئے واپس ہوتے گئے۔ صفیں خود بخود درُست ہوتی گئیں۔ مسلمان جہاں کہیں تھے، جم کر لڑنے لگے اور ان کے استقلال اور ثابت قدمی کا وُہی پرانا نقشہ پھر پیدا ہو گیا دشمن اُس وقت تک پہاڑیوں سے نیچے اُتر گئے تھے اور اسی درّے کے اندر یہ خونی لڑائی لڑی گئی۔ بارہ ہزار مسلمانوں کا ہجوم پھر یکجا دیکھ کر رسولؐ خدا نے نعرہ لگایا کہ نارِ حرب کا شعلہ بلند ہو چکا ہے، مسلمانو! آگے بڑھو اور دشمن کو ختم کر دو۔ اپنی زین پر سے جُھک کر انہوں نے کنکریں کی ایک مٹھی لی اور دشمن کی طرف پھینک کر کہا، خدا ان کنکریوں سے ان کی آنکھیں اندھی کر دے۔ رسولؐ خدا کے ان الفاظ نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک حیرت انگیز رُوح پھونک دی۔ پھر قریباً ایک سَو صحابہ کے ساتھ رسولؐ خدا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کی بھیڑ میں بے محابا گھُس گئے۔

مسلمانوں کی اِتنی کثیر تعداد تھی کہ اُن کا میدانِ جنگ میں جمع ہو جانا دشمن کی شکست کا پیش خیمہ تھا۔ اُدھر دشمن کی فوج کا غالب حصہ ابھی اوطاس کی چھاؤنی میں ہی تھا اور مسلمانوں کی آمد کا اِنتظار کر رہا تھا، اس لئے کچھ تعجب کی بات نہیں کہ قانونِ فطرت سے بغاوت کے دوران میں خدا کی بے نیازی کی شان ایک بار پھر مسلمانوں کو دکھلانے کے بعد مسلمانوں کا پھر قانونِ خدا کو پکڑ کر متحد ہو جانے کی شان پیدا کرنا ہی مدِنظر تھا کہ مالک بن عوف اس سے خوف کھا گیا اور اِتنی جوانمردی اور ہمت دکھانے کے بعد بھی اس سے کچھ بن نہ پڑا، ورنہ اگر اُس کا خدا

Marfat.com

زندہ اور واحد القہار خدا ہوتا تو نہ جانے ان تھوڑے سے آدمیوں سے ہی جو اُس کے پاس ان پہاڑیوں میں تھے، کیا کچھ نہ کر دکھاتا۔

مالک بن عوف اور بنو ثقیفہ کا طائف کی طرف بے تحاشا فرار

القصہ یہ کہ مالک بن عوف اور بنو ثقیفہ دُور کے شہر طائف کی طرف بے تحاشا بھاگے۔ باقی نے اوطاس کی چھاؤنی میں جا کر پناہ لی خدائے عظیم نے خوب عبرت آموز الفاظ میں مسلمانوں کو یاد دلایا کہ خدا کہ فاطر السمٰوٰت والارض سمجھو جو غنی عن العالمین ہے اور کسی اپنے منہ سے بنے ہوئے لاڈلے کی پرواہ نہیں کرتا۔ اُس کو مُلّا کا بنایا ہُوا خدا سمجھنے میں تمہارا ہی گھاٹا ہے۔ زمین تم پر تنگ کر دی جائے گی اور تمہارے سب خیالی منصوبے تم کو کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ یہ دنیا دار کسب و عمل ہے اور اس میں کامیابی کا ایک ہی قانون نافذ ہے جو اٹل ہے :۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۹/۴)۔

ترجمہ :۔ (مسلمانو!) خدا بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (خاص کر) حنین کے دن جب کہ تم کو تمہاری کثرت نے غرور میں ڈال دیا تھا اور پھر وہ تمہاری کثرت بھی تمہارے کچھ کام نہ آئی اور باوجود فراخی کے زمین تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر واپس لوٹے۔ پھر اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنوں پر تسکین نازل کی اور آ گئے وہ لشکر جس کو تم دیکھ نہ سکتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور یہی ان کی سزا تھی (تم پھر سمجھ لو کہ خدا بے نیاز ہے) وہ اس کے بعد بھی جس کو مناسب سمجھے گا اُس کی توبہ قبول کرے گا، اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حنین میں ورود کے بعد اوطاس پر کامیاب حملہ اور مکمل فتح!

اوطاس کے بعد طائف پر پیش قدمی اور اُس پر مکمل قبضہ

ابو عامر کی قیادت میں غزوۂ اوطاس، ابو موسیٰ کی قیادت میں مکمل فتح اور بے شمار مال غنیمت!

دشمن کی اِس بھاگڑ کے بعد رسولِ خدا وادیٔ حنین میں رہے لیکن انہوں نے ابو عامر کی قیادت میں ایک مضبوط فوج اوطاس کی چھاؤنی پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی۔ بنو ہوازن نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ ابو عامر مارا گیا لیکن اس کے بھتیجے ابو موسیٰ نے کمان ہاتھ میں لی اور بے پناہ قتل چاروں طرف کر کے مکمل فتح حاصل کی۔ دُرید بن صمہ کی نصیحت کی طرف توجہ نہ دینے کے باعث جس کا ذکر اوپر ہو ُا، کفار پر قرآن کا کہا ہُوا عذاب آ بنا آیا کہ بنو ہوازن اور باقی تمام قبیلوں کا گھر بار لُٹ گیا۔ بال بچوں اور عورتوں کے ہجوم کے باعث جو اِس

Marfat.com

چھاؤنی میں تھا، سپاہیوں کے علاوہ ارد گرد کے کفار اور عورتوں بچوں کے چھ ہزار قیدی ۲۴ ہزار (ایک دوسرے قول کے مطابق ۲۴ ہزار) اونٹ، ۴۰ ہزار (اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۵۰ ہزار) بکریاں، بے شمار خیمے اور اسلحہ اور چار ہزار اوقہ چاندی بطور مال غنیمت وصول ہُوا۔ کفار بھاگے تو عورتوں، مردوں، بچوں اور سپاہیوں کے بدن پر کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

رکاوٹ ہونے کے باوجود نومسلمین مکہ کی شمولیت کے متعلق رسولؐ کی بے مثال حکمت عملی:

مکہ کے نومسلم سپاہی دینِ اسلام کے اصولوں سے چونکہ قطعی طور پر ناآشنا تھے اور یونہی لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتے تھے یا صرف مالِ غنیمت کے لالچ میں رسولِ خداؐ کے ساتھ ہوئے تھے وہ مسلمانوں کی اس مہم میں رُکاوٹ ضرور ثابت ہوئے اور اگر خدائے لطیف و خبیر کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو کچھ عجب نہیں کہ مسلمانوں کو اس غزوہ میں شکست ہوتی، لیکن رسولِ خداؐ کی خود اعتمادی حیرت انگیز تھی انہوں نے ان لوگوں کو شامل کر لینے میں مضائقہ غالباً اس لئے نہ سمجھا کہ ان کو دینِ اسلام کے رنگ میں جلد از جلد رنگ دینا ضروری سمجھا تاکہ ان کی اگلی بڑی بڑی مہموں میں کامیابی جلد از جلد ہو۔ غزوۂ حنین میں درید بن صمہ کی موت کا واقعہ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے، اس قدر افسوسناک اور مکہ کے کفار کی وحشت اور بربریت کا مظہر اس قدر ہے کہ اس کو یہاں بیان کرنا سبق آموز ہے۔ مکہ کے انہی نومسلم سپاہیوں میں سے ایک شخص رابعہ بن رفیع بنو سلیم میں سے تھا جو مکہ میں آباد تھا۔ غزوۂ اوطاس میں کفار کی بھاگڑ کے وقت اور مالِ غنیمت جمع کرتے ہوئے رابعہ نے ایک پالکی اونٹ پر جاتے ہوئے دیکھی۔ اس نے غالباً سمجھا کہ اس ہودج میں کوئی خوبصورت عورت ہے۔ پردہ کھول کر دیکھا کہ اس میں ایک سو سال کا بزرگ جو محض ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، لے جایا جا رہا تھا۔ رابعہ سخت طیش میں آ گیا اور بے تحاشا تلوار ماری لیکن تلوار اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔ اس بوڑھے آدمی نے اس وحشی نوجوان کو طعنے کے طور پر کہا کہ تیری ماں نے تجھے نہایت ناقص ہتھیار دے کر بھیجا ہے۔ جا اور میری زین کے پیچھے عمدہ تلوار ہے، اس کو لے آ اور مجھے قتل کرو، اس نوجوان کی بدکرداری دیکھو اس نے وہ تلوار پکڑی۔ درید نے یہ پہچان کر کہ یہ لڑکا بنو سلیم سے ہے، کہا "اپنی ماں سے اتنا کہہ دینا کہ تو نے اس درید بن صمہ کو قتل کیا جس نے اس کی قوم بنو سلیم کی کئی عورتوں کی حفاظت جنگوں میں کی تھی"۔ اس بدبخت انسان کو اس رحم انگیز قول کے بعد بھی ترس نہ آیا اور درید کو اس کی اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔ جب رابعہ نے آ کر ماں سے حال بیان کیا تو ماں نے کہا۔ "اے لڑکے تو نے غضب کیا۔ تو نے فی الحقیقت اپنی قوم کے بڑے محسن کو قتل کیا۔ درید بن صمہ نے تیرے اپنے خاندان کی تین عورتوں کو قید سے چھڑایا تھا۔ یہی وہ کافر تھے جن کی دینِ اسلام نے بعد میں وہ قلب ماہیت کر دی کہ دُنیا کی قوموں کی قومیں ان کے اخلاق اور کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوتی گئیں۔

مالِ غنیمت اور قیدی عورتوں کی مسلمانوں میں تقسیم:

ابو موسیٰ فاتحانہ انداز میں رسولِ خداؐ کے پاس پہنچے۔ مالِ غنیمت کی نمائش عظیم الشان تھی۔ ایک قیدی عورت رسولؐ کے پاؤں پر گر گئی اور کہا کہ میں تیری دودھ بہن شیماء ہوں اور تو نے میرے ساتھ میری ماں حلیمہ کا دودھ پیا ہوا ہے اس لئے مجھے چھوڑ دیا جائے۔ اس

نے یقین دلانے کے لئے اپنی کمر ننگی کرکے کہا۔ دیکھ یہ اس زخم کا نشان ہے جہاں تو نے کھیلتے کھیلتے مجھے بچپن میں دانتوں سے کاٹا تھا۔ رسولِ خدا نے فوراً اُس کو آزاد کرکے کہا۔ تیری مرضی ہے میری حفاظت میں رہ یا اپنے گھر چلی جا!

اس موقع پر کہ بہت سی عورتیں قیدی تھیں، مسلمانوں میں سوال پیدا ہوا کہ آیا مسلمان ان کو اپنی بیویوں کے طور پر رکھ سکتے ہیں یا نہیں: رسولِ خدا سے اِس معاملہ کے متعلق پوچھا تو وحی نازل ہوئی۔

اِس وحی کے مطابق سب عورتوں کو جو جنگ کے موقع پر پکڑی گئی ہوں مسلمان ما ملکت ایمانھم کے حکم کے ماتحت اپنی بیویاں بنا سکتے ہیں خواہ اُن کے خاوند زندہ ہوں۔ مسلمان اِس وحی سے انتہائی طور پر مطمئن ہو گئے۔ رسولِ خدا نے قیدیوں اور مالِ غنیمت کی حفاظت کے متعلق مقام حجرانہ میں انتظام کرنے کے بعد ارادہ کیا کہ بنو ثقیف کا تعاقب کیا جائے جو طائف کی طرف بھاگ رہے تھے۔

رسولؐ کی طائف کی طرف پیش قدمی!

طائف کا شہر سرزمین عرب کا ایک مشہور اور خوشحال شہر تھا۔ اس کے چاروں طرف ایک مضبوط اور ناقابلِ تسخیر فصیل بنی ہوئی تھی اِس فصیل پر جا بجا آگ اور پتھر برسانے والے آلات اور منجنیقیں نصب تھیں۔ شہر بذاتِ خود اِس قدر مرفہ الحال اور کھانے پینے کے ساز و سامان سے اِس قدر معمور تھا کہ وہاں کے لوگ قلعہ بند بھی ہو جاتے تو ایک سال تک بھی ان کو رسد کی وجہ سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ بنو ثقیف نے وہاں پہنچ کر شہر کے دروازے بند کر دیئے اور اطمینان سے بیٹھ گئے۔ قلعہ کی فصیل انتہائی موٹی اور مضبوط تھی۔ اِس پر مستزاد یہ کہ فصیل کے اندر قلعہ کی دیواروں کی مزید حفاظت تھی۔ حضرت سلمان فارسی نے جنہوں نے غزوۂ خندق میں مدینہ کے گرداگرد خندق بنانے کی کامیاب تجویز پیش کی تھی اس وقت بھی اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ منجنیقوں، غلیلوں، قلعہ پاش اور سنگ انداز مشینوں کو جو محاصروں میں استعمال ہوتی ہیں، یہاں پر نصب کرنے میں مدد دیں گے۔ چنانچہ انہی منجنیقوں کو جو رسولِ خدا کو غزوۂ موتہ اور دوسرے غزوات میں حاصل ہوئی تھیں، استعمال کیا گیا اور نئی منجنیقیں بھی تیار ہوئیں اور ایک عظیم الشان محاصرے کے سامان چند روز کے اندر بہم پہنچا دیئے گئے۔

بیس دن تک قلعہ کا محاصرہ اور منجنیقوں سے بے پناہ حملہ

محصورین نے اِس ساز و سامان کو دیکھ کر جان توڑ کر لڑنے کی ٹھانی۔ وہ زیادہ تر تیر اندازی کرتے رہے اور بڑے بڑے تیرے مشینوں کے ذریعے پھینکتے رہے تاکہ حملہ آور شہر کی فصیل کے زیادہ نزدیک نہ آسکیں۔ حملہ آور جب بھینس کے چمڑے کی بنی ہوئی ڈھالوں کی آڑ میں فصیل کے نزدیک پہنچتے تو محصورین ان پر پگھلا ہوا لوہا پھینک کر ان ڈھالوں کو بے کار کر دیتے۔ رسولِ خدا نے اب تمام گرداگرد کے دانہ اناج، باغیچوں کے پھلوں اور انگور کی ٹیٹوں پر قبضہ کرکے سب سامانِ رسد فوج کے لئے محفوظ کر دیا تھا تاکہ کوئی شے شہر کے اندر نہ جا سکے۔ اِس کے بعد انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو غلام مرد یا عورت شہر طائف کو چھوڑ کر باہر آجائیں گے اُن کو آزاد کر دیا جائے گا۔ محاصرہ پورے بیس دن رہا اور نہ

Marfat.com

صرف یہ کہ پورا مہینہ شوال کا گزر گیا بلکہ ذیقعدہ کے اگلے مہینے کا کچھ حصہ گزرنے والا تھا۔ ام سلمہ اور زینب بنت جحش قرعہ کے مطابق ان کے ساتھ تھیں۔ وہ بار بار ان کے خیموں کے درمیان میں بیٹھ کر خدا کے حضور میں گڑگڑاتے کہ اے اللہ! طائف جو بُت پرستی کا بڑا مرکز ہے، اپنے نام سے پاک کر!

بالآخر خواب کی بنا پر محاصرہ اُٹھا دیا گیا!

اس وقت ان کو ایک خواب آئی: جس کی تعبیر حضرت ابوبکر نے کچھ اس طرح پر کی کہ محاصرے کو چھوڑ کر پچھلے قدموں کو مضبوط کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آگے بڑھتے بڑھتے پچھلی ترقی معکوس ہو جائے۔ اس سے اشارہ رسولِ خدا نے مکہ کے نومسلموں کی طرف سمجھا اور رسولؐ کے ارادے میں کچھ تبدیلی سی نظر آئی۔ یہ بات چونکہ پھیل چکی تھی، صحابہ کچھ شاکی سے ہوئے کہ طائف کے محاصرے کو اگر چھوڑا گیا تو اس میں مسلمانوں کی سُبکی ہے۔ لیکن رسولِ خدا با این ہمہ تاڑ گئے تھے کہ طائف کے قلعہ بند شہر کو لینا اس قدر آسان کام نہیں جتنا کہ بعض صحابہ سمجھتے ہیں۔ تاہم انہوں نے صحابہ کی تسلی کے لئے طائف کے ایک دروازے پر حملہ کا حکم دے دیا۔ دروازے کی حفاظت بنو ثقیف نے پھر جان توڑ کر کی۔ دونوں طرف سے آدمی قتل ہوئے۔ اسی ہنگامے میں حضرت ابوسفیان کی جو نہایت بہادری سے اس موقع پر بھی لڑے، آنکھ ضائع ہو گئی اور مسلمان آخر کو پسپا ہوئے۔

جعرانہ کے مقام پر بنو ہوازن کا مصالحانہ وفد

رسولِ خدا نے اب چھاؤنی اٹھا دینے کا حکم نافذ کر دیا اور فوج سے جو نہایت بے چین تھی وعدہ کیا کہ طائف کا محاصرہ کسی آئندہ وقت ضرور کیا جائے گا اور جعرانہ کی چھاؤنی کی طرف چل پڑے جہاں کہ مالِ غنیمت اور چند ہزار قیدی محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہ جعرانہ کے مقام پر پہنچے تھے، بنو ہوازن کی طرف سے ایک وفد آیا جس نے بنو ہوازن کی تمام قوم کی اطاعت کا اقرار کیا اور درخواست کی کہ اُن کے بال بچے بیویاں اور سامان از روئے رحم ان کو واپس کر دیا جائے۔

اس بنو ہوازن کے وفد کے ساتھ حضور رسول صلعم کی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ آئیں جو اس وقت سے اسی برس سے بھی زیادہ عمر کی تھیں۔ اماں حلیمہ کو دیکھ کر رسولِ خدا کا دل بھر آیا اور بچپن کی باتیں یاد آئیں۔ رسولؐ نے وفد سے کہا کہ کونسی چیز تمہیں زیادہ عزیز ہے، ساز و سامان یا بیوی بچے؟ انہوں نے بہ یک زبان کہا کہ بیوی بچے ہمیں زیادہ پسند ہیں۔ رسولؐ نے کہا کہ بس میری طرف سے اور عباس کی طرف سے تو یہ اعلان ہے کہ ہم دونوں اپنے حصے کے قیدی رہا کرتے ہیں، لیکن بارہ ہزار فوج سے پوچھنا ہے کہ وہ کیا کہتی ہے۔ میرے پاس نمازِ ظہر کے بعد آؤ جب کہ سب لوگ جمع ہوں گے اور ان کے سامنے کہو کہ "ہم عاجزی سے رسولِ خدا کو درخواست کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو یہ رائے دیں کہ وہ ہمارے بیوی بچے ہم کو واپس کر دیں۔ اور ہم عاجزی سے مسلمانوں کو درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری سفارش اس بارے میں رسولِ خدا سے کریں۔" سفیروں نے جیسا کہ اُن کو ہدایت کی گئی تھی کیا

Marfat.com

رسولِؐ خدا اور عباسؓ دونوں نے فوج کے سامنے اعلان کیا کہ ہم قیدیوں کا اپنا حصّہ چھوڑتے ہیں۔ بنوتمیم اور بنوفزارہ کے سوا (جو دونوں مکّہ کے قبیلے تھے) سب نے اپنے اپنے حصّے چھوڑ دیئے۔ رسولِؐ خدا نے ان دو قبیلوں کو بھی اِس شرط پر راضی کر لیا کہ اگلی مہم میں ان کو چھ گُنا زیادہ حصّہ دیا جائے گا۔ اِس طرح پر بی بی حلیمہ کی سفارش نے تمام قیدیوں کی مخلصی کر دی۔ حدیث میں ایک حکایت ایک صحابی کی ہے کہ وہ رسولِؐ خدا کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں ایک عورت آ گئی۔ رسولِؐ خدا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر بچھا دی کہ وہ اِس پر بیٹھے۔ جب وہ چلی گئی تو کسی نے کہا کہ اِسی عورت نے رسولؐ کو دُودھ پلایا تھا۔

مالِ غنیمت کے متعلق رسولؐ کا بنوہوازن سے فیاضانہ سلوک!

مالک بن عوف کا طائف سے اقرارِ اطاعت کا پیغام اور اسلام لانا

رسولِؐ خدا نے اب مالک بن عوف کی طرف اپنا سفیر بھیجا (جو اس وقت تک قلعہ کے اندر ہی بند تھا، اِس ڈر سے کہ مبادا محمدؐ پھر واپس آ جائے جیسا کہ وہ کہہ گیا ہے) کہ اگر تم ہتھیار رکھ دو اور اطاعت اختیار کر کے دینِ اسلام لے آؤ تو حُنین کا تمام مالِ غنیمت تم کو واپس کیا جائے گا اور ایک سَو اونٹ تم کو بطورِ تحفہ دیئے جائیں گے۔ اِس فیاضانہ پیش کش کو سُن کر (جس کی اُمید اُس کو قطعاً نہ تھی) مالک کی باچھیں کھل گئیں اور اُس نے اطاعت قبول کر لی اور نہ صرف بہ رضا و رغبت اسلام لے آیا، بلکہ بہت سے اپنے حلیف قبیلوں کو بھی دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ رسولِؐ خدا نے مالک بن عوف کو معاً اِن تمام قبیلوں کا سردار مقرر کر دیا۔ بعد میں مالک بن عوف نے دینِ اسلام میں آ کر وہ کارہائے نمایاں کئے کہ اوراقِ تاریخ پر ثبت ہیں اور بنوثقیف کے کفار کے لئے جو اسلام نہ لائے، یہ غزوہ خاصا چرکا ثابت ہُوا۔

قریش پر مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی عظیم الشان حکمتِ عملی!

اور رسولؐ کا انصارِ مدینہ سے ولولہ انگیز خطاب!

جعرانہ پر چھ ہزار قیدیوں کو رہا کر کے جو مالِ غنیمت جنس کی صورت میں بچا اُس کے متعلق مسلمان سپاہیوں کو خدشہ ہُوا کہ کہیں یہ مال بھی رسولِؐ خدا اسی طرح فیاضی میں آ کر واپس نہ کر دیں۔ اس لئے آپس میں دبی دبی باتیں کرنے لگے۔ حتیٰ کہ بعض نے براہِ راست رسولؐ پر دباؤ ڈالا کہ مالِ غنیمت جلد از جلد تقسیم کر دیا جائے۔ رسولِؐ خدا نے تن کر اُن کو کہا کہ مسلمانو! کیا تم نے کبھی محسوس کیا کہ مَیں نے لالچ کیا ہو یا تمہارے ساتھ دغا یا بے وفائی کی ہو۔ خدا کی قسم! مَیں نے مالِ غنیمت میں سے آج تک اس اونٹ کی کمر کے بال برابر زیادہ حصہ اس سے نہیں لیا جو میرا حق یعنی پانچواں حصّہ تھا اور وہ پانچواں حصّہ بھی تمہاری بھلائی کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ پھر رسولؐ نے مالِ غنیمت قاعدے کے مطابق تقسیم کیا اور اپنا پانچواں حصّہ قریشِ مکّہ کو جو ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوئے تھے، تقسیم کر دیا۔ رسولؐ کی تیز نظر سمجھتی تھی کہ قریش کو یہ حصّہ دیئے

Marfat.com

میں کیا مصلحت ہے۔ وہ جانتے تھے کہ قریش مکہ کا اس غزوہ میں آنا ہی قریب قریب تمام مسلمانوں کی ہلاکت کا باعث ہو چکا تھا۔ ان کو جو کچھ انتشار قریش مکہ نے وادیٔ حنین کی جنگ میں پھیلایا تھا اور جس تمسخر سے انہوں نے جب جنگ نازک حالت میں تھی رسولِ خدا پر آوازے کسے تھے اُن کی بھنک رسولؐ کے کانوں تک ضرور پہنچی تھی، لیکن انہوں نے باوجود اس قدر نقصان اٹھانے کے قریش کے بارے میں اپنی پہلی حکمتِ عملی نہ چھوڑی اور اس بات پر قائم رہے کہ جس طرح بھی ہو سکے قریش کے نومسلموں کے اندر نور ایمان بھر دیا جائے تاکہ رسولؐ کی مستقبل کی تجویزوں کے متعلق جو عالم آرا تھیں، یہ نہایت اہم طائفہ پورے طور پر کام آ سکے۔ چنانچہ رسولؐ نے بے دھڑک اپنا پانچواں حصہ بھی معمولی حصے کے علاوہ جو ہر قریش کے سپاہی کو ملا تھا، قریش پر تقسیم کر دیا۔ حضرت ابوسفیان کو جن کی عزیز آنکھ اس میدانِ جنگ میں ناکارہ ہو چکی تھی اور جو اسلام سے سچی محبت کا کافی سے زیادہ ثبوت دے چکے تھے، رسولؐ نے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقہ چاندی کے دیئے۔ اس تقسیم سے انصار مدینہ اور بعض اور لوگوں میں پھر کچھ شکایت پیدا ہوئی تو انصار کو پھر جمع کیا اور پوچھا۔ کیا تمہیں میرے طرزِ عمل سے کچھ شکایت پیدا ہوئی ہے۔ لوگوں نے کچھ نہ کچھ رسمی طور پر کہا تو کہا اے انصار! تم جانتے ہو تمہیں میری وجہ سے ایمان نصیب ہوا، دولت ملی، تم ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی جب ہر شخص مجھے جھوٹا کہتا تھا۔ تم نے میری پوری مدد کی جب کہ میں بے کس اور محتاج تھا۔ اب کیا تم پسند نہیں کرتے کہ یہ قریش جنہوں نے اکیس سال تک مجھے جھٹلایا اور میرا مذاق اڑایا اپنے ساتھ کچھ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمدؐ کو اپنے ساتھ مدینہ لے جاؤ۔ انصار سب کے سب زار و قطار رو رہے تھے۔ پھر کہا انصار دوستو! نبی کی حیثیت سے مجھ پر حق تھا کہ ابھی ابھی اسلام لانے والے قریش کے دلوں کو مٹھی میں لینے کے لئے میں ان پر مال و دولت کی بارش کرتا۔ لوگ سخت متاثر تھے اور پھر اس کے بعد ایک لفظ کسی سے نہ سُنا۔

ایک ھجو گو شاعر سے فیاضانہ سلوک:

عباس بن مرداس ایک شاعر تھا، وہ اپنے حصے سے مطمئن نہ ہوا اور ہجو میں شعر کہے تاکہ رسولؐ کو خبر ہو۔ رسولِ خدا نے آواز دی کہ "اس آدمی کو یہاں سے دُور کر دو اور اس کی زبان کاٹ دو۔" عمر جو ہر وقت سختی کا ہر کام کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، آگے بڑھے۔ لیکن اور لوگ جو رسولِ خدا کے الفاظ کے مفہوم کو زیادہ سمجھتے تھے، وہ کانپتے ہوئے عباس کو شہر کے چوک کی طرف لے گئے جہاں مالِ غنیمت کے مویشی باندھے ہوئے تھے اور کہا کہ جو پسند کرنا ہے پسند کر لو۔ ابن مرداس کہنے لگا۔ واہ! کیا رسولؐ اس طرح میری زبان بند کرنا چاہتا ہے، واللہ میں کچھ نہیں لوں گا۔"

رسولِ خدا نے زور دیا اور ساٹھ اونٹ اس کو دے دیئے۔ اس وقت سے اس شاعر نے قصیدوں کے طوفان حضرتؐ کی مدح میں باندھ دیئے:

Marfat.com

عروہ بن مسعود سردار طائف کے اسلام لانے کے بعد طائف میں اس کی شہادت !

طائف کے سرداروں میں ایک شخص عروہ بن مسعود تھا۔ محاصرہ طائف کے وقت وہ وہاں موجود نہ تھا۔ رسولؐ واپس ہوئے تو وہ طائف پہنچا۔ پھر رسولؐ اور مسلمانوں کی طائف میں کہانیاں سُن کر اُلٹے پاؤں رسولؐ کے پاس آیا اور اسلام لایا۔ عروہ کے دل میں اسلام گھر کر چکا تھا۔ رسولؐ سے اجازت لی کر طائف واپس جا کر اپنی قوم کو ایمان لانے کی دعوت دے۔ یہ واقعہ مالک بن عوف کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ غالباً ہے۔ رسولؐ نے کہا کہ مجھے تمہاری خواہش کا احترام ہے، لیکن تمہاری قوم بہت مغرور ہے اور اب تو اور بھی مغرور ہوگی، کیونکہ ہم نے اُن کا محاصرہ کیا اور ناکام واپس آئے۔ اس لئے ان حالات میں اگر تم نے اسلام کی دعوت دی تو وہ تم سے بگڑ جائیں گے اور کچھ عجب نہیں تمہیں قتل بھی کر دیں۔

عروہ نے کہا۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ میری قوم مجھ سے بہت محبت کرتی ہے اور اگر میں دعوت دوں گا تو وہ یقیناً رد نہ کرے گی۔ رسولؐ نے اجازت دے دی۔ وہ طائف آئے اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔ طائف والوں نے ان پر تیر برسا کر سخت زخمی کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد شہید ہو گئے۔ عروہ کے عزیزوں نے مرتے وقت پوچھا۔ کیا ہم ان سے بدلہ لیں۔ کہنے لگے میں تو خدا کی راہ میں شہادت پا رہا ہوں، البتہ میری تمنا ہے کہ مجھے محاصرہ طائف کے شہیدوں کے ہمدوش دفنایا جائے۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیؐ کی بصیرت چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی کتنی تھی۔ پھر یہ بصیرت بڑے معاملات میں بھی اس قدر بے پناہ تھی کہ طائف کا محاصرہ صحابہ کی نارضامندی کے باوجود اٹھا کر جعرانہ چلے آئے اور مالک بن عوف کو اس سلیقے نے اپنی طرف کھینچ لیا کہ ایک قطرہ خون بہائے بغیر تمام ملک طائف اپنے قبضے میں آ گیا۔ مالک بن عوف اسلام کا ایک مضبوط ستون ثابت ہوا اور سب سے بڑی بات یہ کہ نہ صرف طائف کی قوم بلکہ گرداگرد کے کئی قبیلے مسلمان ہو گئے۔

طائف پر مکمل قبضہ کے بعد رسولؐ کا حج مکہ اور تقرری امام !

مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد ذی الحجہ ۸ھ کا مہینہ آ چکا تھا۔ رسولِ خدا بحیثیت حاجی مکہ کو گئے اور حج کے رسوم ادا کئے۔ حج کے بعد معاذ بن جبل کو امام مکہ مقرر کیا کہ وہ مسلمانوں کو اصولِ اسلام کی تعلیم دے اور عتاب کے ہاتھوں میں جو ۱۸ برس کا ایک نوجوان تھا، مکہ کے والی کا انتہائی ذمہ دار عہدہ دے دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مکہ کو خیر باد کہی اور اپنی فوج کے ہمراہ مدینہ چلے گئے۔

ابوا میں والدہ ماجدہ کی قبر پر دُعا

مکّہ سے واپسی پر مدینہ کے رستہ میں ابوا کا قصبہ آتا تھا جہاں رسولِ خدا کی والدہ دفن تھیں۔ ان کا دل ماں کی یاد پر پگھلا جاتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اُن کی یاد اُن کی قبر کی زیارت سے تازہ کریں اور قبر پر اپنی عقیدت کے پھول نثار کریں، لیکن اسلام کا قانون اس شخص کی قبر کی تعظیم و تکریم میں مانع تھا جو کفر میں مرا ہو۔ اپنے قلبی جذبات کے انتہائی ہیجان میں انہوں نے خدا سے دعا مانگی کہ خدا اس قانون کو ان کے بارے میں نرم کر دے، لیکن خدا ایسے قانون کو کس طرح نرم کر سکتا تھا۔ بہرنوع وہ قبر پر پہنچے تو زار و قطار رونے لگے۔ صرف یہ آنسو تھے جن کے بہانے کی اُن کو اجازت تھی۔ رسولؐ نے کہا کہ میں نے خدا سے قبر پر جانے کی اجازت مانگی، یہ دے دی گئی، لیکن جب میں نے اُن کی مغفرت کی درخواست کی تو یہ رد کر دی گئی۔

انہوں نے اپنے خدا کو چھوڑ کر مولویوں اور پیروں کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ (القرآن)

* مسلمانانِ عالم کے مذہبی اختلافات اور مولوی کے بگڑے ہوئے مذہبی تخیل کا پُر تحقیق اور ناقدانہ جائزہ

* قرآن حکیم کی تعلیمات کا سائنٹیفک تجزیہ * دین اسلام کی ماہیت کی علمی نقطہ نظر سے وضاحت

عقلی استدلال ——— ***** ——— زوردار اندازِ بیان

***** ——— منفرد اسلوب ——— *****

ہر دلعزیز راہنماء اور سائنسی و مذہبی مفکر و فلاسفر حضرت علامہ مشرقی کی معروف تصنیف

مولوی کا غلط مذہب

ایک ہیجان خیز انکشاف ——— ایک عالم انگیز پیغام

مولوی کا غلط مذہب میں ——— بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کے علاوہ نواب بہادر یار جنگ، خان حبیب اللہ خان (سابق چیئرمین سینٹ)، پیر رشید الدولہ، پروفیسر سید اللہ بخش، شیخ الفاضل مولوی شاکر اللہ نے مولوی کی جاہلانہ تعلیمات کے بخیئے ادھیڑ کر مولوی کے تین سو سالہ مذہبی تخیل کو رد کیا ہے۔ وہ عظیم دستاویز جو پانچ سال کے عرصہ میں بیس لاکھ سے زائد چھپ کر فروخت ہوئی جو برصغیر کی تاریخ میں ریکارڈ ہے۔

التذکرہ پبلی کیشنز ○ المشرقی ہاؤس، 34- ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور۔ 54600

(۲۵)

فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے بعد ۸ھ کے اختتام اور ۹ھ کے شروع میں

تمام عرب ممالک میں ہلچل !

دُور دُور کے قبائل کے وفود کی حاضریاں اور اطاعت گزاریاں

طائف کے بنو ثقیفہ کا بلا شرط اقرار اسلام اور لات کے عظیم الشان مندر کی بربادی !

۸ھ ذی الحجہ میں زینبؓ کی وفات !

ذی الحجہ ۸ھ کے مہینے میں رسولِ خدا کے مدینہ پہنچنے کے چند روز بعد ان کی لڑکی زینب وفات پاگئیں جس سے انہیں انتہائی قلق ہُوا۔ حضرت زینبؓ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے پانچ سال بعد پیدا ہوئی تھیں جبکہ رسولِ خدا کی عمر ۳۰ برس اور حضرت خدیجہ کی ۴۵ برس تھی۔ رسولِ خدا کی بعثت ساڑھے دس برس کے بعد ہوئی جبکہ اُن کی عمر چالیس سال چھ ماہ اور کچھ دن تھی۔ اس حساب سے حضرت زینب کی عمر بمشکل دس برس کی ہوگی جب رسولؐ نے ان کو ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس سے بیاہ دیا ہوگا۔ زینب بعثت کے فوراً بعد ایمان لے آئیں لیکن ابو العاص سخت مخالف رہے۔ غزوۂ بدر میں ابو العاص گرفتار ہوئے تو رہائی کے لئے ان کے پاس تاوان نہ تھا۔ لاچار زینب نے اپنا ہار اتار کر بھیجا جس کو دیکھ کر رسولِ خدا آبدیدہ ہوگئے۔ بالآخر فیصلہ ہُوا کہ چونکہ ابو العاص اسلام نہیں لائے تھے اور ایک مشرک مسلمان عورت کے ساتھ نکاح قائم نہیں رکھ سکتا تھا اس لئے ابو العاص زینب کو واپس کردے تو رہا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ زید بن حارثہ زینب کو لینے مکہ گئے۔ راستہ میں ھبار بن اسود نے جب کہ وہ ایک پردہ دار ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں اُن کو نیزہ مارا اور ان کا حمل گر گیا۔ اس کے بعد ابو العاص تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گیا۔ ابو العاص اس تجارتی قافلہ کی واپسی پر پھر پکڑا گیا۔ مدینہ آیا تو زینب نے ان کو پناہ دی۔ صحابہ نے رسولؐ کی سفارش پر اُن کا تجارتی سامان واپس کردیا۔ اس واقعہ کے بعد ابو العاص مسلمان ہوگیا اور مدینہ واپس آیا۔ دوبارہ نکاح زینب سے پڑھا گیا۔ زینب نے ۸ھ میں ۳۱ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابو العاص نے ۱۲ھ میں وفات پائی۔ زینب کی اولاد علی اور امامہ تھے۔ علی لڑکپن میں مر گیا۔ امامہ کو کندھے پر بٹھا کر رسولؐ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسی ۸ ہجری کے اخیر میں رسولِ خدا کے ہاں ماریہ قبطیہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔

فتحِ مکّہ اور غزوۂ حُنین کے بعد

تمام عرب میں کُہرام، اسلام لانے کے لئے قریباً ۱۰۰ وفود کی رسولؐ سے ملاقاتیں!

فتح مکّہ اور غزوۂ حنین کے بعد رسولِ خدا کے پاس عرب قبائل کے جو وفد اسلام لانے یا اطاعت اختیار کرنے کی غرض سے آئے کثیر تعداد میں تھے۔ ان وفود میں سے اہم ترین وفدوں کے نام حسب ذیل ہیں:- قبیلہ طے، بنو ثقیف، بنو عبدالقیس، بنو اسد، بنو فزارہ (اس کا سردار طفیل بن عمرو تھا اور سنہ ۱۱ھ میں ایمان لے آیا تھا)۔ قبیلہ دوس، قبیلہ ازد، قبیلہ ہمدان، بنو حنیفہ، بنو کندہ، وفد نجران، بنو تمیم، بنو حرث بن کعب، بنو عامر بن صعصعہ، بنو حمیر، بنو برّا، بنو بکا وغیرہ۔ ان میں سے اکثر وفود وہ تھے جو اسلام لانے کی غرض سے آئے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے رسولؐ کی اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ یہ وفد ۹ھ میں بھی آتے رہے اور رسولِ خدا صحابہ کو ان کے ساتھ دینِ اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے بھی بھیجتے رہے۔ ان قبائل کو تنظیم کی لڑی میں پرونے کے لئے صدقات اور خیرات کا تعین کیا گیا۔ ہر دس اونٹوں کے لئے دو بکریاں، ۴۰ اونٹوں پر ایک گائے، ۳۰ اونٹوں پر ایک دو برس عمر کا بچھڑا، ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری کم از کم زکوٰۃ مقرر کی گئی۔ جو شخص اس مقدار سے زیادہ دینے کا خواہاں ہو وہ اسی قدر خدا کی نظروں میں مستحقِ ثواب سمجھا گیا۔ اس خراج کو وصول کرنے کے لئے ہر جگہ عاملین مقرر کر دیئے گئے۔ ان قبائل میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے رسولِ خدا کی روز افزوں فتوحات سے متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں آنے کی خواہش ظاہر کی تھی، بعض وہ تھے جو رسولِ خدا کے مختلف اطراف میں مبلغین بھیجنے کی وجہ سے حاضر ہوئے۔ بعض کی صرف سیاسی اغراض تھیں اور وہ صرف رسولِ خدا کی زد سے بچنے کے لئے اطاعت کا اقرار کرنے کی غرض سے آتے تھے۔ یمن، عمان، نجران، بحرین، عرب، شام، الغرض کوئی علاقہ نہ تھا جہاں رسولؐ کی بڑھتی ہوئی شہرت کا آوازہ نہ پہنچا تھا۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ انہی دنوں میں کم و بیش ایک سو وفد رسولؐ کی خدمت میں مختلف اطراف سے حاضر ہوئے اور تمام عرب میں کہرام مچا تھا۔ بنو تمیم نے جب خراج وصول کرنے کا اعلان سنا تو وہ باغی ہو گئے اور عامل کو اپنی بستی سے نکال دیا۔ ایک مختصر رسالہ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا جو مردوں، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے لایا۔

بنو تمیم کی رسولِ خدا کو بلاغت و فصاحت میں مقابلہ کی دعوت اور بالآخر ہار کر اسلام لانا!

قیدیوں کو چھڑانے کی غرض سے بنو تمیم کا ایک وفد چار بڑے بڑے خطیب اور شاعر اپنے ساتھ لے کر آیا اور رسولِ خدا کو مخاطبت کی دعوت دی۔ رسولِ خدا نے ان کو کہا کہ میں خدا کی طرف سے شاعر بن کر نہیں آیا اور نہ میں کوئی بلیغ اور فصیح مقرر بننے کی شہرت کی تلاش میں ہوں۔ رسولِ خدا کے صحابہ میں سے بعض نے اس پر بھی انہیں شاعری اور خطابت میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی اور مقابلہ شروع ہوا جس میں بنو تمیم نے اعتراف کیا کہ وہ ہار گئے۔ رسولِ خدا اس کھلے اعتراف پر بہت خوش ہوئے اور انہیں ان کے قیدی واپس کر

Marfat.com

دیئے بلکہ کچھ تحفہ تحائف بھی دیئے۔ بنو تمیم نے رسولؐ کی اس رافت اور رحمت کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بنو سعد کا سفیر جب آیا تو اس نے رسولؐ کو بے تکلفی سے پکارا کہ اے محمدؐ! اگر تم خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے تو اس کی قسم کھاؤ رسولِ خدا نے قسم کھائی اور کہا کہ میں تمام دنیا کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر آیا ہوں۔ سفیر سوچ میں پڑ گیا۔ اسلام کے متعلق اُس نے بہت سے سوالات کئے اور وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کو تمہارا پورا پیغام بے کم و کاست دوں گا۔

کعب بن زہیر کو قصیدہ بردہ کے عوض میں رسولؐ کا اپنی چادر کا عطیہ!

مشہور قصیدہ بردہ کا مصنف کعب بن زہیر کو جس کی رسولؐ کے خلاف ہجوؤں نے فتح مکہ کے وقت اس کو سزا سے خوف زدہ کر دیا تھا اور وہ مکہ سے بھاگ گیا تھا، عام معافی کا اعلان سن کر مدینہ پہنچا اور اپنا مشہور اور بے مثال قصیدہ رسولؐ کی مسجد میں حاضری کے وقت زور زور سے چیخ کر سنانے لگا۔ آخر کے شعر میں تھا کہ "رسولؐ سے ان تمام دکھوں کے باوجود جو اس سے کسی کو پہنچے، معافی کی پوری اور یقینی امید ہے۔ کیونکہ یہی معافی دے دینا ہی اس کے اخلاق کی سب سے بڑی نیکی ہے"۔ رسولؐ متاثر ہوئے اور اپنی چادر اس کو انعام میں دے دی۔ اس چادر کو زہیر نے ساری عمر اپنے پاس فخریہ رکھا اور بڑی سے بڑی قیمت لینے سے انکار کیا۔ بالآخر خلیفہ معاویہ نے دس ہزار درہم پر اس چادر کو زہیر کے وارثان سے خریدا اور ۳۶ خلفائے بنو عباس کے پاس یہ چادر رہی جس کو وہ جلوسوں اور درباروں میں پہنتے رہے حتیٰ کہ ہلاکو خان نے آخری خلیفہ بغداد المستعصم باللہ سے یہ چادر چھین لی اور جلا کر راکھ کر دی۔

طائف کے بنو ثقیفہ بالآخر بلا شرط دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور لات کا عظیم الشان بت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا!

مدینہ میں واپسی کے تھوڑے دنوں بعد طائف کے بنو ثقیفہ کا وفد بھی پہنچا۔ یہ ضدی قبیلہ مالک بن عوف اور اس کے ساتھ کئی اور قبائل کے اسلام لانے کے باوجود اپنی بغاوت پر اڑا رہا، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک قبائل ایمان لا رہے ہیں اور قلعوں کے قلعے رسولؐ کے پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں تو لات کے ان پجاریوں نے سوچا کہ طائف کی فصیل یا شہر کے اندر کا ایک قلعہ ہماری حفاظت کیا کر سکے گا جب کہ گرداگرد کے تمام قبائل مخالف ہوں۔ لاچار ہو کر انہوں نے اپنا وفد رسولؐ کی خدمت میں اور بکراہت تمام بھیجا۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کرنے کا اعتراف کیا لیکن تین برس کی مہلت مانگی کہ عوام کو جو دھکا لات کی پرستش چھوڑنے سے لگے گا، کم ہو سکے۔ رسولؐ نے معاً انکار کیا۔ پھر انہوں نے تین برس سے گر کر ایک مہینے کی مہلت مانگی۔ اس کا بھی انکار کیا گیا کہ خدا کی عبادت کے ساتھ بت پرستی یا مہلت کی گنجائش نہیں۔ پھر ان مسخروں نے کہا کہ اچھا کم از کم روزانہ نمازوں سے ہمیں معافی دی جائے۔ پھر شرط پیش کی کہ زنا کرنے، سود لینے اور شراب پینے کی اجازت دی جائے۔ رسولؐ نے سر ہلا دیا کہ مذہب بغیر نیکی اور

Marfat.com

نمازوں کے ممکن نہیں۔ بالآخر بلا شرط اسلام لانا مان گئے۔

رسولؐ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کا بُت توڑنے کے لئے بھیجا۔ طائف میں لات کے پجاری اس اطلاع سے خوف زدہ ہو گئے۔ عورتیں شہر سے باہر نکل گئیں، بوڑھے اور بچے سہم گئے۔ ابوسفیان نے گینتی کے ایک ہی وار سے اس کو سر سے اکھیڑنا چاہا لیکن وار خطا ہُوا اور ابوسفیان کچھ لڑھک سے گئے (بعض نے لکھا ہے کہ اپنے مُنہ کے بَل چِت گر پڑے)۔ عوام نے نعرے مارے کہ اُن کے بُت کی فتح تھی، لیکن مغیرہ نے طاقت ور ہتھوڑے کے ایک ہی ہتّے سے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر تمام قیمتی پوشاکیں اور سونے کے کنگن اور جواہرات کے ہار اور بالیاں اور قیمتی زیورات نوچ لئے گئے۔ ان کے ٹکڑے زمین پر پڑے اور عورتیں چیخیں مار مار کر روتی رہیں کہ ان کا معبود فنا کر دیا گیا۔

نجران کے وفد کی بحثیاں اور بالآخر ادائیگی جزیہ کا اقرار،

نجران کے عیسائیوں کا جو وفد رسولؐ کے پاس آیا وہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قبیلوں کے سردار اور مذہبی پیشوا تھے۔ ان لوگوں کو مسجد نبویؐ میں اتارا گیا اور یہ اپنی عبادتیں بھی اسی مسجد میں کرتے رہے۔ یہ لوگ چونکہ ایک بگڑے ہوئے مذہب کے سردار تھے اور اپنی دکانیں اپنے ملک میں سجائے بیٹھے تھے، رسولؐ کے پاس اس بڑی تعداد میں اس لئے آئے کہ رسولؐ سے بحث مباحثہ کر کے تبدیلی مذہب کے مسئلے کو غتر بود کر دیں گے اور اصلی مطلب جو یہ ہے کہ رسولؐ ہماری دکانوں کو نہ چھیڑے، حاصل کر کے پھر امن و امان سے یہاں آکر بیٹھ جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ رسولؐ اور صحابہ کے ساتھ نری بحثیں کرتے رہے۔ ہر بات میں بال کی کھال نکالتے اور خرانٹ لوگوں کی طرح جو اپنے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں، دینِ اسلام کی خوبیوں تک نہ پہنچے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مسجد میں رہ کر اس کو پاخانوں سے نجس کر دیا تھا اور رسولِ خدا نے اپنے ہاتھ سے مسجد کو پاک کیا تھا۔ جب ان بحثوں سے کچھ نہ بنا تو رسولِ خدا نے ان کو سختی سے کہا کہ اگر اسلام میں نہیں آتے ہو تو دوسری بات یا تلوار ہے یا جزیہ کی ادائیگی۔ بالآخر انہوں نے خراج دینا منظور کیا اور معاہدہ لکھ کر چلے گئے۔

سوقِ عکاظ کے میلے کو رچانے والے بنو امیر کے سردار امیر بن طفیل کی رسولؐ سے رُوگردانی!

بنو امیر ایک اور قبیلہ تھا جس کا سردار امیر بن طفیل اب تک اکڑا رہا تھا۔ اس امیر کے شکل و شباہت کی خوبصورتی اور اس کی شاہانہ شان دُور دُور تک مشہور تھی، وہ مغرور اور نمائش کا دلدادہ تھا۔ عکاظ کے مشہور میلے پر جو طائف اور نخلہ کے درمیان منعقد ہوتا تھا، تاجر، پجاری اور شعرائے عرب کے کونے کونے سے جمع ہوتے تھے اور امیر کا ایلچی اس میلے میں اعلان کیا کرتا تھا۔ "عرب کے لوگو! جس کو مویشی کی ضرورت ہے، جو بھوکا ہے، جو مظلوم ہے، سب بنو امیر کے سردار کے پاس پہنچے، اُس کی حاجت روائی کی جائے گی۔" رسولؐ کے ساتھ اس کو خاصا حسد تھا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ جب تک تمام عرب کو فتح نہ کر لے گا، آرام نہیں لے گا۔ وہ کہا کرتا تھا

Marfat.com

کہ کیا اُس قریشی کی اطاعت کروں ؟ ہرگز نہیں۔ لیکن رسولؐ خدا کی حالیہ فتوحات کے باعث اُس کو اپنے دوستوں کے صلاح مشورہ کی طرف جھکنا پڑا اور وہ اسی فخر و غرور میں رسولؐ کے سامنے آیا اور کہا کہ "اے محمدؐ! کیا تو میرا دوست بنے گا"؟ رسولؐ نے کہا۔ "خدا کی قسم ہرگز نہیں جب تک تو اِسلام نہیں لائے گا"۔ کہنے لگا۔ "اگر اسلام لے آؤں تو کیا تو اِس پر قانع ہو جائے گا کہ تو شہروں پر حکومت کرے اور ریگستان کے بدو میری تحویل میں ہوں"۔ رسولؐ نے اِنکار کر دیا۔ پھر کہا "مجھے تیرے دین میں آنے سے کیا فائدہ ہوگا"۔ رسولؐ نے کہا۔ "ایمان والوں کا تو ایک رفیق ہوگا"۔ اس نے جواب دیا کہ "ایسی رفاقت کی ضرورت نہیں"، اور دھمکی دے کر غصے میں واپس چلا گیا۔

بنو طے کے سردار عدی بن حاتم کے اپنی قیدی بہن صفّانہ کے ذریعہ سے بالآخر نبویؐ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لانے کا دِلچسپ واقعہ

بنو طے کا عدی بن حاتم کچھ ذرا مختلف قطع کا آدمی تھا۔ اُس کا مرحوم والد حاتم طائی جنگی کارناموں کے علاوہ عرب بھر میں سخاوت میں مشہور تھا۔ یہ عدی عیسائی ہو گیا تھا اور اور کچھ بھی ہو بہادری میں اپنے باپ کا ہم پلہ ہرگز نہ تھا۔ رسولؐ خدا کی فتوحات سے ڈر کر اس نے اپنے ملازم عرب کو جو اُس کے اُونٹوں کی حفاظت کرتا تھا، حکم دیا کہ بہترین اُونٹوں کا ایک گلہ ہر دم تیار رکھو اور جس وقت دشمن پہنچے فوراً خبر دو۔ حضرت علی کہیں اپنے رسالہ کو لئے کر اُدھر سے گزر رہے تھے اور اُن کے پاس دو جھنڈے ایک سفید اور ایک سیاہ تھے۔ اس عرب گلہ بان نے عدی کے پاس آ کر شور مچا دیا کہ مسلمان آ رہے ہیں، مجھے اُن کے جھنڈے نظر آ رہے ہیں۔ عدی نے فوراً اپنی بیوی اور بچوں کو اونٹوں پر سوار کیا اور شام کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بہن صفّانہ مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور اس کو اور قیدیوں کے ساتھ مدینہ لایا گیا۔ رسولؐ خدا کو اپنی قیدگاہ کے نزدیک دیکھ کر وہ چلّائی "اے رسولؐ خدا! میرا باپ مر چکا ہے اور جس بھائی نے میری حفاظت کرنی تھی، اُس نے مجھے چھوڑ دیا ہے، مجھ پر رحم کر کہ خدا تجھ پر رحم کرے"۔ حضرتؐ نے پوچھا۔ کون تیرا محافظ تھا۔ اُس نے کہا۔ عدی بن حاتم۔ رسولؐ نے کہا وہ تو خدا اور رسولؐ سے بھاگ چکا ہے، اور کہہ کر چل دیئے۔ اگلے دن جب رسولؐ پھر گزر رہے تھے، علی نے اس کے کان میں کہا کہ پھر رسولؐ خدا سے درخواست انتہائی عاجزی سے کر۔ اُس نے رو رو کر وہی درخواست کی۔ رسولؐ کو رحم آ گیا اور صرف اس کو رہا ہی نہ کیا بلکہ پہلے کاروان کے ساتھ اُس کو بھائی کے پاس شام بھیج دیا۔ صفّانہ جب بھائی کے پاس پہنچی تو اس نے سخت ملامت کی۔ عدی نے اپنے قصور کا اعتراف کیا لیکن صفانہ نے اس کو مجبور کیا کہ رسولؐ کی خدمت میں پہنچے۔ اُس نے کہا وہ بے شک خدا کا نبی ہے اور ضرور ہر جگہ اُس کی سلطنت ہو گی۔ عدی بہن کے مشورہ پر فوراً مدینہ پہنچا اور رسولؐ کو جب کہ وہ مسجد میں بیٹھے تھے سلام کیا۔ اُس کا اپنا بیان ہے کہ رسولؐ میرا نام پوچھنے کے بعد مجھے اپنے گھر لے گیا۔ رستے میں ایک بوڑھی عورت ملی۔ رسولؐ ٹھہر گیا اور اُس کے حالات پوچھتا رہا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بادشاہوں والی بات تو اس شخص نے نہیں کی۔ جب میں اُس کے گھر پہنچا تو اُس نے چمڑے کا گدا مجھے بیٹھنے کے لئے دیا اور چونکہ اور کوئی گدا گھر میں نہ تھا آپ ننگی زمین پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں پھر خیال آیا کہ یہ بھی بادشاہوں والی بات نہیں جو اس شخص نے کی ہے۔ یہ تو مجھے ایک غریبوں اور بے کسوں کا غم خوار

Marfat.com

شخص معلوم ہوتا ہے جو اپنے گھر میں پورا ٹک نہیں رکھتا۔ پھر رسولؐ نے مجھے کہا کہ تم دینِ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ میں ارادہ تو پہلے کر چکا تھا، لیکن میں نے بات کو لمبا کرنے کے لئے کہا۔ میرا اپنا دین موجود ہے۔ رسولؐ نے کہا میں تیرے دین کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں۔ تیرا دین یہ ہے کہ تو بادشاہ ہونے کی حیثیت میں اپنی رعیت سے چوتھائی حصّہ لے لیتا ہے اور مزے اڑاتا ہے۔ کیا عیسائیت نے کبھی اس کی اجازت دی ہے؟ عدی کہتا ہے مجھے اسی بات سے پتہ لگ گیا کہ یہ شخص ضرور نبی ہے جس کو ہر بات کی خبر ہے۔ پھر کہا کہ تو اسلام کی طرف اس لئے نہیں آتا کہ کیا ہم غریب ہیں؟ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت آ رہا ہے کہ مسلمان کے پاس اتنی دولت ہوگی کہ وہ سنبھال نہ سکیں گے۔ شاید تو سمجھتا ہے کہ ہم تھوڑی تعداد میں ہیں۔ خدا کی قسم تھوڑی مدّت کے اندر اندر ہی ایک عورت اپنے اونٹ پر اکیلی سوار ہو کر قادسیہ سے مکّہ تک سفر کرے گی اور اس کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ طاقت کفّار کے ہاتھ میں ہے۔ جانتے رہو کہ وہ وقت آ رہا ہے کہ ہم مسلمان بابل تک اپنا جھنڈا لہرائیں گے۔ عدی کہتا ہے کہ میں فوراً مسلمان ہو گیا۔

بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ مشرقیؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	تذکرہ (اوّل دوم سوم) (مکمل سیٹ)	حضرت علامہ مشرقیؒ
2	حدیث القرآن	حضرت علامہ مشرقیؒ
3	تکملہ (سیرت النبیؐ) اوّل دوم	حضرت علامہ مشرقیؒ
4	مولوی کا غلط مذہب	حضرت علامہ مشرقیؒ
5	مقالات	حضرت علامہ مشرقیؒ
6	حریم غیب (شاعری)	حضرت علامہ مشرقیؒ
7	دہ الباب (شاعری)	حضرت علامہ مشرقیؒ
8	ارمغان حکیم (شاعری)	حضرت علامہ مشرقیؒ
9	خطاب مصر	حضرت علامہ مشرقیؒ
10	اشارات	حضرت علامہ مشرقیؒ
11	رسول صادق	حضرت علامہ مشرقیؒ
12	الاصلاح (المشرقیؒ و شہداء نمبرز (مجلد)	حضرت علامہ مشرقیؒ
13	قول فیصل	حضرت علامہ مشرقیؒ
14	انسانی مسئلہ	حضرت علامہ مشرقیؒ

ناشر
التذکرہ پبلیکیشنز
المشرقی ہاؤس ۴۴ ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

فون نمبرز: 7535116 ☆ 7555251 O فیکس: 042-7587394

Marfat.com

(۲۶)

گیارہ ماہ کے تفاوت سے

دو وحیوں سے بنی ہوئی سورۃ التوبہ (۹)

جس کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے الفاظ نہیں!

مشرکین، کفار اور منافقین سے تمام معاہدوں کا اختتام اور سب سے کھلی جنگ کا اعلان!

سورۃ التوبہ دو ٹکڑوں میں وحی ہوئی!

سورۃ الحجرات (۴۹) کے بعد ۸ھ کے شروع شوال میں سورۃ التوبہ (۹) نازل ہوئی جو مدنی وحیوں کے اعتبار سے ۲۳ ویں وحی ہے۔ اس سورت کے ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ "صحابہ کو رسولؐ کی طرف سے اس سورت کا دوسری سورتوں سے علیحدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا"۔ لیکن جیسا کہ آگے چل کر واضح ہوگا سورت کے پہلے حصے غزوۂ حنین سے تعلق رکھتے ہیں اور یقیناً شوال ۸ھ میں نازل ہوئے۔ بعد کے حصوں کا تعلق غزوۂ تبوک (غزوۂ عسرۃ) سے ہے جو رجب ۹ھ میں گیارہ ماہ بعد واقع ہوا۔ اس لحاظ سے یہ وحی کئی یا کم از کم دو ٹکڑوں (×) میں ہوئی ہوگی اور غالباً یہی وجہ اس کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ نہ ہونے کی ہے۔

مشرکوں سے سب معاہدے ختم ہو چکے!

پہلے رکوع میں ہے کہ یہ سورت اللہ اور رسولؐ کی طرف سے مشرکین کے ساتھ جو عہد مسلمانوں نے کئے تھے ان سے دستبرداری کا اعلان ہے۔ تو اب اے مشرکو! تم (شوال، ذلقعدہ، ذی الحج اور محرم کے چار امن کے مہینوں میں جہاں چاہو، چلو پھرو، ہم تمہیں نہیں روکتے۔ اس کے بعد تم سے جنگ ہے) لیکن جانے رہو کہ تم خدا کو ہرگز ہرا نہیں سکتے اور خدا ضرور کافروں کو رسوا کرنے والا ہے اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کا اعلان عام تم انسانوں کی طرف یہ ہے کہ مشرکوں سے (نہ لڑنے یا لڑنے کے سب معاہدے

(×) میں نے یہ ٹکڑے الگ الگ نہیں کئے اور قاری کو چاہیئے کہ غزوۂ تبوک سے متعلق وحی کا مطالعہ اس غزوہ کے حالات پڑھنے کے بعد کرے۔

Marfat.com

جو اس وقت تک مسلمانوں نے کئے تھے) خدا (اُن سے) دستبردار ہو چکا تو اگر تم توبہ کر لو (اسلام لے آؤ) تو تمہارے لئے اچھا ہے اور تم پھر جاؤ تو جان لو کہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں کر سکتے۔ اور اے محمدؐ! کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ (اس اعلان سے) مستثنیٰ وہ مشرک ہیں جن سے تم نے عہد کیا تھا، لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا کرنے میں کچھ کوتاہی نہ کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، تو ایسے کافروں کے عہد و پیمان ان کی مقررہ میعاد تک ہیں کیونکہ خدا ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تو جب یہ چار مہینے گزر جائیں اُن کو جہاں چاہو قتل کر دو اور ان کو گرفتار کر لو اور ان کو گھیرے میں ڈال لو اور ہر گھات میں ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر اسلام لے آئیں اور نماز اور زکوٰۃ قائم کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ اللہ (پرانے) گناہوں کو درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر کوئی مشرک محمدؐ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو، یہاں تک کہ وہ کلام خدا کو تسلیم کر لے۔ پھر اس کو امن کی جگہ پر پہنچا دو، اس لئے کہ یہ لوگ معاملہ فہم نہیں!

ان کے سب اقرار صرف مُونہوں کے اقرار ہیں اور ناقابلِ تسلیم ہیں!

دوسرے رکوع میں کہا کہ خدا اور اس کے رسولؐ کے نزدیک اُن مشرکوں کا اب مغلوب ہو جانے کے وقت مُنہ سے اقرار کرنا (کہ وہ پُرامن رہیں گے) قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا، سوائے ان مشرکوں کے عہد کے جنہوں نے مسجد حرام میں (نہ لڑنے کا) اقرار (پچھلے سال) کیا تھا، تو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں، تم اُن سے سیدھے چلو کیونکہ خدا ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ کیونکر ہم ان کے اقراروں کو مان لیں حالانکہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی رشتے اور نہ ذمہ داری کا لحاظ کریں گے۔ وہ تو تم سے صرف اپنے مونہوں (کے قول) سے راضی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دل انکاری ہیں اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں۔ انہوں نے آیاتِ الٰہی کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ دیا ہے تو اب سبیلِ خدا[x] کے قائم ہونے کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور وہ سخت بُرا کام کر رہے تھے۔ وہ مومن کے بارے میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں نہ کسی عہد و پیمان کا اور ایسے ہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہیں۔ تو اگر یہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں اور نماز اور زکوٰۃ کو قائم کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم صاحبِ علم قوم کے لئے یہ ہر بات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ ان کو رشتۂ اخوت میں شامل کرنے کی کیا حکمت ہے)۔

عہد توڑنے والے سب آئمۃ الکفر کو قتل کر دو!

اور اگر انہوں نے اپنی قسمیں اقراروں کے بعد توڑ دیں اور تمہارے دین کے بارے میں طعنہ زنی کی تو ان کفر کے اماموں کو قتل کر دو

(x) اس جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کی وضاحت صفحہ ۷۵، ۷۶ وغیرہ پر کر دی گئی ہے اور بتایا ہے کہ اس کا منشا بنی نوع انسان کو ایک اُمت بنانا ہے!

کہ ان کی قسمیں کچھ قیمت نہیں رکھتیں تاکہ وہ باز آجائیں۔ (اے مومنو!) کیا تم (اس بدکردار) قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنے پیمان توڑ دیئے اور رسولؐ کو اس کے وطن سے نکالنے کی تیاری کی اور انہوں نے ہی (مخالفت کی) ابتدا پہلی مرتبہ کی تھی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو، تو (یاد رکھو کہ) خدا اس کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم صحیح معنوں میں مومن ہو۔ ہاں ہاں ان سے ضرور قتال بالسیف کرو۔ خدا ان کو تمہارے ہاتھ سے عذاب دے اور ان کو رسوا کرے اور فتح دے تم کو ان پر اور مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈا کرے بلکہ ان کے دلوں کے غصے کو دور کرے۔۔۔ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم یونہی (بغیر آزمائش کے) چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ نے ابھی تک معلوم ہی نہیں کیا ان کو جو تم میں سے جہاد بالسیف کرنے والے ہیں یا ان کو جنہوں نے سوائے اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنوں کے کسی کو دوست نہیں بنایا اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس کو پورے طور پر جانتا ہے۔

مومن کا اصل مقصد جہاد فی سبیل اللہ ہے!

تیسرے رکوع میں کہا کہ ہو نہیں سکتا کہ مشرک لوگ اپنے متعلق کفر کی شہادت دیتے ہوئے (الصلوٰۃ قائم کرنے کے لئے) مسجدوں کو آباد کریں۔ ان کے سب اعمال اکارت ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ مسجدوں کو تو وہ آباد کرتا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لے آیا اور اس نے الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ کو قائم کیا اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرا تو ایسے ہی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ کیا تم نے صرف خانہ کعبہ کے حاجیوں کو پانی پلا دینے یا مسجد حرام کو حاجیوں سے آباد رکھنے کے کاموں کو ان ایماندار لوگوں کے کام کے برابر کر دیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور سبیل خدا (*) قائم کرنے کی خاطر جہاد بالسیف کرتے رہے۔ خدا کے نزدیک یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے اور خدا ظالم قوم کو کبھی راہ نہیں دکھاتا۔ ایمان والوں کا جنہوں نے ہجرت کی اور جانوں اور مالوں سے جہاد فی سبیل اللہ (*) کیا، خدا کے نزدیک بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ خدا انہیں اپنی رحمت اور رضامندی اور سرسبز ملکوں کی ہمیشہ کی بادشاہت کی جن میں دائمی نعمتیں ہوں گی خوشخبری دیتا ہے کیونکہ خدا کے ہاں سے جو اجر ملتا ہے بے شک عظیم الشان ہوتا ہے۔

کافر باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ!

اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی کفر کو ایمان سے زیادہ پسند کریں تو ان کو اپنا دوست نہ بناؤ اور جو ان کو دوست رکھے گا وہی ظالم ہوگا۔ اے محمدؐ! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمہارے کنبے والے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے گھاٹے کا خدشہ ایمان لانے کی صورت میں تمہیں لگا ہے اور وہ مکان جو تمہیں پسند ہیں، اللہ اور رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد بالسیف کرنے سے زیادہ محبوب تم کو ہیں تو اس وقت تک انتظار کرو کہ خدا اپنا عذاب تم پر نازل کرے اور

(*) پھر یہاں سبیل اللہ کا ذکر انہی معنوں میں ہے جو بیان ہوئے یعنی بزور شمشیر انسانی امت کو دعوت اتحاد۔

Marfat.com

نافرمان لوگوں کو تو خدا راہ راست دکھاتا ہی نہیں۔

غزوۂ حنین میں خدا کی مدد نے ہی تمہیں مظفر و منصور کیا!

چوتھے رکوع میں کہا کہ خدا نے تمہیں اس سے پہلے بھی بہت سے موقعوں پر مدد دی اور خاص کر غزوۂ حنین کے موقع پر جب کہ تم (بارہ ہزار کی تعداد میں تھے اور) اپنی کثرت پر بہت نازاں تھے اور (بنو ثقیفہ صرف چار ہزار تھے اور تم کہتے تھے کہ ہم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا) پھر تمہاری کثرت تمہارے کام کچھ بھی نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اس کی فراخی کے تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنوں پر اطمینان نازل کیا، اور ایسے لشکر آسمان سے اتارے جن کو تم دیکھتے نہ تھے، اور کافروں کو شکست کا عذاب دیا۔

مشرک ناپاک ہیں، آج کے بعد مسجد حرام میں داخل نہ ہوں

اے ایمان والو صاف سمجھ لو کہ یہ مشرک ناپاک لوگ ہیں اس لئے اس سال کے بعد یہ ہرگز مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں اور اگر (اُن کے حج وغیرہ نہ کرنے کی وجہ سے) تمہاری آمدنیوں کے کم ہو جانے کا خطرہ ہو تو (خاطر جمع رکھو) خدا عنقریب تم کو خوشحال کر دے گا۔ اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں، اُن کو حرام نہیں سمجھتے اور دین برحق پر نہیں چلتے، اُس وقت تک یہ اپنے ہاتھ سے اور ذلیل ہو کر جزیہ ادا نہ کریں، قتال بالسیف کرتے جاؤ!

پانچویں رکوع میں کہا۔ یہ یہود تو وہ (بدبخت) لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ عُزیرؑ ابن اللہ ہے اور اُدھر نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن اللہ ہے۔ یہ صرف اُن کے مُونہوں کی بات ہے(x) وہ صرف پہلے کافروں کی رٹ پر چل رہے ہیں خدا اُن کو غارت کرے، وہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ ان (کم بختوں) نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور گوشہ نشین لوگوں کو خدا چھوڑ کر اپنا خدا بنا لیا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کے ملازم نہ بنیں (اور صرف اسی کے بھیجے ہوئے قانون پر عمل کریں) کیونکہ اس کے بغیر کوئی حاکم ہی نہیں۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو پھونکیں مار کر بجھادیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے پر تُلا ہوا ہے خواہ کافروں کو ناگوار ہی ہو۔ وہی خدا ہے جس نے اپنا رسولؐ ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ یہ مشرکین کو بُرا ہی لگے۔

(x) مقصد یہ ہے کہ عزیر اور مسیح کو ابن اللہ کہنا صرف ایک دوسرے سے ضد کرنے کی بات بنائی ہوئی ہے۔ ورنہ یہود اور نصاریٰ اپنے دلوں میں جانتے ہیں کہ نہ عزیر خدا کا بیٹا ہے نہ مسیح، کیونکہ خدا کی تو کوئی بیوی ہی نہ تھی۔

Marfat.com

یہودی رہنما ناجائز طور پر قومی مال ہضم کر جاتے ہیں!

اے ایمان والو! بہت سے یہودی مذہبی پیشوا اور گوشہ نشین پادری لوگوں کا مال ناجائز طور پر ہضم کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو اے محمدؐ! ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو، جس دن وہ خزانہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اُن کے ماتھوں اور پہلوؤں کو اس سونے چاندی سے داغا جائے گا تو ان کو کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کر رکھا تھا تو اب ان دفینوں کا مزا چکھو۔ پھر کہا۔ مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک صحیح فطرت میں بارہ ہے جن میں سے چار قابلِ احترام ہیں۔ یہی سیدھا راستہ ہے اس لئے ان مہینوں میں آپس میں جدال کر کے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور مشرکین کو سب کے سب مل کر قتل کرو جس طرح کہ وہ سب مل کر تم سے جنگ کرتے ہیں اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ان مہینوں میں ادل بدل کر دینا کفر میں زیادتی کرنا ہے۔ وہ ایک سال اس ردوبدل کو جائز سمجھتے ہیں پھر دوسرے سال ناجائز کر دیتے ہیں، تاکہ جو اللہ نے حرام کیا اس کو حلال کر دکھائیں، وغیرہ وغیرہ۔

مومن پر رسولؐ کی تلوار سے مدد لازم ہے

چھٹے رکوع میں کہا۔ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (ہتھیار لے کر) بھاگ کھڑے ہو تو تم منوں بوجھ کے بن کر زمین پر دھنس کر پڑتے ہو، کیا تم عمدہ انجام کو چھوڑ کر دنیا کی لذتوں پر راضی ہو گئے ہو تو جان لو کہ دنیا کی لذتوں کا فائدہ بالآخر قلیل ہی ہوا کرتا ہے (فَمَا مَتَاعُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ) اگر تم سب کے سب بھاگ کر کھڑے نہ ہوئے تو خدا تم کو دردناک عذاب دے گا اور تم کو ہلاک اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو تمہارا جانشین کر دے گا اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ہجرت کے وقت غار میں رسولؐ کی فرشتوں سے خدائی امداد

اگر تم رسولؐ کی مدد نہ کرو گے تو جان لو کہ خدا نے اس کی اس وقت مدد کی تھی جب کافروں نے اس کو مکہ سے نکال دیا تھا اور دو میں سے دوسرا (یعنی ابوبکر) اس کے ساتھ ایک غار میں چھپا تھا اور رسولؐ اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اس پر اطمینان نازل کیا اور اس کی مدد اُن لشکروں (*) سے کی جن کو تم دیکھ نہ سکے تھے اور کافروں کو نیچا کر دکھایا اور خدا کا آوازہ بلند رہا اور رہی ہر

(*) رسولِ خداؐ کی مکہ سے حضرت ابوبکر کی معیت میں ہجرت کے وقت جب کہ وہ غار میں چھپے ہوئے تھے وحی کا "فرشتوں کی مدد" کہنا غور کرنے والوں کو اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ خدا کا کسی موقع پر ایسے "اسباب" پیدا کر دینا ہی جن کی وجہ سے فتح حاصل ہو جاتی ہے، دراصل فرشتوں کی مدد ہوا کرتی ہے۔ بدر کے موقع پر بارش کا بروقت آ جانا، مسلمانوں کا اونچی زمین پر قابض ہو جانا، غزوۂ خندق کے موقع پر بے پناہ آندھی یا طوفان کا آنا وغیرہ وغیرہ کو "فرشتوں کی مدد" کہا گیا ہے۔ غار میں چھپنے کے وقت تو اس طرح کے اسباب بھی نہ تھے بلکہ صرف غار (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

مشکل میں غالب رہنے والا اور عمدہ تجویز و تدبیر سے ہر کام کو سرانجام دینے والا ہے (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ)۔

پھر کہا تم ہلکے پھلکے نکلو یا ہتھیاروں سے خوب لیس ہو کر نکلو اور خدا کی راہ کو قائم کرنے کے لئے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد بالسیف کرو۔ یہی تمہارے لئے اچھا ہے اگر تم جانتے ہوتے۔ اے محمدؐ! اگر مالِ غنیمت جلدی حاصل ہونے والا ہوتا اور اس کے لئے کوچ کا فاصلہ بھی درمیانہ سا ہوتا (لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا) تو ضرور یہ منافق تمہارے ساتھ ہوتے لیکن (اب کی دفعہ) سفر بھی کچھ دور ہی کا نظر آیا اور اب وہ خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور چل پڑتے۔ یہ لوگ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

جہاد کے وقت پیچھے رہ جانے والے اور رخصت مانگنے والے کچے ایمان والے ہیں!

ساتویں رکوع میں کہا کہ خدا تجھے معاف کرے، تم نے کیوں ان کو پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی جب تک تم جھوٹوں کو سچوں سے الگ نہ کر لیتے۔ جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں، وہ تو جان و مال سے جہاد کرنے کے وقت ہرگز ہرگز پیچھے رہنے کی اجازت نہیں مانگتے خدا تو صحیح معنوں میں ڈرنے والوں کو جانتا ہے۔ اجازت وہی مانگتے ہیں جو خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل میں شک پڑے ہیں اور وہ اپنے شکوں میں ہی متذبذب رہتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ نکلنے کی نیت رکھتے تو ضرور تھوڑا بہت سامان اور اسلحہ بھی تیار کر ہی لیتے، لیکن خدا نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا تو ان کو روک دیا اور انہیں کہہ دیا گیا کہ (بدقسمتو!) بیٹھنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو سوائے خرابی کے تجھے کچھ فائدہ نہ ہوتا اور وہ فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے اور تم میں وہ لوگ بھی ہیں جو مخالفین کو پہنچانے کے لئے (تمہاری اندرونی باتیں) کثرت سے سنتے رہتے ہیں (وَفِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَہُمْ) اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے فساد ڈلوانا چاہا تھا اور تیرے لئے مشکلات کو الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حقیقت ظاہر ہوئی اور خدا کا فیصلہ ان کے بارے میں ظاہر ہو گیا جو ان کی ناگواری کا باعث تھا اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں مجھے رخصت دیجئے اور ساتھ لے جا کر آزمائش میں نہ ڈالئے۔ سن لو یہ لوگ تو آزمائش میں آ ہی گرے ہیں اور جہنم تو کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تجھے کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے معاملہ کو پہلے ہی پکڑ لیا تھا اور پھر خوش بخوش واپس ہو جاتے ہیں۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ ہم کو وہی مصیبت پہنچے گی جو (قانونِ فطرت کے

(بقیہ تحت المتن) کے منہ پر مکڑی نے راتوں رات جالا تن دیا تھا، جس سے تعاقب کرنے والے بھٹک گئے اور سمجھا کہ اندر کوئی نہیں ہو سکتا۔ الغرض خدا کے فرشتوں کی مدد کا صحیح تصور مسلمانوں کے ذہن میں ہونا چاہیئے اور اسی بنا پر خدا کو مسبب الاسباب کہا جاتا ہے۔ آندھی بارش، طوفان، مکڑی کا جالا یہ سب خدائی طاقتیں ہیں جو ہر وقت کام کرتی ہیں۔

مطابق) خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہے، وہی ہمارا آقا ہے اور ایماندار تو اسی خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انہیں کہو کہ کیا تم ہمارے متعلق دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے سوا کا بھی انتظار کر رہے ہو (یعنی اگر ہم مارے گئے تو بھی شہید ہوں گے اور اگر فتح پا گئے تو بھی مالِ غنیمت لائیں گے۔ کیا اس کے سوا بھی کسی شے کا انتظار کرتے ہو) لیکن ہم تو تمہارے لئے دو برائیوں کا انتظار کر رہے ہیں یا یہ کہ خدا اپنے ہاتھ سے تمہیں عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں عذاب ملے۔ پس تم بھی انتظار کرو، ہم بھی منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ خوشی سے خرچ کرو یا ناراضگی سے دو، تمہارا مال ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے مال قبول اسی وجہ سے نہ کئے گئے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ سے منکر ہیں اور نماز کے لئے الکسائے ہوئے آتے ہیں اور اگر کچھ دیتے بھی ہیں تو بے دلی اور ناراضگی سے دیتے ہیں۔ تو اے محمدؐ! ان کے اولاد اور بال بچے تجھے دھوکہ میں نہ ڈالیں۔ خدا تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ان کو اسی دنیا میں عذاب دے اور وہ مرتے دم تک کافر رہیں۔ اور یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہی ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ وہ تفرقہ انگیز لوگ ہیں ...... اور انہی میں سے ہیں جو تمہارے صدقات کے بارے میں (جو تم مسلمانوں سے لیتے ہو) تم پر بددیانتی کا الزام لگاتے ہیں پھر اگر ان کو بھی اس مال سے کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔

مال کے متعلق منافقین کا رسولؐ پر بددیانتی کا الزام
اور رسولؐ کی تقسیمِ صدقات کے متعلق وضاحت

پھر آٹھویں رکوع میں کہا کہ صدقات (جو رسولؐ مسلمانوں سے وصول کرتا ہے) صرف فقرا اور مساکین اور عملے کی تنخواہ کے لئے ہیں اور دلوں کو جوڑنے کے لئے اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے اور قرضداروں کے قرض ادا کرنے کے لئے اور راہِ خدا کو قائم کرنے کی غرض سے ہتھیار فراہم کرنے کے لئے اور مسافروں کے لئے۔ یہ سب خدا کی طرف سے فرض دیا گیا ہے اور انہی منافقوں میں سے بعض ایسے ہیں جو نبیؐ کو یہ کہہ کر دکھ دیتے ہیں کہ رسولؐ تو صرف کان ہے (جو ہر شخص کی بات سن کر تسلیم کر لیتا ہے اور اپنے ذہن کو استعمال نہیں کرتا)۔ انہیں کہہ دو کہ وہ کان ہے تمہاری بھلائی کے لئے۔ وہ رسولؐ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں (کو سچے سمجھ کر ان کی ہر بات پر) ایمان (یعنی یقین) رکھتا ہے اور وہ ان لوگوں کے لئے رحمت ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو لوگ (طعنے دے دے کر) اللہ کے رسولؐ کو دکھ دیتے ہیں ان کو دردناک عذاب ملے گا۔ یہ منافق تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھا کھا کر تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ اور رسولؐ کا حق زیادہ ہے کہ منافق رسولؐ کو راضی کریں اگر وہ صحیح معنوں میں مومن ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جس نے خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی تو یقیناً اس کو جہنم کی آگ ملے گی جس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی بھاری رسوائی ہے۔ منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت نازل ہو جو ان کو اس شئے سے باخبر کرے جو ان کے دلوں میں ہے۔ (اے محمدؐ!) ان کو کہہ دو کہ تمسخر

Marfat.com

(جتنا چاہو) کرتے رہو خدا بالآخر اس بات کو ظاہر کر ہی دے گا جس سے تم ڈر رہے ہو۔ پھر اگر تو ان سے (ان کے رویے کے متعلق) باز پرس کرے تو ضرور کہہ دیں گے کہ ہم تو باتوں میں لگے ہوئے ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ کہو کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولؐ سے ٹھٹھا کرتے ہو (منافقو!) بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد سچ مچ کافر ہو چکے اور اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں تو ضرور دوسرے گروہ کو اس لئے کہ وہ مجرم ہیں عذاب دیں گے۔

پھر نویں رکوع میں کہا کہ (اصل تو یہ ہے کہ) منافق مرد اور منافق عورتیں (ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں) سب کے سب ایک ہی جنس سے ہیں، وہ تفریق و انتشار کا حکم دیتے ہیں (یَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ) اور اتحاد اور نیکی سے باز رکھتے ہیں (وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ) اور اپنے ہاتھ سکیڑ رکھتے ہیں (کہ قربانی مال نہ کریں) انہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا بھی ان کو بھول گیا۔ بے شک منافق بدکار ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کو ہمیشہ کی جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے۔ یہی عذاب ان کے موافق ہے۔ خدا نے انہیں پھٹکار دیا ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ تم منافقوں کی مثال تو تم سے پہلے لوگوں کی ہے جو قوت اور مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بھی زیادہ زور آور تھے تو وہ اپنے حصے سے فائدہ اٹھا لے گئے اور تم اپنے حصوں سے پہلوں کی طرح فائدہ لیتے گئے اور تم ان لوگوں کی طرح برائیوں میں غرق ہو گئے (وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوْا) تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور یہی گھاٹا کھانیوالے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو ان سے پہلوں یعنی قوم نوح، عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی بستیوں کی خبر نہیں ملی جن کے پاس رسول روشن احکام لے کر آئے تھے تو اللہ ان پر ظلم نہیں کر رہا تھا، وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کر رہے تھے۔

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ اتحاد و اتفاق کا حکم دیتے ہیں (یَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) اور تفریق و انتشار سے منع کرتے ہیں (یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ) اور نماز اور زکوٰۃ کو قائم کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں کو مانتے ہیں۔ ان پر خدا عنقریب رحم کرے گا کیونکہ اللہ بڑا قوت والا اور حکمت والا ہے۔ خدا نے مومنوں سے ان سرسبز اور شاداب باغوں کی بادشاہت کا وعدہ کیا ہے جن کے میدانوں میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہیں اور ان عظیم الشان مکانوں میں رہنے کا جو ان دائمی طور پر شگفتہ باغوں میں ہوں گے اور اس سے کہیں بڑھ کر خدا کی خوشنودی کا وعدہ ہے اور یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

کفار اور منافقین سے تلوار کا جہاد

جنگِ تبوک کے وقت کی سورۂ توبہ کی وحی!

دسویں رکوع میں ہے۔ اے نبیؐ! کفار اور منافقین سے تلوار کا جہاد کرو اور ان پر سخت ہو جاؤ۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔(×) یہ لوگ (مثلاً غزوۂ عُسرۃ کے موقع پر مقام تبوک میں جلاس بن سوید نے رسولؐ کے سامنے قسم کھائی کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ اگر منافق اتنے ہی بُرے ہیں جتنے کہ محمدؐ کہہ رہا ہے تو ہم گدھوں سے بدتر ہیں) قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ فلاں بات نہیں کہی، حالانکہ انہوں نے صریحاً کفر کی بات کہی اور اسلام لانے کے بعد منکر ہوئے اور انہوں نے ارادہ کر لیا تھا اُس شئے کا جس تک نہ پہنچ سکے (مثلاً تبوک سے واپسی پر بارہ منافقین نے اپنے مُنہ لپیٹ کر رسولؐ کو پہاڑی پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے) اور اُنہوں نے نہیں بدلہ لیا مگر اِس بات کا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے ان کو دولت مند کر دیا تھا (مثلاً یہی بارہ منافقین رسولؐ کی دُعا سے دولت مند ہو گئے تھے) تو اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر انکار کریں تو خدا ان کو دنیا اور آخرت میں عذاب دے گا اور اُن کا اِس زمین میں کوئی مددگار نہ رہے گا اور انہی مخالفین میں سے ایسا بھی ہے (مثلاً ثعلبہ بن حاطب) جس نے اللہ سے اقرار کیا تھا کہ اگر خدا نے مجھے فراخی سے مال عطا کیا تو میں ضرور رسولؐ کو مال بطور صدقہ دوں گا، لیکن جب خدا نے اُس کو مالا مال کر دیا تو وہ بخل کرنے لگے اور اعراض کرتے ہوئے اُلٹے پاؤں پھر گئے۔ پھر اِس وعدہ خلافی کا انجام یہ ہُوا کہ خدا نے اُن کے دلوں میں نفاق اس وقت تک بھر دیا جب کہ اُن کو اُن کی وعدہ خلافی کی سزا اُن کے جھُوٹے ہونے کے باعث ملے گی۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ اُن کی خفیہ ریشہ دوانیوں اور سرگوشیوں کو خُوب جانتا ہے کیونکہ وہ مستقبل میں آنے والے تمام واقعات کا بڑا جاننے والا ہے (اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ)۔ (انہی منافقوں میں سے) وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سے خوشی سے رسولؐ کو بطور صدقہ مال دینے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں (يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقٰت) (کہ تم کیوں خواہ مخواہ رسولؐ کو مال دے کر اپنا نقصان کرتے ہو) اور جو ان لوگوں سے تمسخر کرکے جن کو صرف اپنی محنت مزدوری کی اُجرت ملتی ہے (کہتے ہیں کہ تم ناحق اپنی پسینہ کی کمائی کو رسولؐ پر صرف کرتے ہو) تو (سمجھ لو کہ در اصل) اللہ اُن منافقین سے تمسخر کر رہا ہے اور اُن کو دردناک عذاب ملے گا۔ اے محمدؐ! تُو ان کی مغفرت طلب کر یا نہ کر (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) اگر تُو ستّر بار بھی ان کو معاف کرنے کی درخواست کرے گا تو ہرگز خدا ان کو معاف نہیں کرے گا۔ یہ اِس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا انکار کیا اور خدا بدکار لوگوں کو کبھی راہِ راست نہیں دکھاتا۔

جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا

گیارھویں رکوع میں ہے کہ جہاد کے وقت رسولِ خدا کی مرضی کے بغیر اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے والے پیچھے رہے ہوئے لوگ (جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے پر) خوش ہیں کیونکہ انہوں نے سبیلِ خدا کو قائم کرنے کی خاطر اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد

(×) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (۹/۷۳)۔

Marfat.com

کرنے کو ناپسند کیا تھا اور (نہ صرف یہ کہ خود اس جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ اوروں کو ورغلایا کہ) اِس شدّت کی گرمی میں ہرگز ہرگز جہاد کے لئے نہ بھاگ نکلو (لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ)۔ (اے محمدؐ!) ان کو کہہ دو کہ جہنّم کی آگ اِس گرمی سے بہت زیادہ سخت ہے (قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا) کاش کہ یہ لوگ سمجھتے۔ پس ان کو چاہیئے کہ وہ (تھوڑے خوش ہوں اور) تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ اُن کے کئے کی جزا ہے۔ پھر اگر خدا (اِس غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد) تجھے کسی منافقین کے گروہ کی طرف واپس لے آیا (یعنی پھر کوئی گروہ تیری طرف متوجہ ہُوا) اور پھر انہوں نے آپ کے ساتھ جہاد کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو تم (صاف) کہہ دو کہ اب ہرگز میرے ساتھ کبھی نہ نکلو اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے قتال کرو کیونکہ تم نے پہلی دفعہ گھر بیٹھ رہنے کو پسند کیا تھا تو اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ تم بھی گھر بیٹھے رہو۔ اور اے محمدؐ! ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو ہرگز اُس کے جنازے پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر (دُعا کے لئے) کھڑے ہونا کیونکہ اُنہوں نے درحقیقت اللہ اور اُس کے رسولؐ سے انکار کیا اور وہ مرے درآنحالیکہ وہ فاسق تھے اور اُن کا مال اور اُن کے بال بچے تجھے اس دھوکے میں نہ ڈالیں (کہ خدا ان سے راضی ہے)۔ خدا تو صرف اِس کا ارادہ کر رہا ہے کہ ان کو دُنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔ اور جب کوئی سُورت اِس مضمون کی اُتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان منافقین میں سے صاحب مقدور (دولت والے) کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ ہی دو تاکہ ہم قاعدین (بیٹھنے والوں) کے ساتھ ہو جائیں۔ یہ لوگ پسند کرتے ہیں کہ ہم پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ہوں، حالانکہ اُن کے دِلوں پر مُہر لگا دی گئی ہے اور وہ سمجھ سے عاری ہو گئے ہیں، لیکن رسولؐ اور اُس کے ساتھی ایماندار لوگ جنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ ہیں جن کو بہترین (انعامات) ملیں گے اور یہی ہیں جو (بالآخر) کامیاب ہوں گے۔ خدا نے اُن کے لئے سرسبز باغوں کی بادشاہت تیار کر رکھی ہے جن کے میدانوں میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی ہی کامیابی ہے۔

پیچھے رہ جانے والے بدو عرب کو بھی دردناک عذاب ہو گا!

بارھویں رکوع میں کہا کہ بدوی لوگوں میں سے عذر کرنے والے (تیرے پاس) آئے، کہ ان کو (ساتھ جانے کے متعلق) رُخصت دی جائے اور وہی لوگ بیٹھ رہتے ہیں جنہوں نے خدا اور اُس کے رسولؐ کو جھٹلایا تو عنقریب ان میں سے جو کافر ہو گئے اُن کو دردناک عذاب ملے گا۔ (ہاں البتہ) کمزوروں، بیماروں اور نادار لوگوں پر جو کچھ قربانی مال نہیں کر سکتے کوئی گناہ نہیں (اگر وہ شامل نہ ہوں) نیک کام کرنے والوں پر تو کوئی الزام ہی عائد نہیں ہوتا اور اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ نہ ان لوگوں کو (مجرم قرار دیا جا سکتا ہے) جو تیرے پاس آئیں کہ تو ان کو (جنگ میں ساتھ جانے کے لئے) سواری مہیا کر اور تو ان کو کہہ دے کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ تم کو اس پر سوار کروں۔ پھر وہ اس حالت میں گئے کہ غم کی وجہ سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اُن کو میسّر نہ ہُوا جو کچھ وہ

Marfat.com

خرچ کریں۔ الزام تو صرف اُن پر ہے جو دولت مند تم سے رخصت مانگتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھی بنیں (رضوا بان یکونوا مع الخوالف) ان کے دلوں پر اللہ نے مُہر لگا دی ہے اور وہ نہیں جانتے۔

کفر اور نفاق میں بدترین لوگ اعراب (بدّو) ہیں !

پھر کہا کہ یہ لوگ جب تم (جنگ تبوک سے) لوٹ کر جاؤ گے عذر پیش کریں گے (کہ ہم نے کیوں ساتھ نہ دیا)۔ (اے محمدؐ!) انہیں کہہ دو کہ بہانے نہ بناؤ (تمہاری نیتیں تو پہلے ہی درست نہ تھیں) اب تو ہم تمہاری باتوں پر یقین نہ کریں گے۔ خدا نے ہمیں تمہارے سب حالات (واشگاف طور پر) بتا دیئے ہیں اور اللہ اور اُس کا رسولؐ تمہارے آئندہ اعمال کو دیکھتا رہے گا۔ پھر تمہارا معاملہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَة خدا کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور وہی تم کو تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ جب تم واپس لوٹ کر اُن کے پاس جاؤ گے تو یہ لوگ پھر خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان (کو بُرا کہنے) سے اعراض کرو، تو بلکہ ان سے الگ رہو۔ یہ لوگ ناپاک ہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ان کے کیے کی جزا ہے۔ وہ قسمیں اس واسطے کھائیں گے کہ تو اُن سے راضی ہو جائے۔ تو اگر تم راضی ہو جاؤ تو ہو جاؤ لیکن خدا بدکار قوم سے کبھی راضی نہیں ہوتا۔ (اصل حقیقت یہ ہے کہ) یہ اعراب[×] (اور بدّو لوگ تو) کفر اور نفاق میں سب سے بازی لے گئے ہوئے ہیں اور (حقیقتاً) اس لائق ہیں کہ ان کو ان حدّوں کا جو اللہ نے نازل کی ہیں علم ہی نہ دیا جائے۔ کیونکہ اللہ ہی صورتِ حالات کو بہتر جاننے والا اور حکمت والا ہے اور انہی بدوؤں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اس مال کو جو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (ایک قسم کا) تاوان اور ہرجانہ سمجھ لیتے ہیں اور تم پر زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں (کہ یہ محمدؐ کا بکھیڑا ہی ختم ہو جائے)۔ بُرائی کا چکر تو انہی پر چلے گا (عليهم دائرة السَّوء) اور اللہ بڑا معاملہ فہم اور بڑا صورتِ حال کو جاننے والا ہے اور انہی بدوؤں میں سے ایسے بھی ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور جو مال وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس کو قربِ خدا کا ذریعہ اور رسولؐ کی تحسین و آفرین کا باعث سمجھ کر کرتے ہیں (وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُولِ)، اور ان کو خبردار کر دو کہ بے شک یہ ان کے لئے باعثِ قربِ الٰہی ہے۔ خدا عنقریب اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، کیونکہ خدا بڑا درگزر کرنے والا اور بڑا رحیم ہے۔

بدّو منافقوں اور مدینہ کے منافقوں کو دُہرا عذاب ہے

پھر تیرھویں رکوع میں کہا کہ مہاجرین اور انصارِ مدینہ میں سے (محاذِ جنگ پر) سب سے پہلے (رسولؐ کا ساتھ دینے میں) بڑھ

(×) اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (۹/۱۲)۔

Marfat.com

بڑھ کر قدم مارنے والے (وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ) اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، وہ لوگ ہیں جن سے خدا خوش ہوگیا اور وہ خدا سے خوش ہوگئے۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا نے سرسبز باغوں کی بادشاہت تیار کر رکھی ہے جن کے میدانوں میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ اور ان میں سے جو تمہارے اردگرد بدوؤں میں سے منافق ہیں اور اہل مدینہ میں سے جو منافق ہیں یہ لوگ تو تفریق و انتشار (نفاق) پیدا کرنے پر جم گئے ہیں۔ تو ان کو نہیں جانتا۔ ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ ہم ان کو دو دفعہ عذاب دیں گے اور پھر ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور کچھ اور دوسرے (مثلاً ودیعہ بن جذام اور ابولبابہ وغیرہ) جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا ہے اور اپنے عمدہ عملوں کو برے عملوں سے رلا ملا دیا ہے تو قریب ہے کہ خدا ان کو معافی دے دے، کیونکہ خدا بڑا معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔ اے محمدؐ! تو ان کے مالوں میں سے (جو کچھ وہ راہِ خدا میں دیتے ہیں) صدقہ سمجھ کر (یعنی اُن کے ایمان کی تصدیق خیال کرکے) لے لیا کر۔ اس صدقے سے تو اُن (کے دلوں) کو (محبتِ مال سے) پاک کردے گا اور ان (کے نفسوں) کو (آلائشِ دنیا سے) صاف کردے گا (اور یہی نہیں بلکہ) ان کو تحسین و آفرین کہہ (یعنی ان کو شاباش دے) کیونکہ تیری شاباش اور تحسین و آفرین ان کے لئے باعثِ تسلی ہے: (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○) کیا انہیں معلوم نہیں کہ خدا ہی ہے جو بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات وصول کرتا ہے اور وہ بڑا معافی دینے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ انہیں کہو کہ عمل کرتے جاؤ، خدا اور اُس کا رسولؐ اور مومن عنقریب تمہارے عملوں کا امتحان لیں گے اور پھر تم عالم الغیب والشہادۃ خدا کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے جو تمہیں تمہارے عملوں کے متعلق پوری خبر دے گا۔ پھر اور دوسرے لوگ ہیں (مثلاً کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن اربیع) جو اللہ کے حکم کے انتظار میں چھوڑے گئے کہ خدا ان کو عذاب دے یا اُن کو معافی دے تو خدا بڑا ہی احوال کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

منافقینِ مدینہ کا بدترین منافقانہ عمل مسجدِ ضرار کا قیام تھا!

پھر کہا کہ (ان منافقینِ مدینہ میں سے) وہ لوگ بھی ہیں (مثلاً عبداللہ بن اُبی، وجد بن قیس، معتب بن قیشر وغیرہ ستر منافق) جنہوں نے ایک مسجد دینِ اسلام کو ضرر پہنچانے، کفر پھیلانے، مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور (ایک کافر ابو عامر راہب کی) قیام گاہ کے طور پر جو (ہر لڑائی میں کفار کے ہمراہ) اس سے قبل خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرتا رہا، بنائی ہے اور (اے مخاطب! اگر تو ان سے اس مسجد کے متعلق پوچھے گا تو) ضرور (قسموں پر) قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو (اس میں) بھلائی کے سوا سوچا ہی نہیں اور اللہ گواہ (اس بات کا) ہے کہ یہ لوگ (انتہائی طور پر) جھوٹے ہیں۔ (انہوں نے اس مسجد کو مسلمانوں میں قبلوانے کے لئے تمہیں دعوت دی ہے کہ اس میں تو نماز پڑھا کر اس کا افتتاح کرے تو) ہرگز ہرگز اس میں تو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا نہ ہو۔ البتہ وہی مسجد (یعنی مسجد قبا

جس کے نزدیک یہ مسجد ضرار بنائی گئی تھی) جس کی بنیاد خدا کے ڈر پر پہلے دن سے رکھی گئی ہے اُس کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ تُو اُس میں کھڑا ہو۔ اِس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاکیزہ خیالات کے ہوں اور خدا ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے کیا وہ شخص اچھا ہے جس نے اپنے اعمال کی بنیاد خوفِ خدا اور خوشنودیٔ رب پر رکھی یا وہ شخص اچھا ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد وادی کے اُس کنارے پر رکھی جو اندر سے کھوکھلا ہے تو وہ اُس کو جہنم کی آگ میں لے ہی گرا اور یاد رکھو کہ خدا ظالم قوم کو راہِ راست کی طرف نہیں لے جاتا۔ جو عمارت اُنہوں نے بنائی ہے وہ اُن کے دلوں میں شک ہی ڈالتی رہے گی، حتیٰ کہ اُن کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور خدا بڑا علیم اور حکیم ہے۔ (روایت ہے کہ اِس وحی کے آنے کے بعد رسولِؐ خدا نے حکم دیا کہ اِس مسجد کو آگ لگا دی جائے)[*]۔

مومن وُہ ہے جو قتل کرتا ہے اور قتل ہوتا ہے!

چودھویں رکوع میں کہا کہ خدا نے مومنوں سے اُن کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔ وہ راہِ خدا کو قائم کرنے کی غرض سے دشمنوں سے تلوار سے لڑتے ہیں، پھر قتل کرتے ہیں اور خود قتل بھی کئے جاتے ہیں (فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ)۔ یہ خدا کا سچا وعدہ تورات، انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے زیادہ وعدوں کو پورا کرنے والا کون ہے، تو اے لوگو! اِس سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ مومن خدا کی طرف مڑ مڑ کر آنے والے (التَّائِبُونَ) خدا کی ملازمت میں رہنے والے (الْعٰبِدُونَ) خدا کی حمد و ثنا کرنے والے (الْحٰمِدُونَ) جنگ کے لئے سفر کرنے والے (السَّائِحُونَ) خدا کے آگے رکوع و سجود کرنے والے (الرّٰكِعُونَ السّٰجِدُونَ) اتفاق و اتحاد کا پرچار کرنے والے اور نفاق و انتشار سے منع کرنے والے (الْاٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ) اور اللہ کے حدود کی نگہداشت کرنے والے (الْحٰفِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ) ہیں اور اے محمدؐ! (ایسے) مومنوں کو خوشخبری دو (کہ ان کا انجام نہایت درخشاں ہے)۔

مُشرکین کے لئے بخشش کی دُعا مانگنا ناجائز ہے!

پھر کہا کہ رسولؐ اور ایمان والوں کو مشرکین کے لئے بخشش کی دُعا مانگنی مناسب نہیں[**]، خواہ وہ ان کے قریبی عزیز ہوں، بعد اِس کے کہ واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ ابراہیمؑ کی دُعا اپنے باپ (آزر) کے حق میں ایک وعدہ کی وجہ سے تھی جو اُس نے کیا

(*) متعلقہ آیتوں اور مسجد ضرار کے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷

(**) بخشش کی دُعا مانگنے کو ناجائز ٹھہرانا اصل میں اِس مقصد سے تھا کہ کہیں مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ چلو وہ "بخشے گئے"، تو ہم بھی خواہ کتنی ہی نافرمانیاں اور غفلتیں کریں، بالآخر بخشے ہی جائیں گے۔ اِس طرح معاملہ بے حد خطرناک ہو جاتا!! فتدبر۔

تھا، پھر جب ابراہیم پر ثابت ہو گیا کہ آزر خدا کا دشمن ہے، وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ بے شک ابراہیم بڑا نرم دل اور بردبار تھا۔ پھر کہا کہ یہ ممکن نہیں کہ خدا کسی قوم کو راہِ راست پر لا کر گمراہ کر دے جب تک کہ اس قوم پر واضح نہ کر دے کہ وہ کس کس (گناہ) سے بچ کر رہیں (اس وضاحت کے بعد قوم کا گمراہ ہو جانا اس کی اپنی ذمہ داری پر ہے)۔ ۔ ۔ پھر کہا کہ خدا نے (خاص) مہربانی اپنے نبیؐ اور مہاجرین اور انصارِ مدینہ پر کی، جنہوں نے غزوۂ عسرہ کے وقت رسولؐ کی پیروی کی (اور اس کا ساتھ ایسے وقت میں دیا کہ) اس تنگی کے باعث جو گرمی کی شدت اور زادِ راہ کی کمی کی وجہ سے تھی۔ اُن میں سے ایک گروہ کے دل پھر جانے کو تھے، پھر خدا نے اپنی مہربانی سے ان کو معاف کر دیا اور بالخصوص ان تین کو جن کا فیصلہ ملتوی کیا گیا تھا (یعنی کعب بن مالک اور ہلال ابن امیہ اور مرارہ بن اربیع کا جن سے مسلمانوں نے کلام سلام چھوڑ رکھا تھا اور کامل پچاس روز تک ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا گیا تھا) یہاں تک کہ جب زمین باوجود اس کی فراخی کے ان پر تنگ کر دی گئی اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہو گئیں اور ان کو یقین ہو گیا کہ اب خدا کے سوا ان کی کوئی پناہ نہیں تو خدا نے ان پر مہربانی کی کہ وہ توبہ کر لیں۔

پھر پندرھویں رکوع میں کہا کہ اہلِ مدینہ کو اور ان بدو عرب کو جو ان کے گرد و نواح میں ہیں (کسی غزوہ اور جہاد میں) رسولؐ خدا سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے اور نہ اپنی جانوں کو رسولؐ کی جان سے عزیز تر سمجھنا چاہیئے۔ یہ اس لئے کہ انہیں ان غزووں میں راہِ خدا کو قائم کرنے کی غرض سے کوئی مصیبت پیاس یا تکان یا بھوک کی نہیں پہنچتی یا وہ کسی مقام تک نہیں جاتے جس سے کفار ناراض ہو جاتے ہیں یا کوئی مالِ غنیمت دشمن سے نہیں حاصل کرتے، مگر یہ کہ ان کے ان عملوں کی وجہ سے ان کے لئے نیک اجر لکھا جاتا ہے اور خدا حسنِ عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ وہ کوئی چھوٹا یا بڑا خرچ نہیں کرتے نہ کسی وادی کو (خواہ وہ دور ہوں یا نزدیک) طے نہیں کرتے الا یہ کہ اُن کی اُجرت لکھی جاتی ہے۔ پھر کہا کہ یہ ضروری نہیں کہ دینِ اسلام کی سمجھ حاصل کرنے اور لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈرانے کے لئے تمام کی تمام قوم نکل پڑے (اس صورت میں کوئی شخص جہاد بالسیف کے لئے باقی نہ رہے گا) البتہ اُن کے گروہ میں سے کچھ لوگ اس کام کے لئے باہر نکل پڑیں تو مضائقہ نہیں۔

پھر سولھویں رکوع میں کہا کہ اے ایماندارو! کفار میں سے جو لوگ تمہارے گرد اگرد ہیں اُن سے تلوار کی لڑائی کرو اور اس معاملہ میں ان پر خوب سخت ہو جاؤ اور جانے رہو کہ خدا صرف اس سے ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر کہا کہ اہلِ مدینہ، جب ان پر کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں (کہ بھائیو! بتلاؤ) تم میں سے کس کا اس سورت کی وجہ سے ایمان (خدا اور رسولؐ پر) زیادہ ہوا، تو جو لوگ (صحیح معنوں میں) ایماندار ہیں اُن کا ایمان تو ہر سورت کے نازل ہونے کے بعد زیادہ ہی ہو جاتا ہے اور وہ ہر سورت سے (ہمیشہ) کسی خوشخبری کی طلب ہی کرتے رہتے ہیں، لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو (نئی سورت کے نازل ہونے کے بعد) ان کی ناپاکی پہلی ناپاکی سے بڑھتی ہی جاتی ہے اور وہ مرتے بھی ہیں تو کافر ہی ہوتے ہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ

Marfat.com

ہر سال ایک دفعہ یا دو دفعہ (رسولؐ کے غزووں میں ساتھ دینے کے لئے) آزمائے جاتے ہیں' پھر بھی (وہ ہر دفعہ رسولؐ سے رخصت لے لیتے ہیں اور) توبہ نہیں کرتے، نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب (پھر) کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو (رسولؐ کی مجلس میں اس سورت میں ان پر پھٹکار کو سن کر) ہر منافق دوسرے کی طرف (اس کی کیفیت دل معلوم کرنے کے لئے) دیکھتا ہے پھر (ایک لحظ وہ اپنی بے عزتی کا اندازہ کرنے کے لئے اپنے سے سوال کرتا ہے کہ) کیا کوئی دوسرا (مسلمان بھی) اس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر (وہ رسولؐ کی مجلس سے اٹھ کر) رخصت ہو جاتے ہیں۔ اللہ ان کے دلوں کو پھیر دیتا ہے کیونکہ وہ بے سمجھ قوم ہے۔ پھر آخر میں کہا کہ (اے لوگو!) تمہاری اپنی قوم میں سے تمہارے پاس رسول آ چکا ہے جس کو تمہاری تکلیفیں جو تم راہ خدا میں اٹھاتے ہو بے حد شاق گزرتی ہیں۔ وہ تمہارا چاہنے والا بے حد ہے اور ایمان والوں پر بے حد مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ پھر اگر تم ایسے مہربان رسولؐ کی اطاعت سے پھر جاؤ تو اے محمدؐ! کہہ دو کہ مجھے میرا خدا کافی ہے۔ اسی پر میرا توکل ہے اور وہ عرش کا مالک ہے۔

Marfat.com

(۲۷)

رجب ۹ھ میں

غزوۂ تبوک (غزوۂ عسرہ) کی عظیم الشان مہم!

انتہائی گرمی اور تنگی کے زمانہ میں ۳۰ ہزار فوج کی شام پر حملہ کی نیت سے تبوک میں خیمہ زنی!

۹ھ کے اوائل میں دینِ اسلام کو مستحکم کرنے کے لئے

عاملینِ زکوٰۃ، معلمینِ دین اور مبلغینِ اسلام کے تین مستقل گروہوں کی تقرری!

غزوۂ حنین وطائف کے بعد رسولؐ خدا ۹ھ کے قریباً پہلے تین ماہ تک مدینہ میں رہے اور عنوان یہ معلوم ہوتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد دینِ اسلام کی رَو چل پڑی ہے اور اب کچھ مدت کے لئے جو فتوحات ہو چکی ہیں ان کو مستحکم کیا جائے گا۔ چنانچہ سال کے شروع ہوتے ہی رسولؐ نے اطراف واکناف کے مسلمان قبیلوں کے پاس زکوٰۃ کا مال جمع کرنے کے واسطے عاملین بھیجے تاکہ بڑے پیمانے پر مرکزی بیت المال قائم ہو۔ اُدھر اسلام کو عرب کے کونے کونے میں مضبوط کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے تیار کر کے اِس غرض ومطلب کے لئے روانہ کئے کہ جن قبیلوں کے آدمی رسمی طور پر اسلام لے آئے ہیں ان میں صحیح کردار اور اعمال کی پختگی پیدا کریں تاکہ وہ آئندہ میدانِ جنگ میں اپنی جانیں دے کر دینِ اسلام کو روئے زمین پر غالب کر دیں۔ ایک تیسرا گروہ اسی طرح ان لوگوں کا تھا جو عرب کے گوشے گوشے میں پھیل کر مختلف قبیلوں میں تبلیغِ اسلام کریں تاکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جائے۔ مکہ اور گرد ونواح کے علاقوں میں تیز رفتاری کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور بارہ ہزار صحابہ نے جو حنین میں شامل ہونے کے لئے دور دور سے آئے تھے، مدینہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپسی پر دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کی وہ ایک لہر پیدا کر دی جس کا اثر ہمسایہ ممالک پر ضرور پڑنا چاہیئے تھا۔ ۹ھ کے محرم، صفر اور ربیع الاول کے مہینوں کے گزر جانے کے بعد ربیع الثانی سے ہی مختلف اطراف سے آوازیں آنے لگیں کہ ملک شام میں غزوۂ موتہ کے بعد بھی کافی گڑبڑ رہی لیکن فتح مکہ کے بعد شامیوں کے غیظ وغضب کا پارہ کافی چڑھ چکا ہے اور شام کے سرحدی علاقوں نے شاہِ روم کے پاس وفد بھیج کر اُس کو اکسایا ہے کہ وہ اہلِ عرب کے جارحانہ اقدام کے خلاف ان کی موثر مدد کرے تاکہ اِس خطرہ کا قلع قمع یکسر ہو سکے۔ سرحدی قبائل کے یہ غسانی حکمران عیسائی تھے لیکن نجران کے عیسائیوں کی عیر مانند یہ عرب کے اثر سے آزاد اور ہرقل شاہِ روم کے زیرِ اثر بلکہ ایک طرح سے اُس

Marfat.com

کے مقرر کردہ حاکم تھے۔ رسولِ خدا نے ان اطلاعوں کے بعد وقت ضائع نہ کیا یا انتظار نہ کیا کہ صورتِ حال اور واضح ہو جائے بلکہ کوشش یہ کی کہ معاملات کا انتظام ان کے بے قابو ہو جانے سے پہلے کیا جا سکے۔ غزوۂ موتہ میں اُن کو کافی تجربہ اس بات کا ہو چکا تھا کہ ملک سے باہر جا کر لڑنا کیا معنی رکھتا ہے اور مکہ کی فتح کے بعد جب کہ تمام اِردگرد کے ملکوں میں اِس فتح کا ہُلڑ مچ چکا تھا، غزوۂ موتہ کی طرح صرف تین ہزار صحابہ کو ساتھ لے جانا کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ اس سے پہلے رسولِ خدا اپنے تمام ارادوں کو اپنے تک محدود رکھتے یا صرف خاص خاص اشخاص کو بتاتے لیکن اِس دفعہ انہوں نے یہ بھی ضروری نہ سمجھا کہ شام کی مہم کو خفیہ رکھا جائے بلکہ اِس کی مکمل تیاری کے لئے تمام عرب میں کھلا اعلان کیا کہ ہر طرف سے سپاہی پہنچیں۔ اُدھر مشکل یہ تھی کہ گرمی کا موسم آ رہا تھا، کھجور کی فصل جس پر عرب کی زندگی کا دارومدار تھا پکنے والی تھی، نالے ندیاں سُوکھی ہوئی تھیں، دُور کے کئی سَو میل کے کُوچ کا خیال لوگوں کو الگ ڈرا رہا تھا۔ عبداللہ بن اُبی مشہور منافق باوجود ان عظیم الشان کامیابیوں کے رسولؐ کی منافقت پر بدستور اڑا تھا۔ وہ دُور دُور تک منافقت نہ پھیلا سکتا تھا لیکن مدینہ میں بیٹھے بیٹھے ہی لوگوں میں بالخصوص اور اپنی قوم بنو خزرج میں دبی زبان سے وہ اور اُس کے خاص حواری مجلسوں میں کہتے "بھائی! یہ وقت کوئی سینکڑوں میل باہر جا کر لڑنے کا ہے۔ ریگستانوں کی گرمی اور پانی کی کمی ہی ایسی چیزیں ہیں جو چنگے بھلے انسان کو ہرا دیتی ہیں۔ محمدؐ بھی یونانیوں سے لڑائی کو عرب والوں سے لڑائی سمجھ بیٹھا ہے۔ یہ لڑائی اگر ہوئی تو بہت ہی مختلف قسم کی ہوگی۔ خدا کی قسم مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ تم سب گرفتار ہو جاؤ گے۔" رسولؐ کو منافقین کی بدذاتیوں کی پوری خبر لگتی تھی۔ وحی آئی کہ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا (×) (9/11) "اے محمدؐ! ان منافقوں کو کہہ دو کہ جہنم کی آگ اِس سے زیادہ تیز ہے"۔

(×) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ : (9/11) یعنی پیچھے رہ جانیوالے لوگ خوش ہیں کہ رسولؐ کے ساتھ نہ گئے اور جہاد جان و مال کو ناپسند کیا اور کہتے رہے کہ گرمی میں نہ نکلو۔ اے محمدؐ! ان کو کہہ دو کہ جہنم کی آگ اِس سے زیادہ گرم ہے تو چاہیئے کہ کم ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ الغرض یہ وحی غزوۂ تبوک کے موقع کی وحی معلوم ہوتی ہے کہ سورۂ توبہ میں دو موقعوں کی وحیں ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس اسی سورت میں حسبِ ذیل آیات بھی اسی غزوہ کے متعلق معلوم ہوتی ہیں:- لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ○ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ○ : (9/6، 9/7) ان آیات کا ترجمہ سورۂ توبہ کی تشریح کے ضمن میں چھٹے اور ساتویں رکوعوں میں آچکا ہے۔

Marfat.com

غزوۂ تبوک کے لئے غیر معمولی تیاریاں اور رسولؐ کی اپنی شمولیت کی تیاری

اس وقت سورۂ توبہ بلکہ سورۂ المائدہ کے کچھ حصے نازل ہو رہے تھے اور منافقین کی تمام کارروائیاں وحی کے ذریعہ الم نشرح ہو رہی تھیں(٭)۔ ان نازک لمحوں میں رسولِ خدا کے ملک شام پر حملہ کو فروغ دینے کی نیت سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی وغیرہم کے علاوہ حضرت عباس اور حضرت عبدالرحمٰن نے شاندار مدد دی۔ حضرت عثمان نے دس ہزار دینار رسولِ خدا کے قدموں میں لا کر ڈال دیئے اور جب رسولؐ خدا نے متفکر ہو کر پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو کہا کہ خدا اور اُس کا رسولؐ گھر کے لئے کافی ہیں۔ حضرات عمر، عباس اور عبدالرحمٰن نے گراں بہا رقمیں دیں۔ بہت سی مستورات نے اپنے تمام زیورات اتار دیئے۔ الغرض اس امداد نے مدینہ اور گرد و نواح کے افراد پر حیرت انگیز اثر کیا۔ باوجود ان باتوں کے یہ صرف انتہائی جدوجہد رسولؐ خدا کی تھی کہ چند دنوں کے اندر اندر ماہِ رجب ۹ھ تک دس ہزار رسالہ اور بیس ہزار پیادے دینِ اسلام کی تاریخ میں پہلی بار جمع ہو گئے۔ یہ وہ عظیم الشان کامیابی تھی جس کی توقع اس سخت گرمی کے موسم میں نہ ہو سکتی تھی۔ رسولِ خدا نے اس عظیم الشان فوج کی صف بندی کی اور ۶۱ برس کی عمر میں خود میدانِ جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت علی کی بطورِ حاکم مدینہ تقرری اور منافق اُبیّ کی شرمناک شرانگیزی!

اپنی غیر حاضری میں رسولِ خدا نے حضرت علی کو حاکم مدینہ مقرر کیا۔ چونکہ حضرت علی اکثر غزوات میں رسولِ خدا کے ساتھ جایا کرتے تھے، انہوں نے اس عہدہ کو بہت سے تامل کے بعد منظور کیا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جنگ کی خطرناک مصیبتوں میں رسولؐ خدا کے برابر کے حصہ دار وہ خود بنیں۔ رسولِ خدا نے مدینہ ہی سے اس کوچ کو منظم طریقے سے شروع کر دیا۔ اس فوج کا ایک معتدبہ حصہ بنو خزرج تھے جو عبداللہ بن اُبیّ کی قیادت میں تھے۔ اس منافقِ اعظم نے اپنے خاص حواریوں کی معیت میں اپنی فوج کو اصلی فوج کے عقب کے حصے میں کافی فاصلے پر الگ خیموں میں رکھا تھا اور جب صبح کوچ شروع ہوا تو یہ بدبخت مدینہ کی طرف واپس آ گیا۔ فوراً علی کے پاس جا کر جس کی مدینہ میں حکومت اس کے لئے تکلیف دہ تھی، کوشش کی کہ ان کو یہ کہہ کر رسولؐ خدا سے بدگمان کر دے کہ آپ کو تو مدینہ اس لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ رسولؐ خدا (کے قول کے مطابق اُن) سے بوجھ اتر جائے۔ حضرت علی رنجیدہ ہو کر بھاگے بھاگے رسولؐ کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا عبداللہ اور اُس کے حواریوں کا یہ قول درست ہے؟ رسولِ خدا نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ یہ منافقین کی جماعت ہے جن

(٭) اصل میں معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن اُبیّ کے منافقوں میں بھی منافق تھے جو سچے مسلمان تھے اور رسولؐ کو لمحہ لمحہ کے بعد منافقوں کی خبریں پہنچاتے تھے یہی وجہ تھی کہ رسولؐ کو ان کی زیادہ فکر نہ تھی اور وہ منافقوں اور اُبیّ سے نرمی سے پیش آتے تھے۔

Marfat.com

کا کام ہی نفاق پھیلانا ہے۔ میں نے تمہیں پیچھے اس لئے چھوڑا کہ ان بدبختوں کی نگرانی اور اپنے دونوں گھروں کی حفاظت کرو۔ تمہارا میرا ساتھ تو اسی طرح کا ہے جس طرح کہ موسیٰ کا ہارون کے ساتھ تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور تم نبی نہیں ہو۔ علی اس تشریح سے مطمئن ہو گیا اور خوش بخوش واپس چلا گیا۔

ہفتوں کی جاں گداز تکلیفوں کے بعد تیس ہزار فوج کا شام پر حملہ کی نیت سے ورود!

لشکر کو ریگستان کی شدید گرمی کا مقابلہ کرنے کی تکالیف کا سامنا بہت جلد کرنا پڑا۔ بہت سے دوسرے دن واپس ہو گئے۔ کئی اور نے تیسرے اور چوتھے روز دم توڑ دیا۔ رسولِ خدا کو پتہ لگتا تو کہتے ان کو جانے دو۔ اگر وہ کسی کام کے ہیں تو خدا اُن کو پھر واپس لائے گا اور اگر نکمے ہیں تو جس قدر بوجھ کم ہو جائے اچھا ہے۔ اس طرح پر اگر بعض نے رستہ میں ہی دل چھوڑ دیا تو کئی ایسے مدینے میں تھے جو نہ شامل ہونے پر سخت نادم تھے[۷] ایک ابوخدامہ وہاں تھے جن کے آرام دہ خیمے میں ان کی دو خوبصورت بیویوں نے مزیدار کھانے اور پھل سجا کر رکھے تھے تاکہ اُن کا خاوند آئے اور کھائے۔ ابوخدامہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم! رسولِ خدا تو ریگستان کے طوفانوں اور جھلسانے والی سرگرمیوں میں اپنی جان کھپاتے پھریں اور میں اپنی بیویوں میں بیٹھ کر مزے اڑاؤں۔ الا ہرگز داخل نہ ہوں گا۔ یہ کہا اور فوراً اپنے ہتھیار لے کر رسولؐ کے ساتھ جا ملا۔

قومِ ثمود کی بربادی والے علاقے میں نزول!

اسلامی فوج سات دن کی نہایت جانکاہ تکلیف کے بعد حجر کے اس پہاڑی علاقے میں داخل ہوئی جہاں پرانے زمانوں میں قوم ثمود رہا کرتی تھی اور جس قوم ثمود پر خدا کا قہر نازل ہوا تھا۔ اس ملعون علاقہ میں فوج کے ہراول (مقدمۃ الجیش) نے اس واقعہ کو جان کر ایک سرسبز وادی میں چشمہ بہتے دیکھا جس کے گرداگرد نہایت ٹھنڈی غاریں پناہ لینے کے واسطے تھیں اور چونکہ وہ سخت تھکے ہوئے اور گرمی سے ستائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس چشمہ پر قیام کیا۔ کچھ لوگ نہانے لگے، کچھ کھانا پکانے لگے اور سب نے ان غاروں میں رات گزارنے کی ٹھانی۔ رسولِ خدا چونکہ عقب میں رہا کرتے تھے تاکہ کمزور اور پسماندوں کو مدد دے سکیں اور کبھی کبھی کسی پیچھے رہ جانے والے کو اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اپنے پیچھے چڑھا لیا کرتے تھے، اس جگہ پر پہنچے اور اپنے بچپن کے سفروں کی یاد تازہ کر کے اس جگہ کے متعلق اس منحوس یاد کو تازہ کیا اور فوراً حکم دیا کہ جو کچھ اس وادی میں گوشت وغیرہ پکا ہے اُس کو پھینک دیا جائے اور آٹا جو گوندھا ہے اُس کو اونٹوں کو کھلا

---

(۷) غزوۂ تبوک میں صحابہ کرام نے بڑی بڑی رقمیں دیں۔ حضرت عثمان نے ۳۰۰ اونٹ دیئے۔ بہت سے مسلمان سامانِ جنگ نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ اس فوج میں دس ہزار گھوڑے تھے۔

Marfat.com

دیا جائے تاکہ ہم اِس وادی کے منحوس اثرات سے بچ کر کسی دوسری جگہ پر قیام کر سکیں۔ انہوں نے منہ پر چادر ڈال کر اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس منحوس علاقے سے نکلنے کی کوشش کی اور فوج ان کے پیچھے اسی تیز قدم سے جا رہی تھی۔

اگلی رات نہایت تکلیف کی رات تھی۔ فوج کو پانی کے بغیر گزارہ کرنا پڑا۔ موسم سخت گرم تھا اور ریگستان سے ہونٹ خشک کرنے والی آندھی چل رہی تھی۔ تمام پڑاؤ میں پیاس ناقابل برداشت تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قوم ثمود والا عذاب ابھی ٹلا نہیں۔ اس سے اگلے روز موسلا دھار مینہ برسا اور انسان اور حیوان سب خوش ہو گئے۔ الغرض کوچ پھر شروع ہوا اور فوج کسی مزید تکلیف کے بغیر تبوک تک پہنچ گئی جو رومی سلطنت کی سرحد پر ایک چھوٹا سا گاؤں دمشق اور مدینہ کے درمیان قریباً دس دن کی منزل پر تھا۔

تبوک کے علاقے میں رسولِ خدا کے حکم سے خیمہ زنی اور اطراف کے علاقوں کو دعوتِ اسلام گرد و نواح کے قبائل کا قبولِ اسلام!

رسولِ خدا نے یہاں تبوک پر ایک چشمے کے نزدیک خیمے لگانے کا حکم دیا جہاں پر درختوں کے جھنڈ اور چراگاہ بھی تھے۔ روایت ہے کہ جب فوج پہنچی، اس چشمہ سے کافی پانی نہ نکلتا تھا لیکن بعد میں یہ چشمہ بہت سیراب ہو گیا۔ اس چھاؤنی سے رسولِ خدا نے اطراف و اکناف میں اپنے قاصد بھیجے کہ لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دیں یا خراج وصول کریں۔ اردگرد کے بعض حاکموں نے اپنی سفارتیں رسولِ خدا کے پاس روانہ کیں تاکہ رسول کی نبوت کا اقرار کریں یا اس کی دنیاوی حکومت سے اطاعت کا اظہار کریں۔ ایک وفد یوحنا بن رباع کی طرف سے تھا جو ایلہ کا عیسائی حاکم تھا جو بحیرہ احمر کے نزدیک ایک بستی تھی۔ یہ وہ بستی تھی جہاں کے یہودی باشندے سبت کے دن مچھلیوں کے شکار کرنے کی پاداش میں سؤر بنا دیئے گئے تھے اور ان کے نوجوانوں کو خدا نے بندر کی شکل دے دی تھی۔ شاہ ایلہ نے رسولِ خدا کے ساتھ ۳ ہزار دینار سالانہ ادا کرنے کا عہدنامہ کیا اور یہ عہدنامہ دوسرے گرد و نواح کی بستیوں کے لئے بطور ایک نمونے کے ہو گیا۔ جرباء اور اذرح کے عیسائی حاکموں نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ عرب قبیلوں میں سے جس عیسائی حاکم نے رسولِ خدا سے معاہدہ کرنے سے انکار کیا، وہ دومۃ الجندل کا حاکم اکیدر بن مالک تھا جو پہاڑی کے دامن میں ایک قلعہ میں جو اس کی مملکت کے عین وسط میں تھا، رہا کرتا تھا۔ خالد بن ولید کو ایک دستے کے ہمراہ بھیجا گیا کہ اس باغی حاکم کے اوسان درست کئے جائیں۔ خالد وہاں پہنچے اور دیکھا کہ اکیدر اور اُس کی بیوی قلعہ کی چھت پر چڑھے ہوئے چاندنی رات کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے قلعہ پر سے ایک وحشی گدھے کو گھاس چرتے دیکھا۔ اکیدر جو بڑا شوقین شکاری تھا جھٹ پٹ اپنے بھائی حسن اور بہت سے آدمیوں کے ساتھ اس گدھے کا شکار کرنے کے لئے گھوڑوں پر نیزوں کے ساتھ دوڑے، گدھا تو غائب ہو گیا لیکن وہ ابھی زیادہ دُور نہیں دوڑے تھے کہ خالد اور اُس کے سواروں نے گھات سے نکل کر ان پر چھاپہ مارا اور ان پر حملہ کیا۔ حسن اسی وقت مارا گیا اور اکیدر گرفتار کر لیا گیا، باقی جو لوگ اکیدر کے ساتھ تھے، قلعہ میں بھاگ

گئے۔ یہ قلعہ بھی جلد فتح کر لیا گیا۔ اکیدر کو اِس شرط پر رہا کیا کہ وہ ایک بھاری رقم بطورِ تاوان ادا کرے اور آئندہ کے لئے سالانہ خراج ادا کرے۔ اِس فتح کی نشانی کے طور پر خالد نے حسن کی صدری بھیجی جو ریشم کی تھی اور جس پر زری کا کام کیا ہوا تھا۔ لوگ اِس صدری کو دیکھ کر حیران تھے کہ کس قدر عمدہ ہے۔ رسولِ خدا نے غصّہ میں پوچھا کہ کیا تم اِس صدری کو حیرت سے دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم سعد بن معاذ کے بدن پر جو صدری اِس وقت جنت میں ہے وہ اس سے بدرجہا زیادہ قیمتی ہے۔ یہ وہی سعد بن معاذ ہیں جنہوں نے بنو قریظہ کے سات سو یہودیوں کے قتل کا فیصلہ نافذ کیا تھا۔(*)

نواحی علاقے کو مطیع کرنے کے بعد شام میں داخلہ کے متعلق رسولؐ کی مجلسِ مشورت۔ صحابہ کی عام رائے کہ آگے بڑھنا مناسب نہیں اور واپسی کی تیاریاں

اب چونکہ ارد گرد کا بہت سا علاقہ مطیع ہو گیا تھا اس اولوالعزم رسولؐ نے شام کے ملک کے اندر جانے کی ٹھانی۔ رسولِ خدا کے ساتھی اِس بارے میں ان سے مختلف الخیال تھے۔ شام کی حدود پر بڑی بڑی فوجوں کی آمد کی روزانہ خبریں فوج کے حوصلے کو پست کر رہی تھیں۔ رسول صلعم فوج کی مزاج کے پورے نباض تھے اور ارد گرد کے فوجیوں کی آپس کی گفتگو کی اکثر اطلاعیں ان کے پاس ہر دم پہنچتی تھیں، لیکن وہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ یہ ادھورا کام پورا کر کے جایا جائے۔ بالآخر انہوں نے مجلسِ شوریٰ بلائی اور معاملہ کو مجلس کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمر نے مختصر سا جواب دیا کہ اگر حضور کو خدا کا حکم ہے تو بڑھیئے۔ رسولؐ نے کہا۔ اگر خدا کا حکم ہوتا تو مَیں تم سے مشورہ کیوں لیتا؟ عمر نے اِس سخت لہجے کو محسوس کیا۔ پھر انہوں نے انتہائی ادب کے ساتھ رسولؐ پر واضح کیا کہ اِس قدر کثیر تعداد کے مقابلے میں آنا جس کی خبر روزانہ سرحدوں پر جمع ہونے کی آ رہی ہے، فوج کا مقابلہ کے لئے آگے بڑھنا نامناسب ہے۔ عمر نے یہ بھی واضح کیا کہ اِس تھوڑی سی مدت میں ہم نے کتنا بڑا علاقہ مطیع کر لیا ہے۔ رسولؐ اِس بات میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اب شاہِ ہرقل کی طرف سے مجوزہ حملہ جو مدینہ پر ہونا تھا ناممکن ہو گیا ہے اور دریائے فرات سے لے کر بحیرہ احمر کی تمام سرحدی ریاستیں اِس وقت ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اِس بنا پر ہمیں جو کچھ ہم نے کیا صبر کرنا چاہیئے اور باقی مُہم کو اگلے سال تک ملتوی کر دینا چاہیئے۔ حضرت عمر کی تجویز کو تسلیم کر لیا گیا۔ تبوک میں بیس روز تک قیام کرنے اور ماہِ رجب کے پورے مہینے کے گزر جانے کے بعد پڑاؤ کو

(*) اسی دوران میں ایک عیسائی سردار یوحنا نام رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جزیہ دینا منظور کیا۔ ایک خچر بھی پیش کیا۔ رسولؐ نے اِس کو اپنی چادر (ردائے مبارک) دے دی۔ جربا اور اذرح کے عیسائیوں کے ساتھ بھی صلح ہو گئی۔ وہ جزیہ پر راضی ہو گئے۔ رسولِ خدا کا قیام تبوک میں ۲۰ دن رہا۔ یہ مقام مدینے سے ۱۴ منزل کے فاصلہ پر ہے۔

Marfat.com

برخاست کیا گیا اور رسولؐ خدا مدینے کی طرف راجع ہوئے۔

مسجدِ ضرار کا واقعہ اور تبوک سے واپسی پر رسولؐ کو وحی کے ذریعہ سخت تنبیہہ

ابھی رسولؐ خدا تبوک کی طرف روانہ ہو رہے تھے کہ ماہِ رجب ۹ھ میں کہ ابو عامر فاسق (جس کا ذکر غالباً پہلے جنگ بدر اور جنگ اُحد میں لڑنے کے متعلق آچکا ہے) جو آپ کا سخت دشمن تھا، اُس نے مدینہ کے یہود کو ایک خط لکھا کہ محمدؐ کے محلے میں ایک مسجد تیار کریں اور فریب سے بُلا کر اُس کو قتل کر دیں۔ میں بھی رُوم سے لشکر لے کر آ رہا ہوں۔ چنانچہ منافقین مدینہ نے یہ مسجد تیار کی اور تبوک کی طرف جانے سے پہلے درخواست کی کہ ہم نے قبا میں مسجد بنائی ہے آپ اس کا افتتاح کریں۔ رسولِ خدا چونکہ تبوک کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ انہوں نے کہا کہ تبوک سے واپسی پر اس کام کو کریں گے۔ اسی اثنا میں وحی نازل ہوئی:-

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (۹/۱۲)۔

اور جن لوگوں نے (حال ہی میں) ایک مسجد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، خدا سے انکار کرنے اور مومنوں میں تفرقہ ڈالنے کی نیت سے نیز (ابو عامر راہب منافق کے لئے) جس نے اس سے پہلے خدا اور رسولؐ سے جنگ کی تھی، پناہ گاہ مقرر کرنے کے لئے بنائی ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف نیکی کا ارادہ کیا ہے، تو خدا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ صریح طور پر جھوٹے ہیں (اے محمدؐ!) تو ہرگز ابدالآباد تک اُس مسجد میں (جیسا کہ وہ تم کو افتتاحِ مسجد کی دعوت دے رہے ہیں) اقامتِ نماز کے لئے کھڑے نہ ہونا۔ بے شک وہی مسجد (یعنی مسجد قبا) جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی خدا کے ڈر (کے باعث مومنوں کے کامل اتحاد) پر رکھی گئی تھی، اُس امر کی زیادہ مستحق ہے کہ تو اس میں اقامت کرے۔ اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اُن کے ذہن اور بدن اور اعمال پاک صاف رہیں اور خدا ایسے پاک صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ تو کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوفِ خدا اور اللہ کی رضا جوئی پر رکھی اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک ایسے گڑھے پر رکھی جو نیچے سے کھوکھلا ہونے والا ہے اور وہ اُس کو جہنم کی آگ میں لے گرا ہو اور خدا تو ظالم لوگوں کو راہِ راست کی طرف لے ہی نہیں جاتا۔ (اب اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ) جو عمارت انہوں نے بنائی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ ان کے دل میں شکوک ڈالتی رہے گی۔ حتیٰ کہ اُن کے دل پارہ پارہ ہو جائیں گے اور خدا بڑا صورتِ حال کو جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

Marfat.com

بالآخر رسولؐ کا حکم کہ مسجدِ ضرار کو آگ لگا دی جائے!

رسولِ خدا نے تبوک سے واپسی پر حکم دیا کہ اس مسجد کو آگ لگا دی جائے۔

پاکستان میں

خاکسار تحریک کا نصب العین

پاکستان کو مثالی اسلامی مملکت بنا کر روئے زمین پر غلبہ اسلام کی راہ ہموار کرنا!

بیرونی حملہ سے مدافعت

بحیثیت مسلمان ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وطن عزیز کی حدود کی حفاظت نہ کرے بلکہ تمام اسلامی ممالک کی حدود کی حفاظت کیلئے تیار رہے اور اسکے علاوہ ان غیر اسلامی ممالک میں بسنے والے مستضعفین مستورات اور بچوں کی حفاظت بھی اس کا فرض عین ہے۔ اسلئے خاکسار تحریک حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ہر صحت مند مسلمان جس کی عمر 18 برس سے 55 برس تک ہو کیلئے لازمی فوجی تربیت کا بندوبست کرے تاکہ وہ فریضہ جہاد کماحقہ ادا کر سکے۔

اندرونی استحکام

ملک کے اندرونی استحکام کیلئے خاکسار کے پیش نظر مندرجہ ذیل تین نکاطی پروگرام ہے۔

(I) ہر خاکسار اصلاح نفس کرے اور ہر دردمند مسلمان کو اسکی دعوت دے تاکہ اعمال صالح کے باعث مسلمان روئے زمین پر بادشاہت کا وارث بنے۔

(2) ہر خاکسار بلامزد خدمت خلق کرے تاکہ نفسانفسی کی قیامت ختم ہو۔ اگر وہ چھ دن اپنے لئے کام کرتا ہے تو ساتواں دن خدمت خلق کے لئے وقف کردے۔ وکلاء ہر چھ مقدمات کے بعد ساتواں مقدمہ مفت کریں۔ ڈاکٹر چھ گھنٹے کے بعد ساتواں گھنٹہ مفت علاج کیلئے وقف کردیں۔

معاشرہ کی برائیوں کو بزور ختم کرنے کیلئے محلہ وار تنظیم مستحکم کی جائے تاکہ تطہیر کا کام محلہ ہی سے شروع ہو

باب الاشاعت ○ خاکسار تحریک ○ 34- ذیلدار روڈ اچھرہ۔ لاہور 54600

Marfat.com

(۲۸)

تبوک سے واپسی پر عظیم الشان فتوحات اور مال غنیمت کے باعث

مدینہ میں بے پناہ ولولہ

مال غنیمت کو دیکھ کر مخلفین کی پشیمانیاں، منافق عبداللہ بن ابی کی موت!

تبوک کی فتح کے بعد پھر خانگی الجھنوں کا ظہور اور وحی کے ذریعے سے دھمکیاں!

ماہ شعبان میں رسول خدا کی غزوۂ تبوک سے واپسی ایک عظیم الشان سادگی اور سنجیدگی کی حامل تھی۔ اس قدر دور دراز مہم سے جس سے مسلمان پہلی بار مشکل ترین حالات میں دوچار ہوئے تھے، مال غنیمت سے لدے ہوئے اور عظیم الشان فتوحات سے مالا مال ہو کر واپس آنا تیس ہزار فوج اور عام مسلمانوں میں ایک بے پناہ ولولہ پیدا کر رہا تھا جو بہت کچھ نمائش کا باعث بن سکتا تھا، لیکن رسولؐ کا کمال تدبر اور تفہم جس کے ساتھ بلند کرداری اور اولوالعزمی کی نتائج آفریں آمیزش تھی، ان کو اس مہم کے بعد بڑے سے بڑے کاموں کی تکمیل کے لئے تیار کر رہی تھی، اس لئے انہوں نے مہموں سے واپسی پر جشن منا کر لوگوں کو جذباتی رَو میں بہانے کی بجائے اپنے گھر کا جائزہ لے کر اس گھر کو مضبوط کرنا زیادہ ضروری سمجھا اور خلق خدا کو اپنے کردار کے اظہار سے ان کاموں کی طرف لگایا جو دین اسلام کی ترقی کی جان تھیں۔ وہ مدینہ میں نہایت سادگی اور سنجیدگی سے داخل ہوئے۔ ان کے گھر کے لوگ رستہ میں ان سے ملنے آئے۔ وہ ان سے ملنے کے لئے ٹھہر گئے۔ بچوں کو اپنے گھوڑے کے پیچھے بٹھا لیا اور مسلمانوں اور دوسرے ناظرین کو یہ اثر دیا کہ بڑی سے بڑی مہموں اور شاندار فتوحات کے بعد بھی وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ایلچی اور غریب مخلوق کے قائد ہیں۔ عظمت اور کبریائی صرف خدا کو سجتی ہے۔ خدا کے دکھ میں بسے ہوئے انسانوں کو ذاتی شان و شوکت دکھلا کر ان چند لمحوں کے لئے خوش کر دینا اس شخص کا کام نہیں ہو سکتا ہے جو خدا سے انسان کی ابدی بہبودی کا پیغام لے کر پہنچا ہے، اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ انسان کو اس کی دنیاوی بہبودی اور اخروی نجات کی آخری منزلوں تک پہنچانے کے لئے جماعت کو انتہائی تگ و دو کے لئے تیار کرتا جائے، جماعت میں جو نقص ہیں ان کو التزام سے درست کرے، نقص والوں کو اپنے نقصوں کا از خود اندرونی احساس دلائے۔ الغرض وہ مکمل انسان پیدا کرے جو خدا کے پیغام کے صحیح معنوں میں حامل ہونے کے اہل ہوں اور جو پشتوں تک آنے والوں کے لئے ہدایت کا چراغ بنیں۔

Marfat.com

مالِ غنیمت کو دیکھ کر پیچھے رہنے والوں کی پشیمانیاں :

رسولِ خدا کی اس سادگی اور سنجیدگی کے مظاہرے نے ان لوگوں کی آنکھیں کھول دیں جنہوں نے گرمی کی شدت کا یا اور عُذر کرکے رسولِ خدا کے ساتھ چلنے میں تامّل کیا تھا۔ منافقین میں سے وہ لوگ جو کوُچ کرنے کے وقت چُپکے سے کھسک آئے تھے سخت پژمُردہ ہوگئے کیونکہ رسولؐ بے شمار مالِ غنیمت کے ساتھ فاتحانہ حیثیت میں اس سادگی کے ساتھ داخل ہو رہے تھے کہ اُس میں ان لوگوں سے بے نیازی کی شان خود بخود جلوہ گر تھی، بلکہ اسی بے نیازی کے باعث رسولؐ کی ذاتی عظمت بھی واضح طور پر نظر آرہی تھی۔ اُدھر عبداللہ بن اُبی کے منافق اس منظر کو دیکھ کر کھسیانے ہو رہے تھے، اِدھر کمزور ایمان والے مسلمان جو شامل نہ ہوئے تھے پریشان تھے۔ وحی کے الفاظ جو ان لوگوں کے متعلق نازل ہوچکے تھے ان کی دین اور دنیا دونوں کو خراب کر رہے تھے۔ عام مسلمان ان کو دیکھ کر کھچے کھچے پھرتے، کوئی ان سے کلام نہ کرتا اور منافقوں کے غزوۂ تبوک سے پہلے کے یہ اقوال کہ محمدؐ رومیوں سے شکست کھا کر آئے گا، بزبانِ حال ان کو خدا کے سب سے بڑے دشمن ہونا واضح طور پر ثابت کرتے تھے۔ ان حالات میں کمزور ایمان والوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی۔ تبوک سے واپسی پر رسولِ خدا کی طرف سے کوئی ایما ان کے متعلق ظاہر نہ ہُوا۔ رسولؐ جب آئے تو سات اشخاص نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ رکھا تھا اور قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک رسولِ خدا انہیں معاف نہ کریں گے وہ اسی طرح بندھے ہوئے جان دے دیں گے۔ رسولؐ نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جب بتایا گیا تو کہا کہ خدا ہی ان بندوں کو کھول سکتا ہے، مَیں نہیں کھول سکتا۔ اس وقت حکمِ الٰہی ان الفاظ میں نازل ہُوا:-

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (۹/۱۳)۔

ترجمہ:- اور دوسرے وہ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے عملوں کے ساتھ بُرے عمل گڈمڈ کر دیئے تھے۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول ہی کرلے کیونکہ خدا درحقیقت بڑا پردہ پوش اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اے محمدؐ! تو اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے تاکہ تُو ان کے دلوں کو (اُن مالی قربانیوں کے ذریعے سے ہی) پاک کردے اور (اُن کو آلائشِ گناہ سے) صاف کرے (نہیں بلکہ) تو ان کو شاباش دے کیونکہ تمہاری تحسین و آفرین ان کے لیے باعثِ اطمینان ہوگی اور خدا تو بڑا (فریادوں کو) سننے والا اور (صورتِ حال کو) جاننے والا ہے۔

وحی کے بعد کئی ایک سے وصولیٔ مال :

چنانچہ اِن لوگوں کے بند کھولنے کے بدلے میں رسولِ خدا نے وحی کے بعد اُن کے اموال کا تیسرا حصہ ان سے لے لیا تاکہ دینِ اسلام کی بہتری میں صَرف ہو سکے۔ وہ لوگ جو ان کے علاوہ ترکِ موالات کی مصیبت میں تھے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ

Marfat.com

تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو غزوۂ تبوک سے پہلے انتہائی طور پر سرگرم مسلمان تھے۔ رسولِ خدا کی نگاہوں میں اُن کا ایسے نازک وقت میں دھوکہ دے جانا ان کو دس گنا زیادہ گنہگار ثابت کرتا تھا۔ اِسی بناء پر رسولؐ ان تینوں کے متعلق کافی دیر تک خاموش رہے، حتیٰ کہ چالیس دن گزر گئے۔ کعب بن مالک کا اپنا بیان ہے کہ ہر شخص ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُن کا ہم سے سلوک منقطع ہو گیا۔ میرے دو ساتھیوں نے تو گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ مَیں باہر جاتا تھا لیکن کوئی شخص مجھ سے کلام نہ کرتا تھا نہ سلام کا جواب دیتا تھا۔ مَیں مسجد میں جا کر رسولِ خدا کے پاس بیٹھ گیا، لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ چالیس دن کے بعد حکم ہُوا کہ میں اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤں۔ مَیں نے شہر چھوڑ دیا اور سالہ کی پہاڑی پر خیمہ لگایا تاکہ جو سزا مجھ پر عائد ہوتی ہے اُس کو انتہائی سختی سے نباہ سکوں۔ میرا دل مُردہ ہو رہا تھا اور دُنیا مجھ پر تنگ ہو رہی تھی۔ اکاون دن کے بعد ایک قاصد میرے پاس آیا اور کہا کہ معافی کی اُمید کچھ بندھ گئی ہے۔ مَیں مدینہ کی طرف بھاگا۔ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو مجھے خوش خلقی سے ملے اور کہا کہ خدا نے تجھے معاف کر دیا۔ کعب کہتا ہے کہ مایوسی کی گہرائیوں سے میری رُوح یکایک بلند ہوئی اور اس شکرانہ میں مَیں نے اپنے مال کا حصّہ اس گناہ کے کفارہ میں دے دیا۔

منافقِ اعظم عبداللہ بن اُبیّ کی مرض الموت میں رسولِ خدا کی کئی دفعہ عیادت اور موت کے وقت دُعا

مدینہ میں واپسی کے کچھ تھوڑی دیر بعد ہی منافق عبداللہ بن اُبیّ اِس قدر بیمار ہُوا کہ اُس کے بچ جانے کی اُمید نہ رہی۔ بیماری کے دوران میں رسولِ خدا کئی دفعہ بیمار پُرسی کے لئے گئے اور اُس وقت بھی موجود تھے جب اُس کا دَم نکل رہا تھا۔ مرنے کے بعد وہ اُس کی قبر تک گئے۔ اس کے بیٹے کی بار بار درخواست پر کہ رسولِ خدا اُس کی مغفرت کی دُعا کریں، رسولِ خدا نے دعا بھی مانگی۔ حضرت عمرؓ نے رسولؐ سے درپردہ شکایت بھی کی کہ انہوں نے کیوں اس کے حق میں دعائے مغفرت کی، ان کو یاد دلایا کہ اس منافق نے کتنی بار اُن کے خلاف محاذ قائم کیا، لیکن رسولؐ نے قرآنی آیت پڑھ دی جو کافی اور شافی جواب تھی:۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (۹/۸۰)۔

(اے محمدؐ!) تُو ان کے لئے مغفرت مانگ یا نہ مانگ (دونوں برابر ہیں) اور تُو اگر ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت طلب کرے گا (تو یہ اتنے بڑے گنہگار ہیں کہ) خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا اور رسولؐ کا انکار کیا تھا، اور خدا تو فاسق لوگوں کو کبھی راہِ راست پر نہیں لاتا۔

یہ قدم بنو خزرج کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اٹھایا گیا تھا!

اِسی بناء پر ظاہر ہے کہ رسولِ خدا نے یہ قدم اس لئے اُٹھایا تھا کہ بنو خزرج اور عبداللہ کے حواریوں کی مکمل ہمدردیاں حاصل ہو

Marfat.com

جائیں۔ یہ بات چنانچہ اِس خس کم جہاں پاک انسان کے مرجانے کے بعد مکمل طور پر حاصل ہوگئی اور بنو خزرج اب دل و جان سے دینِ اسلام کے معتقد ہوگئے۔

بیویوں کے باہمی حسد کے باعث پھر رسولؐ خدا کی خانگی اُلجھنیں!

اسی غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسولؐ خدا کے گھرانے میں ایک چھوٹا سا فساد مچا جس کا نقش کچھ نہ کچھ باقی رہ گیا۔ یہ بات تو حدیث سے ثابت ہے کہ رسولؐ خدا کی ان 'مدنی' بیبیوں میں جو انہوں نے کسی نہ کسی نقطۂ نظر سے کیں، توازن اور صلح قائم رکھنے کے لئے انہوں نے انسانی عدل و مساوات کے ہر ممکن معیار کو جو اُن کے اپنے اختیار میں تھا، حتی الوسع قائم رکھا۔ لیکن جنسی تعلقات والی عورت کی خصوصیت ہے کہ وہ رقیب کو قدرتاً برداشت نہیں کرسکتی۔ ادھر رسولؐ خدا خواہ کتنے ہی ظاہری سلوک میں سب بیبیوں سے مساوات برتتے ہوں، یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہ رہی تھی کہ ان کا زیادہ لگاؤ حضرت عائشہؓ سے ہی تھا جو نہ صرف یہ کہ ان کے گھر میں کنواری آئی تھیں اور سب سے زیادہ کم عمر تھیں بلکہ انہوں نے صرف آٹھ نو برس کی رفاقت میں سب سے زیادہ علمی قابلیت اور دینِ اسلام کا تفقہ حاصل کر لیا تھا۔ وہ رسولؐ کو سب سے زیادہ مفید مشورے اُن کی دینی الجھنوں میں دیتیں اور سب صحابہ کے کردار و اعمال سے بخوبی باخبر تھیں۔ اِس لحاظ سے کوئی دوسری بیوی سوائے حضرت اُمِّ سلمٰی کے ان سے برابری کا دعویٰ نہ کرسکتی تھیں۔ لوگوں کو بھی عام طور پر حضرت عائشہؓ سے رسولؐ کی خاص محبت کا علم تھا اور وہ اسی بنا پر حضرتؐ کو تحفہ تحائف اسی موقع پر بھیجتے جبکہ رسولؐ خدا کی باری حضرت عائشہؓ کے پاس دن رات گزارنے کی ہوتی۔ اِس طرح اکثر تحائف حضرت عائشہؓ کے پاس رہتے اور دوسری بیبیاں اس صورت کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ حدیث کہتی ہے کہ اس بنا پر رسولؐ کے گھر میں دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک فریق میں حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ، حفصہ بنت عمرؓ، صفیہ اور سودہ تھیں۔ دوسرے فریق میں اُمِّ سلمہ، زینب بنت جحش، جویریہ، ریحانہ، اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان اور میمونہ شامل تھیں۔ ماریہ بذاتِ خود ایک گروہ تھیں۔ الغرض اِس موقع پر بنائے فساد یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن رسولؐ کی باری حضرت حفصہ کے گھر میں رہنے کی تھی۔ وہ اپنے باپ کو ملنے گئیں اور یک لخت واپس آگئیں۔ دیکھا کہ رسولؐ کے پاس ماریہ بیٹھی ہیں اور خوب کھُل مِل کر باتیں ہو رہی ہیں۔ حفصہ نے شور مچا دیا اور چونکہ سب بیبیاں ماریہ کے ہاں لڑکا پیدا ہونے پر سخت ناراض تھیں، رسولؐ نے حفصہ کو تسلی دی اور خاموش کرنے کی کوشش کی۔ حفصہ اس سے کم پر راضی نہ ہوئی کہ رسولؐ قسم کھائے کہ وہ ماریہ کے ساتھ اس کے بعد کبھی ہمبستر نہ ہوگا۔ رسولؐ نے قسم کھا لی اور حفصہ نے وعدہ کیا کہ وہ آج کے واقعہ کو دوسری بیبیوں پر فاش نہ کریں گی، لیکن حفصہ نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور جھٹ حضرت عائشہ پر راز فاش کر دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ معاملہ سب بیبیوں تک پہنچ گیا۔ سب بیبیاں متفق ہو گئیں اور رسولؐ نے غصے میں حفصہ سے قطع تعلق کر لیا اور اِس کے بعد سب بیبیوں سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک مہینے تک وہ سب سے

Marfat.com

الگ تھلگ رہے۔ اس کے بعد وحی نازل ہوئی[×]:۔

وحی کے ذریعے سے سخت تنبیہیں اور سب کو طلاق دینے کی دھمکیاں

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ
اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا
بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ
وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝
عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ
سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا
تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ : (۶۶/۱)۔

اے نبیؐ! اللہ نے جو تمہارے لئے حلال کیا اُس کو کیوں حرام کرتے ہو۔ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے تمہارے لئے ایسے حالات میں تمہاری قسموں کا توڑ دینا واجب کر دیا ہے۔ وہی تمہارا آقا ہے اور وہ بڑا باخبر اور صاحب حکمت ہے۔ اور جب نبیؐ نے مخفی طور پر اپنی کسی بیوی سے کوئی بات کی، پھر جب اس بیوی نے وہ مخفی بات (اور بیویوں کو) بتا دی اور اللہ نے اُس بات کو نبیؐ پر ظاہر کر دیا تو نبیؐ نے بھی (اُس بیوی کو) کچھ حصہ جتلا دیا اور کچھ حصہ باز رکھا تو جب نبیؐ نے اس کو بتلا دی اور اُس نے پوچھا کہ تمہیں کس نے اس بات کی خبر دی تو نبیؐ نے کہا کہ مجھے تو خدائے علیم و خبیر نے خبر دی تھی (تو اے بیویو!) اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کر دگی (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دلوں نے کج روی کی تھی اور اگر تم نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کر دگی تو نبیؐ کے مددگار وہ خدا اور (اس کا مقرب فرشتہ) جبریل اور صالح العمل ایمان والے اور سب باقی فرشتے اس (تمہاری سازش) کے بعد ہوں گے۔ کچھ دور نہیں کہ اگر نبیؐ نے تم سب کو طلاق دے دی تو وہ خدا تم سے بہتر بیویاں، فرماں بردار، ایمان والیاں، صبر والیاں، توبہ کرنیوالیاں، عبادت گزار، روزہ دار بیوائیں اور کنواریاں مہیا کر

(×) بعض مورخین کے مطابق یہ سورت شوال ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اسی سورۃ تحریم کے نازل ہونے کی وجہ ۶ھ کے اوائل میں صلح حدیبیہ کے بعد بعض خانگی الجھنوں کا ظہور تھا۔ دیکھو صفحہ ۲۱۵

دے۔ اُے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن خود (وہ) انسان ہُوا کرتے ہیں (جو فتنہ و فساد کی آگ جلاتے ہیں) نیز (وہ) سنگدل انسان ہوتے ہیں (جنہیں فساد مچانے کے متعلق سخت بے حسیّ ہُوا کرتی ہے) اُس جہنّم پر بڑے سخت دل اور قوی ہیکل فرشتے مقرّر ہیں (جو مُجرموں کی کڑی نگرانی کرتے ہیں اور کسی کو اپنی گرفت سے نکلنے نہیں دیتے) وہ جو حکم ان کو دیا جاتا ہے اُس کی پوری تعمیل کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو ان کو کہا جاتا ہے (اور وہ فرشتے ان کافروں کو کہتے جاتے ہیں کہ) اَے کافرو! آج کوئی عُذر اپنی سزا کا نہ پیش کرو، تم تو صرف اسی کی سزا بھگت رہے ہو جو تم نے کیا تھا۔

باغی بیویوں کو اِس وحی سے کافی سرزنش ہوئی اور معلوم ہُوا کہ نبیؐ پر وہ رکاوٹیں عائد نہیں ہو سکتیں جو عام مسلمانوں پر ہیں۔ حفصہ نے معافی مانگی اور وہ واپس لے لی گئیں۔ حضرت عائشہ سے بھی صلح ہوگئی اور باقی بیویوں سے بھی، اور یہ جھگڑا ختم ہُوا۔

خاکسار تحریک کا ہر جوان ذہن نشین کر لے کہ!

(1) جو قوم اپنے مستقبل سے مایوس ہو جائے تو جانتے ہو اس کا انجام کیا ہوتا ہے "تباہی! خوفناک اور عبرتناک تباہی!! اور یہ تباہی جنگ کی بربادی سے کہیں زیادہ خطرناک ہوا کرتی ہے"

(2) جو قوم شہادت کو معراج اور موت کو زندگی سمجھے اسکے مدمقابل کون آسکتا ہے؟

(3) جب کوئی قوم کائنات کے پروردگار کے علاوہ اور چیزوں کو اپنی عقلیت کا مرجع بنا بیٹھتی ہے تو مستقبل قریب میں ہی نیست و نابود کر دی جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری صالح قوم لے لیتی ہے

(4) جب کوئی قوم استحقاق کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے تو قدرتاً ہی اسے بلا طلب حق مل کر رہتا ہے حکومت کرنے سے قبل حاکمانہ ذہنیت اور شاہانہ تخیل کے سیکھنے کی اشد ضرورت ہے ورنہ ملی ہوئی حکومت دیرپا ثابت نہیں ہوتی

(5) قوم کا بلند اخلاق بذات خود ایک بے پناہ طاقت ہے

(6) زندہ قوموں کو موت سے عشق ہوتا ہے اور زندہ رہنے کا حق صرف طاقتور قوموں کا ہے کمزور قوموں کی زندگی شاندار ہے نہ موت

(7) کسی قوم کی آرزوں کا مرنا اس کی تنزلی کی آخری نشانی ہے

(8) قوموں کے زوال اور عروج کا دارومدار اس کے لیڈروں کے اعمال اور اخلاق پر ہے

مرتب: خاکسار حمید قریشی (سیالکوٹ)

Marfat.com

(۲۹)

۹ سنہ کے حج کا خاموشی سے ادا کرنا

رسولِ خدا کی عظیم الشان سیاسی حکمتِ عملی تھا!

علی کی وساطت سے سورۂ توبہ کے سخت ترین احکام کا مکہ میں حج کے موقع پر عام اعلان!

کفارِ مکہ کا کامل خاموشی سے احکام کو سننا، اگلے سال کوئی کافر مسجدِ حرام میں داخل نہ ہوگا

۹ سنہ کا حج دانستہ طور پر خاموشی سے ادا کیا گیا

اب حج کا مہینہ بالکل قریب تھا اور رسولِ خدا ابھی کافی طور پر اور مسائل میں مشغول تھے اور مناسب معلوم نہ دیتا تھا کہ فتح مکہ کے ۸ سنہ کے مظاہرے کے بعد اگلے سال ہی دوسرا مظاہرہ کریں جس میں دراصل کئی مخالف امور کے پیدا ہونے کے امکانات نظر آتے تھے ابھی تک اہلِ مکہ میں سے صرف دو ہزار اشخاص اسلام لائے تھے اور قریش اور باقی اہالی مکہ کو تامل تھا کہ وہ سب کے سب بہ حیثیت مجموعی دینِ اسلام میں داخل ہو جائیں: اُدھر کعبہ کے حدود میں سے تین سو ساٹھ بتوں کا اخراج ہی ایک عظیم الشان اقدام تھا کہ اس اقدام کے بعد بُت پرست اقوام کے ردِ عمل کو ہر حیثیت سے صحیح طور پر جانچنا لازمی ہو گیا تھا اس لئے مکہ کے حدود کے اندر کوئی نیا مظاہرہ ممکن تھا کہ اس تمام کئے کرائے کو ہی خراب کر دیتا جو اس قدر مشکلوں کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔ ان تمام امور کی بنا پر رسولِ خدا نے ۹ سنہ کے حج کو ایک خاموش اور نتیجہ خیز حج بنانا لازمی سمجھا اور مقصود یہ بھی تھا کہ خانہ کعبہ کی تولیت یا اس کے اندرونی نظام کے متعلق کوئی نیا فتنہ قریش یا بنو عبدشمس میں اُٹھنے نہ پائے۔ اب کی دفعہ انہوں نے حضرت ابوبکر کو اس امر پر مامور کیا کہ وہ صرف تین سو اشخاص کی ایک مختصر جماعت لے کر مکہ جائیں اور حج کریں۔ ان کے ساتھ صرف بیس اونٹ قربانی کے تھے۔

رسول کے پیشِ نظر سورۂ توبہ کی کفر کو یکسر ختم کر دینے کی دھمکیوں کا ردِ عمل کم سے کم کرنا تھا!

اس خاموش حج کا ایک اور مقصد تھا جو چند دنوں کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ وہ یہ کہ سورۂ توبہ اس وقت تک نازل ہو چکی تھی اور اس سورت میں دینِ اسلام کا کفار کے خلاف سب سے بڑے جارحانہ اور بے دریغ اقدام کا اعلان تھا۔ اس سورت میں تمام مشرکین عرب کو جو اس وقت مکہ میں جمع ہو رہے تھے بلاغِ آخر دے دیا گیا تھا اور وہ ایسی خوفناک دھمکیوں پر مشتمل تھا کہ ایسی دھمکیاں اس سے پہلے کبھی نہ دی گئی تھیں۔ اس سورت میں اعلان کیا گیا کہ (۱) جن مشرکوں نے عہد توڑا خدا اور رسول اُن سے بری الذمہ ہے اور ان کو اپنے کئے

کی سزا ضرور دے کر رہے گا (۲) مشرک خدا کو ہرا نہیں سکتے اور بالآخر جیت اسی کی ہو کر رہے گی۔ (۳) اگر توبہ کر لو تو اچھا ہے ورنہ تم لوگوں پر عذاب کا آنا لازمی شئے ہے (۴) اگر عہد کے پابند رہو گے تو اُس وقت تک تم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا (۵) تعظیمی مہینوں کے گزر جانے کے بعد مسلمانوں کو کھلی چھٹی ہے کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کرو، یہاں تک کہ دین اسلام کا بول بالا پورے طور پر ہو جائے (۶) پھر اگر وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے پر راضی ہو جائیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں (۷) ائمۃ الکفر کو قتل کرو کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے رسولؐ کو مکہ سے نکالا (۸) مہاجر اور مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے اور وہی ہیں جو جنت کے حقدار ہیں (۹) مومنو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو پسند کریں۔ اگر تمہاری اولاد، بیویاں اور مال خدا سے اچھے ہیں تو انتظار کرو کہ خدا تم سے کیا سلوک کرتا ہے (۱۰) تمام مشرک نجس ہیں اور آج کے سال کے بعد وہ ہرگز ہرگز مسجد حرام کے نزدیک تک نہ پھٹکیں، ان کو قتل کر دو یا اگر دین اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دیں (۱۱) یہود کہتے ہیں کہ عزیر ابن اللہ ہے، نصاریٰ کہتے ہیں مسیح ابن اللہ ہے۔ یہ سب بکواس ہے۔ انہوں نے اپنے پادریوں کو رب بنا لیا ہے اور یہ سب مشرک ہیں۔ یہ پادری لوگ لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور خزانے جمع کرتے ہیں، قیامت کے دن یہی مال ان کی پیشانیوں پر داغا جائے گا (۱۲) اے نبیؐ! کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سخت ہو جا۔ اگر تو ان منافقوں کے حق میں ستر دفعہ بھی طلب مغفرت کرے گا تو ان کو کبھی مغفرت نہ ہو گی۔

حضرت علیؓ کا مختصر جماعت کے ساتھ مکہ جا کر سورۃ توبہ کے عام احکام کا اعلان

الغرض یہ خطرناک اعلان تھا جس کو ہزاروں اور لاکھوں کے سامنے ببانگ دُہل کہہ کر مشرکین عرب کو اس بات پر لانا تھا کہ اتمام حجت ہو چکا ہے اور اب کوئی چارہ اسلام لانے کے سوا نہیں رہا۔ یہ ایک بڑا خطرناک اقدام تھا اور اس کو ایسے ماحول میں ہی کیا جا سکتا تھا کہ فضا پُرسکون رہے اور مشرکین عرب کی طرف سے مسلمانوں کے بہت بڑے ہجوم کو دیکھ کر کسی قسم کی غیر ضروری برانگیخت نہ ہو۔ چنانچہ رسولؐ خدا نے کمال تجویز و تدبیر سے حضرت علیؓ کو سب سے تیز اونٹ الاضحی پر روانہ کر دیا کہ اس سورت کے نازل ہونے کا عام اعلان کر دے۔ حضرت علیؓ نے اس اہم معاملہ کو بڑی اچھی طرح سے نباہا۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کا اعلان خانہ کعبہ میں کرتے جہاں حج کے دنوں میں بیک وقت ہجوم لوگوں کا نہیں ہوتا، انہوں نے وادیٔ منیٰ میں جہاں میدان عرفات سے واپسی پر قربانی ہوتی ہے اور تمام حجاج بیک وقت قربانی کرتے ہیں، اس سورت کے نازل ہونے کا اعلان حضرت ابوبکرؓ کے خطبے کے بعد نہایت بلند آواز سے کیا، جس خطبے میں حضرت ابوبکرؓ دین اسلام کے اصول کی تلقین اور مراسم حج وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے۔ لوگوں کے بے پناہ ہجوم میں جو عقبہ کی پہاڑی پر جمع تھا، حضرت علیؓ نے یہ کہہ کر کہ میں رسولؐ خدا کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں کہ آخری وحی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے تم پر واضح کر دوں اور ان لوگوں کے متعلق جو ابھی اسلام نہیں لائے خدا کے ارادوں سے باخبر کر دوں تاکہ اس کے بعد کسی کو عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس اعلان میں سورۃ توبہ کی پہلی چالیس آیتیں پڑھی گئیں، حضرت علیؓ نے سورۃ توبہ کے احکام کا اس وضاحت کے ساتھ اعلان کیا کہ عرب کی ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک کی

Marfat.com

آبادی اِس پیغام سے ہل گئی اور یہ پیغام دینِ اسلام کے حق میں ضربِ کاری ثابت ہُوا۔ اعلان کے ساتھ ہی علیحدہ الفاظ میں کہہ دیا کہ اِس سال کے بعد کوئی حرم کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا، نہ کوئی برہنہ ہو کر طواف کر سکے گا، چار ماہ کے بعد مشرکین سے سب معاہدے ٹوٹ جائیں گے؛ لاکھوں حاضرین میں سے کسی ایک شخص نے ایک حرف اعتراض نہ کیا۔

رسولِ خدا کی باریک بینی اور نفسیاتِ انسانی سے کامل طور پر باخبری نے اب کے سال کے حج کو مکمل طور پر کامیاب کر دیا۔ سب سے بڑی فتح اِس حج کی یہ تھی کہ تین سو ساٹھ بُتوں کے ریزہ ریزہ کر دینے کے باوجود نہ صرف یہ کہ تمام سال کوئی فتنہ عرب میں نہ اٹھا بلکہ حج کا موقعہ جہاں پر مخالفین رسولؐ کی تمام طاقت کو جمع ہونا چاہیئے تھا صاف پُرامن طور پر گزر گیا۔ حضرت علی کے اعلان نے بالآخر اس بُت پرستی کے کفن میں آخری میخ گاڑ دی اور یہ معاملہ رسولؐ کے دو بڑے نزدیکی رفیقوں نے خوش اسلوبی سے طے کیا:

منیٰ سے واپسی پر مکّہ میں حضرت ابوبکر نے حضرت علی سے کچھ تعجب بلکہ بے اطمینانی سی ظاہر کی کہ رسولِ خداؐ نے ایسی اہم وحی کا حامل اسے کیوں نہ بنایا اور آپ کو یہ معاملہ کیوں سپرد کیا تو حضرت علی نے اُن کی تسلی اس طرح پر کر دی کہ نئی وحی کا اعلان بذاتِ خود رسولؐ کرتے ہیں، لیکن وہ چونکہ مکّہ میں حاضر نہیں ہو سکے، انہوں نے اپنے ایک قریبی عزیز کو بھیج دیا، اِس میں کیا مضائقہ ہے؟

اسلامی سائنسی سوانحی اور تحریکی موضوعات پر دیگر مصنفین کی کتب ....

1	المشرقیؒ (سوانح عمری)	ڈاکٹر عظمت اللہ بھٹی
2	شاہراہ عمل	خاکسار بشیر احمد قریشی
3	قول سدید	خاکسار بشیر احمد قریشی
4	الصلوٰۃ	خاکسار بشیر احمد قریشی
5	دین فطرت	خاکسار بشیر احمد قریشی
6	فہم دین	خاکسار بشیر احمد قریشی
7	خاکسار تحریک کی جدوجہد (۳ جلدیں)	راجہ شیر زمان خان
8	سر سید جناح اور مشرقیؒ	راجہ شیر زمان خان
9	علامہ مشرقیؒ اور معاصر	رشید احمد ملک (ایڈووکیٹ)
10	کشمیر اور علامہ مشرقیؒ	سید شبیر حسین شاہ
11	Man's Destiny	سید شبیر حسین شاہ
12	Quran and Evolution	سید شبیر حسین شاہ
13	Disowned Genius	سید شبیر حسین شاہ
14	نگاہ باز گشت	سید شبیر حسین شاہ
15	صراط مستقیم	سید شبیر حسین شاہ
16	انگریز سر سکندر اور خاکسار تحریک	محمد علی فارق
17	ایک مجاہد علامہ مشرقیؒ	ڈاکٹر رشید نثار
18	نابغہ عصر مشرقیؒ	ڈاکٹر رشید نثار
19	المشرقیؒ	ڈاکٹر رشید نثار
20	قائد اعظم پر حملہ آور کون؟	(الاصلاح نمبر)

Marfat.com

(۳۰)

۹ھ کے آخری ایام میں

وادیٔ الرمل سے فتنہ و فساد کی اطلاع!

حضرت ابو العاص اور علی کی سرکردگی میں بالآخر یہ فتنہ مکمل طور پر فرد کیا گیا!

غزوۂ تبوک کے بعد بیشمار وفودِ عرب کی رسولؐ کے حضور میں حاضری، مدینہ میں بے اندازہ ہجوم،

غزوۂ وادیٔ الرمل میں چار صحابہ کرام کی شمولیت اور ان پر غلبہ،

اسی سال یعنی ۹ھ کے آخری ماہ میں جب کہ ابھی غزوۂ تبوک سے واپس آئے ہوئے تھوڑی مدت گزری تھی۔ رسولِ خدا کو ایک اعرابی نے اطلاع دی کہ عرب کے کچھ لوگ وادیٔ الرمل میں اکٹھے ہوئے ہیں اور مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسولؐ نے کچھ سپاہی دے کر حضرت ابوبکر کو بھیجا مگر جب الجذار کے مقام پر پہنچے جو وادی الرمل میں تھا تو کئی لوگ کمین گاہوں سے نکل کر حضرت کے لشکر پر پل پڑے اور اس شدت سے حملہ کیا کہ کئی صحابہ قتل ہوئے اور بقیہ واپس مدینہ آئے اور کچھ وہاں ہی رہے۔ رسولؐ نے پھر حضرت عمر کو روانہ کیا تو اس دفعہ بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور یہ لوگ برابر کمین گاہوں سے نکل نکل کر حملے کرتے رہے۔ رسولِ خدا نے تیسری دفعہ عمرو بن العاص کی سرکردگی میں زیادہ سپاہی بھیجے اور کچھ دن کے بعد حضرت علی کو بھی مزید سپاہ دے کر روانہ کر دیا۔ حضرت علی نے حالات کی مشکلات کا اندازہ کر کے ابوبکر، عمر اور ابو العاص تینوں کے دستوں کو اپنے دستے کے ساتھ شامل کرنے کی تجویز کر کے اور عراقِ عجم کی طرف گول چکر لگا کر عقب سے ان پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ یہ تجویز کامیاب ہوئی اور غنیم کو کامل شکست ہوئی۔

رسولؐ کا وفودِ مدینہ سے محبت کا سلوک،

اس مہم کے بعد اسی سال کے دوران میں غزوۂ تبوک کی کامیابی کے باعث قبائل عرب اور دیگر ممالک کے وفد رسولؐ کے پاس کثرت سے پہنچنے شروع ہو گئے۔ ہر وفد کی رسولِ خدا خاطر تواضع کرتے اور ان کو خلعت وغیرہ کا انعام دے کر رخصت کرتے۔ غزوہ تبوک کے بعد سب سے پہلے بنو مرّہ کا وفد پہنچا جس نے ظاہر کیا کہ ان کا نسب سوی بن غالب سے رسولؐ کے آباؤ اجداد سے مل جاتا ہے۔ رسولؐ نے ان سے عمدہ سلوک کیا اور وہ اسلام لے آئے۔ ابو عامر بن طفیل کا وفد بھی جنہوں نے مسجدِ ضرار کا فتنہ کھڑا کیا، وہ بھی بُری نیت سے آیا اور ذلیل ہو کر واپس گیا۔ پھر بنی زید کا گروہ آیا وہ بھی اسلام لائے۔ اسی طرح بنو نجیب اور بنو کنانہ ۹ھ کے وفد آخری دنوں میں پہنچے

Marfat.com

اور دینِ اسلام میں داخل ہوئے۔ مدینہ کے بازار اس سال کے آخری مہینوں میں اس قدر کھچا کھچ عرب قبائل کے وفود سے بھرے رہتے کہ لوگ حیران ہوتے تھے کہ دینِ اسلام کو اس قدر عام کامیابی پچھلے اکیس برس میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ رسولِ خدا کے اس دفعہ حج کرنے کے لئے بذاتِ خود نہ جانے کا ایک باعث یہ بھی تھا اور شمالی حصّہ کے عرب قبائل جو دُور دُور سے حج کے لئے ان دنوں آ رہے تھے مدینہ میں آ کر رسولؐ سے بذاتِ خود ملنے کے بڑے خواہش مند تھے۔

شام کے ایک حاکم فروہ بن عمر خزاعی کا ذکر جس کو اسلام لانے کی بنا پر ہرقل شاہ روم نے قتل کر دیا تھا، اس سے پہلے بادشاہان جہاں کو خطوط بھیجنے کے سلسلے میں ۷ھ کے واقعات کے تحت میں ہو چکا ہے۔ بعض مؤرخین نے اس فروہ کا ذکر غزوۂ تبوک کے بعد کے واقعات کے ضمن میں لکھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ شخص شام میں ہرقل کا ایک عاملِ حکومت اور امونیہ خاندان کے دارالخلافہ اموّن کا ہرقل کی طرف سے مقرر کردہ حاکم تھا۔ غزوۂ تبوک کے بعد اس نے صرف رسولؐ کو خراج دینا قبول کیا تھا جس پر ہرقل نے اُسے قتل نہیں کیا بلکہ قید کر دیا تھا۔ مؤرخین کا یہ گمان غیر غالب معلوم ہوتا ہے کیونکہ غزوۂ تبوک کے وقت شام کے بہت سے سرحدی صوبوں نے رسولؐ کی اطاعت اختیار کی اور ان میں سے کسی کو بھی ہرقل نے قید نہ کیا۔

کامیابی کے لیے شرط نیکی کی کثرت!

خدائے بے مثال نے بہت سی امتوں کو یوں ہلاک کر مارا؟ اس لیے نہیں کہ ان میں خدا کے نیک بندے بالکل باقی نہ رہے تھے' اس لیے نہیں کہ نیکی کا تخیل اور نشان مٹ گیا تھا بلکہ اس لیے کہ ان میں اکثر نیک نہ تھے ماکان اکثر ہم مومنین کے مصداق بن گئے تھے' ایمان کی کثرت مفقود ہو گئی تھی! مسلمانوں کی اس وقت ہزارہا بلکہ لاکھ ہا مجلسیں اور انجمنیں پاک اور نیک مقصد لیے ہوئے ہیں' ہزارہا بلکہ لاکھ ہا کئی سالوں تک کام کرتی رہی ہیں کیوں ان میں سے ایک بھی غالب نہیں آئی؟ کیونکہ سب کی سب برف کی طرح گھل گھل کر مٹ جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کسی ایک میں نیکی کی کثرت نہ تھی!

حضرت علامہ مشرقیؒ

(۳۱)

شوال سنہ ۹ھ کے غزوۂ تبوک کے بعد

سورۃ المائدہ (۵) کا نزول

آج دینِ اسلام مکمل ہو چکا، خدا کی نعمتیں پوری کر دی گئیں!

یہود مومنوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں، اہلِ کتاب کو جہاں پاؤ قتل کر دو!

غزوۂ تبوک کے بعد سورۃ المائدہ (۵) ۹ھ کے ماہِ رجب میں نازل ہوئی جو ترتیبِ نزول کے اعتبار سے ۱۱۴ویں اور آخری وحی اور مدنی سورتوں کے لحاظ سے ۲۴ویں وحی ہے اور جس کا حجم کم و بیش ۳۸۹ سطریں ہیں۔ اس سورت کے مجموعی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اُس تمام غلبے اور فضیلت کے جو مسلمانوں کو فتح مکہ کے بعد حاصل ہوئی تھی اور جس کی وجہ سے قریباً تمام عرب دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا تھا، یہود اور نصاریٰ کے مجموعی طور پر دینِ اسلام میں شامل ہونے کا مسئلہ بڑی مشکلات کا حامل رہا اور قرآن کو بالآخر ان دونوں قوموں سے نبٹنے کے لئے آخری دم تک دلیلیں دینی پڑیں، حتیٰ کہ خلفائے راشدین کو رسولِ خداؐ کی وفات کے بعد بھی طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ خدا کے بھیجے ہوئے نبیوں کے پیچھے شخصی طور پر لگنے کا تعصب انسان کی گھٹی میں اس قدر پڑا ہوا ہے کہ اس متقدم اور متنور زمانے میں ایٹم بم اور سپٹنک بنانے والی قوموں کے افراد بلکہ خود عالمانِ نصرت بھی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا سمجھنے سے نہیں جھجکتے۔ اس لحاظ سے رسولِ خداؐ کی اپنے زمانے کی مشکلات کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے لیکن جس مکمل تجویز و تدبیر سے نبیؐ نے یہ معاملہ سر کیا، تاریخ میں کسی دین کے مکمل طور پر غالب آنے کی واحد مثال ہے۔

چھوٹی چھوٹی چیزوں کے متعلق بھی حکم دے کر میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے!

پہلے رکوع میں ہے کہ ایمان والو! اپنے عہدوں کو (جو تم نے دینِ اسلام میں آ کر اپنے خدا اور اپنے دینی بھائیوں سے کئے ہیں) پورا کرو۔ تمہارے لئے چارپائے مویشی حلال کئے گئے ہیں الّا وہ جو بیان کر دیئے جائیں گے، مگر احرام کی حالت میں (جانوروں کا) شکار نہ کرو۔۔۔ اے ایمان والو! شعائرِ خدا اور حرمت والے مہینوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ قربانی اور پٹے والے جانوروں کی نہ اُن حاجیوں کی جو کعبہ کو تجارت کے علاوہ رضائے خدا کے لئے جا رہے ہوں رکاوٹیں پیدا کرو اور جب احرام کھول دو تو شکار بھی کرو اور نہ کسی قوم کی دشمنی جنہوں نے تمہیں خانہ کعبہ سے روکا تھا تمہیں زیادتی کرنے پر اُبھارے (کیونکہ اب حتی الوسع اُن سے تالیف

Marfat.com

تلوب کرنی ہے تاکہ سب دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں) اور نیکی اور مصالحت کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا سخت انتقام لینے والا ہے۔ تم پر مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ حیوانات جو خدا کے نام پر ذبح نہ کیے جائیں اور گردن مروڑے ہوئے، چوٹ لگنے سے مرے ہوئے، اوپر سے گر کر مرے ہوئے، سینگ لگ کر مرے ہوئے، درندوں کے ہاتھ سے مارے ہوئے جانوروں کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے، اِلّا یہ کہ یہ جانور (مرنے سے پہلے) ذبح کیے گئے ہوں اور وہ جانور بھی حرام ہیں جو بُتوں کے تھانوں پر ذبح کیے گئے ہوں اور وہ گوشت جو جوئے کے تیروں سے تقسیم کیا گیا ہو یہ بدکاری ہے (کیونکہ یہ کافروں کے رویے ہیں)۔ آج (جب کہ تم کافروں پر غالب آچکے ہو تمہارا کفار کی رسموں کی نقل کرنا تمہارے شایانِ شان نہیں) کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں اِس لئے ان سے ڈر کر (ان کی پیروی نہ کرو) اور مجھی سے ڈرو کیونکہ (ان چھوٹی چھوٹی سی چیزوں کے متعلق بھی مخصوص احکام دے کر) میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے[×] اور تم پر (ہر بات کے متعلق تمہارا امتیاز قائم کرکے) میں نے اپنی نعمت کو مکمل کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام بطورِ دین پسند کیا ہے، پھر جو شخص گناہ کی طرف مائل نہ ہوتے ہوئے بھوک سے مجبور ہو جائے (اور کوئی حلال شے اس کو میسّر نہ ہو سکے تو اس کو ان حرام کھانوں کا کھا لینا جائز ہے کیونکہ) خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے (اے محمدؐ!) تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہے، ان کو کہہ دو کہ تم پر (صرف) پاکیزہ چیزیں حلال ہیں، اور سکھائے ہوئے جانوروں کا پکڑا ہُوا شکار جن کو تم نے شکار کرنے کے طریقے سکھلائے ہیں اور خدا کا نام ان پر لیا گیا ہو، تمہارے لئے حلال ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ جلد سزا دینے والا ہے۔ آج تم پر تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ نیز اہلِ کتاب کا کھانا پینا تم پر حلال ہے اور تمہارا کھانا بھی اُن پر حلال ہونا چاہیئے اور تم پر حلال ہیں مسلمان عورتیں، بشرطیکہ تم ان کے مہر ان کو نکاح کرنے کی غرض سے، نہ شہوت رانی یا یارانہ گانٹھنے کی غرض سے ادا کر دو اور جس نے ایمان کا انکار کیا اُس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ بالآخر گھاٹے والوں میں سے ہو گا۔

نماز سے پہلے وضو کرنے کے احکام!

دوسرے رکوع میں کہا کہ اے ایمان والو! (اُوپر کے احکام کی لِم یہ ہے کہ مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعی میں معاشرتی امتیازات دوسری قوموں کے بالمقابل پیدا ہوں اور تم دنیا میں پاکیزگیٔ خوراک کے لحاظ سے ایک ممتاز جماعت نظر آؤ۔ تو اب دُوسرا حکم یہ ہے کہ) جب تم الصّلوٰۃ کے لئے (باجماعت) کھڑے ہو تو (نماز سے پہلے) اپنے مونہوں اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو ڈالو

(×) اتفاق کی بات ہے کہ جب یہ الفاظ چھپ رہے تھے مسٹر خروشیف وزیراعظم روس نے صدر امریکہ کی درخواست پر کہ خروشیف گرجا میں چلیں، جواب دیا "آئزن ہاور صاحب! ہم گرجا کی بجائے آسمانوں پر جا رہے ہیں اور اگر خدا ہے تو خدا سے ملاقات سب سے پہلے ہماری ہی ہو گی"!

Marfat.com

اور اپنے سروں پر (پانی سے صرف) مسح کرلو، (اس کے بعد) اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ (×)، اور اگر تم نے (اپنی عورتوں سے مباشرت کی ہو اور جنابت کی حالت ہو تو (پورے بدن کو) غسل کرکے پاکیزہ کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا عورتوں سے مجامعت کی ہو اور پانی تمہیں مل نہ سکے (یا بیماری کی حالت میں نہانا نقصان دہ ہو) تو پاک مٹی سے اپنے مونہوں اور ہاتھوں کا مسح کرکے تیمم کرلو۔ خدا تم پر کوئی تنگی نہیں کرنا چاہتا البتہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں (ظاہری طور بھی بدنی) پاکیزگی عطا کرے (تاکہ تم ایک ممتاز قوم نظر آؤ) اور حیوان نما انسان کو جو بغیر ہدایات کے اپنے بدن کو صاف کرنے کے طریقے خود بخود نہیں جانتا) تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم اس کے احکام کی قدر کرو (وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ : (۵/۲))۔

مسلمانو! بہر حال عدل و انصاف پر قائم رہو!

اور تم اللہ کا اپنے پر احسان یاد کرو اور اس عہد و پیمان کو یاد کرو جو اس نے تم سے مضبوط باندھا جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہاں! ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اللہ سے (سچے دل سے) ڈرتے رہو کیونکہ خدا سینوں کے بھیدوں کا بڑا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! خدا (کی سلطنت کو انسانوں کے دلوں پر مضبوط کرنے کے لئے اس) پر بڑے مضبوط محافظ بن جاؤ (اس حالت میں کہ تمہارے سب عمل تم کو) اعتدال اور انصاف کے (زندہ) گواہ ٹھہرائیں اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم عدل نہ کرو (اور اس سے ذاتی انتقام لو) (نہیں بہر حالت) عدل کرو کہ یہی خدا کے سچے خوف سے زیادہ نزدیک تر ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے پورے طور پر باخبر ہے (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ : (۵/۲))۔

...... پھر کہا، اے ایمان والو! اللہ کا اپنے پر وہ احسان یاد کرو جب کہ ایک قوم (کفار مکہ) نے تم پر دست درازی کرنے کی ٹھان

(×) بعض لوگ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ کی بجائے اَرْجُلِكُمْ پڑھتے ہیں یعنی پاؤں پر بھی ٹخنوں تک مسح کرلو۔ میرے نزدیک یہ قرأت بالکل جائز ہے اور میں نے بھی صدہا دفعہ (اگرچہ ڈرتے ڈرتے) سردیوں کے موسم میں پاؤں پر مسح کیا ہے اور اگر خدا نے مجھ سے پرسش کی تو میں کہوں گا کہ حضور نے وضو کے احکام مبہم عبارت میں کیوں دیئے تھے۔ بہر نوع اگر دوسری قرأت کو جائز قرار دیا جائے اور لوگ منہ ہاتھ اور بازو دھو کر پاؤں کا مسح کر لیا کریں تو وضو اس قدر مشکل حصہ نماز کا ہے کہ نمازیوں کی تعداد کئی گنا بڑھ جائے گی۔ میں اپنی ذمہ داری پر مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں لیکن یہ صرف ان کے لئے ہے جن کو وضو کرنا بار معلوم دیتا ہے اور وہ اسی وجہ سے نماز میں غفلت کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ وضو صرف بیت الخلاء میں جاکر پاخانہ یا پیشاب کرنے سے ٹوٹتا ہے، پیٹ سے ہوا نکلنے سے صرف اس حالت میں ٹوٹتا ہے کہ وہ اس کی آواز کو وہ خود سنے یا دوسرے سن لے رہوں یا اس ہوا کی بو اس کے ناک تک پہنچے، ورنہ وضو سلامت ہے!

Marfat.com

لی تھی۔ پھر خدا نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک رکھا۔ تو اللہ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں کو تو صرف اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

بنی اسرائیل سے دائمی خوشحالی کا مضبوط عہد اور اس کی شرطیں،

تیسرے رکوع میں کہا کہ (اسی طرح کہ تم سے عہد لیا ہے) خدا نے بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا تھا اور ان میں سے بارہ محافظ (بطور سردار ان کے اعمال کی محافظت کے لئے) مقرر کئے اور خدا نے ان سے کہا کہ لوگو: میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نے الصلوٰۃ قائم کی اور الزکوٰۃ کو دیتے رہے اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور (قوم کو مضبوط اور ناقابل شکست بنانے میں تاکہ ان پر کوئی دست درازی نہ کر سکے) تم نے ان کی مدد کی اور تم نے (اپنے مال و دولت اور آرام کا) عمدہ ٹکڑا (قرضًا حسنًا) اللہ کو کاٹ دیا (قرضتم اللہ) تو میں ضرور تمہاری (اجتماعی) بدحالیوں کو تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو ایسے سرسبز باغوں میں جن کے نیچے بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے، داخل کر دوں گا۔ پھر اس کے بعد تم میں سے جس نے خدا سے انکار کر کے ان نعمتوں کی بے قدری کی (فمن کفر) تو وہ یقینًا راہِ راست سے بھٹک گیا۔ پھر ہم نے (بنی اسرائیل پر) اُن کے عہد توڑ دینے کے باعث لعنت بھیجی اور اُن کے دلوں کو (قانون خدا پر عمل کرنے کے باعث بے حس اور) سخت کر دیا اور وہ (بے عملی کے بہانے ڈھونڈنے کے باعث) خدا کے حکموں کو اپنے موقعوں سے ہٹا کر (اپنے واسطے آسانیاں پیدا کرنے لگے) اور اس سبق کا ایک (بڑا) حصہ بھول گئے جو ہم نے کبھی اُن کو (اچھی طرح) یاد دلایا تھا اور اے محمدؐ! تجھے (ضرور) ہر دم ان میں سے سوائے تھوڑوں کے اکثر کی بددیانتی کی اطلاع ملتی ہو گی تو ان کو چھوڑ دو (فاعف عنھم) اور ان سے درگزر کرو کیونکہ خدا صرف حسن عمل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (اور ایسے بے عملوں سے نفرت کرتا ہے)۔

نصرانیوں سے خدائی عہد اور اُن کا بھول جانا!

اور اسی طرح ہم نے (یہود کے علاوہ) ان لوگوں سے عہد باندھا تھا جو اپنے آپ کو (نصرانی مسیح کے پیرو بن کر) نصرانی کہتے ہیں تو وہ بھی اس سبق کا (بڑا) حصہ بھول گئے جو ہم نے ان کو (کبھی) خوب یاد کرایا تھا (تو جب وہ باہمی اخوت اور اتحاد اور میدان جنگ میں جم کر لڑنے وغیرہ کے حکم بھول گئے) ہم نے ان کے آپس میں دشمنی اور کینے ہمیشہ کے لئے ڈال دیئے اور اب خدا اُن کو اُن کے عمل کے متعلق جو وہ کر رہے تھے، بتا دے گا۔

رسولؐ کے آنے سے اتمام حجت ہو چکا!

اے یہودیو! اب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ درحقیقت آ چکا ہے جو الکتب میں سے بہت سی وہ چیزیں کھول کھول کر تم سے بیان کرتا ہے جن کو تم چھپایا کرتے تھے اور بہت سی ایسی بھی ہیں جن سے درگزر کر رہا ہے تو سمجھو کہ (یہ رسول ہی نہیں آیا بلکہ) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور روشن کتاب آ چکی ہے جس کتاب کے ذریعے سے خدا ان کو جو خدا کی رضا کی پیروی کرتے ہیں (قومی) سلامتی (اور استحکام) کے رستوں پر لے جاتا ہے اور ان کو (محکومیت اور خوف کی) ظلمتوں سے نکال کر (فتحمندی اور غلبے کے) نور کی طرف اپنے

Marfat.com

حکم سے لے جاتا ہے اور (اُس زمین پر دائم اور قائم رہنے کے) سیدھے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔

پھر کہا کہ وہ لوگ بے شک کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح بن مریم خدا ہے۔ اے محمدؐ! انہیں کہہ دو کہ کس کو طاقت ہے کہ اللہ کو روک دے اگر وہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں کو (جہاں کہیں وہ اِس وقت ہیں) ہلاک کر دے، بلکہ سب مخلوق کو جو زمین پر ہے اُس کو بھی ہلاک کر دے۔ آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُس کی سلطنت تو اسی کی ہے۔ وہ جو مناسب سمجھتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

یہود و نصاریٰ اگر خدا کے بیٹے ہیں تو اُن کو سزائیں کیوں مل رہی ہیں؟

پھر کہا کہ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں۔ اے محمدؐ! انہیں کہو کہ پھر خدا تمہارے گناہوں کا عذاب کیوں دے رہا ہے بلکہ تم بھی اسی طرح کے انسان ہو جس طرح کے اور خدا نے پیدا کئے۔ تو جس کو مناسب سمجھے گا معاف کر دے گا اور جس کو اہل سمجھے گا عذاب دے گا اور آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اُس کی بادشاہت تو اسی کی ہے، اور آخری رجوع تو اسی کی طرف ہے۔ اے اہلِ کتاب! (عیسےٰ کے مبعوث ہونے کے بعد چھ سو برس تک) سلسلۂ انبیا کے منقطع ہو جانے کے باوجود (عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ) آخر کار (اب) تمہارے پاس ہمارا رسولؐ یقیناً آ ہی چکا ہے جو تم پر (بھولی ہوئی باتیں پھر) واضح کرتا ہے۔ یہ اِس لئے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو (کم از کم) کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہ آیا تھا، تو اب تو یقیناً ایسا بشیر اور نذیر آ چکا ہے (اب بتلاؤ کہ خدا کی راہ پر نہ آنے کا کونسا بہانہ تلاش کرو گے)۔ . . .

موسیٰ کی قوم کی اپنے نبی سے رُوگردانی اور انتہائی بُزدلی کا اظہار:

چوتھے رکوع میں کہا۔ وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! خدا کے وہ احسان یاد کرو جب کہ اُس نے تم میں اپنے نبی پیدا کئے اور تم کو کئی بادشاہ دیئے اور تم کو وہ (جاہ و جلال) دیا جو دنیا میں سے کسی کو نہ دیا تھا۔ اے قوم! (چلو ہمت کر کے) اُس پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے ہی لکھ رکھی ہے اور پیٹھ نہ پھیرو کہ گھاٹا کھا کر اُلٹو۔ ان (بُزدل) لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ! (تجھے تو معلوم ہی نہیں کہ) اس سرزمین میں بڑے طاقت ور لوگ رہتے ہیں اور ہم تو (اپنے زور سے) کبھی داخل ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ خود وہاں سے نہ نکل جائیں، تو اگر وہ خود نکل جائیں پھر ہم اُس میں چلے جائیں گے (اللہ سے) ڈرنے والے دو شخصوں نے جن کو خدا نے ہمت ارزانی کی تھی قوم کو اکسایا کہ (کیوں کم ہمتی جتلاتے ہو) تم اس شہر کے دروازے سے داخل ہو تو جاؤ۔ پھر جب داخل ہو گئے تو غالب آ جاؤ گے۔ اور اگر تم ایماندار ہو تو خدا پر بھروسہ کرو۔ قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم تو ہرگز اُس میں ابدالآباد تک داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اِس میں موجود ہیں، تو تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں جنگ کریں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں:

(قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا

هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ : (۵/۴): موسیٰ نے کہا کہ میرے قابو میں تو صرف میری جان اور میرا بھائی ہے تو مجھے ایسی ناہنجار اور بدکار قوم سے علیحدگی ہی دلوا دے۔ خدا نے کہا کہ وہ سرزمین چالیس برس تک ان پر حرام ہے (کہیں اگلی پود میں مسلسل مصیبت اور تکلیف کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اس سرزمین کو فتح کر کے اپنی مصیبتوں کو کم کرنے کا ارادہ کرلیں، اس سے پہلے تو) وہ اس ملک میں سرگرداں ہی رہیں گے تو بدکار قوم کے متعلق غم نہ کرو (اُن کا ایسا ہی بُرا حال ہُوا کرتا ہے)۔

انسان کو ناحق قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور مومن قوم پر انسانی جان کا احترام فرض ہے

پانچویں رکوع میں کہا کہ اے محمدؐ! اپنی قوم پر اُن دو آدم کے بیٹوں کا سچا قصہ بھی بیان کرو جب کہ دونوں نے قربانی جان و مال کرنے کی ٹھان لی تو ایک کی قربانی خدا کی طرف سے منظور کی گئی (کیونکہ وہ صحیح تجویز و تدبیر سے تھی) اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (کیونکہ بے اصولی تھی)۔ تو دوسرے نے پہلے کو (غصے میں آکر) کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا تو پہلے نے جواب دیا کہ خدا تو صرف صحیح معنوں میں ڈرنے والوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے (تم نے اپنی قربانی کو غلط اصولوں پر اور خدا کے قاعدوں کے خلاف چل کر کیا ہوگا) اور اگر تُو نے (مجھ سے ناحق حسد کر کے مجھ پر دست درازی کی کہ مجھے قتل کر دے، تو میں تو تم پر کبھی اقدام نہ کروں گا کہ تجھ کو (ناحق) قتل کر دوں کیونکہ میں تو دنیا جہان کے پروردگار خدا سے ڈرتا ہوں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے اور اپنے دونوں کے گناہ کو تو ہی اٹھالے تاکہ تو جہنم والوں سے ہو جائے۔ پھر اس دوسرے شخص کے نفس نے اُس کو آمادہ کرلیا کہ اپنے بھائی کو قتل کر دے، سو اُس کو قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانیوالوں میں سے ہو گیا۔ پھر خدا نے وہاں ایک کوّا بھیج دیا جو اپنے پاؤں سے کرید کرید کر قاتل کو دکھاتا تھا کہ کس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو زمین کے اندر چھپا دے (لیکن وہ یہ بھی نہ کرسکا اور) کہنے لگا کہ افسوس مجھ پر کہ میں اب اتنا کرنے سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوّے کی طرح ہو جاؤں تاکہ اپنے بھائی کی لاش ہی کو زمین میں دفن کر دوں تو وہ شرمندہ ہونیوالوں میں سے ہو گیا۔ (اس قصے کے بیان کرنے کے بعد) اے محمدؐ! تو اپنی قوم کو یہ سمجھا کہ دیکھو قربانیاں بھی کسی صحیح تجویز و تدبیر سے ہُوا کرتی ہیں۔ جو لوگ اپنی ناکامیوں کے طیش میں آکر کامیاب لوگوں سے ناحق حسد کر کے اُن کو فنا کرنا چاہتے ہیں اور خود کامیاب ہونے کی سعی نہیں کرتے وہ اس قاتل کی طرح اپنے کئے کو چھپا نہیں سکتے اور بالآخر نادم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس لئے اے لوگو! بنی اسرائیل کی طرح بزدل نہ بنو اور کہو کہ ہم قتال بالسیف کر کے غالب نہیں آسکتے بلکہ اگر ہمارے دشمن خود کسی ملک کو چھوڑ دیں گے تو ہم اس پر قبضہ کرلیں گے یا اُن دو بھائیوں میں سے قاتل بھائی کی طرح نہ بنو جس نے اپنے بھائی کو حسد میں آکر ہلاک کر دیا تھا، بلکہ اپنی ہمت سے کامیاب اور فتح مند ہو کر دکھلاؤ، کیونکہ خدا سے صحیح معنوں میں ڈرنے والی اور دوسروں کو ناحق قتل نہ کرنے والی قوم ہی بالآخر منظورِ خدا ہوتی ہے۔

جس قوم نے انسانی جان کی قدر و قیمت کو نہ پہچانا اُس نے گویا تمام نوعِ انسانی کو قتل کر دیا!

اسی وجہ سے اے محمدؐ! ہم نے بنی اسرائیل کو خدا کا صحیح معنوں میں ڈر اُن کے افراد میں پیدا کرنے کے لئے فیصلہ کر دیا تھا کہ جس قوم میں

Marfat.com

انسانی جان کی قیمت کا احساس نہ رہا اور اس نے انسانی جان کو بغیر اس کا بدلہ لینے کے قتل کیا تو وہ قوم دنیا میں سب سے بڑی مفسد فی الارض ہو گئی اور اس نے بنی نوع انسان کو درندوں کی زندگی کی ادنیٰ سطح پر لاکر تمام نوع انسان کو قتل کر دیا اور جس قوم نے انسانی زندگی کو قیمتی سمجھ کر اُس کی پوری حفاظت کی اُس نے نوع انسان کو زندہ کر دیا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ہمارے رسول (اسی طرح کے) روشن (اور زندہ کر دینے والے) احکام لے کر آئے تھے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ ان احکام کے آنے کے بعد بھی حسد سے تجاوز کرتے گئے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ○ : (۵/۵)۔

یہود و نصاریٰ کو جہاں پاؤ قتل کردو!

تو (اے ایمان والو!) ان یہود اور نصاریٰ کی سزا جو آج اللہ اور اُس کے رسولؐ سے برسرِ پیکار ہیں اور دنیا میں (مسلمانوں کے ساتھ ایک نہ ہو کر) فساد مچا رہے ہیں (اور فتح مکہ کے بعد بھی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں) یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے، یا ان کو پھانسی دے دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اُلٹی طرف سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلا وطن کر دیا جائے۔ یہ اُن کی رسوائی اس دنیا میں ہے اور آخرت میں تو اُن کو بڑا عذاب ہو گا۔ البتہ وہ لوگ جو باز آ جائیں ان سے خدا عفو و درگزر کرے گا۔

چھٹے رکوع میں کہا۔ اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور (اسی ڈر سے) خدا کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور راہِ خدا قائم کرنے کے لئے جہاد بالسیف کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ منکرینِ خدا و رسولؐ تو اگر جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو، بطور فدیہ دے کر یوم قیامت کے عذاب سے چھوٹنا چاہیں تو یہ فدیہ قبول نہ کیا جائے گا اور ان کو دردناک عذاب ہے (جب ان کو عذاب ملے گا تو) یہ چاہیں گے کہ اس جہنم سے نکل جائیں، لیکن وہ نہ نکل سکیں گے اور ان کو دائمی عذاب ہے۔

چور کے دونوں ہاتھ کاٹنے سے کیا مُراد ہے؟

اور چور مرد اور چور عورت کے دونوں ہاتھوں کو (ہتھکڑی لگا کر) کاٹ دو (یعنی بیکار کر دو) یہ ان کے کئے کی سزا بطورِ عبرت کے خدا کی طرف سے ہے اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ تو جو چور اس ظلم کے بعد باز آ جائے اور درست ہو جائے تو خدا بے شک اس کو معاف کر دے گا(×)

(×) اگر چور کے ہاتھ فی الحقیقت کاٹ دیئے گئے تو پھر اُس کے چوری سے توبہ کرنے پر خدا اُس کو کیا معاف کر سکے گا یا اگر معاف بھی کیا تو چور اُس کو کیا معافی سمجھے گا اس لئے فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا کے معنی فی الحقیقت ہاتھ کاٹنے کے نہیں بلکہ اُس کو ہتھکڑی لگا کر اس کی چوری کے فعل کو منقطع کر دینا ہے، ورنہ چوری کے معمولی فعل پر کسی انسان کے ہاتھ کاٹ دینا بڑی ظالمانہ سزا ہے۔

وہ حقیقت میں بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ زمین و آسمان کی ملکیت خدا کی ہے اس لئے وہ جس کو مناسب سمجھے عذاب دے اور جس کو چاہے معاف کر دے۔

یہودی بڑے جھوٹ سننے والے، حرام کھانے والے ہیں

اے رسولؐ! تم ان لوگوں کا غم نہ کرو جو کفر کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ منہ سے کہتے ہیں کہ ایمان لے آئے لیکن ان کے دل نہیں مانتے اور ان یہودیوں میں سے (تو کیا کہا جائے) وہ لوگ ہیں جو بڑے جھوٹ کے سننے والے اور دوسرے لوگوں (کی طرف سے فساد پیدا کرانے کے لئے (خبروں کے) بڑے سننے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (ابھی) تمہیں نہیں ملے۔ وہ (سنتے کچھ ہیں اور) بات کو اس کے موقعوں اور مقاموں سے سن لینے کے بعد توڑ مروڑ کر (اور مبالغہ کا رنگ دے کر) نشر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ بات پیش کی جائے تو مان لو اور اگر نہ دی جائے تو اجتناب کرو اور جس کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہے تو تو اسے اللہ سے کچھ بچا نہ سکے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل خدا پاک نہیں کرنا چاہتا ان کو اس دنیا میں رسوائی ہے اور بالآخر بڑا عذاب ہے۔ یہ لوگ بڑے جھوٹ کے سننے والے ہیں، (بڑے) حرام کھانے والے ہیں تو اگر یہ تمہارے پاس (کسی جھگڑے کو طے کرانے کے لئے) آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا کرو لیکن ان سے الگ الگ رہو اور اگر تو ان کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرے تو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کر (تاکہ یہ تیرے انصاف سے متاثر ہو کر تیری طرف مائل ہوں) کیونکہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہ تمہیں اچھی نیت سے حکم اور منصف مقرر نہیں کرتے) اور کس طرح وہ مقرر کریں حالانکہ ان کے پاس (ان کی اپنی الہامی کتاب) تورات موجود ہے (اس کا ثبوت یہ ہے کہ) وہ پھر تمہارے دینے کے بعد تم سے منہ پھیر لیتے ہیں اور یہ لوگ ایمان لانے والے ہیں ہی نہیں!

انسانی جان کی قدر و قیمت کو واضح کرنے کے لئے
ہم نے تورات میں آنکھ کے بدلے آنکھ کا قانون نافذ کیا تھا!

ساتویں رکوع میں کہا کہ بے شک ہم نے تورات کو اتارا۔ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی سے اللہ کو تسلیم کرنے والے انبیاء یہودیوں کے لئے اور (ان کے بعد) ان کے ربانی اور احبار لوگ فیصلے کرتے رہے اس لئے کہ کتاب خدا کی حفاظت ان سے مطلوب تھی اور وہ یہودیوں کے اعمال کے گواہ مقرر تھے اور (ان کو کہا گیا تھا کہ) لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ خدا ہی سے ڈرتے رہو اور میری آیات کو تھوڑے سے ذاتی فائدے کے بدلے نہ بیچو (لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور غلط سلط فیصلے جیسے ان کے نفس چاہتے تھے، دیتے رہے) تو جو خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہی کافر ہے۔ اور ہم نے ان یہودیوں پر قطعی طور پر فرض کر دیا تھا کہ (انسانی جان کے پورے احترام کی خاطر) ہر جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت لیا جائے اور باقی زخموں میں بھی قصاص ہو۔ پھر جس نے معاف کر دیا قصاص کو، تو یہ معاف کر دینا اس کے گناہوں کا کفارہ ہے (اس قطعی حکم پر عمل کرنے سے یہودیوں میں سب

برائیاں اور لڑائی جھگڑے ختم ہو جاتے اور وہ ایک غالب قوم بن جاتی، لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا) تو جو قوم خدا کے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتی وہی ظالم قوم ہے۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے قدم بہ قدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اس تورات کی تصدیق کرتا تھا جو ان کے سامنے تھی اور اس کو انجیل دی جس میں (بھی) ہدایت اور نور تھے اور وہ انجیل بھی تورات کی تصدیق کرتی تھی جو اس کے سامنے تھی اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ اور وہ اس واسطے بھی تھی کہ اہلِ انجیل ان احکام کے مطابق فیصلہ کریں جو اس میں خدا نے اتارے تھے اور جو قوم خدا کے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتی وہ بدکار قوم ہے۔ اب ہم نے تم پر کتاب اتاری ہے جو برحق ہے، یہ بھی اس کی تصدیق کر رہی ہے جو اس کے سامنے کتابِ خدا (یعنی صحیفۂ فطرت میں سے ہے) اور اسی کی محافظ ہے۔ تو اے محمدؐ! تو بھی خدا کے احکام کے مطابق فیصلے کیا کر اور ان کی نفسانی خواہشات کی پیروی حق بات کو چھوڑ کر نہ کرنا۔

تم انسان ایک اُمت نہیں بنتے، اس لئے ہر قوم اپنے اپنے مذہب پر رہ کر نیک عمل کرے!

ہم نے تم میں سے ہر قوم کے لئے ایک (مخصوص) چلن اور راستہ (شرعةً و منهاجًا) مقرر کر دیا ہے اور اگر خدا اپنی مرضی کے مطابق کرتا تو ضرور تم بنی نوع انسان کو ایک اُمت بنا دیتا (لیکن تم وہ بدکار نسل ہو کہ مکّہ کا رسولؐ تم کو تیئس برس سے پکار پکار کر ایک امت بنانے کے درپے ہے، لیکن تم نہیں بنتے اور تمہارے ایک اُمت بننے کی اُمید ہی نہیں رہی، اس لئے اب لاچار تم میں سے ہر قوم کے لئے ایک مخصوص شریعت اور منہاج مقرر کر دیا ہے) تاکہ وہ تمہیں اس بات میں آزمائے جو تمہیں دی ہے تو اب تم سب قومیں (الگ الگ رہ کر) نیک کاموں کی طرف لپک لپک کر لگ جاؤ۔ تم سب کو بالآخر خدا کی طرف لوٹنا ہے، پھر اس وقت تمہارے اختلافات کے بارے میں تم کو خبر دے گا (کہ کس قدر مکروہ تھے اور ان اختلافات نے تم کو کس قدر نقصان پہنچایا اور تم مقصدِ پیدائش کائنات حاصل کرنے سے محروم رہے)۔۔۔۔۔ اخیر میں کہا گیا۔ یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں (یعنی وہ فیصلے چاہتے ہیں جن کے باعث رفتہ رفتہ ان کی روشنی سلب ہو چکی ہے اور وہ جاہلیت کے اندھیرے میں پڑے ہیں) تو علم و یقین والی قوم کے لئے خدا سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

مومن یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بنائیں!

آٹھویں رکوع میں کہا۔ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے (تمہارے خلاف) ہم راز ہیں۔ تو جو تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہے اور خدا ظالم قوم کو راہِ راست نہیں دکھاتا۔ تو دیکھتا ہے کہ مسلمانوں میں سے جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ کر ان سے ملتے ہیں اور عذر یہ کرتے ہیں کہ (ان سے بنا کر رکھنی چاہیئے) ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔ سو قریب ہے کہ خدا (فتح مکّہ کے علاوہ تمام عرب پر تمہیں) فتح دے یا کوئی دوسرا حکم اپنی طرف سے دے، پھر یہ لوگ اس دشمنی پر جو چھپاتے ہیں پچھتائیں۔ اور ایمان والے (تو اس قدر بھولے بھالے ہیں کہ) کہتے ہیں ان لوگوں نے تو اپنی پوری طاقت

Marfat.com

سے قسمیں کھائی ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور گھاٹے میں آ گئے۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو (وہ جہنم میں جائے تم ان کی پروا نہ کرو)۔

ایمان والے عنقریب غالب آجائیں گے!

عنقریب خدا ایک ایسی جماعت کو پیدا کر دے گا جن کو وہ پیار کرے گا اور وہ خدا کے دوست ہوں گے، مومنوں پر بڑے نرم دل اور کافروں پر بڑے سخت ہوں گے۔ وہ خدا کی راہ کو قائم کرنے کے لئے جہاد بالسیف کریں گے اور کسی دشمن کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ خدا کا بڑا فضل ہوگا۔۔۔۔ تمہارا دوست تو صرف اللہ اور اُس کا رسولؐ ہے اور وہ ایمان والے جو الصّلوٰۃ اور الزکوٰۃ کو قائم کرتے ہیں اور خدا کے احکام کے آگے سر جھکانے والے ہیں (وَهُمْ رَاكِعُونَ) اور جس نے خدا اور اُس کے رسولؐ اور ایمان والوں سے دوستی کی تو یاد رکھو کہ خدا کا گروہ ہی غالب ہوگا۔

اہلِ کتاب اور کفار نماز کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں!

نویں رکوع میں کہا۔ اہلِ کتاب اور کفار میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مخول اور کھیل سمجھ لیا ہے ان کو دوست نہ بناؤ، اور اگر ایماندار ہو تو خدا سے ڈرتے رہو اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب تم نماز کے لئے لوگوں کو (اذان دے کر) بلاتے ہو تو اس کو یہ ہنسی کھیل سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ایک بیوقوف قوم ہے۔ (اے محمدؐ!) ان اہلِ کتاب کو کہہ دو کہ کیا تم ہم سے اس لئے بَیر لیتے ہو کہ ہم خدا پر ایمان لے آئے اور اس پر بھی جو ہم پر اُترا اور جو اس سے پہلے تم پر اترا تھا اور تم میں سے اکثر لوگ بدکار ہو۔ کہہ دے کیا میں تم کو اس سے بھی بدتر بات بتاؤں جو خدا کے نزدیک جزا کے اعتبار سے ہے۔ وہ وہ قوم ہے جس پر اللہ نے لعنت بھیج کر اور اُس پر اپنا غضب نازل کر کے اُن کو بندر اور سؤر اور شیطان کے بندے بنا دیا (جیسا کہ تم سے پہلے اہلِ کتاب کو بنا دیا تھا)۔۔۔ پھر کہا تو اُن میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ گناہوں اور ظلم کی طرف لپکتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔۔۔۔ ان کے مذہبی رہنما ان کو جھوٹ بولنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے۔۔۔۔ پھر کہا۔ یہود کہتے ہیں خدا تو بڑا کنجوس ہے (جو مسلمانوں کو تنگ رکھتا ہے)۔ خدا انہی کے ہاتھوں ان کو غارت کرے اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے۔ خدا کے ہاتھ بالکل کھلے ہوئے ہیں، وہ تو جس طرح مناسب سمجھتا ہے مسلمانوں کو دے رہا ہے اور ضرور ہے کہ خدا ان میں سے اکثر کو تمہارے پیغام کے متعلق زیادہ سرکش اور منکر کر دے۔ ہم نے یوم قیامت تک ان کے درمیان عداوت اور کینہ ڈال دیا ہے جب جب وہ تمہارے خلاف آتشِ جنگ بھڑکاتے ہیں خدا اس آگ کو بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں۔

اہلِ کتاب اگر تورات اور انجیل پر ہی کما حقہٗ چلتے تو بے حساب نعمتیں خدا سے حاصل کرتے!

۔۔۔۔ حالانکہ اگر یہ اہلِ کتاب ایمان لاتے اور خدا سے ڈرتے تو ہم ان کی تمام اجتماعی بدحالیاں دُور کر دیتے اور ان کو نہایت آرام دہ باغوں میں داخل کر دیتے۔ اگر یہ اہلِ کتاب تورات اور انجیل پر ہی قائم رہتے یا اس پر جو اُن کے پروردگار نے ان پر اتارا تھا (اور قرآن پر بھی

Marfat.com

نہ چلتے) تو ہم اُن کو اُوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے رزق دے کر نعمتوں سے مالا مال کر دیتے (اس میں شک نہیں کہ) ان میں سے ایک گروہ تو میانہ رَو ہے اور اکثر بُرے عمل والے ہیں۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۵: ۹)۔

جو قوم بھی خُدا کے احکام پر عامل ہے اُس کو کچھ باک نہیں

دسویں رکوع میں کہا کہ اے رسولؐ جو کچھ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اُتارا گیا ہے اس کو (لوگوں تک) پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کا پیغام کچھ نہ پہنچایا اور اللہ تجھ کو لوگوں (کی شرارتوں) سے بچائے رکھے۔ خدا کسی کافر قوم کو راہِ راست نہیں دکھلاتا۔ کہدے کہ اے اہلِ کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل پر اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر اُتارا گیا اُس پر قائم نہ ہو جاؤ، تم کس منہ سے کسی بات کا دعویٰ کر سکتے ہو (لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ) اور (اگر یہ اپنی کتابوں پر بھی قائم نہیں ہوتے تو) ضرور ہے کہ خدا جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تم پر اُتارا گیا ہے (اور جس میں اور بھی زیادہ سخت احکام ہیں) اس کے متعلق ان کی سرکشی اور اِنکار اور زیادہ کر دے۔ تو کافر قوم پر غم نہ کرو (ان کا ٹھکانا ہی جہنم ہے) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور یہودی اور صابی اور نصاریٰ، ان میں سے جو بھی (صحیح معنوں میں) خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لایا اور اُس نے عمدہ عمل کئے تو (بلا لحاظ اس کے کہ وہ کسی گروہ سے ہے) اس کو خوف نہ ہوگا اور نہ حُزن (اور ان کو بالآخر غلبہ اور بادشاہت ہے)۔

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ خدائے واحد کے مقر نہیں، ان کا ٹھکانا جہنم ہے

پھر کہا کہ ہم نے بنی اسرائیل سے فی الحقیقت عہد باندھا تھا اور ان کی طرف (کئی) رسول بھی بھیجے لیکن جب جب ان کے پاس کوئی رسول ایسا آیا جو ان کی مرضی کے مطابق نہ تھا تو ایک گروہ نے اُس کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ (اس طرح پر) فتنہ تھم جائے گا، پھر اندھے اور بہرے ہو گئے، پھر اللہ نے ان کو معاف کر دیا، پھر (دوسری بار) ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ جو کچھ وہ کر رہے تھے اُس کو بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر کہا بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں کہ مسیحؑ بن مریم خدا ہے، حالانکہ مسیحؑ نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم خدا کی ملازمت اختیار کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے (اَعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ) کیونکہ درحقیقت جس نے خدا کے ساتھ کوئی اور حاکم شریک کیا تو خدا نے اس پر الجنّة حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالم لوگوں کا تو کوئی مددگار ہی نہیں (علیٰ ہذا القیاس) وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تو تین خداؤں میں سے تیسرے درجہ پر ہے (ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ) حالانکہ حاکم سوائے اللہ کے دوسرا نہیں۔ تو اگر وہ اُس قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کافر ہیں اُن کو دردناک عذاب ملے گا۔ کیا یہ لوگ اللہ کی طرف واپس نہیں آتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے، حالانکہ خدا بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور مسیحؑ

Marfat.com

بن مریم تو صرف ایک رسول تھا جس سے پہلے کئی رسول گزر چکے اور اُس کی ماں اپنے عمل سے ایمان کی تصدیق کرنے والی تھی (وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ)۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (پھر کس طرح خدا ہو سکتے تھے)۔ دیکھ ہم کس طرح اپنی آیتیں ان کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ کہ وہ کس طرف بہکے جا رہے ہیں (اے محمدؐ!) کہہ دے کہ کیا تم خدا کو چھوڑ کر ان کے ملازم بنے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں اور خدا ہی تو ہے جو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اے اہل کتاب! اپنے دیندار ہونے کا ناحق مبالغہ نہ کرو (لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ) اور نہ ان لوگوں کی خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرو جو اس سے پیشتر گمراہ ہو چکے اور جنہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا تھا اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے تھے۔

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی اور مشرک ہیں اور قابل برداشت دشمن نصاریٰ ہیں، ان سے دوستی کچھ کچھ جائز ہے

پھر گیارھویں رکوع میں کہا کہ داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے ان لوگوں پر جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہو گئے پھٹکار ڈالی گئی یہ اس لئے کہ وہ خدا کے نافرمان ہو گئے اور قانونِ خدا کی حدوں سے باہر ہو گئے تھے۔ وہ بُری باتوں کے کرنے سے باز نہ آتے تھے اور بہت ہی بُرا تھا جو وہ کر رہے تھے۔ تو ان میں سے بہتوں کو کافروں سے دوستی کرتے ہوئے دیکھے گا، بہت ہی بُرا ہے وہ کچھ جو انہوں نے اپنی جانوں کے لئے سامان تیار کیا، یہاں تک کہ خدا ان سے ناراض ہو گیا اور اب وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور اس کے نبیؐ پر اور جو کچھ اس پر نازل ہوا اس پر ایمان لے آتے اور کفار سے دوستی نہ کرتے (تو ان کے لئے اچھا ہوتا) لیکن ان میں سے اکثر بدکار ہیں۔ (اے محمدؐ!) تو یہودیوں اور مشرکوں کو مسلمانوں سے عداوت کرنے میں سب سے زیادہ سخت پائے گا اور محبت میں سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پائے گا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں، یہ اس لئے کہ ان نصاریٰ میں عالم اور گوشہ نشین لوگ ہیں (جو خوفِ خدا کرتے رہتے ہیں) اور اس لئے بھی کہ (حق بات کو تسلیم کر لیتے ہیں اور) اکڑباز نہیں: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ (۵/۱۱) بلکہ (وہ اس قدر نرم دل لوگ ہیں کہ) جب وہ رسولؐ سے جو کچھ اس پر اتارا گیا سنتے ہیں تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں اس لئے کہ انہوں نے حقیقت کو پہچان لیا اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے اس لئے ہمارا نام گواہوں میں لکھ لے: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (۵/۱۱)۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایمان لانے میں کونسا عذر ہے اور اس سچائی پر جو ہمارے پاس آئی ہے اور ہم بھی اس کی طمع رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو صالح قوم کے ساتھ شامل کرے۔ تو ایسے لوگوں کو خدا ان سرسبز باغوں میں داخل کرتا ہے جن کے میدانوں میں بڑے بڑے دریا بہہ رہے ہوں گے اور حُسنِ عمل کرنے والوں کی جزا یہی ہے . . . .

Marfat.com

حلالِ چیزوں کو قسم کھا کر اپنے پر حرام کر لینا ناجائز ہے اور اس کا کفّارہ مقرّر ہے

بارھویں رکوع میں کہا کہ اَے ایمان والو! پاک چیزوں کو جو خدا نے تم پر حلال کی ہیں حرام نہ ٹھہراؤ (مثلاً تم میں سے بعض نے جو ناحق طور پر قسم کھا کر ارادہ کر لیا ہے کہ وہ پیٹ بھر کر نہ کھائیں گے، نہ عورتوں سے ہمبستری کریں گے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ارادے ناجائز ہیں) (ہاں البتہ) حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اس میں سے حلال اور پاکیزہ اشیا کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ خدا تمہاری بے ہودہ قسموں کے توڑنے پر گرفت نہیں کرتا۔ البتہ اُن پر گرفت کرتا ہے جو تم نے پختہ (وجوہات کو سامنے رکھ کر کسی مستقل ارادے سے) کھائی ہوں تو ایسی قسموں کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جیسا کہ تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا اُن کو کپڑے دے دینا یا ایک گردن (یعنی ایک غلام) کو آزاد کرنا ہے۔ لیکن جس کو یہ میسّر نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح خدا تمہیں اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کی قدر کرو: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۵/۱۲)۔

شراب، جوا اور ازلام وغیرہ کی حرمت کے قطعی احکام:

پھر چونکہ اس وقت تک شراب اور جوا اور بتوں کی تعظیم کے لئے ان کے تھانوں پر جانور ذبح کرنا (والانصاب) اور پانسے کے تیروں سے گوشت وغیرہ تقسیم کرنا (والازلام) حرام قرار نہیں دیئے گئے تھے، معاً کہا کہ اَے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا بازی اور انصاب اور ازلام سب کے سب ناپاک **شیطانی اعمال** ہیں اس لئے **ان سب سے** بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ان ناجائز مجلسوں اور اتفاقی کھیلوں یعنی شراب اور جوئے سے تمہارے مابین دشمنی اور بُغض ڈال دے اور تمہیں خدا کے کھٹکے کو دل میں رکھنے سے اور الصلٰوۃ سے ہٹا دے تو کیا تم اب باز آ جاؤ گے؟ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے جاؤ اور نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ پھر اگر تم رُوگردانی کرو تو جان لو کہ ہمارے رسولؐ کا ذمہ تو صرف اس قدر ہے کہ واضح طور پر پیغام پہنچا دے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ

Marfat.com

فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ج فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ (۵/۱۲)۔ پھر کہا کہ ایمان اور عمل صالح والی جماعت جو حرام شے اس سے پہلے کھا چکی اور بعد ازاں بچتی رہی اس پر کوئی گناہ نہیں۔

حالتِ احرام میں شکار منع ہے اور رسُوم کو جاری کرنا اتحادِ عمل پیدا کرنے کے لیے ہے!

تیرھویں رکوع میں کہا کہ حالتِ احرام میں شکار نہ کرو، تو جو ایسا کرے اُس کو دو انصاف کرنے والوں کے فیصلے کے مطابق اس شکار کے برابر قربانی ادا کرنی لازم ہے یا چند مسکینوں کو کھانا دینا یا اس کے برابر چند روزے رکھنا ہے۔ پھر کہا کہ تم پر سمندر یا دریا کا شکار مسافرین اور تمہارے لئے حلال کر دیا گیا اور خشکی کا شکار جب تک کہ احرام باندھے ہوئے ہو حرام کر دیا گیا۔ پھر کہا کہ خدا نے خانہ کعبہ کو بیت الحرام قرار دیا ہے، تمام بنی نوع انسان کے لئے اور چار حُرمت والے مہینوں یعنی شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے) مہینوں کو قابلِ تنظیم قرار دیا ہے اور (اسی طرح) قربانی کے جانوروں اور پٹے ڈالے ہوئے جانوروں کو جو قربانی کے لئے مخصوص ہوتے ہیں، قابلِ تنظیم قرار دیا ہے (تاکہ تمام قوم کے اس مجموعی اور اجتماعی عمل سے ایک راہ پر لگے اور) تاکہ تم بھی جان لو کہ خدا آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کا پورا علم رکھتا ہے اور انسانی قوموں کو جو نصیحت کرنے سے متحد نہیں ہوتیں رسموں کو جاری کرنے سے اتحاد پیدا کرنا بھی جانتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

چودھویں رکوع میں کہا کہ یہ بُت پرست لوگ جو مختلف قسم کی اُونٹنیوں اور اونٹوں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے (یعنی آزاد کر دیتے) ہیں اور ان کا دودھ، گوشت اور اُن پر سواری کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ یہ سب لغو باتیں خدا پر تہمت کے طور پر ہیں۔ خدا نے ان میں سے کسی کو حرام نہیں کیا اور یہ اس لئے کہ وہ اکثر بے عقل لوگ ہیں اور جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے رسولؐ پر اتارا تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو وہی کافی ہے جن باتوں پر ہمارے باپ دادا قائم تھے حالانکہ ان کے باپ دادا جاہلِ مطلق اور گمراہ تھے۔ پھر کہا کہ اے مسلمانو! اپنی حفاظت کرو، گمراہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے، اگر تم راہِ راست پر رہو۔

وصیت کرتے وقت دو گواہوں کی شہادت لازمی ہے!

پھر کہا۔ اے مسلمانو! جب تمہیں موت آ جائے تو وصیت کرنے کے وقت دو معتبر اور انصاف والے گواہوں کی شہادت لو جو تم مسلمانوں میں سے ہوں یا اگر تم کو سفر کی حالت میں موت آ جائے تو دو غیر مسلم معتبروں کی شہادت ہی کافی ہے، بشرطیکہ نماز کے بعد تم اُن سے خدا کی قسم لو کہ ہم اس شہادت کو تھوڑے سے نفع کے بدلے نہ بیچیں گے، خواہ وہ ہمارے عزیز ہی کیوں نہ ہوں اور نہ اُس شہادت کو چھپائیں گے۔ پھر اگر تمہیں ان کے پھر جانے کے متعلق شک ہو تو دو اور معتبر گواہ لو جو اسی طرح کی قسمیں کھائیں۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ پر خدا کے مخصوص احسانات:

۳۲ برس کی عمر میں ھی طبابت میں حضرت عیسیٰ کی مہارت وغیرہ وغیرہ

پندرھویں رکوع میں کہا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ خدا سب رسولوں کو اکٹھا کر کے ان سے پوچھے گا کہ بنی نوع انسان نے ہمارے دیئے ہوئے پیغام کو کس طرح قبول کیا۔ وہ کہیں گے ہمیں تو کوئی علم نہیں کہ وہ ہمارے پیچھے کس ہدایت یا گمراہی میں رہے، تو ہی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہ وقت بھی آنے والا ہے جب خدا عیسیٰ بن مریم سے کہے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے احسان کو جو میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر کیا تھا یاد کر جب کہ میں نے روح القدس (عقل اول یعنی حضرت جبریل) کو تمہاری مدد کے لئے دیا تھا (کہ بتیس برس کی چھوٹی سی عمر میں ہی تمہارے دیئے ہوئے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلا دے) اور تو (بھی) اس قدر ذہین اور صاحب ہوش و فہم تھا کہ) لوگوں سے گہوارے میں لیٹ کر باتیں کرتا تھا اور بڑی عمر میں بھی اور جب میں نے (تمہاری چھوٹی سی عمر میں ہی) تم کو الکتٰب (قانون الٰہی) اور الحکمۃ سکھلا دی اور توراۃ اور انجیل کا علم دے دیا اور جب تو (بڑا ہو کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے) مٹی سے پرندے کا ایک بت سا بنا کر پھونکا کرتا تھا تو وہ بت میرے حکم سے زندہ پرندہ بن جاتا تھا(×) اور جب تو (طبیبوں اور حکیموں کے مشہور اسیری فرقہ کے ایک ممتاز رکن ہونے کی حیثیت سے حکمت اور طبابت میں اس قدر ماہر ہو گیا تھا کہ) مادر زاد اندھے کو بصارت دے دیا کرتا تھا، اور کوڑھوں کو میرے حکم سے صحت مند کر دیتا تھا اور وہ وقت یاد کر جب کہ تو اپنے بے مثال طبیب ہونے کے باعث قریب المرگ انسانوں (بلکہ بظاہر مرے ہوئے انسانوں) کو میرے حکم سے اپنی دوا دے کر زندہ کر دیتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کے ظلم کو جو وہ تم پر کر رہے تھے روک دیا تھا جب کہ تو ان کے پاس روشن آیات لے کر آیا تھا اور کافر لوگ جو ان میں سے تھے وہ (تو تمہارا المتحز

(×) حضرت عیسیٰ کی شخصیت کے متعلق جو انکشافات حال میں ہوئے ہیں ان کی تفصیل کے لئے تذکرہ کے دیباچہ کے صفحات کا مطالعہ لازمی ہے اس سے معلوم ہو گا کہ حضرت کے ہم عصر اور واقعہ صلیب کے ایک عینی شاہد نے جو خط اپنے سلسلے کے احباب کو مصر میں لکھا وہ ایک پتھر کی تختی پر تھا جو مصر سے دریافت ہوئی ہے اور اس وقت جرمنی میں فری میسن جماعت کے پاس موجود ہے۔ اس تختی میں اس عینی شاہد نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہیں وہ صرف چند گھنٹے ہفتہ کے دن لٹکائے گئے اور بعد میں دوا دارو کرنے سے جو ان کے دوستوں نے کیا تین دن کے بعد تندرست ہو گئے اور پھر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس خط میں ہے کہ حضرت عیسیٰ اسیری فرقہ کے جو تمام دنیا میں ماہر طبیبوں کا ایک گروہ تھا رکن اعظم تھے اور وہ صحیفۂ فطرت کے اکثر علوم کے ماہر اتنی چھوٹی عمر میں ہو گئے تھے۔ الغرض خدا نے حضرت عیسیٰ پر یہ احسان صحیح جتلائے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ۳۲ برس کی عمر میں ہی ان کا پیغام تمام دنیا میں پھیل گیا اور انبیاء میں سب سے چھوٹی عمر کے تھے۔

Marfat.com

اڑاتے تھے اور) کہتے تھے کہ یہ تو کھلا جادو (اور جھوٹ) ہے۔ اور وہ وقت یاد کر جب میں تمہارے (بارہ) حواریوں کے دلوں میں وحی کر دی (یعنی ان کے دلوں میں ڈال دیا) کہ مجھ پر اور میرے رسولؐ پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے اقرار کر لیا کہ ہم ایمان لے آئے اور اے خدا! گواہ رہ کہ ہم ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت عیسٰی کی وساطت سے من وسلوے کا نازل ہونا!

اور وہ وقت یاد کر جب تیرے حواریوں نے ایمان لانے کے بعد شک کے طور پر کہا کہ اے عیسٰی بن مریم! کہ (اگر تو فی الحقیقت خدا کا رسول ہے تو) کیا تم میں طاقت ہے کہ تیرے کہنے پر تیرا پروردگار ہم پر آسمان سے ایک (مکلف) دستر خوان نعمت نازل کرے تو تو نے کہا (ہاں بے شک ایسا ہو سکتا ہے مگر) خدا سے ڈرتے رہو اگر تم ایمان والے ہو، تو حواریوں نے کہا کہ (یہ فرمائش ہم اس لئے کرتے ہیں کہ) علاوہ اس کے کہ ہم اس خوانِ نعمت میں سے عمدہ عمدہ چیزیں بھی کھائیں گے (لیکن اصل مقصد یہ ہے کہ) ہمارے دل (تمہارے برحق نبی ہونے پر) مطمئن ہو جائیں اور ہمیں اس امر کا یقینی علم ہو جائے کہ تو نے اپنے نبی ہونے کے دعوے کو سچ کر دکھایا اور تاکہ ہم تمہارے نبی ہونے پر (عینی) گواہ ہو جائیں۔ تو عیسٰی بن مریم نے خدا کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے پروردگار اللہ! ضرور ہم پر آسمان سے ایک خوانِ نعمت نازل کر تاکہ میرے حواریوں کے لئے (جو مجھ پر پورا ایمان نہیں رکھتے اور میرے نبی ہونے پر شک کرتے ہیں) یہ خوانِ نعمت ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے خوشی کا سامان اور عید بن جائے اور تیری طرف سے (میرے نبی ہونے کی) ایک نشانی بن جائے اور ہمیں یہ نعمت عطا فرما کیونکہ تو بہترین رزق دینے والا ہے۔ تو خدا نے عیسٰی کو کہا کہ میں اس خوانِ نعمت کو بے شک تمہارے پیروؤں پر اتارنے والا ہوں لیکن اگر اس (تعجب انگیز نشانی کے نازل ہونے) کے بعد بھی تمہارے پیروؤں نے میرا انکار کیا (اور تمہیں نبی نہ مانا) تو میں ان کو ایسا دردناک عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں سے کسی اور کو اس طرح کا عذاب نہ دیا ہوگا: يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا

Marfat.com

عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ع :(۵/۱۵)۔

حضرت عیسٰی کا خدا کے حضور میں قطعی انکار کہ "میں نے کبھی نہ کہا تھا کہ مجھے خدا کا بیٹا مانو"!

پھر حضرت عیسٰی پر ان تمام تسا قسم کے احسان جتلانے کے بعد جو ان کی بتیس برس کی مختصر زندگی میں کئے تھے اور جس مختصر زندگی کے دوران میں کسی فردِ واحد نے آج تک اس قدر مقبولیت، اس قدر شہرت، اس قدر اثر و رسوخ اور اس قدر علم و فضل کے مرحلے ختم نہیں کئے خدا نے سولہویں رکوع میں حضرت عیسٰی کو اس طرح پر خطاب کیا کہ اللہ جل شانہ نے عیسٰی کو کہا کہ اے عیسٰی بن مریم! کیا (میرے ان تمام احسانوں کے بعد جو میں نے تم پر کئے) تم نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ مریم بنت عمران کو خدا بنا لو تو عیسٰی نے کہا۔ اے خدا تو پاک اور برگزیدہ ہے (میں اس الزام سے قطعاً بری ہوں، میری بساط کیا تھی کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق ہی نہ تھا: مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط۔ اگر میں نے درحقیقت (یہ عظیم الشان افترا تجھ پر باندھا تھا) اور یہ کہا تھا تو تجھے اس کا ضرور علم ہوتا۔ تو جو کچھ میرے جی میں ہے خوب جانتا ہے حالانکہ میں ہرگز نہیں جانتا جو کچھ تیرے جی میں ہے۔ تو ہی ہے جو چھپی بات جانتا ہے۔ میں نے تو وہی کچھ کہا جس کا حکم تو نے مجھے دیا تھا کہ میرے پروردگار اللہ کے ملازم بن جاؤ جو تمہارا پروردگار بھی ہے اور میں (اپنے اعمال ہمہ تن تیرے احکام کے لئے وقف کر کے) جب تک زندہ رہا ان پر تیرے موجود ہونے کا گواہ بنا رہا، پھر جب تو نے میری عمر پوری کر دی تو تو ہی ان لوگوں کا نگران رہا اور تو خود ہر شے کا گواہ ہے: وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ق بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ○ :(۵/۱۶)۔

پھر اس کے بعد کہا کہ (اے میرے رب! میری اس تشریح کے بعد) اگر تو ان (پرستارانِ مسیح اور تثلیث والوں) کو عذاب دیتا ہے تو وہ تیری مخلوق ہیں (تجھے پورا اختیار ہے) اور اگر تو ان کی شدید گمراہی سے درگزر کرنا چاہے تو بھی تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے: اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ :(۵/۱۶)۔ اس کے بعد کہا کہ یہی وہ وقت ہے کہ عمل کے ذریعے سے ایمان کی تصدیق کرنے والے لوگوں کو ان کی سچائی نفع دے گی اور وہ نفع سرسبز باغوں کی ابدی بادشاہت ہوگی جن کے میدانوں میں عظیم الشان دریا بہہ رہے ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ اللہ ایسے لوگوں سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے

راضی ہوگئے، اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (اور لوگو یاد رکھو کہ) آسمانوں اور زمین کی پوری سلطنت اللہ کی ہے اور جو کچھ ان میں ہے اس کی ملکیت ہے اور وہ اللہ ہر شے پر قادر ہے:- قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا فِیْھِنَّ ط وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ : (۵/۱۶).

الغرض ان تمام قسما قسم کی تنبیہوں کے بعد جو رسولِ خدا اور خدا کو وحی کے ذریعے سے یہود اور نصاریٰ کو مکہ کی بے مثال فتح کے بعد دینی پڑیں، یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ رسولِ خدا بڑے دل گردہ کے مالک تھے کہ یہ "گزارشیں" یہود سے آخری دم تک کرتے رہے۔ بالآخر اسی رسول کو اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ یعنی "یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو" کا حکم دینا پڑا اور تیئس برس کا یہ قصہ ختم ہو کر رہا!

زمین کی آبرو

اٹھو! کہ قہر رب میں ابھی ہو سکے ہے وقفہ
سب عالموں کو یکجاں کرو، وہ جو چار سو ہیں
ہو غریب کی حکومت، فرماں روا ہوں عالم
اور سب طرف صدا دو کہ زمین کی آبرو ہیں!
(حضرت علامہ المشرقی)

حمید الدین احمد ابن المشرقی

Marfat.com

(۳۲)

سنہ۱۰ھ میں رسولؐ خدا کے تمام عرب پر تسلّط اور گرد و نواح پر

غلبے کے ولولہ انگیز ارادے :

بیشمار وفود کی آمد، اسلام لانے کی دعوتیں، جھوٹے مدعیانِ نبوّت کا قلع قمع، ابراہیم کی وفات کا سخت ترین صدمہ

ایک لاکھ انسانوں کے ساتھ حج مکّہ، سنہ۱۱ھ کے محرّم میں شام پر حملہ کی تیاریاں، جُرف پر پڑاؤ،

صفر سنہ۱۱ھ میں بیماری کا اچانک خطرناک حملہ، عارضی افاقہ کے بعد آخری حملہ اور

۱۲ ربیعُ الاوّل کو عائشہ کی گود میں وفات :

مختلف حاکموں کی عرب میں تقرّری کے بعد حضرت علی کی بطورِ حاکم یمن تقرّری :

سنہ۱۰ھ کا شروع عرب کے مختلف وفود سے نپٹنے میں کٹا تو رسولؐ خدا نے عرب کے مختلف حصّوں میں اپنی طرف سے باضابطہ مقرّر کردہ حاکم بھیجنے شروع کر دیئے۔ صوبہ یمن میں دو حاکموں کے ناکام ہونے کے بعد انہوں نے حضرت علی کو روانہ کرنے کا قصد کیا۔ علی نے کچھ تردّد ظاہر کیا تو رسولؐ نے ان کے حق میں دعا مانگی کہ اے اللہ! علی کی رہنمائی کر اور اس کی زبان کو کشائش عطا کر۔ مزید ہدایت کی کہ اگر کسی معاملہ کا فیصلہ کرنا ہو تو فریقین کے بیان کو سُن۔ معلوم ہوتا ہے اب مُسلمانوں کے سپاہی میدانِ جنگ کی لڑائیاں ختم کر کے سیاست اور حکومت کے میدان میں مقرّر ہو رہے تھے اور اسی لئے ان کو اس میدان میں داخل ہونے سے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی تھی۔ حضرت علی کو رسولؐ نے ہاتھ میں عَلم پکڑایا اور عمامہ سر پر رکھا اور دعائیں دے کر رخصت کیا۔ جب حضرت علی اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر یمن پہنچے تو سپاہیوں نے وہی میدانِ جنگ والے حربے یعنی لُوٹ مار اور قتل شروع کر دیئے۔

علی کے پُرامن طریقوں کی ناکامی :

علی نے حسب ہدایت ان کی زیادتیوں کو روکا اور بھاگنے والے باشندوں کو بُلا کر اسلام کی طرف پُرامن طریقے سے راغب کرنے کی سیاست استعمال کرنے کی کوشش کی۔ علی کی زبان اُن کو کچھ ترغیب نہ دلا سکی، کیونکہ باشندوں کی طرف سے اس کا جواب تیر و تلوار میں ملا۔ مجبور ہو کر حضرت علی نے وہی پرانا تلوار کا طریقہ استعمال کیا اور وہ اتنا موثر ثابت ہوا کہ بیس آدمیوں کو تہ تیغ کرنے کے بعد

سب آبادی راہِ راست پر آگئی۔ حضرت علی اِس ترکیب کو کامیاب دیکھ کر کئی اور مُہموں پر روانہ ہوتے گئے اور اپنی کامیابی کی خبر رسولِ خدا کو پہنچاتے رہے۔

رسولِ خدا کے واحد لڑکے ابراہیم کی وفات:

اُدھر اُسی زمانے میں کہ سنہ ۱۰ھ کا شروع تھا، رسولِ خدا ایک ایسے خانگی حادثے سے دوچار ہوئے جس نے اِس بڑھاپے میں اُن کی کمر توڑ دی۔ شوال[۸] سنہ ۸ھ ہجری میں ان کی لڑکی زینب کی وفات ہوئی تھی، لیکن اسی شوال سنہ ۸ھ میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے ان کا لڑکا ابراہیم پیدا ہُوا تھا اور اُس وقت اُن کی ڈھارس سی بندھ گئی۔ سنہ ۱۰ھ کے محرم میں ابھی یہ لڑکا پندرہ مہینے کا ہی تھا کہ یکایک ان کے دیکھتے دیکھتے اِنتقال کر گیا۔ رسولِ خدا نے اِس اچانک مَوت پر بہت آنسو بہائے، لیکن مشیتِ خدا پر راضی ہونے کے سوا چارہ کیا تھا۔

نجران کے عیسائی وفد سے لاطائل بحث

اسی سنہ ۱۰ھ کے شروع میں رسولؐ نے خالد بن ولید کو مختصر سی جماعت کے ساتھ قبیلہ حارث بن کعب کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اوّلاً تین دفعہ اِسلام کی طرف بلاؤ۔ اگر نہ مانیں تو جزیہ کا کہو، اگر یہ بھی نہ مانیں تو جنگ کا پیغام دو۔ ان لوگوں نے اِسلام قبول کر لیا۔ پھر رسولِ خدا نے نجران کے عیسائیوں کو خط بھیج کر اِسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے ان کی طرف چودہ آدمیوں کا ایک وفد تحقیق و تفتیش کے لئے بھیجا۔ انہوں نے حضرت عیسٰی کی ولادت کے متعلق بحث مباحثے شروع کر دیئے۔ عبدالمسیح عرف عاقب اِس وفد کا سردار تھا، اس نے کہا کہ آپ مانتے ہیں کہ حضرت عیسٰی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ رسولِ خدا کو اگلے دن وحی ہوئی:-

حضرت عیسٰی کے متعلق وحی کا نزول:

إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ یعنی بلاشبہ عیسٰی کی پیدائش کی مثال خدا کے نزدیک آدم (یعنی نوعِ انسانی) کی پیدائش کی مثال ہے کہ اس نوع کو مٹی سے پیدا کیا (یعنی ادنیٰ حیوانی انواع سے اس کی ابتدا کی) پھر (لاکھوں اور کروڑوں برس کے ارتقاء کے بعد) اس کو کہا کہ انسان ہو جا اور وہ اِنسان ہو گیا۔ یہ ایک حقیقت خدا کی طرف سے ہے اور اے محمدؐ! اِس میں ہرگز شک نہ کرنا

(۸) صفحہ ۲۶۹ پر میں نے زینب کی وفات سنہ ۸ھ ذی الحجہ کے مہینے میں لکھی ہے۔ اب مؤرخین کے اختلاف کی وجہ سے شوال کہا گیا۔

Marfat.com

(گویا حضرت عیسٰی کو بھی بعینہٖ جس طرح نسلِ انسانی بغیر کسی باپ کے پیدا ہوئی تھی پیدا کیا) پھر اگر کوئی شخص تجھ سے اس بارے میں حجت کرے تو اُس کو کہہ دے کہ آؤ ہم دونوں اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنے آپ کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور میں گڑگڑائیں کہ وہ ہمیں یقین دلا دے اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں۔

مباہلہ کی دعوت اور وفد نجران کا فرار!

جب ان کو مباہلہ کی درخواست کی گئی تو یہ لوگ بھاگ گئے(x) اور بالآخر جزیہ دینا قبول کیا۔ ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا۔ رسولِ خداؐ نے ابوعبیدہ کو ان میں امین بنا کر بھیج دیا۔ اسی سال بازان حاکم یمن، جو کہ خسرو پرویز کا برادر زادہ تھا، نے ناگہاں وفات پائی اور سلطنت میں خرابی پیدا ہو گئی۔ وہ اسی سال اسلام لایا تھا۔ چونکہ یہ اسلامی سلطنت تھی رسولؐ نے اس کے نابالغ لڑکے کو حاکم مقرر کر کے عامر بن شمر ہمدانی، ابوموسیٰ اشعریؓ، علی بن امیہ، معاذ بن جبل کو یمن کے مختلف علاقوں کے منتظم مقرر کر کے روانہ کیا۔

مُختلف قبائل کو اسلام لانے کی دعوتیں!

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی بے شمار وفد آئے۔ جریر بن عبداللہ اپنے قبیلہ کے ساٹھ آدمی لے کر مدینہ آیا اور اسلام لایا جریر کو فوج کا ایک دستہ دے کر ذوالخلیفہ کے علاقے میں روانہ کیا گیا جہاں بہت سے بُت خانے تھے۔ جریر نے وہاں جا کر پہلے دعوت اسلام دی، لیکن جنگ تک نوبت پہنچی۔ بہت سے بُت خانے برباد ہوئے لیکن ذوالخلیفہ فرار ہو گئے۔ بالآخر یہ قبیلہ حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں اسلام لایا۔

مُختلف اطراف سے بے شُمار وفُود کی آمد!

جو اہم وفد اس سال رسولِ خداؐ کے پاس اسلام لانے کے لئے آئے ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔ وفد بنی عابد، وفد فیروز برادر زادہ شاہ نجاشی، وفد بنی حنیفہ، وفد محارب، وفد سلافاتی، وفد فولان، وفد مراد، وفد غسان، وفد کندہ، وفد ابیدہ، وفد بنی ثعلبہ، وفد غافق، وفد شیبان، وفد ہمدان، وفد خشان، وفد سباع، وفد بکر بن وائل، وفد حضر موت، وفد بہرام، وفد ختم۔ اہل مدینہ ان وفود کی کثرت کے باعث سنہ ۱۰ھ کو سنۃ الوفود کہتے ہیں۔

مسیلمہ کذاب کا ادعائے نبوّت اور رسُولؐ کو گستاخانہ خط!

اسی سال علاقہ یمامہ کے بنو حنیفہ کے ایک شخص مسیلمہ نے جو اس علاقے کا حاکم تھا، نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں میں مشہور کر دیا کہ میں محمدؐ کی نبوت میں شریک ہوں، اور قرآن کی عبارت نقل کر کے اپنی وحی چلانی شروع کی اور شراب اور مُردار کو جائز قرار دیا۔ یہ شخص سنہ ۹ھ

(x) وہ بھاگ اس لئے گئے کہ اس استدلال سے جو اوپر کی آیت میں ہے خدا کا حضرت عیسٰی کا باپ ہونا ثابت نہ ہو سکتا تھا!

Marfat.com

میں اپنی قوم کی طرف سے وفد کا سردار بن کر رسولؐ کی خدمت میں مکّہ میں حاضر ہُوا تھا اور اُس وقت رسولِ خداؐ کے ہاتھوں پر ایمان لایا تھا لیکن وہاں سے اپنے وطن کی طرف واپسی پر اُس نے اعلان کر دیا کہ مجھے بھی خدا کی طرف سے نبوّت عطا ہوئی ہے اور خدا نے مجھے محمدؐ کی مدد کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ مَیں تمام بنی نوع اِنسان کو دینِ اسلام پر لے آؤں۔ اِس دعوے کی تائید میں اُس نے اپنا "قرآن" لکھنا شروع کیا اور اس کو الہام مشہور کیا۔ اُس نے اِس عقیدہ کا اعلان کیا کہ رُوح کا مقام انسان کے بدن کے اندر اس کے پیٹ کے گرد کہیں پر ہے۔ چونکہ یہ شخص صاحبِ اثر و رسُوخ تھا، اس نے عرب میں بہت سے عقیدت مند پیدا کر لئے، پھر اس نے رسولِ خداؐ کو ایک خط حسبِ ذیل الفاظ میں لکھا:۔ "مسیلمہ رسولِ خدا کی طرف سے محمد رسولِ خدا کی طرف۔ اب آ تاکہ ہم دونوں زمین کی تقسیم کر لیں، آدھی تم لے لو اور آدھی مجھے دے دو۔" صحابہ نے کہا کہ اَے رسول اللہؐ حکم دیا جائے کہ اُس قاصد کا سر اُڑا دیں۔ رسولؐ نے منع کیا اور حسبِ ذیل جواب دیا۔ "محمد رسولِ خدا کی طرف سے مسیلمہ کذّاب کی طرف! زمین خدا کی ہے اور وہ اسی کو زمین کا وارث بناتا ہے جس کو مناسب سمجھتا ہے۔ وہی شخص نجات پائے گا جو خدا سے ڈرتا ہے۔" رسولِ خداؐ نے مسیلمہ کذاب کو اُس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور اُس کو اپنے حال پر رہنے دیا۔ (×)

یمن میں عیہلہ بن الاسود کا ادعائے نبوّت اَور فیروز دیلمی کے ذریعے اُس کا قتل!

چار ماہ تک یمن میں یہ فِتنہ قائم رہا

اسی سال مسیلمہ کذّاب کی طرح ایک اور شخص عیہلہ (×٭) بن اسود بن کعب نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص صفا علاقہ یمن کا رہنے والا

(×٭) عیہلہ کے معنی مرغِ ہوا کے ہیں اور چونکہ مرغِ ہوا اپنی سمت ہَوا کا رُخ دیکھ کر بدلتا رہتا ہے اُس لئے اس کا نام یہ پڑ گیا۔

(×) مسیلمہ کذّاب کے دعویٰ نبوّت کے دوران میں ہی ایک عورت سجاع بنت حارث نے جو بنی یربوع قبیلے کی تھی، نبوّت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کذاب نے اس کو سمجھایا کہ تیرا دعویٰ نبوّت جھوٹا ہے لیکن وہ باصرار مسیلمہ کو کذاب کہتی رہی۔ دونوں میں جنگ تک نوبت پہنچی جس میں سجاع کو فتح ہوئی۔ آخر مسیلمہ نے اس کو تحفے تحائف بھیج کر اس سے صلح کر لی اور سجاع کو اپنے خیمے میں لے آیا، وہاں آپس میں عشق و محبّت کی گفتگو کے بعد نکاح ہو گیا۔ سجاع نے اعلان کر دیا کہ ہم دونوں پیغمبر ہیں اِس لئے ہم نے نکاح کر لیا ہے۔ لوگوں نے مہر کا پوچھا کہ کتنا مقرر ہُوا ہے تو کہا کہ مہر تو یاد ہی نہیں رہا۔ قبیلہ والوں نے دوبارہ مہر مقرر کرنے کی غرض سے آدمی بھیجے تو سجاع کے اصرار کے بعد مسیلمہ نے اس کے قبیلے کے مؤذنوں کو بلایا اور کہا کہ سجاع کے مہر میں نمازِ صبح و عشاء میں نے معاف کر دی تم لوگ اس وقت کی اذان نہ دیا کرو اور اپنے ملک کی نصف آمدنی سجاع کے علاقے کے غریبوں کے لئے وقف کر دی۔ یہ فیصلہ کر کے سجاع نے اپنے تین آدمی مسیلمہ کے پاس بھیجے کہ آمدنی کا حصّہ لے آئیں۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عین اُس وقت خالد بن ولید فوج کے دستے کو لے کر پہنچے۔ پہلے مسیلمہ کذاب لڑائی میں قتل ہوا اور اس کے تمام تابعین اسلام لائے۔ اس کے بعد خالد نے سجاع کا پیچھا کیا۔ سجاع بھاگ گئی اور ریگستان میں آوارہ گردی کرتی ہوئی ہلاک ہوئی۔

Marfat.com

تھا اور جادوگر تھا اور اُس نے اپنے کرتبوں سے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا جن کو وہ اپنے معجزے کہا کرتا تھا۔ اس شخص کا دعوٰی تھا کہ میری تحویل میں دو فرشتے سحیق اور شقیق ہیں جو مجھے آئندہ واقعات کی اطلاع دیتے ہیں۔

اوپر گزر چکا ہے کہ رسولِ خدا نے باذان حاکم یمن کی وفات کے بعد اس کے نابالغ لڑکے کی ہدایت اور سلطنت کی حفاظت کے لئے معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، علی بن امیہ اور عامر بن شمر ہمدانی کا ایک وفد بنا کر بھیجا تھا تاکہ یمن کے علاقے کا انتظام کریں۔ عیہلہ کے پاس اس نبوت کی وجہ سے اُس وقت بڑی طاقت تھی اُس نے باذان کے نوجوان بیٹے کو قتل کر دیا، اس کی بیوی کو بیوی کے باپ کے قتل کرنے کے بعد خود بیاہ لیا اور عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ نجران کے باشندوں نے عیہلہ ابن الاسود کو اپنے شہر میں بلایا۔ دارالخلافہ یمن صفا کے دروازے اس پر کھول دیئے گئے اور تھوڑی مدت تک تمام یمن کا علاقہ اس کے قبضے میں آ گیا۔

رسولِ خدا کو ان واقعات کی خبر اُس وقت لگی جب کہ وہ شام کے حملہ کی گرما گرم تیاریاں اپنی سخت بیماری اور کمزوریٔ صحت کے باوجود کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں اس قضیئے کا دخل در معقولات ہونا اُن کو سخت برہم کر رہا تھا۔ انہوں نے منتظم وفد کو پیغام بھیجا کہ تمام فساد کا انحصار صرف ایک شخص پر ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی تدبیر سے یا کھلم کھلا الاسود کو راہ سے ہٹا دیا جائے اور اس کو ختم کر دیا جائے۔ دو مسلمانوں نے اس کو ختم کرنے کا ارادہ زیادہ تر انتقام لینے کی وجہ سے کیا۔ ان میں سے ایک رئیس تھا جس کو اس غاصب سلطنت نے سرِ عام دکھ دینے والا طعنہ دیا تھا جس سے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ دوسرا شخص فیروز دیلمی الاسود کی نئی بیوی کا چچیرا بھائی اور بیوی کے مقتول باپ کا بھتیجا تھا۔ یہ دونوں اس بیوی کے پاس گئے اور عرب کے رواج کے مطابق اس کے باپ اور خاوند کے قتل کے انتقام کا مطالبہ کیا۔ بڑی مشکل سے بیوی نے آدھی رات کے وقت ان کو الاسود کی خواب گاہ کے دروازے تک پہنچانے کی آسانیاں پیدا کیں۔ فیروز نے خنجر سے پہلا وار گردن پر کیا لیکن وہ کاری ثابت نہ ہوا۔ الاسود چونک کر اُٹھا اور شور مچانے لگا۔ بیوی نے دربانوں کو چُپ کرایا کہ نبی کو اس وقت الہام ہو رہا ہے اس لئے خاموش رہو۔ اس وقت تک اس کا کام تمام ہو چکا تھا۔ صبح تک رسولِ خدا کا علَم شہر کی فصیل پر لہرا رہا تھا اور ایک قاصد منادی کر رہا تھا کہ اسود کذّاب کو ختم کر دیا گیا۔ چار مہینے تک یہ فساد یمن میں قائم رہا تھا اور بالآخر اس طرح پر ختم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد جو لوگ الاسود پر ایمان لاتے تھے، فوراً پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے"؛

رسولِ خدا کے لڑکے ابراہیم کی وفات سے ان کی صحت یک دم گر گئی !

اُدھر سنہ ۱۰ھ کے اوائل میں رسولِ خدا کے گھر میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے ان کے پندرہ ماہ[*] کے لڑکے کے انتقال کا حادثہ ہوا جس سے وہ انتہائی طور پر غمزدہ ہوئے اور اس حادثہ سے ان کی صحت گر گئی۔ رسولِ خدا بچہ کی لاش پر سر رکھ کر دیر تک روتے رہے۔ کہا کہ اے میرے

(*) بالبعض کے نزدیک لڑکا اٹھارہ ماہ زندہ رہا۔

Marfat.com

بچے! میری آنکھیں تیری جدائی کو دیکھ کر تر بتر ہیں، تجھے خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا بڑا غم اور بھی زیادہ ہوتا اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ میں بھی جلد ہی تیرے پیچھے آنے والا ہوں، کیونکہ سب نے خدا ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ رسولِ خدا کی بچے کے غم میں یہ پکار انتہائی تشویش دلانے والی تھی اور صحابہ کو اس سے بڑا خطرہ محسوس ہوا۔ ۹ھ ہجری کی انتہائی عزم آزما اور زہرہ گداز مہموں اور وفودِ عرب سے پے در پے ملاقاتوں اور تمام عرب کے اسلام لانے والے قبیلوں کی ملاقاتوں کے نہ رکنے والے سلسلے نے بھی ان کی صحت پر کافی اثر کیا لیکن ۱۰ھ میں انتظام سلطنت کی جانگاہ ذمہ داریوں نے اُن کی رہی سہی صحت اور خراب کر دی!

رسولؐ پر مہموں کے غموں کا ہجوم!

اسی ۱۰ھ میں دو جھوٹے نبیوں کے واقعات رونما ہوئے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اور بڑے پیمانے پر جو فسادات یمامہ اور یمن میں ان کے باعث ہوئے وہ بھی کچھ کم فکر افزا نہ تھے۔ اُدھر شام کی مہم کا غزوۂ تبوک میں ادھورا رہ جانے کا غم ان کو کھا رہا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ان کی زندگی میں ہی یہ مہم اُن کے ہاتھوں سر ہو جائے تاکہ وہ دینِ اسلام کا چاروں طرف غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ انہوں نے کئی دفعہ تیاری کا اظہار کیا اور صحابہ کی توجہ بار بار اس مقصد کی طرف بھی دلائی۔ اسی مخمصوں میں ۱۰ھ کا تمام سال نبٹ رہا تھا اور حج کے دن اب قریب پہنچ رہے تھے۔

۱۰ھ کے ذلیقعدہ میں حج مکہ کے لئے مدینے کے گرداگرد ایک لاکھ انسانوں کا اجتماع!

حج کے دن قریب ہونے پر رسولِ خدا نے کافی وقت پہلے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اس سال حج کو ضرور جائیں گے۔ عام طور پر منادی کر دی گئی کہ عرب کے سب قبائل اس حج میں شامل ہوں۔ وقت آنے پر تمام مدینہ کی گلیاں زائرینِ مکہ سے پُر رہتی تھیں۔ ذلیقعدہ کے آخری عشرہ میں صرف مدینہ کے گرداگرد ایک لاکھ انسانوں کا اجتماع چھاؤنی ڈالے پڑا تھا۔ بعض مورخین نے ۹۰ ہزار، بعض نے ایک لاکھ چودہ ہزار کا اجتماع بتایا ہے۔ قربانی کے اونٹوں کی ایک کثیر تعداد تھی جن کے گلے میں پھولوں کے ہار اور پھر پھڑانے والی جھنڈیاں تھیں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بھی اس قافلے میں تھا۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو آگے، پیچھے، دائیں، بائیں حدِ نظر تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں کسی نے دفعتہً آدمیوں کا جنگل کھڑا کر دیا ہے۔

ذوالحلیفہ کے میدان سے تکبیروں کے فلک شگاف نعرے

رسولؐ نے مدینہ سے چھ کوس کے فاصلے پر ذوالحلیفہ میں رات گزاری۔ صبح کو اٹھ کر غسل کیا، خوشبو لگائی، دو رکعت نماز ادا کی، احرام باندھا اور القصویٰ ناقہ پر سوار ہو کر البیداء کے میدان میں بلند آواز سے پکارے: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ پہاڑ اور صحرا اس آواز سے گونج رہے تھے، اور تو

دن تک برابر سرزمینِ عرب کے اِس حصّے میں خدا کی تکبیر کا یہ زلزلہ ہر دل میں بلند رہا تھا۔ روایت ہے کہ یہ دعا حضرت ابراہیم نے سولہ سو برس ہوئے کوہِ قبیس کے اوپر سے بنی نوعِ انسان کو خدا کا پیغام دیتے وقت بآوازِ بلند کہی تھی اور حضرت ابراہیم کی آواز میں وہ قوت تھی کہ اس کی شنوائی دور دور تک ہوئی، حتیٰ کہ ماں کے پیٹ کا بچّہ بھی لبیک پکار اُٹھا۔ اس طرح پر یہ عظیم الشان قافلہ پہاڑیوں اور وادیوں کے دور دراز کے چکر لگاتا ہُوا اور بار بار خدا کی تحمید و تقدیس میں سجدے کرتا ہُوا انہی پہاڑیوں اور میدانوں سے گزرا جن سے فتح مکّہ کے وقت گزرے تھے!

مکّہ میں رسولؐ کا شاندار دخول اور ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو عرفات کے میدان میں عظیم الشان خطاب!

بالآخر رسولؐ بنی شیبہ کے دروازے سے مکّے میں داخل ہوئے جس کو آج تک مقدّس کہا جاتا ہے۔ رسولؐ مکّے میں داخل ہوئے تو بنو ہاشم کے چھوٹے بچے اِس ہاشمی تاجدارؐ کے استقبال کو پوری معصومیت کے ساتھ بھاگے۔ رسولؐ نے ان کو آگے پیچھے، دائیں بائیں گود میں لے کر اونٹنی پر بٹھا لیا اور انہیں ساتھ لے کر خانہ کعبہ تک گئے۔ کمزوری کے باعث خانہ کعبہ کا طواف اونٹنی کی کمر پر کیا تو مقامِ ابراہیم پر پہنچے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر بلند آواز سے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى کے الفاظ بآوازِ بلند کہے۔ یہاں سے صفا گئے اور اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ کے الفاظ پکارے۔ صفا کی چوٹی سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ کے الفاظ پکارے۔ صفا سے مروہ آئے۔ پھر ان لوگوں کو جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لائے تھے احرام کھولنے کی اجازت دی۔ جن کے پاس جانور تھے انہوں نے احرام باندھے رکھے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آپ منیٰ میں ٹھہرے۔ نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں سب کے ساتھ ٹھہرے، قریش اس سے پہلے عرفات کی بجائے مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے کیونکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ٹھہرنے میں ان کے غرور کو ٹھیس لگتی تھی۔ رسولِ خداؐ نے اِس رسم کو توڑ دیا اور سب مسلمانوں کے ساتھ عرفات کے میدان میں دوپہر کے آخر تک ایک خیمے میں رہے۔ پھر ؐ بعد دوپہر اونٹنی پر سوار ہو کر میدان میں لاکھوں کے سامنے حسبِ ذیل عظیم الشان خطاب کیا:۔

عرب اور عجم برابر ہیں! ــــــ مسلمان بھائی بھائی ہیں! سُودی قرضے مُعاف کر دیئے گئے! عورتوں کے حقوق پر نگاہ رکھو!

لوگو! خبردار ہو جاؤ، جاہلیت کے تمام رسوم میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی شرف نہیں تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹّی سے بنائے گئے تھے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ غلام جو تمہارے ہیں ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ، جاہلیت کے تمام خون بہا معاف کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خون بہاؤں میں سے ربیعہ ابن الحرث کا خون معاف کرتا ہوں۔

Marfat.com

جاہلیت کے تمام سُودی قرضے بھی معاف کر دیئے گئے۔ سود کو حرام کر دیا گیا، البتہ تم کو اصلی رقمیں مل سکیں گی سب سے پہلے مَیں اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سُودی قرض مُعاف کرتا ہُوں۔

اے لوگو! مَیں تمہیں جو کچھ کہہ رہا ہُوں سنو! مجھے یقین نہیں کہ آئندہ سال مَیں تم سے یہاں مِلُوں۔ اے لوگو! تمہاری جانیں، تمہارے مال تم پر قیامت تک کے لئے اسی طرح حرام کر دیئے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ تم پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ بہت جلد تم اپنے رَبّ کے ہاں حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال پر جواب طلب کرے گا۔ مَیں نے تمہیں اللّٰہ کا پیغام پہنچا دیا جس کے پاس کوئی امانت ہو وہ اصل مالک کے پاس اس کو واپس کر دے۔

لوگو خبردار! عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے میں اللّٰہ سے ڈرو۔ کچھ تمہیں تمہاری عورتوں پر اور کچھ عورتوں کو تم پر حقوق ہیں لوگو! خبردار ہو جاؤ مَیں تم میں ایک چیز چھوڑ چلا ہُوں۔ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے وہ شئے قرآن ہے۔

خدا نے ہر حقدار کا حق معیّن کر دیا ہے اِس لئے وارث کے لئے وصیّت جائز نہیں۔ بچّہ اسی کو دیا جائے گا جس کے بستر پر پیدا ہو۔ زانی کو سنگسار کیا جائے گا اور اُس کا حساب اللّٰہ کے ہاں ہوگا۔

جو شخص اپنی نسبت اپنے حقیقی باپ کے بجائے کسی اور شخص کی طرف کرے گا یا جو غلام اپنے آقا کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے گا اس پر خدا کی لعنت!

خبردار! عورت کو اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں۔ قرض کی ادائیگی، مانگی ہوئی چیز کی واپسی، عطیہ کا بدل اور ضامن پر تاوان کی ادائیگی ضروری ہے۔

اِس خطاب کے بعد رسولؐ نے سب سے پوچھا: انتم مسئلون عنّی فما انتم قائلون۔ یعنی تم میری طرف سے ان باتوں کے ذمّہ دار ہو تو اِس بارے میں کیا کہتے ہو۔ سب نے بیک آواز کہا کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ کا فرض پُورا ہو گیا ہم اِس بات کے شاہد ہیں۔ اِس خطاب کے بعد وحی کے حسب ذیل الفاظ نازل ہُوئے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (۵/۱)

یعنی آج مَیں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اِسلام پسند کر لیا۔

یہ الفاظ رسولؐ کو آخری وحی تھے۔ اِس کے بعد ان کو کوئی وحی نہ ہوئی۔

مزدلفہ میں عمر کے حساب سے رسول کی ۶۳ اونٹوں کی قُربانی!

عرفات کے میدان میں اِس خطاب کے بعد رسولِ خدا مزدلفہ میں آئے۔ اس وقت آپ کی اونٹنی کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید

Marfat.com

سوار تھے جو زید بن ثابت ان کے آزاد کردہ غلام کے صاحبزادے تھے۔ حضرت زید کی رسولؐ خدا کے ساتھ عمر بھر کی وفاداری وہ عظیم الشان وفاداری تھی کہ اس کا مقابلہ کوئی دوسرا شخص کم کر سکتا تھا، لیکن غزوۂ موتہ میں زید کے شہید ہو جانے کے باعث جو غم رسولؐ کو پہنچا تھا وہ کم نہ ہو سکا۔ ممکن ہے کہ حضرت اسامہ بن زید کو اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کرنے کا باعث بھی حضرت زید کی یاد تھی جو رسولؐ کو اس موقع پر تڑپا رہی تھی۔ مزدلفہ میں آکر رسولؐ خدا نے اپنی عمر کے ہر سال کے حساب سے ۶۳ اونٹوں کی قربانی کی۔ ان کے مکہ پہنچنے کے ایک دو دن بعد ہی حضرت علی بھی یمن سے جلد پہنچ گئے۔ وہ بھی اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے تھے اور اپنی عمر کے ہر سال کے حساب سے حضرت علی نے بھی ۳۷ اونٹوں کی قربانی دی۔ مزدلفہ سے وادیٔ محشر سے ہو کر آپ حجرہ گئے اور کنکریاں پھینکیں۔ اس وقت حضرت فضل بن عباس آپ کی اونٹنی کے پیچھے سوار تھے۔ قربانی کے بعد رسول صلعم اور ان کے ساتھیوں نے منیٰ میں آکر حسب دستور سر کے بال منڈوائے۔ اس وقت پھر رسولؐ نے حضرت اسامہ بن زید کو اپنی اونٹنی کے پیچھے بٹھالیا اور حضرت بلال حبشی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ رسولؐ نے پہلے سر کا دایاں حصہ منڈوایا پھر بایاں، صحابہ ان کے بالوں کو لے کر آپس میں تقسیم کرتے رہے۔ خالد بن ولید کہتے تھے کہ ان بالوں کو بطور طرہ عمامہ پر لگانے سے میدان جنگ میں میری شجاعت کئی گنا زیادہ ہو جاتی۔ منیٰ میں آکر رسولؐ نے چند اور باتوں کا اعادہ کیا جن کا عرفات کے میدان میں بھی اشارہ کیا تھا۔ یہ باتیں حسب ذیل تھیں :-

منیٰ میں رسولؐ کا ایک اور خطاب

(۱) میرے بعد تم راہِ راست سے ہٹ کر ایک دوسرے کی گردن مارنے کا کام نہ کرنا۔ خبردار تمہیں خدا کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۲) خبردار! مجرم اور خونی اپنی جان کا ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم میں بیٹا اور بیٹے کے جرم میں باپ ماخوذ نہیں ہو سکتا۔

(۳) پھر کہا، مسلمانو! اگر تم پر کوئی حبشی سیاہ زنگ کا غلام حاکم بنا دیا جائے خواہ اس کا جسم چھوٹی تھنا سوکھا ہوا اور اس کا سر شلغم جتنا ہو لیکن اس کی اطاعت سے انحراف نہ کرنا جب تک کہ وہ قرآن کے مطابق تم پر حکومت کرتا رہے۔

(۴) پھر کہا، لوگو شیطان کی پرستش اس شہر میں ختم ہو چکی ہے اور وہ مایوس ہو گیا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں میں تم اس کا کہا مانو گے اور اس سے اس کو خوشی حاصل ہوگی تم اس سے خبردار رہو!

پھر منیٰ سے آکر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ زمزم کا پانی پیا۔ منیٰ میں رسولؐ ۱۲ ذی الحجہ تک رہے۔ پھر اس کے بعد مدینہ تقریباً دس دن کے بعد پہنچے۔

Marfat.com

حج سے واپسی پر ۱۱ھ کے شروع میں رسولؐ کا شام پر حملہ کی تیاری کا حکم!
صحت کے انتہائی طور پر گر جانے کے باوجود عزم میں بے مثال پختگی

مکہ سے واپسی پر ۱۱ھ کے شروع میں رسولِ خداؐ نے شام پر حملہ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ دنیا کا ہر سلیم الذہن شخص جس نے عرب کے اس فوق البشر انسان کی زندگی پر ادنیٰ سے ادنیٰ تنقیدی نظر ڈالی ہے، حیران ہے کہ ایسے وقت میں کہ رسولِ خداؐ کی تقریباً سب کارفرما جسمانی طاقتیں پچھلے چھ ماہ سے ان کو جواب دے چکی تھیں۔ پچھلے تین برس کے ان تھک عمل اور ان کی زہرہ گداز تگ و دو نے جو ایک ایک مہینہ تک سخت گرمی اور پیدل سفر میں غزوات میں خود شامل ہونے کی حالت میں ہوئی، ان کو اس قابل بھی نہیں چھوڑا تھا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف ہی پا پیادہ کر سکیں۔ وہ اکثر اپنی نمازیں بجائے کھڑا ہو کر پڑھنے کے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور حِیْنَ حَطَمَهُ النَّاسُ کا حدیث میں فتویٰ کہ رسولؐ نے بیٹھ کر نماز اُس وقت سے شروع کی جب کہ لوگوں نے اُس کو چلنا چور کر دیا تھا، ان کی جسمانی صحت کی صحیح تصویر تھا۔ ایسے وقت میں ان کا شام پر حملہ کی تیاری کا حکم دینا کس ناقابلِ تشریح اور ناممکن البیان جذبے کے ماتحت تھا۔ ایک معمولی انسان کے لئے جسمانی صحت میں ادنیٰ سا فتور اس کے تمام ارادوں اور ہمتوں کو اس قدر پست کر دیتا ہے کہ وہ اپنے جسم کی درستی کو تمام انسانی عزائم اور مقاصد کی تکمیل کے مقابلہ میں بدرجہا اہم سمجھتا ہے اور یکسر بڑے سے بڑے عزیز منصوبے کو جو اس کی تمام عمر کا مطمحِ نظر رہا ہو، اس طرح چھوڑ کر اس سے الگ ہو جاتا ہے کہ گویا وہ کبھی اس کی توجہ کا مرکز ہی نہ تھا۔ اس کے دل میں یہ جذبہ کہ اگر میں ہی نہ رہا تو میرا یہ منصوبہ میرے کس کام کا ہے اور اس منصوبے کے مکمل ہو جانے سے لاکھ انسانی فوائد مترتب ہوں مگر جب میرے جسم کا ڈھانچہ اس بوجھ کو برداشت کرنے کے قابل نہیں رہا تو میں اس کو کیوں شروع کروں، وہ انسانی کمزوریاں ہیں جو آئے دن اس ضعیف الخلق پیدائش کو مات کرتی رہتی ہیں مگر رسولِ خداؐ کی زندگی کو غور سے دیکھنے پر ہر ناقد کو کم از کم یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس بے پناہ طور پر دُھن رکھنے والے انسان کے نزدیک گوشت پوست والی زندگی اور موت کے بعد یقینی طور پر آنیوالی زندگی میں کوئی فرق نظر نہ آتا تھا۔

رسولِ خداؐ ملکِ شام کو فتح کرنے کی تجویز پر آخری دم تک ڈٹے رہے!

بعثت کے بعد تیئیس برس کی اس ہیجان خیز زندگی میں جو اُس نے گزاری، اس کو کسی نہ کسی طرح یقین ہو چکا تھا کہ اس کا براہِ راست لگاؤ اس لایزال اور لم یزل وجود سے ضرور ہے جو اس زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور جس کو اس نے یقیناً ان آنکھوں سے عمر بھر نہ دیکھا تھا۔ یہ یقین اگر نفس کا دھوکا یا وہم دنیا پرستی کا ایک منظر، یا مصلحتِ وقت کا تقاضا، یا اپنی دماغی بیماری کا ایک مظہر ہی ہوتا تو یہ یقین اپنی عمر کے آخری لمحوں میں جب کہ اس کی صحت کافی طور پر گر چکی تھی اور وہ حج کے موقع پر اعلان بھی کر چکے تھے کہ مجھے امید نہیں کہ میں اگلے سال حج کو آؤں، کبھی دیرپا نہیں رہ سکتا تھا، مگر حیرت در حیرت ہے کہ رسولؐ شام کے ملک پر چڑھائی کر کے اس کو فتح کرنے کی تجویز پر آخری

Marfat.com

دم تک ڈٹا رہا۔ کسی طرح کا تزلزل اس کے عزم میں آخری وقت تک نہ ہوا۔ کوئی جسمی تکلیف اس کی فطری ہمت کو کم نہ کر سکی۔ کوئی شکایت کسی صحابی کے مُنہ سے نہ سُنی گئی جس میں رسولؐ نے اپنی جسمانی کمزوری کے متعلق کچھ کہا ہو۔ بالمحہ لمحہ کے بعد اپنی بیماری کو درُست کرنے کے منصوبے سوچے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک اسی مضبوطی سے اپنے لائحہ عمل پر ڈٹا رہا کہ اس کو موت کی فکر ہی نہ رہی تھی۔ اس نے موتیں تو کئی عزیزوں اور شہیدوں کی دیکھی تھیں مگر اس کو اپنی زندگی اور موت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ بودھ جیسا عظیم الشان اور اپنے جسم پر بے انتہا سختیاں ڈالنے والا انسان بھی اپنی عمر کے آخری لمحوں میں ٹھٹک گیا اور اپنے پیروؤں کو آخری پیغام دے کر کئی دن کے لئے گوشہ نشین ہو گیا۔ دنیا کے بڑے سے بڑے اولوالعزم انسانوں کے آخری لمحے اکثر اسی قبیل سے گزرے کہ وہ اپنی زندگی کے محبوب مقاصد کو دوسروں کی تحویل میں دیتے گئے، مگر اس شخص کی زندگی میں آخر دم تک کوئی فرق نہیں آیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ بھی اعلان نہ کیا کہ میرے بعد میرا جانشین فلاں شخص ہو گا۔

سلہ ھ صفر کو اسلامی فوج کا جُرف کے مقام پر پڑاؤ:

۲۰ برس کی عمر کے اسامہ بن زید کی مہم شام کے لئے تقرری

رسولِ خدا نے شام کی مہم سر کرنے کے لئے اسامہ بن زید کو جن کی عمر صرف بیس برس تھی، امیر مقرر کیا۔ ان کو اس امر کا احساس ضرور تھا کہ اسامہ کا نوعمر ہونا ممکن ہے کہ اطاعت امیر کے جذبے میں نقص پیدا کرے۔ عوام میں انہوں نے یہ اظہار بھی کر دیا تھا کہ مقرر کردہ امیر کی اطاعت ہی وہ شے ہے جو کسی لشکر کو مظفر و منصور کر سکتی ہے اور مسلمانوں میں یہ جذبہ بدرجۂ اتم ہونا چاہیئے۔ انہوں نے اس تقرری کی وجہ بھی بیان کر دی تھی کہ اسامہ ہی بہترین شخص ہو سکتا ہے جو اپنے باپ زید کے شام میں قتل ہونے کا انتقام لے سکتا ہے۔

ان اظہاروں کے بعد رسولؐ نے اسامہ کے ہاتھ میں عَلَم اور مناسب ہدایات دے کر فوج کو رخصت کیا اور اسی وقت لشکر مدینہ سے باہر چل پڑا اور فوج نے رات کے وقت مدینہ سے چند میل باہر جرف کے مقام پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا تاکہ صبح کو پورے دن کے کوچ کی تیاری ہو۔

پڑاؤ کے دن رسولؐ کی جنت البقیع کے قبرستان میں دعائیں اور واپسی پر یک لخت بیماری کا حملہ:

شام کے لشکر نے جس رات جُرف کے مقام پر پڑاؤ ڈالا وہ سلہ ھ کے ماہِ صفر کی چھبیسویں رات تھی۔ نہ معلوم رسولؐ کے دل میں کیا آیا کہ اُسی دن گہری رات کو صحابیوں کی قبروں کو جنت البقیع میں جا کر دیکھنے کے لئے چند صحابیوں کو ساتھ لے کر گئے۔ وہاں جا کر دیر تک دعائیں مانگیں اور ان کی رُوحوں کو ثواب پہنچاتے رہے۔ صحابیوں کو پکار پکار کر کہتے رہے۔ اے جنتیو! خوش ہو جاؤ، تمہارے رات اور دن دنیا کے رہنے والوں سے زیادہ پُر امن اور پُر سرور ہیں۔ خدا نے تمہیں اس طوفانی زندگی سے نجات دی ہے جس میں وہ پھنسے پڑے ہیں اور جو طوفان رات کی آندھیوں کی طرح پے در پے آتے ہیں اور ہر طوفان پہلے سے زیادہ سیاہ ہوتا ہے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ جب واپس آئے

Marfat.com

تو طبیعت دفعتہً خراب ہو گئی۔ پہلے سر میں سخت ترین درد ہوا اور سر چکرانے لگا، پھر سخت ترین بخار تھا جو سرسام کی طرح کا تھا جس میں بے ہوشی بھی تھی۔ کہتے رہے' مجھے کہا گیا ہے کہ یا تو اس دنیا کی ابدی زندگی چن لو اور سب عیش اڑاؤ یا خدا کے حضور میں حاضر ہو جاؤ۔ لوگو! میں نے یہ دوسری زندگی پسند کی ہے۔ اس رات سے ان کی حالت تیزی سے ابتر ہوتی گئی۔ اگرچہ انہوں نے بعد کوشش کی کہ حسب معمول چلیں پھریں، بلکہ پہلے قاعدے کے مطابق باری باری اپنی بیویوں کے گھروں میں دن رات گزارتے رہے۔ وہ میمونہؓ کے گھر میں تھے جب بیماری اتنی شدت پکڑ گئی کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ اب اس سے بچ نہ سکوں گا۔ زندگی کا باقی وقت حضرت عائشہؓ کی صحبت میں گزارنے کے لئے وہ وہاں چلے گئے۔ اس وقت ان کا سر کپڑے سے تنگ بندھا تھا اور حضرت علی اور فضل بن عباس کے دو طرفہ سہارے سے ان کو وہاں لے جایا گیا۔ حضرت عائشہ بھی اس وقت سخت سر درد میں مبتلا تھیں۔ انہوں نے رسولؐ سے دوا طلب کی۔ رسولؐ نے سختی سے کہا: "دوا کیا مانگ رہی ہو، بہتر تو یہ ہے کہ تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تاکہ میں خود تمہاری آنکھیں اپنے سامنے بند کروں، خود کفن پہناؤں، خود تمہیں قبر میں اتاروں اور پھر تیری مغفرت کی دعا کروں"۔ حضرت عائشہ نے طنزاً جواب دیا۔ "ہاں ہاں، آپ تو یہ چاہتے ہیں کہ مجھے دفنا کر پھر گھر واپس آئیں اور اپنی دوسری بیبیوں کے ساتھ مزے اڑائیں جن کو میری موت سے فائدہ ہو گا۔" اس نرم سی نوک جھونک کے بعد جو اکثر خاوند اور بیوی کے درمیان ہو جاتی ہے، رسولؐ حضرت عائشہ کے اس حسد پر مسکرائے اور پھر اپنے آپ کو اُن کے سپرد کر دیا۔ رقیہ اور زینب کے بعد ام کلثوم بھی اس وقت تک وفات پا چکی تھیں۔

رسولؐ کا اپنی بیٹی فاطمہ سے احترامی سلوک کا واقعہ

حضرت فاطمہ جو ان کی واحد زندہ اولاد تھیں فوراً اُن کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہ کہا کرتی تھیں کہ نرم مزاجی اور شگفتگی میں رسولؐ کی کوئی اولاد فاطمہ سے زیادہ ملتی جلتی نہ تھی۔ رسولؐ ہمیشہ فاطمہ سے احترامی نرمی اور محبت کا سلوک کرتے۔ جب وہ آتیں، اٹھ کر کھڑے ہو جاتے، آگے بڑھتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اور ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنی جگہ پر بٹھا دیتے۔ ابوالفدا نے اپنی تاریخ میں ان کی رسولؐ خدا سے اس وقت کی ملاقات کا حال یوں لکھا ہے کہ رسولؐ نے فاطمہ کو "خوش آمدید میری بچی" کے الفاظ کہہ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور فاطمہ کے انتہائی غم کو محسوس کر کے انہوں نے کچھ بات فاطمہ کے کان میں کہی جس سے پہلے وہ غمزدہ ہوئیں، پھر دوسری بات پر ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ حضرت عائشہ نے فاطمہ سے کہا کہ اس گفتگو کا کیا مطلب ہے کہ نبیؐ کان میں بات کہہ کر تم پر اتنا بھروسہ کر رہا ہے جو اس نے کبھی کسی بیوی پر نہیں کیا۔ فاطمہ نے جواب دیا کہ میں نبیؐ کا بتایا ہوا راز ظاہر نہیں کر سکتی ___ بعد میں حضرت فاطمہ نے یہ راز کھول دیا کہ نبیؐ نے پہلے مجھے آنے والی موت کی خبر دی تو میں غمزدہ ہو گئی۔ پھر کہا کہ تم بھی میرے بعد جلد پہنچو گی اور جنت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔ اس پر میرا چہرہ چمک اٹھا۔

Marfat.com

دنیا کے عظیم ترین انسان کی بیماری کی شدت میں آخری لمحے، مسجدِ نبوی میں ورود!

دوسروں کے لئے دعائیں

ان سب گفتگوؤں سے جو ہو رہی تھیں ظاہرا طور پر تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ رسولِ خدا کو کوئی بہت خطرناک بیماری تو ہے نہیں۔ اس واقعہ کے دوسرے دن رسول صلعم کو پھر سخت ترین بخار ہوا اور انہوں نے اپنے سر اور بدن پر پانی کے کئی مشکیزے ڈلوائے۔ اس سے کچھ افاقہ ہوا تو وہ سہارا لے کر مسجدِ نبوی میں گئے جو بالکل پاس ہی تھی۔ منبر پر کھڑے ہو کر انہوں نے دلی جوش و خروش سے دعا مانگی، پھر لوگوں کے کافی ہجوم میں پوچھا کہ اگر کسی شخص کے دل میں کچھ ہے تو بول دے تاکہ میں خدا کی جناب میں اس کے لئے معافی طلب کروں۔ اس پر ایک شخص اٹھا جس کو لوگ بڑا نکوکار اور ایماندار مسلمان سمجھتے تھے۔ اس نے رسولِ خدا کی اس ولولہ انگیز تجویز سے متاثر ہو کر کھل کر کہہ دیا کہ "اے رسولِ خدا! میں آج تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میرا ایمان کمزور ہے، میں جھوٹا ہوں اور منافق ہوں، میرے لئے دعا کریں اور مغفرت طلب کریں۔ حضرت عمرؓ اٹھے اور کہا" خدا تجھے ذلیل نہ کرے، تم نے کیوں اس بات کو ظاہر کیا جو خدا نے تیرے دل کے اندر چھپا رکھی تھی۔ اس پر رسول صلعم نے حضرت عمر کو جھڑک کر کہا کہ اے ابنِ خطاب، بہتر یہی ہے کہ انسان اس دنیا میں شرمندہ ہو جائے بہ نسبت اس کے کہ اگلے جہان میں جا کر شرمسار ہو! پھر رسولِ خدا نے آنکھیں آسمان کی طرف کر کے دعا مانگی کہ "اے اللہ العالمین! اس شخص کے ایمان کو استقامت دے، اس کو راست رَو بنا اور جو کچھ اس کے ایمان میں کمزوری ہے وہ سب دور کر دے تاکہ یہ تیرے احکام کی تعمیل میں سرگرم ہو جائے۔"

سب سے پہلے اپنے پر احتساب پھر شہدا کے لئے دعائیں اور آئندہ کے لئے احکام!

رسولِ خدا پھر مسجد کی جماعت سے مخاطب ہوئے اور کہا کیا کوئی شخص تم میں سے ہے جس کو میں نے کبھی مارا تھا۔ یہ میری کمر موجود ہے وہ اس کا بدلہ لے لے۔ کوئی شخص ہے جس کے اخلاق پر میں نے حملہ کیا ہو وہ آئے اور اب مجھے سب کے سامنے ملامت کرے۔ کوئی شخص ہے جس سے میں نے کوئی چیز نامنصفانہ طور پر لی ہے وہ آکر بتلائے تاکہ میں اس کا نقصان پورا کر دوں۔ اس پر ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ "اے رسولِ خدا! میرا تین چاندی کے دیناروں کا قرض تم پر ہے"۔ یہ قرض فوراً ادا کر دیا گیا۔ رسولؐ نے کہا۔ اس دنیا میں سزا کھانا کس قدر آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ ہمیشہ کی رسوائی ہو۔

پھر اُحد کے شہیدوں کے لئے رسولؐ نے ولولے سے دعا مانگی اور ان کے لئے جنہوں نے دین کی راہ میں دوسری جنگوں میں تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ پھر مہاجرین سے خطاب کیا جو مکہ سے ان کے ساتھ آئے تھے اور ان کو کہا کہ انصار کی عزت کریں۔ پھر کہا ایمانداروں کی تعداد تو زیادہ ہوتی جائے گی، لیکن انصار کی تعداد کبھی زیادہ نہ ہو سکے گی۔ یہ انصار تو میرے گھر کے لوگ تھے جنہوں نے مجھے پناہ دی تھی۔ ان کے ساتھ

Marfat.com

عمدہ سلوک کرو جو انصار سے عمدہ سلوک کرتے ہیں اور اُن سے قطع تعلق کرلو جو انصار سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ پھر الوداع کہتے ہوئے یہ احکام دیئے :۔

سب بُت پرستوں کو عرب سے نکال دینے کا حکم!

(۱) سب بُت پرستوں کو عرب سے نکال دو (۲) سب نئے لوگ جو ایمان لائیں اُن کو اپنے سے برابر کے حقوق دو (۳) ہر وقت خدا کا کھٹکا دِل میں لگائے رکھو اور اُسی کو یاد کرتے رہو۔

مسجد میں خطابؑ کے بعد رسولِ خدا پر بیماری کے شدید حملے!

کمزوری کے باعث بے ہوشیاں!

اِس خطاب کے ختم ہونے پر ان کو پھر سہارا دے کر نہایت آرام سے حضرت عائشہ کے گھر لایا گیا۔ لیکن اِس قدر محنت کرنے کے بعد وہ اِس قدر کمزور ہو گئے کہ گھر جا کر ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اب مرض روز بروز بڑھتا ہی گیا اور وقتاً فوقتاً غشی طاری ہوتی رہی انہوں نے ہوش کے لمحوں میں کئی دفعہ بتایا کہ میرے پاس جبرئیل آتے ہیں اور خدا کی طرف سے میری صحت کا حال پوچھتے رہتے ہیں، نیز یہ کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں جس وقت پسند کروں، اپنی موت کا وقت مقرر کروں، کیونکہ خدا نے عزرائیل کو منع کر دیا ہے کہ وہ میری اجازت کے بغیر نہ آئے[×]

ایک غشی کے موقعہ پر انہوں نے کاغذ اور قلم دوات طلب کی کہ میں تمہیں کچھ لکھ کر دے جاؤں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ صحابہ کو فکر ہوئی کہ یہ باتیں تو بے ہوشی کی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسی چیز لکھ دیں جس سے قرآن میں کوئی نقص پڑنے کا امکان ہو۔ حضرت عمر نے کہا۔ یہ باتیں ہوش کی نہیں۔ کتابِ خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ رسولِ خدا نے یہ سُن کر کہ صحابہ آپس میں بحث کر رہے ہیں ان کو کمرہ سے باہر جانے کا حکم دیا اور جب وہ پھر آئے تو اس مضمون کو پھر نہ چھیڑا۔

بالآخر نمازِ جمعہ کی امامت کے لئے حضرت ابو بکر کی تقرری اور شمولیت!

جمعہ کے روز رسولِ خدا نے سخت بیماری کے باوجود مسجد جانے اور نماز پڑھانے کی تیاری کی اور اپنے بدن پر پھر مشکیزے ڈلوائے تاکہ بخار کو کچھ افاقہ ہو، لیکن پھر کوشش کرنے کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو حضرت ابو بکر کو امامت کرنے کے لئے کہا اور کہا کہ خدا نے اپنے بندے کو اجازت دے دی ہے کہ وہ جس کو پسند کرے اپنی جگہ امامت کے لئے کہے۔ ان الفاظ سے لوگوں نے اخذ کیا ہے کہ یہ

(×) اس طرح کی حکایتیں جو عقیدتاً مسلمانوں کے ہاں رواج پا گئی ہیں صرف رسولؐ کے ساتھ اظہارِ محبت کی باتیں ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں!

Marfat.com

رسولِ خدا کا اشارہ تھا کہ ان کے بعد ابوبکر ہی خلیفۃ النبی ہوں گے، لیکن خود حضرت ابوبکر نے ان الفاظ کو اس طرح نہیں لیا۔

مسجد کے مجمع میں رسولِ خدا کے آخری الفاظ اور ہدایات

یہ پہلا جمعہ تھا کہ رسولِ خدا امامت کے لئے مسجد میں نہ آئے تھے اس لئے حضرت ابوبکر امامت کے لئے آئے تو سخت ہیجان پیدا ہوا اور افواہ اڑ گئی کہ رسولِ خدا انتقال کر گئے۔ رسول کو فوراً اطلاع دی گئی تو وہ اپنی باقی طاقت جمع کر کے حضرت عباس اور حضرت علی کے سہارے کسی نہ کسی طرح مسجد پہنچے۔ انہیں دیکھ کر لوگوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول نے ان کو نماز پڑھاتے جانے کا اشارہ کیا اور خود ان کے پیچھے مقتدیوں میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد کہا۔ "لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے نبی کے انتقال کر جانے کی افواہ نے تم میں خوف و ہراس پیدا کر دیا تھا، لیکن کیا کوئی نبی میرے پہلے ایسا بھی ہوا ہے جو ہمیشہ زندہ رہا کہ تم سمجھ لو کہ میں ہمیشہ رہوں گا۔ سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے اور ہر ایک کے لئے وقت مقرر ہے جس کو نہ پیچھے نہ آگے کر سکتے ہیں۔ میں تو اس کی طرف رجوع کر رہا ہوں جس نے مجھے بھیجا اور میرا آخری حکم تم کو یہ ہے کہ کامل طور پر متحد رہو۔ ایک دوسرے سے محبت، ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کی تائید و مدد کرو۔ ہر ایک دوسرے کو ایمان اور اس کی استقامت کی طرف بلائے، نیکی کے کاموں کی طرف رغبت دلائے۔ قومیں اسی طرح آباد ہوتی ہیں، جو اس کے سوا ہے وہ ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔" پھر آخری الفاظ کے طور پر کہا۔ "میں تم سے پہلے جا رہا ہوں، تم میرے بعد جلد آؤ گے، موت ہم سب کا انتظار کر رہی ہے، کوئی شخص اُسے مجھ سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے، میری زندگی تمہاری بہتری کے لئے وقف تھی، میری موت بھی تمہاری بہتری کے لئے ہی ہے۔" پھر کہا۔ "تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے پیغمبروں کی قبروں کو معبد بنا لیا تھا۔ تم ایسا نہ کرنا۔" یہ رسولِ خدا کے آخری الفاظ تھے جو لوگوں کو عام مجمع میں کہے۔ اس کے بعد پھر انہیں حضرت علی اور عباس سہارا دے کر حضرت عائشہ کے حجرے میں لے گئے۔

عارضی افاقہ کے بعد،

بیماری کا آخری حملہ اور گھر میں کہرام کے بعد حضرت عائشہ کی گود میں انتقال!

اس واقعہ کے کچھ دن بعد ایک وقت کے لئے رسول صلعم اس قدر تندرست نظر آنے لگے کہ حضرت علی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جو ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے، کچھ مدت کے لئے اپنے اپنے کاموں کو چلے گئے اور حضرت عائشہ اُن کے پاس رہیں۔ یہ وقفہ کچھ دیر پا ثابت نہ ہوا کیونکہ دردیں زیادہ تیزی سے شروع ہوئیں۔ رسولِ خدا نے یہ سمجھ کر کہ موت نزدیک آ رہی ہے حکم دیا کہ "میرے سب غلام آزاد کر دیئے جائیں اور سب روپیہ جو گھر میں ہے غریبوں پر تقسیم کر دیا جائے"۔ پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ "اے الٰہ العٰلمین! اس موت کی کشمکش میں تو میرا ساتھ دے۔"

Marfat.com

حضرت عائشہ نے فوراً اپنے باپ اور حفصہ کو بلا بھیجا۔ وہ ان کا سر اپنی گود میں تھامے ہوئے تھیں، انتہائی توجہ اور محبت سے ان کی طرف تک رہی تھیں اور کوشش میں تھیں کہ ان کے آخری دکھ کو تسلی دے کر کم کریں۔ حضرت فاطمہ بھی اس وقت ان کے پاس آ گئیں، وہ زار و قطار رو رہی تھیں۔ رسولؐ بار بار اپنا ہاتھ ایک پانی کے برتن میں بھگوتے اور ذرا ذرا اپنے چہرے پر چھڑکتے۔ اس وقت حضرت عائشہ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن ہاتھ میں مسواک لئے کمرے میں آئے۔ حضرت عائشہ نے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور رسولؐ کے منہ میں دی۔ رسولؐ نے نہایت آرام سے مسواک کی۔ آخر کار کچھ دیر اوپر کو تک کر اور آنکھ کی پلکوں کو حرکت دیئے بغیر انہوں نے بلند آواز سے "اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقِ الاَعْلیٰ" کے الفاظ کہے اور دم نکل گیا۔ الصّلوٰۃ وما ملکت ایمانکم بل الرفیق الاعلیٰ۔

مکہ میں کہرام، جرف کی شامی فوج کے سردار اسامہ کی واپسی!

حضرت عائشہ نے دم نکلنے کے بعد کہا۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ آخری وقت آ پہنچا ہے اور نبیؐ نے ابدی زندگی کو پسند کر لیا ہے چند لمحوں کے اندر اندر اُن کے ہاتھ ٹھنڈے ہو گئے اور زندگی ختم ہو چکی تھی۔ حضرت عائشہ نے ان کا سر سرہانے پر رکھ دیا اور اپنا سر اور چھاتی پیٹ کر تمام گھر میں کہرام مچا دیا۔ ان کی چیخوں سے باقی بیبیاں آگئیں اور ان کے سر پیٹنے اور ماتم سے تمام شہر میں خبر ہو گئی۔ لوگوں پر خوف و ہراس ایسا طاری ہو گیا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ ہوا ہے، شہر میں تمام کاروبار بند ہو گیا۔ فوج کو جو شام جانے کے لئے جرف کے مقام پر ٹھہری ہوئی تھی اور کوچ کے لئے تیار تھی، روک دیا گیا اور حضرت اسامہ نے جو پابہ رکاب شام جانے کے لئے تیار تھے، گھوڑے کا منہ مدینہ کی طرف کیا اور رسولِ خدا کے دروازے کے آگے جھنڈا گاڑ دیا۔

عوام کی بے تابی، حضرت عمرؓ کی خوش فہمی کہ رسولؐ مرے نہیں!

لوگوں کا ہجوم میت کا منہ دیکھنے کے لئے بے تاب تھا اور ہیجان اور تلملاہٹ اس قدر تھی کہ عین میت کی آرام گاہ کے اندر لوگوں نے سوال اُٹھایا کہ آنکھوں پر کس طرح یقین ہو سکتا ہے؟ رسولِ خدا موت سے دو چار کس طرح ہو سکتے ہیں؟ کیا وہ خدا کے حضور میں ہمارے سفارشی اور شفیع نہیں؟ اس لئے اُن کی موت ناممکن ہے، وہ تو صرف بے ہوشی میں ہیں اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کی طرح آسمان کی طرف اٹھائے جا رہے ہیں۔ گھر کے گرداگرد اژدہام بڑھتا گیا اور ہر طرف سے پکار تھی کہ میت کو دفن نہ کیا جائے جب کہ حضرت عمر جن کو ابھی ابھی خبر ملی تھی آ دھمکے۔ ہجوم میں سے گزر کر اور اپنی تلوار نکال کر ہر اُس شخص کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کی دھمکی دی جو یہ کہے کہ رسولؐ مر چکے ہیں، وہ حضرت موسیٰ بن عمران کی طرح جو چالیس دن کے لئے پہاڑوں کی طرف چلے گئے تھے، یہاں سے ایک وقت کے لئے رخصت ہوئے ہیں اور اسی طرح واپس آ جائیں گے۔

Marfat.com

رسولِ خدا کے انتقال کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کی حقیقت افروز تقریر!

حضرت ابوبکر جو کسی کام کے لئے شہر کے دور دراز مقام پر گئے ہوئے تھے، پہنچے تو انہوں نے ہجوم کو تسلی دی اور حضرت عمر کو بھی ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ کمرے میں چلے گئے، رسولؐ کے منہ پر سے چادر اٹھا کر اُن کے منہ پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے وہ شخص جو میرے لئے باپ اور ماں کی جگہ پر تھا، تو اپنی موت میں بھی کس قدر پیارا ہے، کیونکہ زندہ خوشبوئیں تیرے جسم سے نکل رہی ہیں۔ اب تُو ابدی برکت میں زندہ ہے، کیونکہ خدائے لایزال اب تجھے دوبارہ موت نہیں دکھلائے گا۔ پھر میت کا مُنہ ڈھانک کر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور ان کو چپ کرانے کی کوشش کی۔ پھر جب عمر کو چپ کرانا ناممکن ہو گیا تو ہجوم سے کہنے لگے "لوگو! اگر محمدؐ ہی تمہاری پرستش اور محبت کا آماجگاہ تھا تو وہ تو مر چکا ہے لیکن اگر خدا کی عبادت کر رہے تھے تو وہ زندہ ہے اور کبھی مر نہیں سکتا۔ محمدؐ تو صرف خدا کا بھیجا ہُوا پیغامبر تھا اور اُس کو بھی وہی موت آئی جو دوسرے نبیوں اور مقدس انسانوں کو نصیب ہوئی تھی۔ تو کیا اب کہ وہ مر جائے یا شہید ہو جائے تو تم الٹے پاؤں اسلام سے پھر جاؤ گے اور اس کے دیئے ہوئے اصولوں سے منحرف ہو جاؤ گے، تو یاد رکھو کہ جو منحرف ہو گیا تو وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا، بلکہ خدا انہیں مستوجب سزا قرار دے گا اور خدا شکر گزار لوگوں کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

یہ قرآنِ عظیم کی آیت تھی جو حضرت ابوبکر نے کہی:- وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ٥ (۳/۱۴۵)۔ لوگ قرآن کی آیت سُن کر کچھ مطمئن ہوئے۔۔۔ آنسو اُن کی آنکھوں سے جاری تھے اور سسکیاں لیتے تھے لیکن آخر تسلی ہوئی۔ حضرت عمر کو بھی قرآن سن کر یقین تو پیدا ہُوا، مگر تسلی نہ ہُوئی۔ وہ بار بار زمین پر لوٹتے اور رسولؐ کو یاد کر کر کے کہتے کہ میرا حاکم اور میرا عزیز دوست مجھ سے جُدا ہو گیا۔

۳ دن کی حیص بیص کے بعد بالآخر

دُنیا کے سب سے بڑے نبیؐ کو وہیںؓ دفن کیا گیا جہاں اُس کی موت واقع ہوئی!

رسولِ خدا کا انتقال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہُوا جب اُن کی عمر کے پورے ۶۳ برس گزر چکے تھے اور سن عیسوی ۶۳۲ تھا۔(x) رسولؐ کے جسم کو غسل کرانے میں کئی نزدیکی عزیزوں اور صحابہ نے حصہ لیا۔ سب نے اس امر کی تصدیق کی کہ ایک عجیب و غریب خوشبو اس وقت اُن

(x) پیدائش ۵۷۱ سن عیسوی میں تھی، گویا رسولِ خدا کی عمر شمسی حساب سے ۶۱ برس کی تھی!

Marfat.com

کے بدن سے نکل رہی تھی اور یہ وہی خوشبو تھی جس کے ہمیشہ سے نکلنے کی تصدیق ان کی بیویوں اور لڑکیوں نے کی تھی۔ حضرت علی نے تو یہ بھی کہا کہ "اس خوشبو کے نکلنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ رسولؐ بیک وقت مُردہ اور زندہ دونوں ہیں۔"

غسل کرنے اور خوشبو لگانے کے بعد میت کو تین کپڑوں میں لپیٹا گیا۔ دو سفید تھے اور ایک یمن کا دھاری دار کپڑا تھا۔ پھر سب پر عنبر، مشک، زعفران اور دوسری خوشبودار بوٹیاں چھڑکی گئیں۔ پھر میت کو باہر رکھا گیا تاکہ لوگ ان کے چہرے کی زیارت کر لیں اور ۲، دفعہ نمازیں اُن کی میت پر پڑھی گئیں۔ تین دن تک میت اسی جگہ ٹھہری رہی۔ یہ بھی خیال تھا کہ جن لوگوں کو شکوک ہیں کہ رسولؐ ابھی بے ہوشی میں ہیں اُن کے شک بھی دور ہو جائیں۔ جب یہ شکوک بھی دور ہو گئے تو دفنانے کی تجویز ہوئی۔ اس بات پر کہ رسولؐ کہاں پر دفنائے جائیں اختلاف رائے ہُوا۔ مہاجر کہتے تھے کہ ان کو مکہ لے جا کر دفن کیا جائے، انصار مدینہ میں دفن کئے جانے پر مُصر تھے، ایک گروہ وہ بھی تھا جو بیت المقدس میں دفنائے جانے کی نا ممکن تجویز کر رہا تھا۔ حضرت ابوبکر نے جن کی رائے ہمیشہ وزن دار سمجھی جاتی تھی، کہا کہ رسولِ خداؐ کی کھلی رائے تھی کہ نبی کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں پر اُس کی موت واقع ہو۔ چنانچہ اس تجویز کو سب نے قبول کیا اور حضرت عائشہ کے حجرے میں ہی قبر کھودی گئی، اور وہ قبر اسی چارپائی کے عین نیچے تھی جہاں رسولِ خداؐ فوت ہوئے تھے۔ اِس آفتاب علم و عمل کے غروب ہونے سے پہلے جو وحی آسمان سے آئی حسب ذیل تھی:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (۵/۱)

(اے بنی نوع انسان:) میں فاطرِ زمین و آسمان نے آج (اس زمین پر) اپنے بھیجے ہوئے آخری قاصد کی دنیاوی زندگی کو ختم کر کے) تمہارے دستور العمل کو تمہاری دنیاوی بہتری کے لئے مکمل کر دیا ہے اور (مکمل کر ناکیا درا صل) تم پر جو نعمت کسی ممکن طریقے سے عطا کر سکتا تھا، پوری کر دی ہے۔ اور (اگر مجھ پر اعتبار کرو یا میری صلاح مانو اور اس پر عمل کے لئے تیار ہو جاؤ تو) میں نے تمہارے لئے (وہ) اسلام بطور دستور العمل پسند کیا ہے (جس پر میرا آخری پیغامبر تم کو تیئس برس تک چلا کر تمہیں کامیابی کی پہلی منزل تک پہنچا گیا ہے۔)

اگر رسولِ خداؐ کی آخری وحی یہی تھی جیسا کہ کئی مورّخ بیان کرتے ہیں تو میں نے ان الفاظ کا مکمل مفہوم اُوپر کے الفاظ میں حرف بحرف بیان کر دیا ہے۔ اس مفہوم کی صحت کی تصدیق ہر اہلِ نظر الفاظِ وحی پر پورے طور پر غور کرنے سے کر سکتا ہے اور

مقصد یہ کہنا ہے کہ اگر ایک شخص کو یقین ہو چکا تھا کہ میں کوئی پیغام بنی نوع انسان کے لئے لایا تھا اور اس پر ایک گروہ کو چلا کر کامیابی کی پہلی منزل تک پہنچا چکا ہوں، جس کے بعد وہ منزل مقصود تک پہنچنے کے اہل خود بخود بنتے جائیں گے تو اس قاصد کا پیغام دینے کا فعل پورا ہو چکا اور اس پر لازم ہے کہ اپنے پیدا کئے گروہ کو آخری منزل تک پہنچنے کا موقع دے اور خود الگ ہو جائے!

یہ توجیہہ رسول خدا کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کی ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ قدرت کا منشا بھی یہی ہو، لیکن تھوڑے سے مزید غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں کہ ایسا پیغام لانیوالا شخص کبھی برداشت نہ کرے گا کہ جس زہرہ گداز محنت سے اس نے انسانوں کی ایک جماعت تیئس برس میں ایک مقصد کے لئے تیار کی، وہ محنت کسی آئندہ وقت انسان کے اپنے ظلم یا مکر سے برباد ہو جائے اور وہ جماعت اس مقصد کو حاصل کرنے والی نہ رہے۔ اس مکاری کے بارے میں ایسے محنت کرنے اور کرانے والے روکھے پھیکے شخص کا فتویٰ جو اپنے مرنے سے چند دن پہلے شام پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا، جو چند ماہ پہلے تیس ہزار انسانوں کو اس شدت کی گرمی اور تنگی میں (ناکاروں کے شدید احتجاج کے باوجود) تبوک تک لے جا کر مظفر و منصور واپس لایا تھا، یہی ہو سکتا ہے کہ میرے بعد اگر مسلمان دنیا پر غالب نہ آئے تو چالیس کروڑ یا ساٹھ کروڑ انسانوں کی یہ بھیڑ مومن اور مسلمان تو کیا، خدا، قرآن اور اس کے رسولؐ کے نزدیک قطعی طور پر جہنمی ہے اور ان میں سے ایک فردِ واحد پر بھی کسی معنوں میں قرآن کے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس فتوے کے بعد رسولؐ کا نام چومنے والے آج کل کے مکار مسلمان سوچیں کہ ان کے اس مکر کی رسولِ خدا کے نزدیک کیا وقعت ہے؟

جس کردار و عمل کا مومن نبیؐ بنا کر چھوڑ گئے ہیں وہی مومن ہے، باقی سب کچھ نہیں کیونکہ "مکمل دین" میں کمی کی گنجائش نہیں!

الغرض جس کردار و عمل کا مسلمان رسولؐ اپنی زندگی میں پیدا کر گئے وہی مسلمان ہے، یہی اوپر کی وحی رضیت لکم الاسلام دیناً میں الاسلام کے "ال" کا مطلب ہے یعنی وہی اسلام جو خدا کا آخری رسولؐ عملاً دکھا کر رخصت ہوا تھا۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر کہ مسلمان اپنے بارے میں کچھ سوچے، میں رسولِ خدا کی دس برس کی زہرہ گداز محنت کی مدنی زندگی کا مرقع آئندہ صفحات میں پیش کرتا ہوں، تاکہ وہ ایک نظر سے دیکھ سکے کہ رسولؐ نے اس سروسامان کے ساتھ دس برس کے اندر کیا معجزہ کر دکھایا تھا:۔

دس برس کی مدنی زندگی میں

ماہ	سنہ ۱ھ	سنہ ۲ھ	سنہ ۳ھ	سنہ ۴ھ	سنہ ۵ھ
محرم		↓ [illegible]	پہلا سکون	قبیلہ خزیمہ کی غداری النسا (۱۲۲ تا ۱۴۰) الطلاق (۱۴۲)	واقعہ افک (۱۵۲) نیز (۱۷۷) بریت حضرت عائشہ (۱۷۷)
صفر	۲۷ر صفر کو ہجرت کے لئے مکہ سے روانگی اور غار ثور میں ۳ رات قیام	رسولؐ نے خود ابوا پر عمرو بن مخشی ضمری کے قافلہ قریش پر حملہ کیا، صلح کر لی (۱۹)	پہلا سکون	بنو عامر، بنو سلیم، بنو کلاب کی پے درپے غداری، بنو نضیر کی سازش قتل رسولؐ، ۸۰ صحابہ کا قتل	↑
ربیع الاول	۸ر کو مدینہ سے دو میل باہر قصبہ قبا میں ۴ روز قیام (۹) اور مسجد قبا کی تعمیر، ۲۲ر کو مدینہ میں ورود اور ۷ ماہ تک ابو ایوب کے مکان میں قیام	مہم ابواط (۱۹) مہم سعوان (۲۰)	۱۲ر ربیع الاول غزوۂ نجد (۸۴) غزوۂ فرع (۸۵)	معاہدوں کی تجدید پر اصرار، عامرہ قلعہ زہرہ، غزوۂ بنو نضیر (۱۴۵) الحشر کا نزول (۱۴۷)	
ربیع الثانی	سلسلۂ مواخات قائم کیا گیا مسجد نبویؐ کی تعمیر	↑ [illegible]	محمد کا نزول (۷۶) ↑	نجد میں بنو ثعلبہ، بنو محارب پر چڑھائی (۱۵۰) ↑	[illegible]
جمادی الاول	قبیلہ جہینہ سے معاہدہ (۱۴) کفار مکہ کا عبداللہ بن ابی کو خط کہ محمدؐ کو قتل کر دو (۱۴)	[illegible] کی تیاریاں ↓	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمادی الثانی	مدینہ سے ۶۰ میل دور ذی العشیرہ میں بنو مدلج سے معاہدہ (۱۴) نیز بنو ضمرہ اور اہل ابواط سے (۱۴) یہود قبا کی بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع سے معاہدے (۱۴)	مہم ذی العشیرہ (۲۰)	[illegible]	غزوۂ دومۃ الجندل (۱۵۰) [illegible]	[illegible]
رجب	↑	۱۲ر رجب بطن نخلہ کی مہم عمرو بن حضرمی مارا گیا (۲۰) جو بعد میں غزوۂ بدر کا باعث ہوا	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شعبان	[illegible] ↓	تحویل قبلہ کا حکم (۲۰) البقرہ کا نزول (۲۲ تا ۴۵) البینہ التغابن اور الجمعہ کا نزول (۴۶ تا ۴۸)	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رمضان	حضرت حمزہ کا ۳۰ مہاجر کے ساتھ ۳۰۰ شام سے آنے والے قافلے پر جس پر ابوجہل تھا حملہ، مجدی بن عمرو نے صلح کرادی (۱۸)	۱۷ر رمضان غزوۂ بدر (۵۵ تا ۶۵) الانفال کا نزول (۶۷ تا ۷۸)			
شوال	عبیدہ بن حرث کا بطن رابغ میں عکرمہ بن ابوجہل کی ۲۰۰ فوج پر حملہ (۱۸)	غزوۂ سویق (۸۰) غزوہ بنی قینقاع اور بنو نضیر کی جلاوطنی (۹۲)	غزوۂ احد (۸۵ تا ۹۱) آل عمران کا نزول (۹۵ تا ۱۱۲)		↓
ذیقعدہ	سعد بن وقاص کا ۲۰ مہاجر کے ساتھ خرار کی طرف قافلہ پر جو شام سے آرہا تھا حملہ (۱۹)	نجاشی شاہ حبشہ کی طرف قریش کی سفارت کی ناکامی شوال کے آخر یا ذیقعدہ کے شروع میں (۸۱) ↑	↑ [illegible]	↓	۸ر ذیقعدہ غزوۂ خندق (۱۵۴) بنو قریظہ کے سب مرد قتل کر دیئے گئے (۱۵۷) الاحزاب (۱۶۰) المنافقون (۱۶۴) بنو بکر کو شکست فاش (۱۹۸)
ذی الحجہ	↑ [illegible] ↓	[illegible] ↓	الصف (۱۱۳) الحدید (۱۱۵ تا ۱۲۰)	غزوۂ بنی مصطلق (۱۵۱) جویریہ سے نکاح (۱۵۱) فتنۂ حارث بن مزار عبداللہ بن ابی کی غداری	

Marfat.com

رسولِ خدا کی زہرہ گداز مصروفیات کا مرقع

سنہ ۶ھ	سنہ ۷ھ	سنہ ۸ھ	سنہ ۹ھ	سنہ ۱۰ھ	سنہ ۱۱ھ
النور (۱۸۱) المجادلہ (۱۸۹) الحج (۱۸۹) سریۂ خیبر (۱۹۹) سریۂ نجد (۱۹۹) سریۂ بنو لحیان (۱۹۹) ذی قردہ [illegible] اور [illegible] کی مہمیں (۱۹۹)	غزوۂ خیبر (۲۲۰ تا ۲۲۵) التحریم (۲۱۳) الممتحنہ (۲۱۷) بنو قریظہ کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ سے نکاح (۲۲۵، ۲۲۶)	حاکم بصریٰ کے نام خط ↑	مال زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے عاملین کا گرد و نواح میں بھیجا جانا (۲۹۰) ↑	حضرت علی کی بطور حاکم یمن تقرری (۳۲۷) ابراہیم، رسولؐ کے بیٹے کی وفات (۳۲۸)	شام پر حملے کی تیاری کا حکم شام پر حملے کی تیاریاں
↑	↑	[illegible]	[illegible]	مختلف اطراف سے بے شمار وفود کی آمد (۳۲۹)	اسلامی فوج کا جرف کے مقام پر پڑاؤ (۳۳۷) رسولؐ پر بیماری کا حملہ
[illegible]				مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت (۳۲۹)	حضرت عائشہؓ کی گود میں وفات
		سریۂ بنی خزاعہ (۲۳۷)	↓	عیلہ بن الاسود کا دعوئے نبوت (۳۳۰) ↑	[illegible]
	[illegible] (۲۲۹ تا ۲۳۲)	غزوۂ موتہ ۳ ہزار مسلمانوں کا قیصر روم کی ایک لاکھ فوج سے پہلا ٹکراؤ (۲۳۷ تا ۲۴۰)	شام کے سرحدی طاقتور حاکموں کا شاہ روم کے پاس وفد بھیجنا	[illegible]	
		↑ [illegible]	↑ [illegible] کی تیاریاں ↓		
[illegible]			غزوۂ تبوک ۳۰ ہزار فوج کا پڑاؤ (۲۹۳) سورۂ المائدہ (۳۰۹ تا ۳۲۶) منافق عبداللہ بن ابی کی موت (۳۰۰)		
		↓ ابوسفیان کا مدینہ میں ورود (۲۴۳) ↑	↑		
↓	↓	۱۰ رمضان کو فتح مکہ کے لئے دس ہزار مسلمانوں کا کوچ (۲۴۳) ۳۶۰ بتوں کو پیوند زمین کر دیا گیا (۲۴۷) العصر، الحجرات کا نزول (۲۵۲)	التحریم	↓	(۳۳۵ تا ۳۵۰)
حج کی تیاریاں، ۱۴۰۰ مسلمان تیار ہو گئے (۲۰۲)	مکہ جانے کی تیاریاں شوال کے آخر میں (۲۳۵)	غزوۂ حنین (۲۵۸) غزوۂ اوطاس (۲۶۱) طائف کی ناکہ بندی (۲۶۲) سورۂ توبہ (۲۷۵ تا ۲۸۹)	[illegible]		
صلح حدیبیہ (۲۰۲ تا ۲۰۴) ↑ الفتح (۲۰۶)		↓ [illegible] ↓	↓	مدینہ کے گرد اگرد حج کے لئے ایک لاکھ انسانوں کا اجتماع (۳۳۲)	
[illegible] ↓	حج کر لیا گیا، تین روز رہے (۲۳۵) حاکم عمان، شاہ غسان جبلہ بن الایہم کے نام خطوط	بیسیوں فوجی کارروائیاں (۲۷۰) طائف کے بنو ثقیف کا بلا شرط اقرار اسلام (۲۷۱)	حج کا خاموشی سے ادا ہونا علی کا سورۂ توبہ کا مکہ میں اعلان (۳۰۵)	۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں عظیم الشان خطاب (۳۳۳) ۱۰۰-۶۳ اونٹوں کی قربانی اور منیٰ میں پھر خطاب (۳۳۵)	

Marfat.com

نبیؐ کو دُنیاوی زندگی کے بعد ابدی زندگی کا منطقی یقین تھا؛

مدنی حالات کا یہ مختصر مرقع جو دُنیائے کسب و عمل میں ایک شخص کی محنت، دیانت، علم، ذہانت اور تجویز و تدبیر کا ایک بحرِ بیکراں ہے اور جو یکساں طور پر اس کے سچے ہونے کی سند بھی ہے، رسولِ خداؐ کی زندگی کے مطالعہ کرنے والے انسان کو محوِ حیرت کر دیتا ہے کہ اس عظیم انسان نے اپنی زندگی کے آخری لمحے کس مکمل اطمینان، کس صبر و سکون بلکہ آنیوالی موت سے بے نیاز ہو کر، اپنی اُمت کی آنے والی بہتری کی مزید تجویز و تدبیر میں انہماک سے گزارے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ کو یقین تھا کہ موت انسانی زندگی کا کوئی ایسا خوفناک مرحلہ نہیں کہ اُس کا ڈر انسان کے عمر بھر کے ارادوں اور ہمتوں، اُس کی گزشتہ زندگی میں دی ہوئی تعلیموں اور کلیوں، اس کے عمر کے منصوبوں اور قاعدوں کو بالائے طاق رکھ کر انسان کو موت سے دوچار ہونے کے لئے بیکار اور عاجز کر دے اور موت کا خوفناک دیو احسن الخلق انسان کو بالآخر حشرات الارض سے بھی ضعیف تر پیدائش ہونا ثابت کرے۔ رسولؐ کے ان آخری لمحوں کے افعال سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اس دُھن میں تھے کہ چلتے چلتے اُمت کو کوئی ایسا گُر سکھلا جائیں جس کی وجہ سے وہ آئندہ کسی مرحلے پر گمراہ نہ ہو جائے۔ اُن کے سامنے اُن کے آنیوالے سفر کی منزل ایک روشن اور بین منزل تھی جس کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور اس منزل کے تصور میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو رسولؐ کو عاجز اور سپر انداختہ کر دیتی۔ اسی بنا پر وہ آخری دَم تک بے ہوشیوں اور غشیوں کے باوجود بلند حوصلہ رہے اور پامردی سے موت کا مقابلہ کیا۔

ضعیف الخلق انسان کی سچائی اور دیانت کو پرکھنے کا یہی معیار سچا ہے کہ تن سے جان نکلتے وقت اس کا یقین متزلزل نہ ہو، وہ خاک و آب اور باد و آتش کی اس دنیا کو ہی اپنے وجود کا منتہا نہ سمجھے بلکہ اس کے سامنے اپنی آخرت اور اپنے انجام کی روشن تصویر موجود ہو، اپنے خالق کے موجود اور متمکن ہونے کا صحیح نقشہ اس کو اس دُنیا سے بے نیازی سے جانے پر آمادہ کرے، وہ اپنی رُوح کی فاطر زمین و آسمان کی رُوح سے دو بدو ملاقات حقیقت بالذات یقین کرے، اس کی زبان پر الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ اس امر کے متحقق ہوں کہ موت کے بعد ایک رفاقت اس بلند ہستی سے ان نیک کردار انسانوں کی ضروری اور لازمی ہے جو اس دنیا میں کچھ کر گئے، جنہوں نے خاکی زندگی کا عزیز وقت حتی الوسع ضائع نہ کیا۔ جو بے خبر اور بے علم انسان کو پتہ کی کچھ بات بتا گئے اور مطمئن ہو گئے کہ جو بتایا وہ انسان کی دنیاوی بہتری کے لئے تھا۔ بے عمل اور بدکردار انسان کو موت ایک ڈراؤنی چیز نظر آ سکتی ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (۸) کے الٰہی اخلاق والے انسان کو ہرگز نہیں؛

---

(۸) ترجمہ:- وہ خدا ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگا ہے۔ گویا خدائی اخلاق پر چلنے والے لوگ ہر وقت کسی نہ کسی مفید کام میں لگے رہتے ہیں؛

Marfat.com

نبیؐ نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کی ہر شق میں کامیابی کی داغ بیل ڈال دی تھی!

رسولؐ کی زندگی اعلانِ نبوت بلکہ احساسِ نبوت سے لے کر آخری دم تک ایک مسلسل ذہنی، اعضائی اور کرداری تگ و دو میں گزری تھی۔ اسی تگ و دو نے ان کو جسمی طور پر بھی تندرست رکھا اور ذہنی حیثیت سے مفکرِ اعظم کے درجہ تک پہنچا دیا۔ وہ اپنی کامیابی کی ہر نظری اور عملی منزل میں معلّم اور مبصر یا مجاہد اور مقابل رہے اور ہر جہالت اور مخالف طاقت کو مات کر گئے۔ مکّی زندگی میں یہ تگ و دو اکثر غور و فکر یا صبر و شکر یا تعمیرِ اخلاق کی تگ و دو تھی اور ان کے سامنے کائناتی حقائق کے اعلان، فطری سچائیوں کے اظہار یا اطاعت و تسلیم کے جذبے اور جسمانی طاقتوں کے انسانی دیو پیدا کرنا تھا۔ مدنی زندگی درحقیقت ان سب مقاصد کو بروئے کار لانے کی زندگی تھی۔ دس برس کی مدت کوئی بڑی مدت انسانی زندگی کے اعتبار سے بھی نہ تھی لیکن وہ اسی مختصر مدت میں کامیابی کی داغ بیل ہر شق میں پورے طور پر لگا کر گئے۔ حتیٰ کہ ان کا آخری ٹکراؤ اس وقت کی عظیم ترین سلطنت سے بھی کامیاب طور پر ہوا اور وہ بادشاہِ روم بھی رسولؐ کے پیدا کئے ہوئے ایمان و یقین کے بے ہوشوں کے جنون کو دیکھ کر ٹھٹک سا گیا۔ یہی وہ مبادرت تھی جس کی تعلیم رسولؐ اپنے پیروؤں کو بدرجۂ اتم دینے کا عزم رکھتا تھا اور اگلے تین سو برس کی مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان بڑی سے بڑی طاقت سے کبھی نہ ٹھٹکے اور ہر جسمی رکاوٹ کو سیلاب کی طرح بہا لے گئے۔ علمی اور اخباری تگ و دو بھی نبیؐ کی نبوت میں اس شان کی تھی کہ مسلمان اگر کما حقہٗ طور پر اس میں لگ جاتے تو باقی سب دنیا کو مات کر دیتے لیکن رسولؐ کے بعد مسلمانوں کو ذہنی اور اعضائی تگ و دو کو مناسبت سے ساتھ ساتھ چلاتے رہنے کا سلیقہ نہ رہا اور وہ نظری اور اجتہادی فتنوں کی قیامت میں پھنس کر چلتے چلتے بالآخر دونوں طرف تھم گئے۔

آج کے مسلمان کے لئے اس سکون و زوال میں رسولؐ کی زندگی پھر ایک طلسمِ کارگر کا کام کر سکتی ہے، کیونکہ رسولؐ کی دی ہوئی علمی سچائیاں وہ عالم آرا اور آسمان سا سچائیاں ہیں کہ مغرب کی علمی دنیا ہنوز ان سے فی الجملہ بے بہرہ ہے اور مغرب کو ان سچائیوں پر تندہی سے عمل کرنے کے لئے بغیر کسی شک و شبہ کے بلکہ دھڑلّے سے اکسایا جا سکتا ہے۔ ادھر مادی دنیا لاکھ اپنے لوہے اور برق کے ہتھیاروں پر اتراتی رہے اور فطرت کے موانعات پر مکمّل فتح پانے کے خواب میں انسان کے ایمان و یقین کو کوئی ہتھیار فی الحقیقت نہ سمجھے لیکن رسولِ عرب کی زندگی کے مطالعے کے بعد یہ امر مسلّم ہے کہ مضبوط یقین، زندہ ایمان اور روحانی جنون کے بغیر کائناتِ فطرت کی عظیم الشان چیستان کا حل پیدا ہو جانا از بس مشکل ہے۔ اس مطلب تک پہنچنے کے لئے نری مادی طاقت کچھ کام نہیں دے سکتی جب تک کہ اس طاقت کی رگ رگ میں خاطرِ زمین و آسمان کو محبّت، ولولے اور قلبی تڑپ سے تلاش کرنے کی فولادی مسلانیں جاری اور ساری نہ ہو جائیں اور بالآخر یہ کارخانۂ جہان مادیت اور روحانیت کے متفقہ آویزش اور زور پر دو زندہ اور باخبر روحوں کی باہمی آمیزش پر مختتم نہ ہو!

Marfat.com

نبی کا قابَ قوسَین کے بعد اَوْ اَدنٰی کا موجودہ مقام

ہاں! ایسے عظیم انسان کے متعلق یہ پست نگاہی کہ وہ دُنیا سے چل بسے اور ان کی دی ہوئی تعلیم تقویم پارینہ بن کر رہ گئی، بڑی تنگ نظری ہے۔ چودہ سَو برس کی انسانی تاریخ بزبانِ حال ثابت کر رہی ہے کہ خدائے عالمیان کا یہ قاصد فی الحقیقت ختمِ رُسل تھا، کیونکہ اُن کے بعد کسی فردِ بشر کو جرأت نہ ہو سکی کہ نبوّت کا دعویٰ کرے۔ ایسے خاتم النبیّین اور متمّمِ حجّتِ خدا شخص کے متعلق اس کی دنیاوی زندگی کے بعد یہ تخیّل کہ وہ بھی اور مرنے والوں کی طرح مر گیا، صریحاً بدگمانی ہے۔ یقین اور علم اگر کسی طرف منطقی طور پر رہنمائی کر سکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہ بندۂ خدا اپنی زندگی کے تمام طوفان سے گزر کر دو کمان سے بھی قریب تر ہو چکا ہے اور فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ کے بعد اَوْ اَدْنٰی کی منزل پر بیٹھا تماشا کر رہا ہے کہ بنی نوعِ انسان نے اس کے لائے ہوئے قرآن پر کیا عمل کیا اور ابھی اس پر عمل کرنے میں کیا کسر باقی ہے!!

المشرقی

۲۱ اگست ۱۹۶۳ء بوقت چار بجے شام

دین فطرت سے انحراف کی سزا؟

امت واحدہ بنے رہنا فطرت انسانی ہے اور منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے، اختلاف کی سزا شکست و ریخت کا جہنم اس دنیا میں، اور آخرت میں اس سے بدترین حالت ہے۔ اسلام تمام عالم کو توحید کے نصب العین پر متفق العمل کر کے امت واحدہ بنانے آیا تھا، فرقہ بندیاں پیدا کرنا اس کا مال کار ہرگز نہ تھا۔ سب انبیاء کو منجانب اللہ تسلیم کر لینا، سب الہامی کتابوں کا نفس موضوع ایک سمجھنا، ایک خدا کی ملازمت پر متفق العمل ہو جانا، ایک حاکم اعلیٰ کو ماننا، اور اس کے سوا کسی دوسرے رب کے پیچھے لگ کر فرقہ بند نہ بننا اسلام کی تعلیم تھی۔ امت واحدہ بنے رہنا، اس کا بتایا ہوا صراط مستقیم تھا، متحدالغرض اور متفق العمل رہنا اس کی ہدایت تھی۔ یہی الھدے اور دین الحق کا صحیح مفہوم تھا، اسی فطرت کے عظیم الشان اصل اصول لے کر رسولؐ آیا تھا اور اسی کا نتیجہ لیظھرہ علی الدین کلہ تھا اسی پر عمل کر کے قرنوں تک مسلمانان عالم غالب رہے اسی پر آج سب مغرب چل کر غالب آ رہا ہے۔ یہی وہ دین فطرت کی ایک اہم شق ہے جس پر تمام عالم مجبول ہے اور اگر آج مسلمان اس سبق کو بھول کر شکست پر شکست کھا رہے ہیں تو اس کی وجہ بھی اسی دین فطرت سے انحراف کے سوا حتماً کچھ نہیں۔ (حضرت علامہ مشرقیؒ)

Marfat.com

اُمّی کے لفظ کی قرآنی تشریح:

جو لغو اور مضحکہ انگیز غلطی مسلمان مفسرّوں نے اُمّی کے لفظ کی تشریح میں کی ہے کہ اُمّیین سے مُراد "اَن پڑھ عرب" اور النبی الامّی سے مراد "اَن پڑھ رسول" ہے، شرمناک ہے اور مسلمانوں کی پستیٔ فکر کی روشن دلیل ہے۔ قرآن میں حسب ذیل آیات اس کی صریح تردید میں ہیں:-

(۱) هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ؛ (۶۲/۲)۔ اگر رسولؐ "اَن پڑھ" تھا تو وہ کس طرح خدا کی آیات پڑھتا (یَتْلُوْا) تھا، اور کس طرح اُن کو الکتٰب کا علم دیتا (یُعَلِّمُهُمْ) تھا۔ اس آیت سے تو ثابت ہے کہ رسولؐ بڑا پڑھا ہوا اور بڑا عالم تھا۔

(۲) اُمّیُّون کا لفظ قرآن میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے تمیز کرنے کے لئے آیا ہے یعنی یہ وہ عرب لوگ ہیں جن پر اس سے پہلے کوئی کتاب نہ اتری تھی۔ جیسا کہ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا (۳/۲۰) یعنی اے محمدؐ! اُن لوگوں سے جنہیں (اس سے پہلے) الکتٰب دی گئی تھی، نیز اُن اُمّیوں سے (جنہیں کوئی کتاب اس سے پہلے بھیجی نہ گئی تھی) پوچھو کہ کیا تم (سولہ برس تک جو قرآن تم پر میری طرف سے آیا ہے اس پر) ایمان لے آئے ہو۔ تو اگر یہ ہاں کہہ دیں تو بے شک ہدایت پا گئے۔ یہاں صاف طور پر اہل کتاب کے مقابلے میں اُمّیّین کا لفظ آیا ہے اور مقصد دونوں گروہوں کو ہدایت کی طرف بلانا ہے، کیونکہ اہل کتاب بھی ان کے پاس الکتٰب ہونے کے باوجود گمراہ ہو گئے تھے۔ سورہ آلِ عمران کی یہ وحی بعثت کے سولہ برس کے بعد نازل ہوئی تھی۔

(۳) سورۂ بقرہ میں اسی نقطۂ نظر سے اہل کتاب کے متعلق کہا:- وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ؛ (۲/۷۸)۔ یعنی ان یہود و نصاریٰ میں سے (جن کو کتاب دی گئی تھی اور وہ اس کتاب کی تعلیم بھول گئے) ایسے لوگ بھی ہیں جو اُمّیین یعنی اہل عرب کی طرح جن پر کوئی کتاب اب تک نازل نہ ہوئی) کتاب کا علم نہیں رکھتے (اور اس میں کورے ہیں اور اگر جانتے بھی ہیں تو) سوائے اس کے کہ ان کی کتاب ان کی) آرزوؤں (اور خواہشات نفسانی کو پورا کرتی ہے کچھ نہیں جانتے) اور وہ صرف گمانوں میں (بھٹک رہے) ہیں گویا کہا کہ اہل کتاب اسی طرح کے اپنی کتاب سے بے علم ہو گئے ہیں جس طرح کہ عرب قرآن کے نازل ہونے سے پہلے تھے اور اسی لئے ان کی حیثیت اہل عرب سے بڑھ کر نہیں ـــ ان سب آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ النَّبِیّ الْاُمِّیّ سے مراد کتاب سے بے بہرہ اہل عرب کا رسول تھا نہ کہ اَن پڑھ رسول۔ مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے کہ انہوں نے دنیا کے سب سے بڑے صاحب علم رسولؐ پر یہ افترا باندھا۔ کتاب خدا کو قرآن حکیم میں جا بجا عِلْم کہا گیا ہے اور اسی لئے اہل عرب کو اُمّی کہا کہ وہ رسولؐ کے آنے سے پہلے کتاب سے بے بہرہ تھے۔

التذکرہ پبلی کیشنز ○ المشرق ہاؤس' 34- ذیلدار روڈ' اچھرہ لاہور۔ 54600

Marfat.com

ترتیب نزولِ سورت ہائے قرآنی

مکی سورتیں سنہ ۱ن تا سنہ ۴ن					
	۲۲۔ البروج (۸۵)	۴۴۔ الاخلاص (۱۱۲)	۶۵۔ الانبیا (۲۱)	۸۶۔ فاطر (۳۵)	۱۰۵۔ النور (۲۴)
۱۔ العلق (۹۶)	۲۳۔ المزمل (۷۳)	۴۵۔ الکٰفرون (۱۰۹)	۶۶۔ فرقان (۲۵)	۸۷۔ الاعراف (۷)	۱۰۶۔ المجادلہ (۵۸)
۲۔ المدثر (۷۴)	۲۴۔ القارعۃ (۱۰۱)	۴۶۔ الفلق (۱۱۳)	۶۷۔ بنی اسرائیل (۱۷)	۸۸۔ الاحقاف (۴۶)	۱۰۷۔ الحج (۲۲)
۳۔ اللھب (۱۱۱)	۲۵۔ الزلزال (۹۹)	۴۷۔ الناس (۱۱۴)	۶۸۔ النمل (۲۷)	۸۹۔ انعام (۶)	۱۰۸۔ الفتح (۴۸)
۴۔ القریش (۱۰۶)	۲۶۔ الانفطار (۸۲)	۴۸۔ الفاتحہ (۱)	۶۹۔ الکہف (۱۸)	۹۰۔ الرعد (۱۳)	۱۰۹۔ التحریم (۶۶)
۵۔ الکوثر (۱۰۸)	۲۷۔ التکویر (۸۱)	سنہ ۵ن تا سنہ ۶ن	سنہ ۷ن تا سنہ ۱۳ن	مدنی سورتیں	۱۱۰۔ الممتحنہ (۶۰)
۶۔ الھمزہ (۱۰۴)	۲۸۔ النجم (۵۳)	۴۹۔ القمر (۵۴)	۷۰۔ السجدہ (۳۲)	سنہ ۱ھ تا سنہ ۱۱ھ	۱۱۱۔ النصر (۱۱۰)
۷۔ الماعون (۱۰۷)	۲۹۔ الانشقاق (۸۴)	۵۰۔ الصٰفٰت (۳۷)	۷۱۔ حٰمٓ السجدہ (۴۱)	۹۱۔ البقرہ (۲)	۱۱۲۔ الحجرات (۴۹)
۸۔ التکاثر (۱۰۲)	۳۰۔ العٰدیٰت (۱۰۰)	۵۱۔ نوح (۷۱)	۷۲۔ الجاثیہ (۴۵)	۹۲۔ البینۃ (۹۸)	۱۱۳۔ التوبہ (۹)
۹۔ الفیل (۱۰۵)	۳۱۔ النٰزعٰت (۷۹)	۵۲۔ الدھر (۷۶)	۷۳۔ النحل (۱۶)	۹۳۔ التغابن (۶۴)	۱۱۴۔ المائدہ (۵)
۱۰۔ الیل (۹۲)	۳۲۔ المرسلات (۷۷)	۵۳۔ الدخان (۴۴)	۷۴۔ الروم (۳۰)	۹۴۔ الجمعہ (۶۲)	حجم مکی وحی
۱۱۔ البلد (۹۰)	۳۳۔ النبا (۷۸)	۵۴۔ قٓ (۵۰)	۷۵۔ ھود (۱۱)	۹۵۔ الانفال (۸)	۶۵۹۷ سطریں
۱۲۔ الانشراح (۹۴)	۳۴۔ الغاشیہ (۸۸)	۵۵۔ طٰہٰ (۲۰)	۷۶۔ ابراھیم (۱۴)	۹۶۔ محمد (۴۷)	سنہ ۱ن سے سنہ ۴ن ۸۳۲
۱۳۔ الضحیٰ (۹۳)	۳۵۔ الفجر (۸۹)	۵۶۔ الشعرا (۲۶)	۷۷۔ یوسف (۱۲)	۹۷۔ اٰل عمران (۳)	سنہ ۵ن سے سنہ ۶ن ۲۲۹۱
۱۴۔ القدر (۹۷)	۳۶۔ القیٰمہ (۷۵)	۵۷۔ الحجر (۱۵)	۷۸۔ المومن (۴۰)	۹۸۔ الصف (۶۱)	سنہ ۷ن سے سنہ ۱۳ن ۳۴۷۲
۱۵۔ الطارق (۸۶)	۳۷۔ التطفیف (۸۳)	۵۸۔ مریم (۱۹)	۷۹۔ القصص (۲۸)	۹۹۔ الحدید (۵۷)	حجم مدنی وحی ۳۸۹۱ سطریں
۱۶۔ الشمس (۹۱)	۳۸۔ الحاقۃ (۶۹)	۵۹۔ صٓ (۳۸)	۸۰۔ الزمر (۳۹)	۱۰۰۔ النسا (۴)	سنہ ۲ھ ۱۴۲ — سنہ ۳ھ ۵۸۲
۱۷۔ عبس (۸۰)	۳۹۔ الذٰریٰت (۵۱)	۶۰۔ یٰسٓ (۳۶)	۸۱۔ عنکبوت (۲۹)	۱۰۱۔ الطلاق (۶۵)	سنہ ۴ھ ۹۲۹ — سنہ ۵ھ ۱۹۶
۱۸۔ القلم (۶۸)	۴۰۔ الطور (۵۲)	۶۱۔ الزخرف (۴۳)	۸۲۔ لقمان (۳۱)	۱۰۲۔ الحشر (۵۹)	سنہ ۶ھ ۵۰۲ — سنہ ۷ھ ۸۸
۱۹۔ الاعلیٰ (۸۷)	۴۱۔ الواقعہ (۵۶)	۶۲۔ الجن (۷۲)	۸۳۔ الشوریٰ (۴۲)	۱۰۳۔ الاحزاب (۳۳)	سنہ ۸ھ ۴۲۱ — سنہ ۹ھ ۳۸۹
۲۰۔ التین (۹۵)	۴۲۔ المعارج (۷۰)	۶۳۔ الملک (۶۷)	۸۴۔ یونس (۱۰)	۱۰۴۔ المنافقون (۶۳)	
۲۱۔ العصر (۱۰۳)	۴۳۔ الرحمٰن (۵۵)	۶۴۔ المومنون (۲۳)	۸۵۔ سبا (۳۴)		

Marfat.com

"تکملہ" جلد اوّل و دوم کے تاریخی حصہ کی قیدِ ۳۵ دِنوں میں تصنیف کی تاریخ وار سرگزشت

تاریخ اور وقت	مضمون کی ابتدائی عبارت	صفحہ
۱۳ر دسمبر ۵۷ء	شارعِ دینِ اسلام، رسولِ خدا محمد صلعم ..... میں پیدا ہوئے۔	۷
۱۴ر دسمبر	حضرت خدیجہ کے بعد ۵۰ برس کی عمر میں رسولؐ نے دوسری شادی...	۱۸
۱۵ر دسمبر	چھٹا نکاح رسولؐ نے ۴ھ میں اُم سلمہ کے ساتھ...	۱۹
۱۶ر دسمبر	نواں نکاح رسولؐ کا جویریہ سے ہُوا...	۲۱
۱۷ر دسمبر	ہاں یہ بات بار بار تعجب خیز ہے کہ رسولؐ نے	۲۸
	.... روس کا مصنوعی سیارہ اور اخبار "وقت" کا حوالہ	۳۴
۱۸ر دسمبر	آج اگر مسلمان کے دل میں قرآن، رسولؐ بلکہ خدا کے بارے میں وہ قرونِ اولیٰ والا یقین پیدا نہیں ہوتا۔	۳۵
۱۹ر دسمبر	امریکہ کی سائنس میں بڑی وجہ یہ ہے...	۳۷
۲۰ر دسمبر ۹ بجے شام	لیکن میری دانست میں رسولِ خدا صلعم کی تحریک کے بالآخر اور مذہبوں کی طرح ایک پُرسکون...	۵۰
۲۱ر دسمبر	مَیں نے جون ۱۹۵۱ء میں یعنی سات برس پہلے مسئلہ انسانی پر ایک خط لکھا تھا...	۴۴ (×)

تاریخ اور وقت	مضمون کی ابتدائی عبارت	صفحہ
۲۲ر دسمبر	کتابت کا فتنہ...	۵۰
۲۳ر دسمبر	آج مختلف سُورتوں کے وقتِ نزول کی تعیین میں اتنا تفاوت ہے...	۵۱
	قرآن کی سورتوں کو علی الحساب جمع کرنے کا ظلم...	۵۱
۲۴ر دسمبر	خدا کے تصور کے متعلق ... مَیں نے اس خط میں...	۵۴
۲۵ر دسمبر	اپنی مرضی کا مالک ہو کر بغاوت کرتا ہے لیکن جو بات حیرت انگیز ہے...	۵۴
۲۶ر دسمبر ۴ بجے صبح	نفخت فیه روحی کے الفاظ کو کہہ کر قرآن نے اعلان کر دیا...	۵۶
۲۸ر دسمبر ۷ بجے شام	اس دردناک صورت کے متعلق قرآن میں دو جگہ تنبیہیں مسلمانوں کو دی ہیں	۴۱ (×)
۳۰ر دسمبر	رسول صلعم کے خانگی حالات کو اس تفصیل سے لکھنے کے بعد...	۶۹
	سورۃ العلق.... سورۃ المدثر	
یکم جنوری ۱۹۵۸ء ۷ بجے صبح	ایک جگہ اکابرِ قریش بیٹھے ہوئے تھے	۸۰
	حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا اسلام لانا	۸۰
۲ر جنوری صبح	الغرض شعبِ ابوطالب میں قیام کے دوران میں جو تین سال تک رہا قریش	۱۶۲

(×) کتاب میں اِن مضمونوں کو آگے پیچھے کر دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ مشرقیؒ کی معروف تصنیف

* قرآن حکیم کے عظیم ترین نصب العین اور پروگرام کی تشریح پر جامع مستند کتاب
* قرآن کو صحیح اور علمی نقطہ نظر سے سمجھنے کے لئے ایک بلند پایہ تفسیر
* قید سلاسل کے بیس روز کی ایک انتہائی تحقیقی علمی کاوش

علم کا بے بہا سمندر.........آیات قرآن اور ان کا گراں قدر اور زہرہ گداز علم

حدیث القرآن

سائنسی و مذہبی مفکر و فلاسفر بین الاقوامی شہرت یافتہ ریاضی داں اور نقیب فطرت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ کی وہ معرکتہ الاراء تصنیف جس میں:

* مصنف نے قرآن کی تعلیمات کو انتہائی سادہ اور آسان لفظوں میں واضح کر کے قرآن کی علمی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔
* مصنف کی یادگار عالم نوبل انعام یافتہ تصنیف "تذکرہ" کی دس جلدوں کا اختصار۔
* مصنف کا سورہ سجدہ اور سورہ جاثیہ کا مکمل مربوط اور ناقابل رد ترجمہ۔
* قرآنی نقطہ نظر سے مقام خدا' مقام انبیاءؑ' مقام الکتاب' مقام انسان' مقام فطرت' تمکن فی الارض کی علمی تشریح۔
* فردی مساوات کے لئے "زکواۃ" اور "الصلواۃ" کا عمل' موجودہ نسلی و مالی تفریق کا حل' عقائدی تفریق کے حل کے لئے عالمی مرکز کے قیام کی تجویز' علم کے ذریعے سے وحدت مذہب کا حل۔
* صحیفہ فطرت کی حقیقت اور اہمیت' طریق پیدائش' انسانی اعضاء میں انقلاب و ارتقاء ---- اعضائی ارتقاء کے متعلق تین قرآنی واقعات۔
* قرآن کے آخری آسمانی کلام ہونے کا قطعی ثبوت' مسئلہ ملاقات رب اور انجام کائنات' انجام کائنات کی جانب اقدام اور انسان کا آئندہ لائحہ عمل۔
* قرآن کو سمجھنے کے لئے بلندی نگاہ کیا ہو' صلائے عام بہ ساکنان زمین' اور ہوشمندانان زمین کو ایک پر مغز خطاب۔

تخلیق کائنات اور تسخیر کائنات کا راز جاننا چاہتے ہیں تو پھر:

حدیث القرآن کا مطالعہ کیجئے ---- اپنی پہلی فرصت میں کیجئے

Marfat.com

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اور اے محمدؐ خدا کا قانون پھر یاد دلا دو کیونکہ یہ یاد دلانا
اس قوم کو جو اس پر یقین کر کے عامل ہو جائے گی اس دنیا میں
سربلند کر دے گا ۔۔۔ القرآن، سورۃ التوبۃ ۹:۳۳

ترتیب نزولِ وحی کے عین مطابق

سیرۃ النبی ﷺ

بے بہا تذکرہ مکمل وتتمہ

۱۳۸۶ھ

قرآنِ حکیم کی تعلیم پر آخری لفظ

علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر: التذکرہ پبلیکیشنز
المشرقی ہاؤس 34- ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور- 54600

Marfat.com